

حضرت ابوبکر <sup>رضی اللہ عنہ</sup> بحیثیت  
صِدِّیقِ اکبر  
تاریخ کی روشنی میں

تالیف  
ڈاکٹر حافظ عبدالرحمن نقشبندی ابراہیمی

ڈی ایل ایس، ایم اے

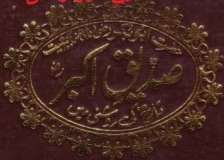
پی ایچ ڈی

فاضل دارالعلوم دیوبند

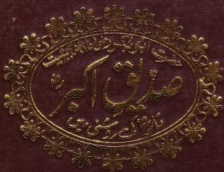
[toobaa-elibrary.blogspot.com](http://toobaa-elibrary.blogspot.com)

طاہر سنز  
اردو بازار - کراچی

حضرت ابو بکر صدیق رض بحیثیت  
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ







حضرت ابو بکرؓ بحیثیت صدیق اکبرؓ

تاریخ کی روشنی میں

پی ایچ ڈی مقالہ نگار

ڈاکٹر حافظ عبدالرحمن نقشبندی

پیشکش: طوبی ریسرچ لائبریری

[toobaa-elibrary.blogspot.com](http://toobaa-elibrary.blogspot.com)

# انتساب

اسلامی تہذیب کے علمبردار

محافظِ عربین شریفین

دنیا کے عرب کے بے خوف اور نڈر مجاہد

سرزمینِ صدیقیت کے امین

جلالۃ الملک فہد بن عبد العزیز

فرمانروائے سعودی عرب

کے

نام

عبد الرحمن ابراہیمی نقشبندی

ڈاکٹر محمود حسین لاٹھیری

کراچی یونیورسٹی - کراچی ۲۲

تاریخ اشاعت ----- جولائی ۱۹۸۵ء

مطبع ----- ناظر پریس کراچی

تعداد ----- ایک ہزار

قیمت ----- ۱۲۵/- روپے

ناشر

طاہر سنز

ناشران و تابران کتب

۴۵-۷- اردو بازار کراچی

فون نمبر ۲۱۴۴۶۵

کہتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اس کا وغیرہ کی تکمیل پر اللہ تعالیٰ اپنے خاص کرم سے انہیں اجر سے نوازے۔

آج بھی آپ نے استاد فہم الحاج پروفیسر یوسف جاس ہاشمی مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا مہم جوں منت ہوں جن کی رہنمائی میں زیر نظر مقالہ کی تکمیل ممکن ہو سکی۔

اس موقع پر میں یہ اظہار بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس شخصي مرحلہ میں میرے اساتذہ کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی دشمنین اور مکمل تسلیمات نے ہر مقام پر میری واضح رہنمائی فرمائی بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان بزرگوں کے روحانی تصرفات ہی میری استقامت کا سبب ہے۔ ورنہ من اہم کہ من داعم۔

بہر کیف آپ کے سامنے پیش کش بعنوان "حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بحیثیت صدیق اکبر تاریخ کی روشنی میں" پیش کی جا رہی ہے اس توقع پر کہ اس کے مطالعہ کے بعد آپ بے دعا غیر میں یاد رکھیں گے اور اس جانب اپنی توجہ مبذول فرمائیں گے کہ ہم سب من جانب اللہ داعی الی الخیر کے منصب پر فائز نہ کئے گئے ہیں اس لئے اپنی ذمہ داری کو پیش نظر رکھ کر "دعوت حق" کی خاطر جس قدر کئے ہیں اس سے صرف نظر نہ کریں۔

یہاں اس کا ذکر بھی ہے علی نہیں کہ میں محطابہ صاحب کا بے حد ممنون ہوں جنہوں نے اصلاحی اور اسلامی خدمت کے پیش نظر اسے زبور لطاعت سے آراستہ کر کے اپنی صلاحیت کے مطابق اس کا ترمیم و تجدید کردی اللہ تعالیٰ انہیں اس کا اجر عاقبت فرمائے۔ آمین۔

مرکز مفت ترمیم ہوں میری قیمت کیا ہے

کہ رہے چشم خریدار پر احسان میرا

وہا علیہ الا البلاغ

نیا زنگین  
ڈاکٹر عبد الرحمن

## حامد و مصلیٰ عرض احوال

میں بڑے مجر و انکسار کے ساتھ بارگاہ رب العزت میں شکر گزار ہوں کہ اس نے پیغم انعامات اور اس دور پر فتن میں مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صدیقیت پر تحقیق نگارش اور اس اہم اسلامی و علمی موضوع پر یہ پیش کش صاحبان فکر و نظر ادب ایمان تک پہنچانے کی سعادت سے نوازا۔

یہ تحقیقی سرمایہ اس نژاد سے بھی باعث سکون ہے کہ جامعہ کراچی کی منظوری نے اسے مستند قرار دیا جس کی پذیرائی نے مجھے اپنی ارجح - ڈی کی اعلیٰ سند سے سرفراز کیا اور اس پر تحقیق نے پوری طرح کو حوض کے بعد اپنی تحقیق سے قبول فرمایا۔

یہ اسلامی و تحقیقی کاوش کس طرح تکمیل تک پہنچی تو اس میں شخص اللہ تعالیٰ کا کرم ہی کہہ سکتا ہوں کہ اس نے اس مزب پرست ماحول میں باوجود ہمت خفگی اور دو قدرت کی کیا سازگاری کے مجھے موانع و مشکلات میں ثابت قدمی دی اور میں نے استقامت کے ساتھ اپنا کام جاری رکھا ہے۔ میں یہی املاؤں کہہ سکتا ہوں۔

اس مقام پر یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس کا وغیرہ میں اپنے ان فہمین کی رہنمائی امانت کا ذکر کروں گا جنہوں نے قلمت مراحل پر میری مدد فرمائی جن میں قابل ذکر شخصیات میں جناب پروفیسر ڈاکٹر اختر جہاں صاحبہ، ڈاکٹر انصاری صاحبہ شعبہ علوم کیا جامعہ کراچی اور جناب صلاح الدین صاحب شعبہ سیاسیات جامعہ کراچی میں جنہوں نے بی، ایڈ، ڈی میں داخلہ لینے سے پہلے اور بعد میں ہر موقع پر میری اعانت فرمائی جن کا شکریہ ادا کرنا ضروری

## تعارف

جناب ڈاکٹر مہناظ عبد الرحمن صاحب نے شعبہ علوم اسلامی جامعہ کراچی سے اس مقالہ پر پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے، ان کے تحقیق نے اس مقالہ کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے اور جناب مولانا سید محمد و صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم کراچی کی گرامر قدر دانے کے بعد کسی مزید تصدیق کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ پھر یہی چونکہ میرے واسطے معلوم کی گئی ہے، لہذا اس کے متعلق میں مندرجہ ذیل مختصر اثرات کا اظہار کرتا ہوں۔

جہاں تک موضوع کی اہمیت اور ندرت کا تعلق ہے اس موضوع پر اس سے قبل عربی، فارسی، اردو اور انگریزی زبانوں میں کسی نے خاصہ رسائی یا طبع آزمائی نہیں کی ہے۔

سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، تاریخ اسلام، تاریخ عرب اور سیرت ابوبکر صدیقؓ پر بے شمار کتابیں نہایت تفصیل اور اختصار سے لکھی گئی ہیں اور آئندہ بھی لکھی جائیں گی۔ لیکن کسی نے سیرت ابوبکر کی صدیقیت، صدیقیت کی ہے، صدیق کے فاضل کیا ہیں، ہر نبی کو صدیق کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے، حضرت ابوبکرؓ کی صدیقیت کا اہم فیصلے صادر فرمائے۔ ان فیصلوں کا اسلام پر کیا اثر ہوا، ان معاونین پر کسی نے آج تک کوئی کتاب نہیں لکھی، یہی اس مقالہ کا اہم پہلو ہے جو اس کو دیگر کتابوں سے ممتاز ہے کرتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے تعلیم کا آغاز پڑھنا سے کیا، تیسری جماعت کے بعد دارالعلوم دیوبند میں حفظ قرآن، فارسی ادب، علوم اسلامی، فقہ، حدیث، تفسیر، اصول فقہ، اصول حدیث، مہول تفسیر، علم الکلام، منطق، فلسفہ وغیرہ اور عربی ادب کی تعلیم حاصل کی۔ اس طرح ۱۳۸۰ھ میں مولانا الحدیث حضرت مولانا مہناظ غفر الدین احمد شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند سے دورہ حدیث کی تکمیل کی، دیگر اساتذہ حدیث میں حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بیابانی، حضرت مولانا

Head Office:

2310200

Branch Office:

311217

ٹانک واڑہ:

۲۳۱۰۲۰

کورنگی:

۳۱۱۲۱۷

# دارالعلوم کراچی

Darul-Uloom, Karachi-I.

(ISLAMIC REPUBLIC OF PAKISTAN)

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

احقر نے زیر نظر مقالہ حضرت ابوبکر حبیب صدیقؓ کی تاریخ کی روشنی میں "اول سے ۱۵۵۰ تک حرفاً و آدباً، اور ایک بعد حدیثہ فطرتی، اس حوری مطالعہ میں احقر کی نظر میں کوئی بات قابل غور و غفلت یا مستحکم اہل سنت کے خلاف نظر نہیں آئی، بلکہ بعض صفات پر ابھی اور عمدہ تحقیق و تنقید سے موطوط ہوا۔ اللہ تعالیٰ مؤلف اور ان کے اساتذہ کو جزائے خیر و عافیت فرمائے کہ ایک مستور گوشت کو اب بے ذائقہ کر دیا ہے جس سے کسی شخصیت فراعہ کو اختلاف نہیں ہو سکتا، بلکہ مبید ہر کہ بعض نادان حق حضرت کیسے یہ کوششیں متعلیٰ راہ ثابت ہو۔ واللہ یعلم الحق (دھو جھلائی السبیل)

نظم در فضیلت  
۱۳۸۰ھ / ۱۳۸۱ھ

(۷) ڈپلومہ لائبریری سائنس جامعہ کراچی ۱۹۷۲ء

(۸) سرٹیفکیٹ ترکی زبان ۱۹۷۲ء

(۸) ایم۔ اے جامعہ کراچی ۱۹۷۳ء

(۹) پی۔ ایچ، ڈی شیعہ معارف اسلامیہ جامعہ کراچی ۱۹۷۹ء

یہ چند کلمات لکھنے کے بعد میں اللہ تعالیٰ سے دست بردار ہوں کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو تاجیات اسی طرح دینی خدمات کے انجام دہی میں کامیاب اور مرتزق فرمائے آمین ثم آمین

سراج احمد فاروقی  
سابق پیرمین شیعہ علوم اسلامی  
جامعہ کراچی

میں نے طلبہ صاحبہ تہجد والعلوم دیوبند حضرت مولانا فخر العلی صاحب حضرت مولانا امجد علی صاحب اور حضرت مولانا نذیر احمد صاحب عثمانی قابل ذکر ہیں، دارالعلوم سے فراغت کے بعد اپنے والد محترم حضرت مولانا حافظ کریم اللہ صاحب نقشبندی کے قائم کردہ مدرسہ دارالعلوم پونا اور حافظ شیخ سلطان صاحب کے قائم کردہ مدرسہ مردوڈا جلیقہ مسجد پونا میں تقریباً دو سال تک درس و تدریس کے فرائض سر انجام دیئے، یکم جولائی ۱۹۷۳ء میں پاکستان آئے۔

۱۹۷۳ء کو ۱۹۷۳ء میں جامعہ کراچی سے منسلک ہوئے۔ دوران ملازمت لائبریری سائنس میں ایم۔ اے کیا، ۲۱ ستمبر ۱۹۷۷ء کو پی۔ ایچ۔ ڈی کا یہ مقالہ زیر نگینی پروفیسر الحاج ڈاکٹر یونس عباس صاحب با شخصی جامعہ کراچی کو بغرض امتحان پیش کیا، ۲۱ جنوری ۱۹۷۹ء کو سند کیسٹ جامعہ کراچی نے اپنے ایک اجلاس میں پی، ایچ، ڈی کی ڈگری منظور کی، یکم مارچ ۱۹۸۰ء کو شیعہ علوم اسلامی جامعہ کراچی میں بحیثیت استاد تقرر ہوا، ۲۱ دسمبر ۱۹۸۰ء تک شعبہ ہدایا میں تدریسی خدمات نہایت حسن و خوبی سے انجام دیتے رہے، ڈاکٹر صاحب کے والد مرحوم و مغفور فرمایا کرتے تھے کہ ہم سلفاً "بریم نیل یعنی ابراہیمی مسلمان اہل سنت و الجماعت حنفی اور شیعہ نقشبندی ہیں ڈاکٹر صاحب سلفہ نقشبندیہ میں حضرت مولانا محمد عبدالملک صاحب عبدقی نقشبندی مجددی کے مجاز ہیں۔ اور تاحال جامعہ کراچی سے وابستہ ہیں، تعلیمی کوائف درج ذیل ہیں

- ۱) سند فراغ شیعہ فارسی از دارالعلوم دیوبند۔ ۱۳۴۳ھ
- ۲) سند الفروع من شیعہ الفکرۃ والتجويد المحدثۃ العالیۃ الشہیرۃ بدرا العلوم دیوبند بدوایۃ الفحص ۱۳۷۹ھ
- ۳) الامازۃ المسندۃ لسا والکتاب الحدیثیۃ من شیخ الحدیث فخر الدین احمد بدرا العلوم دیوبند۔ (سند تخصص فی الحدیث) ۱۳۸۰ھ
- ۴) سند الفروع من المحدثۃ العربیۃ الاسلامیۃ الشہیرۃ بدرا العلوم دیوبند، (علوم اسلامی اور عربی ادب) ۱۳۸۱ھ
- ۵) اجازت نامہ حضرات نقشبندیہ مجددیہ ہمدانیہ فضیلۃ از محمد عبدالملک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ ۲۵ ربیع الاول ۱۳۸۸ھ یوم جمعہ وقت اشراق مقام کراچی،

## تقریظ

ڈاکٹر عاتقہ محمد الرحمن صاحب کو میں ذاتی طور پر بھی طرح جانتا ہوں،  
شعبہ علوم اسلامی میں دو سمسٹر درس و تدریس کے فرائض بھی انجام دے چکے  
ہیں، میں ان کی تعلیمی قابلیت و صلاحیت نیز درس و تدریس سے بخوبی واقف  
ہوں اور ساتھ ہی مطمئن بھی ہوں، اس لئے کہ معارف اسلامی میں سب سے کام  
پیش عربی دانی ہے۔ علوم اسلامی کا طے سرمدیہ اور بینا دی کتب عربی ہیں  
ڈاکٹر صاحب نے دینی تاریخ اسلام سے واقفیت عربی ہی کے ذریعہ ممکن ہے۔ اور  
ڈاکٹر صاحب ایسے ہی لوگوں میں سے ایک ہیں۔ جو دارالعلوم دیوبند سے  
فارغ التحصیل ہونے کے علاوہ جامعہ کراچی کے کلیہ معارف اسلامی کے بانی، ایچ، ڈی  
بھی ہیں، جو موصوف کو زیرِ نظر مآثر تیار کرنے پر جامعہ کراچی سے عطا کیے  
آئین اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ موصوف کو تاحیات ایسی طرح دینی خدمات  
انجام دیتے ہیں کہ عیاد اور مرفوع فرمائے آمین،

(ڈاکٹر محمد طاہر ملک)

سابق پیر میں شعبہ علوم اسلامی  
جامعہ کراچی

## فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
۶۳	مالی امداد نہ کرنے کا شان صدیقیت عکاس	۱۸
۶۷	حضرت عبد الرحیم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کا اسلام	۲۷
۶۸	حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۳۰
۶۹	حضرت زینب	۳۹
۷۱	حضرت ام کلثوم	۴۰
۷۱	حضرت فاطمہ	۴۳
۷۱	علی بن ابی طالب	۴۸
۷۸	حضرت ابو جہش صدیق کے یقین اور صدیق کی کیفیت	۵۳
۸۱	ایمان میں حضرت ابو بکر کی راہ اختیار کرنا چاہیے	۵۳
۸۲	الباب الثالث	۵۴
۸۲	حضرت ابو بکر در رسالت میں	۵۶
۸۲	تصدیق نبوت	۵۷
۸۸	تصدیق رسالت اور اتفاق مال فی سبیل اللہ	۵۸
۸۸	حضرت علی اور تصدیق رسالت	۵۹
۹۲	قول فیصل	۵۹

## مقدمہ

## الباب الاول

صدیق کی تعریف، معنی اور مفہوم

ڈاکٹر کے اعتبار سے صدیق کی تعریف

قرآن میں صدیقین کا تذکرہ

صدیق کا نبی کو لازم ضروری نہیں ہے

صدیق کی ضرورت کیوں پیش آئی ہے

تمام صدیقیت تمام نبوت کے اعلیٰ متصل ہے

صدیق اور محدث میں فرق

## الباب الثاني

حضرت ابو بکر حبشیت صدیق قرآن کہ دشمنیں

اداء

یقین

الصدیق

تصدیق رسالت

تصدیق رسالت اور اتفاق مال فی سبیل اللہ

تصدیق رسالت اور اتفاق مال سے

کسی شخص کی رضا بخوبی مطلوب نہیں

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۱۴۲	غزوہ ثقیف	۹۷	قریش میں صدیق کا مقام
۱۴۳	قریشیت انبیا	۹۸	انقلاب اسلام
۱۴۳	غزوہ تبوک	۹۹	بیت اللہ میں خطبہ
۱۴۶	حج کی قیادت	۹۹	حضرت ابوبکر کا مقام فدائیت
۱۵۵	حضرت ابوبکر کا امامت صلوة کا حکم	۱۰۲	رسول اللہ کے ساتھ مشرکین کا شیعہ تہذیب
۱۵۷	حضرت ابوبکر کی امامت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اصرار	۱۰۴	صلوہ کا اور حضرت ابوبکر کا جب و
۱۵۸	امامت صلوة کا حق کس کو ہے	۱۰۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تہذیبی کارناموں میں مالی اسرار کرنا
۱۶۰	صلوة میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کی اقتدار فرمائی	۱۰۹	تقدم فی الصلوۃ حضرت مہدی کا اللہ تعالیٰ کے جواکھن المؤمنین کے جوار رحمت و حسن
۱۶۲	حضرت ابوبکر کی موجودگی میں کسی دوسرے کو امامت کا حق نہیں ہے	۱۱۱	حضرت ابوبکر کمال اور کمال انفاق کے حامل تھے
۱۶۳	حضرت ابوبکر نے کتنے غازیوں پر چھائیں	۱۱۲	شعلہ کی تابانی خاصہ حضرت حضرت ابوبکر کا دار
۱۶۶	رقاص کس کی بحث	۱۱۳	واقعہ اربار اور سرکار انبیا کی تصدیق
۱۶۶	حضرت ابوبکر کا روٹا	۱۲۰	ہجرت کی تیاریاں
۱۶۷	مسجد کے دروازوں کو بند کرنے کا حکم	۱۲۳	ہجرت
۱۶۹	باب عمر حضرت ابوبکر کا نبوت قدم پر	۱۲۵	غار قریش میں قیام
۱۷۱	اور وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنا	۱۲۸	مدنی زندگی
۱۷۱	حضرت عمر کی عمرائت	۱۳۱	غزوہ بدر
۱۷۱	حضرت عمر کی عمرائت	۱۳۵	غزوہ احد
۱۷۱	حضرت عمر کی عمرائت	۱۳۵	حج عید
۱۷۱	حضرت عمر کی عمرائت	۱۳۸	غزوہ خنین
۱۷۱	حضرت عمر کی عمرائت	۱۳۹	دن میں حضرت ابوبکر نہایت سوت تھے
۱۷۱	حضرت عمر کی عمرائت	۱۴۱	امت کا اجتماع
۱۷۱	حضرت عمر کی عمرائت	۱۷۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے
۱۷۱	حضرت عمر کی عمرائت	۱۷۱	نواہیوں کی تعبیر معلوم کرتے تھے

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۲۳۰	غضب و ظلم کی چھوٹی نکتہ	۱۸۰	الباب الرابع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دھماکے کے وقت دنیا نے اسلام کی حالت
۲۳۱	الحجاز	۱۸۲	واقعہ ذی وقار
۲۳۲	سامانی اور اراذلی تعلقات	۱۸۵	جزیرہ غار عرب
۲۳۴	عوام میں ہمارے جہان میں بٹ گئے تھے	۱۸۵	بین
۲۳۴	انسانیت کے آئینہ رسائل اور جمعی فیصلہ	۱۸۷	مضر
۲۳۶	سیاسی نظام	۱۸۸	دوس
۲۳۹	نظام اقتصادی	۱۸۸	حضرت موت
۲۳۹	نظام اجتماعی	۱۸۸	یسامہ
۲۵۱	علاموں کے حقوق	۱۸۹	عسان
۲۵۲	مشرطانیت اور تہذیبی ماعدہ کا اجتماع	۱۸۹	بھون
۲۵۵	تہذیب کا انتخاب	۱۹۰	نقد
۲۵۹	بیعت عامہ	۱۹۱	نوعیم
۲۶۱	حضرت علی اور زبیر ابن العوام کی رنجش	۱۹۲	باز طینی شیشا بیت
۲۶۲	حضرت ابوبکر کا پہلا خطبہ	۱۹۵	بشارت اور تہذیبی اسباب
۲۶۴	حضرت صدیق کا طائفت واپس کرنے کا لہجہ	۲۰۳	آیات متعلقہ طائفت صدیق اکبر
۲۶۶	رقاص کس کا مسئلہ	۲۰۵	اہل روہ کے گیارہ فرقے
۲۶۶	عاصی بحث	۲۲۰	حضرت ابوبکر کی خلافت کے طرف
۲۷۰	الباب الخامس فوجی اور بین الاقوامی فیصلے	۲۲۳	آپ نے اشارات بھی فرمائے
۲۷۰	عیش اسامہ	۲۲۵	دانی حضرت ابوبکر صدیق ہیں تھے
۲۷۱	قبائلی عصیت کی بچہ کنی	۲۲۸	خطوط کا مضمون قرآن کے قضا کا وعدہ



صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر	عنوانات
۴۳۲	عقود کے وظائف	۳۶۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عام ہے
۴۳۳	بچوں کے وظائف	۳۶۹	محمد شقائق
۴۳۴	لا وارث بچہ کا ولیف	۳۷۰	بعثت عام اور ختم نبوت کا ربط
۴۳۵	عروہ اولیاء کے صحابیوں کے درجہ مساوی	۳۷۱	اسلام میں مسند تقادد اور رسول اللہ
۴۳۶	دیجات والوں کے لئے عطایا	۳۷۲	صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل
۴۳۷	حضرت عمارت حضرت صدیق کی طے کی طرف رجوع	۳۷۳	ابو بکر صدیق کی ذمہ داری ہان کی تدبیر اور فتح
۴۳۸	الباب الثامن	۳۷۴	الباب التاسع
۴۳۹	صدقیت کا تہذیبی کردار و کارنامے	۳۷۵	مسئلہ وراثت
۴۴۰	اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ تشبیہ	۳۷۶	صدقیت کی کبریا استعمال
۴۴۱	کی زندگی	۳۷۷	دعوی وراثت
۴۴۲	دینی زندگی	۳۷۸	دعوی وراثت حضرت فاطمہ
۴۴۳	صدقیت بحیثیت خلیفہ	۳۷۹	علیہ اور دیگر دعوی و گائیر
۴۴۴	حضرت ابو بکر بحیثیت خلیفہ اللہ	۳۸۰	فی اثرات
۴۴۵	وصعت علم	۳۸۱	تولیت کی حقیقت
۴۴۶	طریقہ استنباط	۳۸۲	عطایا، جائیگری اور ارضی کی تقسیم
۴۴۷	بیراث صہ	۳۸۳	میں حضرت ابو بکر صدیق کا طریقہ کار
۴۴۸	صحیح حدیث	۳۸۴	عطایا اور وظائف
۴۴۹	حضرت ابو بکر کا کتب خانہ	۳۸۵	اسلام میں جائیگری دینے کا طریقہ کار
۴۵۰	حضرت ابو بکر صاحب الراشہ تھے	۳۸۶	ارضی ملکوت
۴۵۱	حضرت ابو بکر بہت بڑے تاریخ دان تھے	۳۸۷	ارضی غیر ملکوت یا ارضی مباحہ
۴۵۲	دستور وظائف اور حضرت عمر کی نامزدگی	۳۸۸	ارضی بیت المال
۴۵۳	وفات ابو بکر	۳۸۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور حضرت عمر کا طریقہ کار
۴۵۴	کتابیات	۳۹۰	

صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر	عنوانات
۳۱۶	سنت نبوی کی روشنی میں زکوٰۃ کی اہمیت	۲۸۷	اسلام کی اہمیت کا فلسفہ
۳۱۷	زکوٰۃ کی فرضیت	۲۸۸	عوام الناس پر ہم کی اہمیت بتانا
۳۱۸	احادیث میں فرضیت زکوٰۃ	۲۸۹	بیش اسامہ کو ہدایات
۳۱۹	زکوٰۃ کب اور کین حالات میں فرض ہوئی	۲۹۰	قبیلہ کلب کا ارتداد
۳۲۰	دینی اور دنیا کی فخر	۲۹۱	بنو قضاہ پر پیش اسامہ کا حملہ
۳۲۱	حاصل بخشہ نیکان و سنت کی روشنی میں	۲۹۲	ہم کے اثرات
۳۲۲	اتفاق فی سبیل اللہ کے مصارف	۲۹۳	دشمن کے غم سے صدیقیت کا اعتراف
۳۲۳	تقار زکوٰۃ کی ضرورتی نظام ہے	۲۹۴	اسلامی مہجرت پر فروع متعین کرنا
۳۲۴	ماغین زکوٰۃ	۲۹۵	مسلمانوں کے دلوں میں نیا خوش پیدا کرنا
۳۲۵	ماغین زکوٰۃ کے دلائل	۲۹۶	غزوہ موتہ کا انتقام
۳۲۶	صاحب کلام اور حضرت ابو بکر کی گفتگو	۲۹۷	باب کے قتل کا انتقام
۳۲۷	قیامی کا اجتماع	۲۹۸	جائیدین کا استقبال
۳۲۸	صدقیت فیصلہ کے دھوکے ستارچ	۲۹۹	غلیظہ کی حیثیت سے جہاد کا اصل مفہوم
۳۲۹	ماغین زکوٰۃ کے مصروفی نقاب	۳۰۰	اور اس کی اہمیت اور توضیح
۳۳۰	حضرت صدیق دفاعی لائق نمبر ۳ پر	۳۰۱	جہاد کے اقسام
۳۳۱	اسلام عام	۳۰۲	قیصر و کسری کے تغیر مزام اور عاصیہ کی فتنہ
۳۳۲	مہمند نامہ	۳۰۳	کیا تمام جنگیں اقتصاد ہی اور معاشی نہیں
۳۳۳	احکام جنگ	۳۰۴	اسلامی جنگوں اور لڑائیوں کی فرض و غایت
۳۳۴	ختم نبوت قرآن اور حدیث کی روشنی میں	۳۰۵	الباب السادس
۳۳۵	قرآن کا اعلان ختم نبوت	۳۰۶	ماغین زکوٰۃ مرتدین اور کذابین
۳۳۶	ختم نبوت کی اہمیت اور ضرورت تاریخی اعتبار سے	۳۰۷	اسلام میں زکوٰۃ کی اہمیت قرآن کی روشنی میں
۳۳۷	اسلام کی جامعیت	۳۰۸	انبیائے سابقین اور نظام زکوٰۃ کے قیام حکم

## مقدمہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقِيَّةِ وَصَلَّى اللَّهُ  
عَلَى مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَعَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِينَ  
وَعَلَى أَصْحَابِهِمُ أَجْمَعِينَ.

امابعد! اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سیرت نگاری کا فن ابتداء اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی سیرت علیہ کے مختلف پہلوؤں کو غور کرنے کے لئے معرض وجود میں آیا۔  
عزراوت و سرایا کی تفصیل قلم بند کرنے کے لئے علم مغازی کی ابتدا ہوئی۔  
یہی علم سیر و مغازی فن تاریخ نگاری کا ابتدائی زمرہ ثابت ہوا۔ سیرت و  
مغازی پر سب سے پہلے دوسری صدی ہجری میں محمد بن اسماعیل نے السیرہ  
و المبتدا و المغازی تالیف کی جس سے بعد کے سیرت نگاروں اور مورخوں  
نے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ تاہم سیرت نگاری کے میدان میں سب سے  
زیادہ ابن ہشام نے شہرت حاصل کی جنہوں نے سیرت ابن اسماعیل کی  
تالیف کی اتنی دیانت اور محنت سے تہذیب و اصلاح کی کہ لوگ اصل  
نسخہ سے بے نیاز ہو گئے جو ہمارے اس مقالہ میں سیرت صدیق کے لئے  
بھی ایک بنیاد فراہم کرتی ہے۔ ان کے علاوہ الواقدی نے صدر اسلام  
کی تاریخ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مغازی سے متعلق بڑا ذخیرہ  
اپنی متعدد تالیفات خصوصاً المغازی میں جمع کر دیا۔

ابن سعد نے صحابہ اور تابعین کے حالات زندگی پر طبقات الکبریٰ  
جیسی ضخیم کتاب کا کہ کر حضرت ابو جری کی سیرت نگاری کے دائرے کو وسعت

پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا اور آپ کے مشہور ہو گئے۔ کتاب صدیق اکبر میں علامہ صدیقیت کا عنوان قائم کر کے فاضل مصنفت کہتے ہیں "حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی نے متعدد مسکوبات میں مقام صدیقیت پر بحث کر کے بتایا ہے کہ سلوک و معرفت کے بہت سے طرائق ہیں خلافت، شہادت، لیکن ان سے اعلیٰ مقام صدیقیت کا ہے اور اس مقام صدیقیت اور مقام نبوت میں کوئی واسطہ نہیں ہے" (۶) آگے چل کر مزید لکھتے ہیں کہ "شاہ ولی اللہ نے مقام صدیقیت پر بڑی عمدہ اور مبسوط بحث کی ہے جو کچھ یہ مقام بڑا نازک ہے اور ذرا سی تبدیلی سے غلط فہمی کا اسکان ہے اس لئے ہم اپنی طرف سے کچھ کہ بغیر صرف شاہ صاحب کی تقریر کا غور نہ نقل کرتے ہیں" (۷) اس طرح صوفیاء کی اصطلاح قرار دے کر صدیقیت مورخین کے عدم توجہ کا سبب بن جاتی ہے اور سوانح نگار صدیقیت کے پہلو پر غور کئے بغیر گزر جاتے ہیں مگر تذکرہ نگار اور مؤرخین اگر ذرا غور و فکر سے کام لیتے تو ان پر یہ حقیقت واضح ہو جاتی کہ صدیق اکبر نے قلیل مدت خلافت میں جو عظیم امور انجام دیئے ہیں اور جن پر ضخیم کتب تالیف کی گئیں ہیں وہ صرف اور صرف صدیقیت کا کمال ہے۔

اس میں شک نہیں کہ صدیقیت قرآن و حدیث اور صوفیاء و کرام کا موصوفہ بحث رہا ہے، مفسرین، محدثین اور صوفیاء و کرام نے اس پر غامض فرائض کی ہے لیکن علامہ اس وصف سے یہ کہہ کر نرا رکھشی کی کئی کہ روحانی علاج میں سے ایک درجہ ہے یہ حقیقت ہے کہ صدیقیت کے لئے روحانیت کا ہونا ضروری ہے جس طرح نبوت کے لئے روحانیت کی ضرورت ہوتی ہے لیکن یہ ایسا مقام ہرگز نہیں

دی اسی طرح ایسا ہر طری نے نمایاں کردار ادا کیا ان کے علاوہ مورخین متقدمین نے حضرت ابوبکر کے دورانِ خلافت پر (جو دو برس تین ماہ دس دن کے قریب ہے) ضخیم جلدات لکھی ہیں۔ حافظ ابن حجر نے اصحاب میں ابن عساکر کی نسبت لکھا ہے کہ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق کے تذکرے میں ایک ضخیم کتاب لکھی تھی۔

الہدایہ والنہایہ میں جہاں عہد صدیقی کے واقعات لکھے ہیں اس موضوع پر اپنی ایک مستقل کتاب کا بھی تذکرہ کرتے ہیں جیسا کہ کتابیات کے طویل فہرست سے آئندہ چل کر واضح ہو گا کہ حضرت ابوبکرؓ پندرہویں معتد بہ عربی مصادر موجود ہیں بلکہ نہشتہ صدیوں میں عربی، اردو، انگریزی اور فارسی وغیرہ میں مختلف نوعیت کی ضخیم عربیوں اور تحقیقات لکھی گئیں۔ تاریخی اعتبار سے کارناموں اور کردار کے اعتبار سے شاید ہی کوئی گوشہ ان کا ایسا ہو جو نقشہ زور گیا ہو۔ متقدمین نے اس سلسلہ میں جو کچھ لکھی ہیں وہ دو قسم کی ہیں۔

- (۱) وہ کتابیں جو حضرت ابوبکر صدیق کے تمام حالات و سوانح پر مشتمل ہیں۔
- (۲) وہ کتابیں جو صرف عہد صدیقی کے اہم اور خاص خاص واقعات پر مشتمل فتنہ ارتداد وغیرہ لکھی گئی ہیں۔

مگر ذیل نظر مقالہ میں جس گوشہ یعنی صدیقیت کو ہم نے خاص موضوع بحث بنایا ہے اس پر اس سے قبل ہماری دانست میں غامض فرائض انہیں کی گئی ہے۔ لفظ صدیق قرآن و حدیث، تاریخ اور صوفیاء کی کتب میں ضرور ملتا ہے۔ تاریخ یا لغت میں اگر بہت تفصیل دے دی گئی تو اتنا لکھ دیا جاتا ہے کہ صدیق حضرت ابوبکرؓ کا لقب ہے جو واقعہ اسرار کی تعلیم

جو عام فہم نہ ہو۔ نبوت کی طرح صدیقیت بھی کلام ہے ہر ادنیٰ واعلیٰ عالم اور ان پر محض سب اس کا ادراک کر سکتے ہیں بلکہ اس کا ادراک بھی نبوت کے ہر عام و خاص کے لئے ضروری ہے کیونکہ اس کے ادراک کے بغیر اللہ تعالیٰ کا فشار اور مقصد تکمیل تک نہیں پہنچتا البتہ مقام صدیقیت کا حصول مثل نبوت کا غیر ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی کے بعد اپنے وحی کی حفاظت اور ترویج کا کام صدیق کے لئے لیتا ہے اور جو امور کی مصلحت کی بنا پر نبی کی حیات میں انجام نہ دیتے جا سکے ہوں یا ان کا ظہور نبی کے وفات پر موقوف ہو ان کی انجام دہی صدیق ہی کے ذریعہ ہوتی ہے اس امت پر اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق کو نبی کا نائب بنایا اور آپ کے مفقود و خلافت میں اہم مسابقت پیدا فرما کر صدیقیت کے ذریعہ اس کو عمل فرمایا۔ مقالہ کے پڑھنے سے نبوی الاذہ ہوگا کہ نبی کے بعد صدیق کا غیضہ اللہ ہو یا کائنات ہی تھا۔ کتنے نازک، اہم، و دور رس، سنگین، غمت السوء، حقیقی اور دائمی فیصلے نفس قرآنی، سنت اور احادیث کی روشنی میں بے جھجک بلا غلو بلا تردد کرنے پڑے اور صدیق نے کروڑوں مسابقتیں اور حوضا مشترقیں حیران میں کر اتنے مختصر وقت میں اندرونی انتشار ختم کر کے بیرونی غلبہ طاقتوں سے کس طرح برسرِ کار ہوئے۔ جو کچھ ان کے فہم سے ہے، امر باہر ہے، اس بنا پر بعض نے تسلیم کرنے سے انکار لیا۔ مسلم مورخ سب کو کھو جاتے ہیں لیکن حقیقت پر غور و فکر کرنے کی وجہ سے حضرت ام کا دور وسیع فتوحات کی وجہ سے ان کی توجہ کا مرکز بن جاتا ہے۔ بات نہایت واضح تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کا بیج بویا تھا اس کی آبیاری اللہ تعالیٰ نے صدیق کے ذریعہ کی، عمر فاروق کے دور خلافت میں وہ پھل دینے لگا۔ گویا کھل کر خوش ہوئے اور حضرت عمر فاروق کے دور خلافت کے مداح ہوئے۔ درخشاں نگاہ سے والے اور آبیاری کرنے والے کو بھول گئے اور حضرت عثمان کے درخشاں وقت میں دست بگریباں ہوئے اور حضرت علی اور معاویہ کے مشترک دور

میں مڑنے لگے۔ حضرت علی کے بعد اللہ تعالیٰ نے پھر امت کو متحد فرمایا اور وہ درخت چر سبیل دینے لگا اور اسلام کیوں برا عقلموں پر پالیشیا اور افریقہ میں پھیل گیا اور لوگ جوق در جوق حلقہ بگوش اسلام ہوئے

حضرت ابو بکر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ۲۳ سال خوشن اور کاوشوں کی مکمل آبیاری کی ہے۔ تیرا سال بھی دور میں اسلام اس قابل ہو کر اب ایک سیاسی نظام اور ریاست و خلافت فی الارض کی بنیاد رکھی جائے۔ مدینہ شریف کو اگر آپ نے ریاست و خلافت قائم کی اور اس سال تک اس کی تکمیل میں خوش و پسند ایک فرمایا۔ نظام مکمل ہوا۔ پھر سب عمر میں اسلامی ریاست قائم ہوئی۔ اب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جواریں بنا دیے ہیں پھر امور ایسے تھے جن پر امت کو یہ فیصلہ کرنا تھا کہ حق تعالیٰ کی قیامت برپا کرنے کی اپنی صلاحیت بروئے کار لائے اور یہ امت کا حق تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس طریقہ کار پر عمل لیکن خدا اور ان کی باری کے لئے اللہ تعالیٰ نے صدقہ سے کام لیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں گونا گوں مسائل کی حل آپ کی ذات میں ہی ملتی تھی۔ جب وہی کا سلسلہ منقطع ہوا، اللہ کا یہ مشکل ہوا، قرامت کو آئندہ کے ہر قسم کے مسائل کی حل کے لئے قربت دینے کی ضرورت تھی۔ اگر ضرورے دیکھا جائے تو عدلی دور میں ۱۳ سال رہے۔ اس میں خاتم حکومت و ریاست قائم نہ ہو کر پھر تربیت اللہ تعالیٰ نے صدیق اکبر کے ذریعہ فرماتے ہیں۔ نبی کی حیات میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے حکم کا جو حال و چراں کی نعمت تھی بحث و تحقیق سے مستغنی کیا تھا۔ بحث و تحقیق جو انسان کا بنیادی حق تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس حق کو حقاً تعالیٰ بنی نوع انسان کو دینا چاہتے تھے اور اس کے لئے تربیت کی ضرورت تھی چنانچہ حضرت صدیق اکبر کے دور میں بحث و تحقیق کا حق دیا گیا اور ہر موقع مسئلہ پیدا فرمایا گیا تاکہ صدیق اس کا حل امت کے سامنے پیش کرے آئندہ کے لیے ایسے مسائل کی بنیاد پر رکھی جائے کہ ان میں نہ کوئی چیز ہو جس سے کوئی شخص غرضی ہو نہ جو کسی شخص سے امت کا راز ہو نہ جو کسی شخص کے لئے خدا کا دھوکہ دہن ہو سچے خدا فرما کر یہ فرمایا ہے میں تمہیں ان کی مانند دراشت، مومن فی خلافت امامت اور انھیں

دوسرے کے مسائل پیدا نہ ہو سکے جیسا کہ مائتہ فصیحہ انہا کی آیت سے واضح ہوتا ہے۔ اور خلافت کے بجائے نظام سیاسی بادشاہیت میں تبدیل نہ ہو جائے، اس حقیقت کی طرف بوقت مطالبہ میراث صرف صدیق کی نظر پڑتی اور اس معاملہ میں دو ٹوک فیصلہ فرمایا کہ اہل کثافت سے میراث پر ہرگز کوئی حق تجدیدی کے تصور کو پیش کر لینے امت میں راستہ فرمایا۔ ماضیین زکوٰۃ اور مرتدین کے باب میں کسی تدریج سے کام نہ لیا اور امت کو کلہاڑی سے قطع فرمایا جس نے آئندہ صفات میں یہ کشمکش کی ہے کہ قرآن و سنت و حدیث نیز مفسرین تابعی و حنفی کی روشنی میں ابو بکر کا ہر قول و فعل و عمل اور فیصلے اور احکامات اور ہدایات چاہے وہ بعد رسالت سے متعلق ہوں یا ان کے اپنے وہ خلافت (۲) سال تین ماہ اور دس دن اسے متعلق ہوں صرف حدیث کی روشنی میں جانچا اور پکھا جائے۔

جیسا کہ جاچکا ہے کہ حضرت ابو بکر پر متعدد کتابیں ہر زبان میں تفصیل سے موجود ہیں۔ اس لئے ہم ان کی زندگی کے صرف ان واقعات کو اپنے مقالہ میں زیر بحث لائے ہیں جن کا تعلق براہ راست حدیثیت سے ہے۔ لہذا ایسے بھی واقعات ہیں۔ اور ہو سکتے ہیں اور ہم بھی بول گئے جو مختلف کتب میں محفوظ ہیں اور ہم اسے طے کر بھی نہیں سکتے جو حدیثیت سے غیر متعلق تھے اس لئے حکماء کے خوف سے ہم نے ان کا ذکر اذکار ترک کیا۔ ہمارے پیش نظر صرف حدیثیت کا مطالعہ ہے جس میں یہ دیکھنا ہے کہ حدیثیت کی ہے، ایسا بھی کہنے صدیق کی عظمت کیوں پیش آتی ہے صدیق کی ذمہ داریاں، کونہاد اور خدمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس حد تک صدیق اکبر نے امت کی رہنمائی فرمائی۔ کیا کیا اہم امور زیر بحث آئے کیا دشواریاں پیش آئیں اور صدیق اکبر نے ان کو کس خوبی سے حل فرمایا اور کیا صدیق کے علاوہ کوئی دوسرا ان مشکلات کو حل کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا؟ لہذا صدیق اکبر کے ہم گیر اور امان کو چھوڑ کر حدیثیت کو صرف ایک مورخ کی تاریخی آنکھ سے دیکھا گیا ہے اور اس کو زیر بحث لانے کی کوشش کی گئی ہے۔

حدیثیت زیر نظر مقالہ کا موضوع بحث ہے اور مقالہ میں صرف انہی مرتبہ

ابو بکر کے لئے کی کوشش کی گئی ہے اس ضمن میں سب سے پہلے یہ بیان کیا گیا ہے کہ حدیثیت کیا ہے۔ حضرت ابو بکر کو کیوں صدیق کہا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مات مبارک میں کیا کیا خدمات انجام دیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاریخ کے جس دور میں اسلامی سیاست کی تاسیس فرمائی اُن وقت دنیا کے مختلف حصوں میں کس قسم کے جہانات پائے جاتے تھے۔ خصوصاً عرب میں، ماحول کی تھوڑا سا سب آپ کی وفات کوئی تھوڑا سا دھوا ہوئے۔ کیا دشواریاں پیش آئیں اور صدیق نے ان حالات کو کس طرح قابو میں کیا اور ان کو حل فرمایا۔ اس بات میں ذرا بھی مفاد نہیں ہے کہ ہمارا موضوع صرف حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی روشنی میں بہت وسیع ہے اور بخاطر ۱۳ احکام محدود ہے لیکن یہ عرض بجائے خود مختلف النوع مباحث کا حامل ہے ہر اس دور پر ہے شمار تصنیف کی موجودگی نہ اس کو ذرا مشکل بنا دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اگر ایک طرف ان تمام کتب سے استفادہ کیا ہے جو ہیں دستیاب ہو سکیں تو دوسری طرف ہماری کوشش یہ رہی کہ مطالعہ کو صرف حدیثیت کے اہم اور قدیم ترین مآخذوں کی روشنی میں پیش کیا جائے۔ ان اگر کسی بحث کے مسئلے میں قدیم مآخذ سے مدد نہیں مل سکی تو اس کے بعد دوسرے مآخذ سے استفادہ کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ حدیثیت کی تاریخی پہلو کو اجاگر کرنے میں جدید مصنفین اور ان کا تحقیق کو بھی سامنے رکھا گیا ہے۔

یہ بیان کرنا بھی ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ حدیثیت کے تاریخی پہلو کا جائزہ لینے میں اگرچہ ہم نے تاریخ کے بنیادی مآخذ کو بھی نظر کیا لیکن اپنی بحث کا تمام تر دار و مدار قرآن وحدیث پر ہی رکھا ہے اور یہ کہنا تعمیل حاصل ہے کہ حدیثیت کے لئے انتہائی اہم اور سب سے زیادہ مستند مآخذ قرآن ہے اور اس کے بعد حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جو آپ کے قول و فعل اور تقریر سے عبارت ہے) ابھی وجہ ہے کہ ان دونوں مآخذوں کو ہم نے اپنے مطالعہ میں ہر ممکن اولیت دی ہے۔

اس تحقیق مقالہ کی پہنائی میرے فاضل استاد جناب ڈاکٹر ارمیت عباس اسٹی صاحب نے فرمائی۔ درحقیقت یہ آپ کے انکار کا ایک نمونہ ہے جو عرصہ

اسی طرح جسے کہ اللہ تعالیٰ کوئی سبیل ایسی نکال دے کہ دنیا کے سامنے صدیقیت سے یہ پیشکش ہو جائے اللہ تعالیٰ کی رحمت است و موصوت کی یہ دیرینہ خواہش پائیدار ہو گئی اور رہنمائی کے سلسلے میں شفقت اور تدبیر کا جو ثبوت دیا ہے اس کے لئے راقم ان کا سہرا سمون ہے۔ غالباً استاد فرم پہلے شخص میں جنہوں نے صدیقیت کے جامع رموز و حقیقت پر نور فرمایا، بذات خود بھی ابتداءً حوصلہ و بصیرت کا صوفیاء کو کم کی اصطلاح اور ان کا مشغول تصور کرنا ہر ایک مقالہ کے تحلیل کے بعد استاد کا شکر گزار ہوں۔

یہاں یہ وضاحت بھی مناسب ہے کہ سہولت کے خاطر متن کے حوالوں کو ہم نے ہر صفحہ پر جاسٹہ میں پیچھا کر لیا ہے اور ساتھ ہی مقالہ کے آخر میں ان تمام کتب اور مواد کی کن بیانات (جن کے زیر نظر مقالہ کی تدوین و تدبیف میں مدد لی گئی ہے) شامل کی گئی ہے۔

### صدیقیت کے مآخذ اور انتخاب روایات میں طریقہ کار

عبد صدیقی کے لئے مآخذ اصولاً تین ہیں قرآن، کتب حدیث، اور تاریخ و کیر لکنا ہیں۔ چنانچہ ہم نے قرآن کو مقدم رکھا اور جہاں تک قرآن سے مدد حاصل کر سکتے تھے حاصل کی اس کے بعد کتب حدیث سے مدد لی لیکن زیر نظر مقالہ تاریخ کی روشنی میں لکھنا مطلوب تھا اس لئے تاریخ دوسرے بھی حتمی المقدور مدد ملی تاکہ ایک مختصر مقالہ کو واضح العقیدہ مسلمان کے صفوں تک نہ پہنچو نہ ہی ذکر کرنے پائے چنانچہ جو واقعات تاریخ و کیر میں موجود تھے ان کا حوالہ دینے میں کسی تلافی سے کام نہیں لیا۔ سیرت ابن ہشام اور طبری سے جامعاً کثرت سے حوالہ دینے کی یہی وجہ ہے کہ ایک مشتق اور ایک آزاد خیال مؤرخ سیرت ابن ہشام اور طبری کے حوالوں کا بہت کم لکھ کر گزرتا ہے۔ اس کے ساتھ تاریخی واقعات کے

تقدیر کے جو اصول ہیں اس کو مد نظر رکھا۔

- (۱) واقعہ کے اصل راوی کے ساتھ صاحب واقعہ کے تعلقات کس قسم کے تھے۔
- (۲) جو واقعہ صاحب واقعہ کی نسبت بیان کیا گیا اس کے مسئلہ اوامام و کالات کے پیش نظر اس واقعہ کا مدوراس سے ممکن تھا؟
- (۳) نفس واقعہ کی نوعیت کیا ہے۔
- (۴) اگر واقعہ کو صحیح مان لیا جائے تو طبعاً جو نتائج مرتب ہوتے ہیں وہ ہوتے یا نہیں۔

(۵) کسی روایت کو صرف اس بنیاد پر قبول نہ کیا کہ وہ کسی مقدم مؤرخ کی روایت ہے بلکہ اس کے عطا اور نقاد ہونے کی صلاحیت کا بھی خیال رکھا۔ کسی واقعہ کے لئے استدلال کرتے وقت ان اصولوں کو پیش نظر رکھا مثلاً حضرت ابو بکر کے بیعت سے حضرت علی کے تخلف کرنے کا واقعہ۔

- (۱) حضرت علی کا بیعت نہ کرنا کوئی معمولی بات تھی تو اس کا شہرہ و چراغا ہونا چاہئے تھا اور اس واقعہ کے راوی متعدد ہونے چاہئے تھے
- (۲) تاخیر بیعت کا جو سبب بیان کیا گیا ہے کیا پیشتر حضرت علی کی بے نفسی اور پاکیزہ شخصیت کے ساتھ مطابقت رکھتی ہے۔

(۳) حضرت علی کا بیعت نہ کرنا اجتماعیت کے لئے سب سے بڑا حادثہ ہر ممکن تھا جیسا کہ موجودہ دور میں ایسا بناؤ پر و گزردہ ہوئے ہیں تو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے بعد بھی فوراً ایسی کوئی مخالفت سامنے آئی تھی۔

(۴) حضرت ابو بکر صدیقؓ کا اسلام میں جو مرتبہ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ پر جو اعتماد تھا حضرت علی سے زیادہ کون ان سب سے واقف ہو سکتا تھا اس بنیاد پر کیا حضرت علی سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ وہ بیعت عامہ کے وقت سب کلماتوں سے الگ رہے ہوں۔

(۵) اگر حضرت علی نے ۶ ماہ تک بیعت نہیں کی تو اس مدت میں جو اہم واقعات پیش آئے جو درحقیقت اسلام کے لئے موت و زیست کے سوال تھے تو کیا حضرت علی ان سب سے بے تعلقی رہے اور حضرت ابو بکر سے کوئی تعاون نہیں کیا؟

(۶) اگر حضرت علی نے بیعت نہیں کی تو کیا حضرت ابو بکر اس گمراہی کو برواشت کر کے اسلامی وحدت کی دیوار میں رشتہ کھلا رہنے دیتے جیسا کہ کنگ ایسا سوچا جا رہا ہے

(۷) کیا اس چھ ماہ کے روایت کے بالمقابل اور روایات ایسی ہیں جو حضرت علی کی بیعت عامہ کے دن ہی بیعت سے متعلق ہوں۔

(۸) اس طرح بعض صحابہ کبار سے تاریخ میں جو چند ایسی باتیں منسوب ہو گئی ہیں کیا ان کے شایان شان ہو سکتی ہیں؟

ان اصول کے تحت زیر نظر مقالہ میں صرف مصدقیت کو تاریخی اعتبار سے بیان کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے اور حتی المقدور واقعات کی تفصیل سے اجتناب کیا گیا ہے کیونکہ واقعات سیرت و تاریخ کی کتب میں مفصل موجود ہیں جو وہاں دیکھے جاسکتے ہیں۔ میں اگر کسی پہلو میں مصدقیت کی روشنی نظر آئی اسکو بیان کرنے پر اکتفا کیا۔

وَأَخِيرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ •

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## الْبَابُ الْأَوَّلُ

### صدق کی تعریف، معنی اور مفہوم،

”صدق“ وہ ہے جو قول و افعال میں سچا ہو، اور پھر اپنی سچائی کی تصدیق اپنے عمل سے کر دکھائے۔ امام لازمی فرماتے ہیں کہ ”کل من صدق بكل امر الله لا يتخالفه في شئ منه شك فهو صدق“ (۱) صدق وہ ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے ہر امر کی اس طرح تصدیق کرے کہ اس میں شک کی کوئی علامت نہ ہو۔

ابن منظور: ”لسان العرب“ میں اسی کے ساتھ ایک جملہ اور بڑھاتے ہیں ”کل من صدق بكل امر الله لا يتخالفه في شئ منه شك“ وصدق النبي صلى الله عليه وسلم فهو صدق“۔ جو اللہ تعالیٰ کے ہر امر کی اس طرح تصدیق کرتا ہو کہ اس کے کسی حصہ میں شک کی نشانی نہ ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی تصدیق کرتا ہو، تو وہ صدق کہلائے گا جو امر حق اور ثابت ہو، اور اس میں قطعاً شبہ یا شک کی گنجائش نہ ہو۔

”وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ“ (۲) ابلیس نے اپنا گمان اور ان لوگوں کے بارے میں غش و سوء بایا، اگرچہ اس نے بطور حق کے ”وَلَا يَخْلِفُكُمْ بَہَا تَحَا“ کر کے اللہ میں آپ کی غلوں کو ضرور گواہ کر دیا گا۔ لیکن حب اس کا یہ گمان حق اور ثابت ہوا تو ایسے موقع پر صدق کا استعمال لیتا۔ زبان و دل، قول و عمل کا ہم آہنگ ہونا ضروری ہے اور صرف زبان سے حق کا اقرار کافی نہیں ہے بلکہ عمل سے پورا



جہ کے برابر ہی کی ہوگئی تو وہ شخص صدیق کے درجہ سے نکل جائیگا اور یہاں یہی معلوم ہمارا کہ صدیق کی ضد کذاب نہیں ہے بلکہ کذب کا مقابل شہید ہے۔ صدیق اللہ کی زمین میں مسیحیت خالص اور اللہ تعالیٰ کی ایسی غور ہے جو کسی چیز پر سوتے ہی اس کو کھٹا دیتی ہے اور جب کسی بطل کی طرف متوجہ ہوتی ہے تو اس کو تباہ کر دیتی ہے اور اچھا بد دیتی ہے۔ ایک کذاب مقام صدیقیت کبھی بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ صدیق کذاب وحی کے بقیہ ہونے کا کمال انتہا اور انھوں نے اسے شہادتت سے تباہ کرنا ہے کہ یہ وہ نہیں ہوتا اور اس کا اس قدر خوف کرنا ہے

ساتھ از خود تصدیق کرنا ہے۔ یہی صورت ہمیں بڑا اور بڑے کی خدمت میں  
 کہ اس کے حجت بن جائیں گے۔ صدیق کی روحانی و تعلیمی اعلیٰ اس کے بدنی اعلیٰ  
 سے بڑھ جاتی ہے اور یہ بات میں جو دوسروں کو تکلیف پہنچتی ہے صدیق کو اس کا احکام  
 باقی نہیں رہتا، اور ہم عمل اس کے لئے آسان اور سہل کر دیا جاتا ہے اور اپنے عمل  
 سے اپنے رب کی رضا جوئی کا طالب ہوتا ہے۔ اس کا واحد مقصد اور لقب العین  
 مرثیہ اور صرف اپنے رب کی رضا جوئی ہوتی ہے۔ اقلہ تعالیٰ کا ارشاد ہے  
 "فَلَقَامَنَا عِيسَىٰ ابْنُ مَرْيَمَ وَاسْتَلَمَ مِنَّا" مریض سے دیا اور اسے ٹھہرا اور  
 اسی سورہ کے آخر میں ارشاد  
 "بِأَنَّهُ صَدَقَ لَهُمْ" بھی تصدیق کی۔

وَمَا يُلَاحِظُ عِندَهُمْ مِنْ رِيقَةٍ يُتَجَرَّى إِلَّا الْإِيقَاطُ وَقَوْمٌ يَرْتَدُّوا عَلَى الْأَعْقَالِ (٦١)

جزا اپنے رب کے رضا جوئی کے اس کے  
 ورم کو اس کے رضا کے اس کے رضا جوئی کے اس کے  
 ہوتا -

سبقت کسی لاپے کے تحت نہیں بلکہ صرف رٹنا جونی کے لئے تقدیر رسالت کرتا ہے اور تقدیر رسالت میں مقام امت سے سبقت لے جاتا ہے اور اس کو نبی کے ساتھ دنیا نسبت ہوتی ہے جو اگل گزند صک سے ہوتی ہے۔ دھماکا

(۵) مدارج السالکین ، جلد ۲ ، ص ۲۰۳ -

والفيل، آیت ۵-۴، آیت ۱۹-۲۰

کرنے کی کوشش کرنا بھی موزوں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "ان الصديق يهدي الى البر وان البر يهدي الى الجنة وان الرجل ليصدق حتى يكتب عند الله صدقاً" (۳۱)

انسان اپنے افعال و بیان، سامعین سے ملنے والے اثرات و اعمال کرتا ہے لیکن ان کی حقیقت تک جو شخص پہنچ جائے وہ صدیق کہلائے گا، اور ان امور میں کمال کا حاصل کرنا اور ان پر قائم رہنا جس درجہ کا ہوگا اسی درجہ کی اس کی صدیقیت ہوگی۔ اگر تمام امور میں اسے کمال حاصل ہو تو وہ بیکہ صدیق ہوگا۔

قرآن کے اعتبار سے صدیق کی تعریف

اور جو کہ اللہ اور اس کے رسول  
پر ایمان رکھتے ہیں اللہ ہی لوگ اپنے  
سب کے نزدیک احسن اور تم اہل ان کی ہیں  
اے اہل ایمان! اگر ان کا سب سے اونچے لوگ اور سب سے  
ان کے اہل ایمان کے لئے لوگ ہیں۔

اس آیت میں صدیق کا تعریف کے ساتھ اس کا مقابل بھی بیان فرمادیا۔  
 صدیق کا مقابل کافر اور شہید کا مقابل کاذب ہے۔ دوزخ میں جانے کے لئے کافر  
 کے کفر میں کمال ہونا چاہئے۔ اگر ایک حرمہ کے برابر ہی اس کے کفر میں کی برتری تو  
 یہ شخص دوزخ سے مزید نکلنا چاہئے گا۔ اس کا ترجمہ صدیق کی تصدیق میں اگر ایک

(۳) بخاری، کتاب الادب، جلد ۲، ص ۹۰۰۔

(۴) الحديد، آیت ۱۹، پ ۲۷۔



ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام صدیق نبی تھے۔

”وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِبْرَاهِيْمَؑ  
اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا“ (۸)

کہیں، ایک وہ ایک صدیق نبی تھے۔

جو شخص اپنے اقوال و افعال و اخلاق میں صدق کو لازم کر لے اور صرف حق و نفس و فتنہ کے مطابق ہی اس سے کس عمل کا صدور ہو، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ آیا ہو اس کی تصدیق قرآن و علائق نہایت کثرت کے ساتھ اس طرح کرے کہ کو توفیق و تردد و تردد نہ آئے اور صدق ہو گا کیلئے انہیں سمجھنے جائے وہ صدیق کہلاتے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام میں یہ اوصاف نہایت اتم و جود پر موجود تھے اور ان کی تصدیق تھے کہ آپ نے اس وصف کے ساتھ شہرت حاصل کر لی تھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

”وَاذْكُرْ اِبْرَاهِيْمَؑ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِلّٰهِ  
خَبِيثًا مَّا كَانُ يَكْفُرُ“ (۹)

ایک ابراہیم پیشوا اور اٹھانے کے تابع نہ تھے اور ایک وہ شخص تھا جو خدا کے شرک میں نہ تھے۔ اہمیت کے معنی اہم کے ہیں وہ جن کی اقتدا کی جاتی ہے۔ قانت اطاعت گزار، فرمانبردار، خفیہ شریک سے ہٹ کر توحید کی صورت آجائے والے تھے۔ رحمانی کے سکھانے والے اور اللہ و رسول کی ہمتی کر کے کونے کونے قانت کہتے ہیں حضرت ابراہیم اپنے زمانے میں نہایت تھے، تابع قرآن تھے، اللہ تعالیٰ کے طریق تھے اور اللہ تعالیٰ کی نصیحت کے قدموں اور لگا کر رہتے تھے اور اپنے رب کے تمام احکام پر عمل کرتے تھے۔ اسی کو دوسری جگہ اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔ ”وَاٰتٰنَا اِبْرٰهِيْمَ الذِّكْرَ وَفَعَلْنَا“ (۱۱)۔

(۸) قرآن، مريم، آیت ۴۴۔ پ ۱۶۔

(۹) قرآن، النحل، آیت ۱۲۰۔

(۱۰) تفسیر ابن کثیر، جلد ۲، ص ۵۹۱۔

(۱۱) قرآن، النجم، آیت ۳۷۔

تصدیق میں مضطرب نہ رہے، نبی کے دیکھنے کے بعد سوائے تصدیق کے کلمہ اور کچھ نہ بھی نہیں پاتا، اس لئے یہ تردد تصدیق کی گواہی ہے اور کسی دلیل کے بغیر نہ کہ اس کا مقصد اور مقصد ہے  
”ان الصدیق اسم لمن سبق  
بیگ صدیق ایسی ذات کا اسم ہے جو رسول  
اور اس کے بعد پہلے کی تصدیق میں دوسرے قسم  
لوگ نہ کہیں پروردگار اس وجہ سے اس امر میں  
فہم دوسرے لوگ کا مقصد اور پیشوا قرار پانے

## قرآن میں صدیقین کا تذکرہ

صدیقیت ایک اذنیائی کیفیت اور علمی پہلو ہے۔ اذعان و یقین کا تعلق قلب سے ہے اور جو شخص بھی کسی امر کی تصدیق کرے گا اس کے قلب میں اس کا اذعان و یقین ضرور ہوگا۔ لیکن صدیق صرف اس کو کہا جائیگا جس کا اذعان و یقین کامل و مکمل اور نمایاں و غالب ہو، نبی جن امر کا کفر و تہمت سے اس کا اس میں صادق ہونا ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ خود بھی اس کی تصدیق کرتا ہو اور اس کو اس میں کوئی تردد و شک نہ ہو۔ اس لئے ہر نبی کا صدیق ہونا بھی ضروری ہے لیکن قرآن میں بعض انبیاء کے ساتھ لفظ صدیق کا اظہار فرمایا ہے اور یہ یقینی امر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام معشور و رائد ہے پاک سے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اظہار کسی خاص مقصد اور سبب ہی سے کیا گیا ہوگا اور وہ سبب یہ ہے کہ ان انبیاء علیہم السلام میں وصف صدیقیت نہایت نمایاں تھی اور ان کا یہ اذعان و یقین امتثال ہر شے کا انہوں نے اس وصف کے ساتھ شہرت حاصل کر لی تھی اور کئی خاص امر میں وہ دوسروں کے مقصد اور پیشوا بھی قرار پاتے تھے چنانچہ ایسے انبیاء کو قرآن میں صدیق کہا گیا ہے۔

(۱۲) تفسیر مازنی، جلد ۳، ص ۳۸۰۔

وہ اللہ تعالیٰ کے رسول کے ساتھ دنیا کی زندگی بسر کر رہے ہیں  
بجائے کہ وہ۔

اس لئے اللہ نے ان کو ممتاز اور

مصلحت بنادیا۔ ارشاد باری ہے۔

نہایت واضح الفاظ میں بیان کر دیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے دے کے لئے  
پورے منقاد ہونے فرماں اور اطاعت گزار تھے اور ان میں مقتدا بننے کی پوری صلاحیت  
موجود تھی اس لئے اب ارشاد باری ہے۔

”ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ  
مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا۔ (۱۵)

اللہ تعالیٰ کو براہ راست پہنچ کر حکم چکے حضرت ابراہیم کی پیروی کر لی اور اس طرح رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کو دین حنیف کا پابند قرار دیا۔ دوسری آیت میں ارشاد ہے

”قُلْ إِنِّي هَدَىٰ إِلَىٰ رَبِّيَ إِلَىٰ حَنِيفٍ  
مِّلَّةَ إِبْرَاهِيمَ دِينًا قَاتِلًا۔ (۱۶)

ہمیں ہی ذرا کی نہیں ہے اور نہ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دین حنیف کا  
پابند بنایا بلکہ آپ کا راستہ کو بھی خطاب ہوتا ہے۔

”وَمِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هَيْسَلًا  
مِّلَّةُ الْغَالِبِينَ“ (۱۷)

اور فرمان خداوندی کے تحت حضرت ابراہیم علیہ السلام امام خلفہ اور ابوالانبیاء  
بن گئے اور بعد کے تمام لوگوں کے مقتدا و پیشوا قرار پائے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم و اس کے  
حضرت ابراہیم کے پیروکار کو چھوڑ دیا۔ شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم  
علیہ السلام مقام قربت کے امام ہیں اور فطری کالات کا انحصار اس پر ہوتا ہے  
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں تمام انبیاء میں حضرت ابراہیم علیہ السلام  
کے برابر و مشابہ ہوں (۱۸)

”شَاكِرًا لِّأَنْعَمِهِ مُتَذَكِّرًا  
وَهُدًى  
إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ وَأَتَيْنَهُ  
فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَوَلَّاهُ  
فِي الْآخِرَةِ خَيْرًا“ (۱۲)

یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو برگزیدہ کر لیا تھا اور راہ راست سمجھا دی تھی اس کا  
دوسری آیت میں مزید تصریح کے ساتھ بیان فرماتے ہیں۔

”وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ  
رُسُلَهُ مِنْ قَبْلُ“ (۱۳)

وہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ شریعت پر قائم تھے اور ان کو دین و دنیا کا خیر کا جامع  
بنادیا تھا اور پاکیزہ زندگی کے تمام لوازمات عید ان میں تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام  
کی اس کمال اور ان میں مقتدا بننے کی صلاحیت کو نہایت خوبی کے ساتھ دوسری  
آیت میں اس طرح بیان کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

”وَلَوْ أَنَّهُ أَتَيْنَا نَبِيًّا  
يُكَلِّمُكَ فَاتَّقِ اللَّهَ“ (۱۴)

یہاں حضرت ابراہیم کے امتحان میں کامیاب ہونا بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ  
نے ان کو رشد و ہدایت کا امام بنانے کے لئے ان کو صراط مستقیم کی تعلیم دی تھی  
اور اوسان حمید کے تلقین کی تھی اور اس کے بعد ان کا امتحان کیا تو وہ نہایت  
خوبی کیساتھ اس میں کامیاب قرار پائے اور ان کو دین و دنیا کے خیر کا جامع بنادیا

(۱۲) اصل، آیت ۱۲۱ - ۱۲۲۔

(۱۳) الانبیاء، آیت ۵۱۔

(۱۴) البقرة، آیت ۱۲۳۔

(۱۵) الصلوة، آیت ۱۲۳ - ۱۲۴۔

(۱۶) الانعام، آیت ۱۲۳ - ۱۲۴۔

(۱۷) الحج، آیت ۷۸ - (۱۸) خزائن، ص ۱۳۱ - ۱۳۲۔

آیت میں صدیق کو حضرت اس کی تعلیم کی وجہ سے مقدم کیا کہ برہنہ صدیق ضرور ہوتا ہے لیکن ہر صدیق کا بھی ہونا ضروری نہیں اسے صدیق ثانیہ فرمایا کہ حضرت ابراہیم نے صدیقیت سے مقام نبوت کی طرف عروج کیا۔

”وَإِذْ كُنَّا فِي الْكُتُبِ إِذْ دَعَا إِلَىٰ هُدًى“ اور اس کی تیسری حدیث اور اس کا ذکر کریں وہ ایک صدیق ہی تھے۔

حضرت اور علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے پر واد تھے، آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے

نوح بن لکھ بن منوشلی بن اخفوخ، حضرت اور علیہ السلام کا نام اخفوخ تھا لیکن کثرت و راستہ کے سبب اور علیہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ پر ۳۰ صحیفہ نازل ہوئے اور سب سے پہلے آپ ہی نے قرآن مجید کو ان کے اور علم نجوم میں بھی سب سے پہلے غور و فکر فرمایا۔ سب سے پہلے کپڑا سی کر اس کو پہنا اور اس کو ایجاد کر کے کفار کے ساتھ قتال کیا، اور جہاد کے بانی قرار پائے (۱۹)۔ اس طرح ان امور میں بعد کے لوگوں کے مقتدا اور پیشوا ٹھہرے اسلئے صدیق ہی کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔

ارشاد باری میں صدیق کو نبی پر مقدم رکھا، اس کا مطلب یہ ہے کہ صدیقیت سے نبوت کی طرف عروج فرمایا اور نبوت پر فائز ہوئے اور اس سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ تہ صدیق مقام نبوت کے بالکل متصل ہے۔

”يُؤْتِيكَ اللَّهُ الصِّدْقَ أَتَمًّا“ (۲۰) صدیقیت اللہ صدیق آپ کو عطا فرماتا ہے جو بے عیب ہے

(الف) مریم، آیت ۵۶، پ ۱۹

(۱۹) شیخ زادہ، جلد ۴، ص ۲۹۲

(۲۰) یوسف، آیت ۳۶، پ ۱۲

جلیل خانہ سے رہائے پائے والے حضرت یوسف کو لفظ صدیق سے خطاب کرتے ہیں کیونکہ ان لوگوں نے حضرت یوسف سے کذب کو کبھی تجربہ نہیں کیا تھا۔ اور صدق ہوا آپ کو مکمل و کامل پایا تھا اور جب خواب کی تعبیر دریافت کی تھی تو خواب کی تعبیر بالکل صحیح اور درست دی تھی (۲۱)۔

مقام صدیقیت کو تعبیر رویا سے خاص مناسبت ہوتی ہے۔ اسی علت کو ظاہر کرنے کے لئے حضرت یوسف کو صدیق فرمایا۔ در زمانہ لوگوں کے سامنے کوٹھوسا وصف حضرت یوسف کا اس وقت موجود تھا کہ جس کی مناسبت سے حضرت یوسف کو صدیق کے لفظ سے خطاب کرتے اور اپنے زمانہ میں حضرت یوسف تعبیر رویا میں مولیٰ کے مقتدا ہوئے۔ کیونکہ ایسا مسلم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں علم بر رویا سے لوگ کیرنا یافت تھے اور اس علم کو تھا کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے جو خوابوں کو پریشان خیالات کا نتیجہ قرار دیتے تھے جیسا کہ ارشاد باری سے واضح ہوتا ہے کہ جب بادشاہ مصر نے اپنے درباریوں سے اپنے خواب کے متعلق دریافت کیا تو ان لوگوں نے اس کے جواب میں کہا۔

”قَالُوا أَتَعْطِلُ أَحْلَاكُم“ وہ لوگ کہنے لگے کہوں ی پریشان خیالات و متاعن و بتا و تیل الاکھلاکہ  
ہی آدمی لوگ خوابوں کی تعبیر کا علم بھی نہیں دیکھتے۔ (۲۲)

ان درباریوں کے اس جواب سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ علم ان کے ہاں غیر متعارف تھا جب حضرت یوسف علیہ السلام اس علم کو متعارف کرانے لے لے اور خواب کو بھی ایک حقیقت قرار دیتے ہیں اور جیسا بیان کرتے ہیں اسی کے موافق وقوع پذیر ہوتا ہے اور درباریوں میں ایک صاحب دولت ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس جاتے ہیں کیونکہ اس سے قبل ایک خواب کی تعبیر دریافت کرنے پر حضرت یوسف علیہ السلام کی یہ خصوصیت اس پر ظاہر ہو چکی تھی اور وہ جانتا تھا کہ فتنہ تعبیر کے

(۲۱) تعبیر رازی، جلد ۵، ص ۱۹۸

(۲۲) یوسف، آیت ۴۳، پ ۱۲

”وَلَوْ كُنَّ قُلُوبُنَا أَلْوَاقِبَ يُتَيَّنُ يَدْنِ  
وَلَقَدِ انْتَقَلَبَ الْكُتُبُ لَآيَاتٍ فِيهِ  
مِنْ رُبِّ الْعَالَمِينَ“ (۲۸)

اور میری آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بابت اس طرح بیان کیا۔  
”وَلَقَدْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ  
يَبْنَئِي إِسْرَآئِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ  
إِلَيْكُمْ مُخَصَّصًا لِيَأْتِيَنَّكَ الْيُوسُفُ  
الْثَّوْرَةُ وَمَتَّى قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
مِنْ بَعْدِي أُمَّةٌ كَأُمَّةِ“ (۲۹)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے سامنے بیان فرمایا تھا کہ توراۃ میں  
میرا خوشخبری دی گئی تھی میں اس کے احکام کے مطابق فیصلہ دیتا ہوں اور اسکی  
تصدیق کرتا ہوں اور اب میں تمہیں اپنے بعد آنے والے ایک رسول کا خوشخبری دیتا  
ہوں جو نبی امی سبکی احمد تعالیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔  
حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں  
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمال انبیاء اور رسولین کے خاتم ہیں آپ کے بعد نہ  
نوکری نبی آئے گا اور نہ رسول، نبوت و رسالت آپ پر من کل الوجوه ختم  
ہوگئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے بہت سے نام ہیں، ابراہیم  
احمد اور میں داعی ہوں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے کفر کو مٹا دیا اور  
میں فخر ہوں جس کے قدموں پر لوگوں کا حشر کیا جائیگا اور میں عاقب ہوں (۳۰)۔  
سب کے بعد آنے والا محمد پر نبوت اور رسالت ختم ہوگئی۔

(۲۸) یونس، آیت ۳۷، ۳۸ - ۱۱

(۲۹) الصدف، آیت ۶۰، ۶۱ - ۲۹

(۳۰) بخاری، کتاب التائب، باب فی اسماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جلد ۱، ص ۵۰ -

۱۱۱ صرف حضرت یوسف علیہ السلام کی تہا اور وہ نبی یہ تعبیر دے سکتے ہیں۔  
”إِنَّ اللَّهَ يُخَوِّفُ بَعْضَهُنَّ بَعْضًا  
وَيُخَوِّفُ اللَّهُ وَسَيِّدًا وَخَصُوصًا  
وَنَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِينَ“ (۳۱)

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق  
کریں گے اور خود بھی نبی اور مقتدی ہو گئے  
”وَقَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِعِيسَى  
ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ  
مِنَ الْتَّوْرَةِ وَأَتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ  
فِيهِ هُدًى وَنُورٌ وَمُصَدِّقًا لِّمَا  
بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَةِ“ (۳۲)

حضرت یحییٰ علیہ السلام سب سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کو تسلیم کرنے  
اور اسکی تصدیق کرنے والے تھے اور ان کے طریق اور روش پر تھے۔ (۳۵) - اور خود  
حضرت عیسیٰ علیہ السلام تورات پر ایمان رکھتے تھے اور اس کے احکام کے مطابق فیصلہ  
کرتے تھے اور جو کتاب آپ پر نازل ہوئی تھی انجیل وہ بھی توراۃ کی تصدیق کرتی تھی (۳۶)  
جیسے کہ قرآن کے متعلق ارشاد باری ہے کہ قرآن اپنے ما قبل کے کتب پر بھی وحی (توراۃ،  
انجیل) کی تصدیق کرتا ہوا ہے۔  
”مَّا كَانَ خُلُوفًا يَّاتِيهِمْ وَلَكِنَّ  
تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَكَانَ  
تَمَامًا كَانَ هَذَا الْقُرْآنُ  
أَن يُلْقَىٰ مِنْ ذُرْوَيْ اللَّهِ“

یہ قرآن کو قرآن بنانے والی بات تو نہیں ہے بلکہ اس سے  
پہلے جو کتب تھیں آپس کی ہیں ان کے ترقی  
کرنے والے ہیں  
اور یہ قرآن ان کتابوں پر نہیں ہے، کہ قرآن  
سے صادر ہوا ہو

(۳۱) قرآن، آل عمران آیت ۳۹، ۴۰

(۳۲) المائدہ، آیت ۴۶، ۴۷ - ۲۵) تفسیر ابن کثیر، آل عمران، آیت ۴۶، ۴۷ - ۲۴

(۳۶) تفسیر ابن کثیر، المائدہ، آیت ۴۶، ۴۷ - ۲۴) یونس، آیت ۱۱۱، ۱۱۲ - ۱۳

کو بھی صدیق فرمایا کہ آپ بھی اپنے سے پہلے کے انبیاء اور رسولوں اور ان پرستاروں  
میں اللہ کتب کی تصدیق کرتے ہوئے ہیں اور اسی تصدیق کے صلہ میں انبیاء و صالحین  
سے اللہ تعالیٰ عہد لیتا ہے کہ ان کی زندگی میں اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
مبعوث کئے جائیں تو وہ آپ کی تابعدار کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کا ارشاد ہے۔

”و من محمد رسول الله  
صاحب موسیٰ و اخیہ و الصديق  
لعاجلہ بہ موسیٰ“ (۳۳۳)

اللہ کے رسول محمد کا نبی ہے جو نبی  
کا دوست اور ان کا بھائی ہے اور اس  
چیز کی تصدیق کرنے والے ہیں جو موسیٰ لائے تھے

## صدیق کا نبی ہونا ضروری نہیں ہے

مذکورہ بالا بحث سے یہ بات صاف ہو گئی کہ ہر نبی صدیق ضرور ہوتا ہے، کیونکہ  
نبی لوگوں پر گواہی ہوتا ہے عیساکا ارشاد باری ہے

”فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ  
بِرَسُولٍ وَ جِئْنَا بِكَ عَلَى  
هَؤُلَاءِ شَهِيدًا“ (۳۵)

سواس وقت بھی حال ہوگا جیسا کہ  
میں عیساک ایک گواہ حاضر کریں گے اور ان  
لوگوں پر گواہی دے کے لئے حاضر ہوں گے۔

ہر نبی اپنی امت پر گواہ ہوں گے اور ایک گواہ کا قول اسی وقت قبول کرنے میں یکسر وہ اس  
میں کا ذنب ہو گا۔ اسی لئے ہر نبی کا صدیق ہونا ضروری ہوا کیونکہ ہر صدیق کا نبی ہونا ضروری نہیں ہے  
صدیقیت ایک وصف ہے اور نبی میں یہ وصف کامل درجہ پر ہوا کی کو صدیق کہیں  
گے لیکن وہ نبی اور رسول نہ ہوں گے۔ ارشاد باری ہے۔ ”وَ أَتَاهُ صَدِيقٌ نَقِيٌّ“  
حضرت موسیٰ کی والدہ صدیقہ تھیں، تصدیق کرنے والی تھیں۔ دوسری آیت میں اسی کی مزید

دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے ہمارے سامنے اپنے بہت سے نام بیان  
فرمائے جو ہمیں محفوظ رہے۔ ان میں سے یہ چند ہیں۔ آپ نے فرمایا میں محمد ہوں،  
میں احمد ہوں، میں عیسیٰ ہوں، میں بنی لوطی ہوں، میں بنی  
الانبیاء ہوں، میں بنی علم ہوں اور عاقب ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو (اس  
خلاصہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی صدیق فرمایا، کیونکہ تصدیق کا لفظ  
اس شئی کے متعلق استعمال ہوتا ہے جس میں کسی چیز کی تحقیق پائی جائے۔  
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے قول و عمل سے تورات اور اپنے سے پہلے  
انبیاء کی تصدیق کی اور اس کو ثابت کر دکھایا اور اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
بھی تصدیق کرنے والے تھے۔ ارشاد باری ہے

”وَلَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ  
لَا اَنْتُمْ لَمْ يَكُنْ وَ كَلِمَةً لَمْ  
يَجَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ  
لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَ لَتَعْتَصِرَنَّ  
قَالَ اَقْرَبْتُمْ وَ أَخَذْتُمْ عَلَىٰ  
ذَٰلِكُمْ اَيْمَانِي قَالُوا اَقْرَبْنَا  
قَالَ فَاسْمِعُوا وَاَنْتُمْ كَلِمَةً حِينَ  
الشَّهَادَةِ“ (۳۶)

اور جبکہ ارشاد تھا کہ عہد لیا انبیاء سے کہ جبکہ  
میں تم کو کتاب اور رسول دوں، پھر تمہارے پاس کوئی  
رسول جو صدیق ہو اسکا کہتا ہے یا ہے تو تم  
مذہب اس رسول پر امتثال دے گا اور اس کی طرف سے  
بھی کرنا۔ فرمایا کہ آیت نے فرمایا اور  
اس پر میرے عہد کو قبول کیا وہ میرے ہمے  
اقرار کیا۔ ارشاد فرمایا گواہ رہا میں اس  
پڑھانے ساتھ گواہی ہوں ہے کہ  
اور جب ان کے پاس ایک رسول آئے اللہ تعالیٰ  
کی طرف سے جو تصدیق بھی کرے ہیں،

اس کتاب کی جو کچھ لوگوں کے پاس ہے۔ ان آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۳۹) مسلم، فضائل باب اسماؤ صلی اللہ علیہ وسلم، جلد ۱، ص ۱۰۵۔

(۳۸) آل عمران، آیت ۸۱، پ ۳۔

(۳۷) البقرہ، آیت ۱۰۱، پ ۱۔

(۳۴) سیرت ابن ہشام، جلد ۱، ص ۵۴۔ (۳۵) قرآن، الفائدہ، آیت ۳۱۔

(۳۶) الفائدہ، آیت ۷، پ ۶۔

و حاجت کی گئی ہے کہ ان کو حدیث کیوں کہتے ہیں۔ ارشاد باری ہے۔

”وَصَدَقَتْ بَيِّنَاتٌ رَافِعَاتٌ“ اور انہوں نے غیظ و غضب کی بیخیاں مٹی اور  
وَلَكِنَّهُمْ وَكَانَتْ مِنَ الْقَبِيحَاتِ (۳۷) اسکی گئی تھیں۔ حدیث کی رو سے ان کی باتیں  
جب جبرائیل علیہ السلام ان کے پاس گئے اور وہ ان کے ساتھ ہم کام کرتے تھے تو حضرت عیسیٰ نے  
ان کی تعریف کی اور معاشی صفیات و وجہ بعید میں اور راسم ضرورت کے قیام میں ان کی  
کوشش و وجہ کی ادب اور صلوات کا اہم و موافق ہوتا ہے (۳۸) لیکن خیرہ نصیب،  
کیونکہ مقام و صفت ہے اور بہترین و صفت جو حضرت کریم کا تھا بیان کر دیا کہ نبوت والی  
ہوتی تو اس موقع پر اس کا بیان نہایت مغزری تھا، جیسا کہ حضرت ابوبکر علیہ السلام اور  
علیہ السلام کے ساتھ صدیق کے قربا کا فائدہ ذکر کے لئے صِدِّیقِ اکبرؓ کا خطاب فرمایا  
اور اس طرح حضرت علیؓ علیہ السلام کے ذکر میں بھی اس کا خیال رکھا گیا کہ نبی حضرت مرثیہ کے  
ذکر میں صرف صدیق اشرار و فساد کو سخت اختیار کر لیا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہو کہ حدیث  
کے لئے نبوت ضروری نہیں اور انبیاء اور رسول کو بھی یہ شرف حاصل ہو سکتا ہے جو نبی نہ  
ہوتے ہوئے صدیق ہو سکتے ہیں۔

### صدیق کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے۔

انبیاء علیہم السلام جب دعوت دین لیکر قوم کے پاس جاتے ہیں اور اس کا اعلان  
کرتے ہیں تو قوم کے کان چو کہ اس دین سے آشنا نہیں ہوتے اور بے باپ دادا کو ایک  
دوسرے دین اور طریقہ پر دیکھ چکے ہوتے ہیں ان کے خیال میں مسیح دین اور طریقہ ہی ہوتا  
ہے جن پر ان کے اسلاف عمل پیرا تھے۔ تو نبی سے قوم انہیں برتتے گئے تھے اور مخالفت  
و دشمنی پر آمرا تھے اور نبی کو جھٹلنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتی۔ اس لئے نبی کو اس کا اعلان  
ہو نہ تھے کہ لوگ اس کی تکذیب کر گئے اور مجاہد کے ذریعہ ان پر غلبہ ہوئے کی کوشش

(۳۷) تحریم، آیت ۱۷، ۲۹۔ (۳۸) تفسیر رازی، جلد ۲، ص ۶۴۳۔

کریں گے کیونکہ قوم دین و نبی کو قبول نہیں کرتی ہے اور ایسی باتیں ان میں رواج پا چکی ہوتی  
ہیں کہ ان کے چھوڑنے سے کچھ لوگوں کی آمدنیوں پر اثر پڑتا ہے، کچھ کی بادشاہت  
سرکاری اور دجاست کو خدو و خاق ہوتا ہے، اس لئے نبی نہایت ہی محسوس کرتا ہے اور سوچ  
سکتا ہے کہ لوگ میری تعریف کر لگے۔ اور ان باتوں کو کہ مانے گا اور ان کی تعریف کرے گا  
اور جو غلبہ انشان فرمائے ان کے پر و کیا جارہے وہ کیسے تو کم ہوتی سکیں گے اور تبلیغ  
دین کیسے ممکن ہوگا۔ ایسے حالات میں غلاموں میں اس کی قننا ہوتی ہے کہ کش میں تہا ہوتا تھا،  
میرا کوئی معاملہ ہوتا جو میری تائید کرتا اور جو فریضہ میں قوم کے سامنے کہ رہا ہوں اس کی  
مکمل اور مفصل تصدیق کو مشاہدہ کرتا اور جب قوم میرے ساتھ منازعہ و مباحثہ پر آتا  
آئے تو وہ دلائل و براہین سے ان کے شبہات کو دور کرتا۔ ان کا جواب دیتا اور ان سے  
مجادلہ و منازعہ کرتا اور زور دیا ان کو قوت بازو سے ان کو ساکت کرتا، تکالیف و رنج  
میں محسوس و کم گسار ہوتا، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ کوہ طور پر ہم  
گامی کے شرف سے نوازتے ہیں اور نبوت سے سرفراز فرماتے ہیں تو اس وقت حضرت موسیٰ  
جناب باری میں عرض کرتے ہیں۔

”وَأَنْتَ هَازِلُونَ هَؤُلَاءِ أَتَصَحُّحُ“ اور میرے بھائی ہر وہی کی زبان فحش سے زیادہ  
وَمِنْ لِسَانِكَ فَأَرْسَلَهُ مَعِيَ“ فصیح چو کہ تو بھی مرادگار نہ کر میرے ساتھ  
رَبُّكَ أَتَصَدَّقُنِي أَمْ لِيْ أَحَافُ“ صدائے حق سے کہ وہ میری تعریف کرے مجھے تائید کرے  
أَنْ يَكُنِّيَ كُنُوتٌ“ (۳۹) جھکے وہ لوگ میری تکذیب کر لگے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی کمزوری اور تکذیب کے خوف و ڈر سے ایک مددگار  
کا مطالبہ کرتے ہیں اور یہی برائی کو دہش برتتے کہ یہ بارود مددگار ہوئے کی وجہ سے  
کمزوری کا احساس اور تکذیب کا خوف لگاتار ہے اور نبی جو میکا بھی ہو وقت انزال  
ہوتا ہے۔ امام رازی فرماتے ہیں۔

(۳۹) قرآن، القصص، آیت ۲۳، ص ۲۰





مقام شہادت کے اوپر مقام صلیفیت ہے اور مقام صلیفیت کے اوپر  
 کوئی مقام نہیں مگر مقام نبوت حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلامیت بنی مرثیہ  
 اور نبوت کے درمیان اور کوئی مقام نہیں بلکہ کسی مقام کا ہونا اعلیٰ ہے دم  
 (۳) شہیدۂ شہید کے معنی گواہ کے ہیں اور اگر شہادہ سے مراد قتل ہو تو ب  
 اللہ تعالیٰ سے ایک شخص شہادت کا سوال کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ  
 سے قتل کا طالب ہے اور دین میں طلب قتل جائز نہیں کیونکہ اگر یہ اپنے قتل کا طلب  
 کرنا فخر ہے اسلئے اللہ تعالیٰ سے ایسے امر کا طالب ہونا جو کفر ہے کیسے جائز ہو سکتا  
 ہے اس لئے یہاں شہید ہر روز فیصل معنی فاضل ہے اور اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو  
 اللہ تعالیٰ کے دین کی سمجھت کے گواہی دیتے ہیں، کبھی حجت وہ بیان ہے اور کبھی سین  
 و قائل ہے جیسے کہ ارشاد ہوتا ہے

اور کافر ہے اللہ تعالیٰ نے کفر کو بڑا گناہ قرار دیا ہے اور فرشتوں کو ایسا گناہ نہیں دیا اور فرشتوں کو ایسا گناہ نہیں دیا کہ وہ اس شان سے بیکار ہو کہ ایک ذات مقام سے بیکار ہو اور اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ ایک جماعت بنوادی ہے جو ہمارے ساتھ امداد ہے تاکہ ہم کو اس کے مقابلہ میں گواہ ہو۔

شہیدِ حق کے قوتِ علی کا پتہ ہے جس کا کام دین کے بقیہ ہونے کی گواہی دینا ہے۔ غلامِ قسم سے، غلامِ زبان سے، غلامِ بیان سے، امامِ مہدو اذنی فرماتے ہیں: ”مقامِ ولایت سے اوپر یہ مقام شہادت ہے، ولایت کی نسبت شہادت کی نسبت کے سامنے اس طرح ہے جس طرح حق خود کو قلمی ذاتی کے سامنے“

(در حدیث مکتوبات امام مجتهد، در ذیل اول، ص ۳۰۸، مکتوب ۱۴۲ -  
 ۱۴۳ آل عمران، آیت ۱۵ - پ ۳ - ۱۴۴ البقرة، آیت ۱۱۳)

پ ۲ - ۱۴۱۱ مکتوبات امام مجتهد و فتاویٰ، حصہ ۱،  
مکتوب ۱۴ -

وصفت سے ایک خاص صنف مراد ہو، جس طرح نبی سے ایک خاص صنف مراد ہے۔  
اسم راغب اصفہانی ان چاروں درجات کو قنوت درجات قرار دیتے ہیں۔ تفسیر محمد، طبع  
المعانی، منظوم، تفسیر رازی میں بھی یہی مذکور ہے۔

(۱) - بخایا مقام ہے جو عبودیت سے حاصل نہیں ہو سکتا۔  
 (۲) - صدیقین، بی بی کی قدرت کا لائق ہوتے ہیں۔ جس کی شان اسرار نبوت  
 دہی کا تصدیق کرنے میں مسابقت اور مہارت کرنا ہے ادا میں وجہ تمام لوگوں کے  
 قدروں اور حیثیتوں کے ہوں۔

جس طرح مذکورہ آیت میں انبیاء سے متصل الصلیقین فرمایا گیا ہے اسی طرح

لفظ صدیق کے ؛ پہلے متصل اور فوراً بعد بنایا فرمایا ؛ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب کوئی شخص صدیقیت سے ترقی کرتا ہے تو مقام نبوت پالیتا ہے اور جب نبوت سے کہتا ہے تو وہ صدیق بنتا ہے ۔ ایسے نبوت کے بعد فضل و مسلم میں مرتبہ صدیق کا ہے اور ایک انسان کا صدیق ہونا ہی بہت بڑا فضل ہے اور ان دونوں میں کوئی متوسط درجہ نہیں جو نبوت سے کم اور صدیقیت سے افضل ہو ۔

وَالَّذِي سَخَّرَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ بِهِ تِلْكَ الْحَقِيقَةُ وَأَسَدُ مَوْجُودِينَ أَوَّلِ  
آيَةٍ بِهِيَ تَقَى وَاسْطَرْدَلَتْ كَرَامَتُهُ حَضْرَتِ مُلَامِ بْنِ دَاوُدَ ثَانِي فَرَاتِي بِكَرَامَتِهِ  
"مَقَامِ صِدْقِيَّتِ مَقَامَاتِ لِقَائِهِ" سے اور مَحْجُوءِ مَرَمِ مَقَامِ صِدْقِيَّتِ میں ہے  
اور بس "مَقَامِ صِدْقِيَّتِ" سے اور مَقَامِ نُبُوَّتِ ہے وہ علومِ جَوْنِی عَلَیہِ السَّلَام کو کوئی  
کے ذیلیہ حاصل ہوتے ہیں، صدیقِ بَرِطَرِطِ اِلہَامِ مَسْکُوفِ ہوتے، ان دونوں علوم  
کے درمیان دُعا اور اِلہَامِ کے سوا کچھ فرق نہیں ایسے دونوں علوم میں مخالفت کی  
گنی شش بھی نہیں " (۴۳)

(۴) مکتوبات امام مجدد، دفتر اول، حصہ ۲، مکتوب ۱۴۔



امام محمد والفت ثانی بھی اپنے اس قول میں شہادت کو ایک وجہ قرار دیتے ہیں اور مشہدات معنی مقتول مراد نہیں لیتے۔

(۴) صالح ہونا ہے عمل اور عقائد میں صالح ہو کیونکہ جمہالت اعتقاد میں فساد پیدا کرتا ہے اور مصیبت عمل میں باعث فساد ہوتی ہے۔ برہنہ شہیدان ضرور ہوگا لیکن ہر صالح کا شہید ہونا ضروری نہیں۔ شہید صالح کے اقسام میں اشرف اور افضل قسم ہے اور اسی طرح شہید کبھی صدیق بھی ہوگا اور کبھی صدیق نہ ہوگا کیونکہ صدیق کے معنی ہر وہ شخص جو اپنے غریب سے بغضارا بیان کے اسبت ہو اور دوسروں کو اس اعتبار سے پیشوا اور مقتدا ہو اور اس کے ساتھ صدیق مشہد بھی ہوتا ہے لیکن برہنہ شہید صدیق نہ ہوگا اور یہاں یہ بھی واضح ہو کر افضل خلق انبیاء علیہم السلام ہیں اور ان کے بعد صدیقین اور ان کے بعد وہ لوگ جو ان درجات کے حامل نہ ہوں صرف وجہ شہادت ان کو حاصل ہو اور ان کے بعد وہ لوگ ہیں جو بعض صالح کا وجہ بن گئے ہوں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اس دین کو لانے کے حاصل کرتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

”يُنْزِلُ الْمَلَائِكَةُ بِالرُّوحِ“ اور وہ فرشتوں کو وحی یعنی اپنا حکم دیکر اپنے  
”وَمِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ“ بندوں میں سے جن پر چاہیں نازل  
”مِنْ عِبَادِهِ“ (۳۹)

صدیقین انبیاء علیہم السلام سے دین حق انکار کرتے ہیں اور شہداء صدیقین سے اور صالح شہداء سے حصول دین کرتے ہیں اس طرح صدیق پیشوا اور مقتدا قرار پاتے ہیں۔  
صدیق کی فطرت پاکیزہ اور مزاج مشتمل ہوتا ہے اور اخلاق اتنے صاف ہوتے ہیں کہ حق و باطل، خیر و شر میں کھنکھانے سے ہی تیز کر لیتے ہیں اور تردیداتی نہیں رہتا۔ بلکہ وہ اپنے قول و عمل سے حق کی مکمل طور سے تصدیق کرتے ہیں۔ قوی العقل و ذکی العین ہر بنی کی وجہ سے اول و آخر میں اس چیز کا ادراک کر لیتے ہیں جبکہ دوسرے اشخاص غول زمانے کے بعد اس حقیقت

(۴۹) قرآن، اخلاق، آیت ۲، پ ۱۳۰ - ۱۵۱، تفسیر رازی، جلد ۲

نیک پہنچتے ہیں (۵۱)

”وَالَّذِي يَصْدَقُ قَوْلَهُ بَعْدَهُ“ جو اپنے قول کو عمل پہنچ کر دکھا دیتے ہیں (۵۰)  
صدیق کی روح پاک اور نری تیزی سے قبل ان کرتے ہے کیونکہ اپنے اصل فطرت کے لحاظ سے انبیاء کرام کے مشابہ ہوتے ہیں اور جب کوئی بات نیک یا بد نہیں ہے سننے میں تو وہ بات فوراً ان کے ذہن میں آجاتی ہے جیسے خود ان کا دل اس بات کی گواہی دے رہا ہو۔  
اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا علم ان کو خود بخود بغیر کسی تقلید کے حاصل ہو گیا ہے صدیق محض نیک کے کام سے مطمئن ہو جاتا ہے اور نفسی کامل حاصل کر لیتا ہے۔ نیک اور عقل سے شناخت کرتا ہے جیسے کہ نیک ملائکہ کو بلا حجت و دلیل کے شناخت کر لیتے ہیں اور جو کچھ فرشتہ نبی کے پاس اللہ تعالیٰ نے کتب یا کتب لائے اس کے بارے میں کسی مجوزہ اور حجت کے طالب نہیں ہوتے، البتہ یہی حال صدیق کا بھی ہے ساتھ ساتھ علم تقنی اس دنیا میں مومن مجید اور صدیقین کو حاصل ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے

”إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ“ (۵۱) اس آیت

میں لم يرتابوا بیان فرماتے کہ کوئی مومن یقین حاصل ہوتا ہے اور شک و شبہ نہیں ہوتا اور جب کبھی کسی صورت میں شہید گئی تشریف پیش آجائے تو اب وہ علم یقین نہیں رہتا کہ نفی قرار پائے یہی وجہ ہے کہ الَّذِينَ يَطْمَئِنُّونَ أَفْئِدَةً وَلَهُمْ رَاحَةُ قُلُوبِهِمْ وَأَفْئِدَةُ الْيَوْدِ وَالنَّصَارَةِ لَا تَطْمَئِنُّونَ (۵۲) یہ لوگ جو خیال رکھتے ہیں اسکا دیکھ کر اپنے دل سے دامن اپنے نیک اور اسکا بھی خیال رکھتے ہیں کہ وہ اپنے نیک طعن جانے والے ہیں۔  
میان حق سے تہیہ فرماتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہی ہونا اور اللہ تعالیٰ نے حق

۴۹ تفسیر المنار، جلد ۵، ص ۲۳۳ - (۵۲) الکامل، النساء، آیت ۶۹، پ ۵۰

۵۱ الحجرات، آیت ۱۵، پ ۲۶ - (۵۲) البقرہ آیت ۱۷۶، پ ۱ -

علم، مقیدہ اعمال، ادب، اخلاق، دعوت، محبت، خلافت، فرما کسی بزرگ کو پسند کرنا یا پسند نہ کرنا  
اپنے ہر جو مکمل طور پر رسول کا تابع کر چکا ہے۔ اس لئے اس کو حدیث کی جامعیت  
تجربہ بہت مطبوع شدہ حدیث کے ذریعہ حاصل کرتا ہے اور نہ کشف و ہام کا اختصار دیتا ہے (۱۵)  
مشاہدہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ تمام باہمی اسے ہوتی کہ انوار حق رسول اللہ  
کی ذاتِ شاد سے صدیق کی ذات پر ہے ورے وار دہونے ہیں اور افرار نہ ہونے ہیں  
اور پھر جس قدر تاثر و تاثر، فعل و انفعالی کجکاری ہوتی رہی ہے، صدیق کے اندر خدا  
فداکاری ایثار و قربانی کے جامعہ فرقے کرتے جاتے ہیں۔ امکان ہر صدیق کے دل  
کی رسول کی محبت ہوتی ہے۔ وہ ہر حال میں اپنی جان و مال اس کے لئے قربان کر دیتا ہے  
ہر قسم کے حالات میں وہ رسول کی ہمدردی اور غمخواری کرتا ہے اور اس کا ساتھ دیتا  
ہے اور کچھ نیکیاں محبت اور کلام کا انتہائی مقدسہ کمال ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری  
ہے صدیق کو ہر جگہ ہر جا پر نسبت زیادہ صحبت حاصل ہو۔ (۱۶)

صدیق کو رُخِ وقبرِ خواب میں سب سے زیادہ مہارت اور حکم ہوتا ہے اور اس کی جبلت و سرشت میں یہ داخل ہوتا ہے کہ ادنیٰ سے ادنیٰ اور معمولی سے معمولی سب سے امورِ فیکہ کی حقیقت اس پر عیاں ہو جائے۔

اے یوسف! اے صدیق (صدق حبس) اے پیام  
 گوں کو اسکا جواب دے کہ تیرا مولیٰ میرا  
 ان کو سات و بل گاؤں گا نہیں، اور سات  
 بائیں ہری میں اور اس کے صدر و دخل  
 بھی ہیں  
 تاکہ میں ان لوگوں کے پاس نوٹ کر جاؤں  
 تاکہ ان کو بھی معلوم ہو جائے

۳۸) عارج السکین، ابن قیم، جلد ۱، ص ۴ - (۵۹) حجة الله الباق، جلد ۲، ص ۲۵۴-۲۵۸ - (۶۰) یوسف، آیت ۲۶۰، پ ۱۳ -

جانا کہ اس وقت بھی سے لیکن چونکہ علم یقینی صرف انہما اور مدللین جماعہ حاصل ہوتا ہے اور  
دیگر صلہ امت کا علم یقینی ہوتا ہے اس لئے لفظ علی سے ان کی کیفیت بیان کیا (۵۸)  
انہما کلام کے ساتھ مشابہت اگر باعتبار قوت تفکیک کے ہے تو اسے مدعی اور بحث  
کہتے ہیں (الف) اور اگر بہ مشابہت باعتبار قوت تعلق کے ہے تو اسے کوشمیدہ اور محاکم کہیں گے۔  
ارشادِ باری میں انہیں دونوں وجوہ کی طرف اشارہ ہے۔

اور جو کہ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان  
رکھتے ہیں ایسے ہی لوگ اپنے رب کے  
نزدیک صدیق اور شہید ہیں۔ (۵۷)

صدیق و محدث میں فرق۔

صدیق اور محدث میں فرق یہ ہے کہ صدیق نبی کی ذات سے قریب الماخذ ہوتا ہے اور نبی کی ذات سے اس کو دینی نسبت ہوتی ہے جو گندمک اگر گندے ہوئے ہے اور سیرق جب بھی اور جو کہ جس سے سنا ہے اس کے نفس میں اس کے نہایت عظیم الشان وقعت اور اہمیت ہوتی ہے اور شہادت نفس کے ساتھ اسے قبول کیا جاتا ہے اور محدث کی شان یہ ہوتی ہے کہ اس کی نفس عالم حکومت کے علمی خزانوں تک جلد پہنچ جاتا ہے اور جو علوم حق پاک و تقاضے سے وہ اس لئے جہیا اور مقرب کر کے ہمہ کی دہی خیر لیت نبوی قرآن پائیں اور انہی سے نبی آدم کا نظام مہ نام کی جائے اور انہی سے ان کی اصوح کی جائے۔ محدث یہ علوم وہاں سے اخذ کرتا ہے۔ (۷۷)

صدیق اپنے غیب کو سرا، ظاہراً، باطناً ہر لحاظ سے مکمل طور پر رسول کے پیر کر چکا

[illegible]

دوسری روایت میں اس کی وجہ بیان فرمائی گئی ہے

” قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يكون اللعانون شفعا ولا شهداء يوم القيامة “ (۶۳)

جو لوگ بہت لعنت کیا کرتے ہیں وہ اللہ علیہ وسلم کے دن سفارش اللعانوں شفعاء ولا شہداء کر سکیں گے نہ دوسری امتوں یومہ القیامۃ پر گواہ بنائے جائیں گے۔

مومن کی صفت تو یہ ہونی چاہئے کہ وہ آپس میں قرحم و ترفیق سے پیش آتے اور ہر تقویٰ میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں، مومن کی مثال ایک جماعت کی ہوتی ہے اگر جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو سنبھالے رہتا ہے جب دوا دے کے مانند ہوتا ہے اور اپنے بھائی کے لئے دوا پسند کرتا ہے جو وہ اپنے لئے پسند کرے، اب جو اپنے بھائی کو لعنت کے ساتھ دوا دیتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کرنا چاہتا ہے اور یہ انتہا اور غایت اس مقابلہ کی ہوتی ہے جو ایک مسلم ایک کافر کے لئے طلب کرتا ہے نہ کہ مسلم کے لئے، اسی لئے حدیث میں وارد ہوتا ہے کہ لعن المؤمن کقتلہ۔ ایک مومن کو لعنت سے دوا دینا اس کے قتل کے مشابہ ہے، کیونکہ قاتل قتل کی وجہ سے مقتول کو دنیاوی منافع سے دور کرتا ہے اور لعنت کرنے والا لعنت کے ذریعہ اس کو اخروی منافع سے دور کرنا چاہتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو، اب جو شخص ایک کافر کو اخروی منافع سے محروم کرنے کا طالب ہو، ایسا شخص قیامت کے دن اپنے شیخے اور شہید ہونے کے چاہنے آپ فرماتے ہیں کہ جو صديق ہر وہ کیسے لعن ہو سکتا ہے۔ صديق بھی ہوا اور لعن بھی یہ ناممکن ہے۔ “ ۶۴۔

صديق المبدأ دشمنین سے ہوتا ہے اس کو وہ اعطاب و فتنہ، حوادث کے وقت پیش نہیں آتا جس سے دوسرے لوگ تنہا رہ کر اپنے حواس کو ضبط نہیں کرتے۔ حضرت محمد

حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس بادشاہ مصر کا ایک آدمی آتا ہے اور خطاب کی تعبیر روایت کرتا ہے اور صديق کے لقب سے خطاب کرتا ہے کیونکہ ان کو حضرت یوسف کے ہاں یہ یقین تھا کہ اس خواب کی تعبیر صرف آپ ہی بتا سکتے ہیں یہاں یہ بھی ثابت ہوا کہ صديق کی ایک وصف یہ بھی ہے کہ اس کو تعبیر دینا میرتب سے زیادہ مشکل و گہوارت حاصل ہو۔

صديق تمام امت سے خلافت کا زیادہ جھگڑا رہی ہوتا ہے کیونکہ صديق کی ذات اللہ تعالیٰ کی اس مخصوص غایت و توجہ اس خاص نصرت و امداد کی جو ذات نبی کے لئے مقرر ہو چکی تھی، آگاہ اور آشیا نہ ہونی چاہے اور جو امور رسول کے ذریعہ انجام پانے تھے مگر وجہ وفات نبی کے وہ انجام نہ پاسکے، ان امور کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارادہ ہمارے وہ نبی کے امت میں سے ایک خاص شخص کے ہاتھ انجام پانے اور یہ خاص شخص وہ فرد عالم ہوتا ہے جس نے اپنے گوش و بوش بالین سے نبی سے اس معنی کا استماع کیا ہو گواہ صديق کی زبان سے رسول کی مدح و ثناء تھی۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے بعد حضرت یوشع بن نون کو خلیفہ مقرر فرماتے ہیں، اگر وہ امور نبی کا حضرت موسیٰ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا، لیکن بوجہ وفات موسیٰ علیہ السلام وہ امور سر انجام نہ پاسکے تھے ان کو حضرت یوشع بن نون سر انجام دینا اللہ تعالیٰ کے مواہد ان کے ذریعے ہوئے ہوں۔ (۶۱)

صديق کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ لعن نہیں ہوتا

” عن ابی ہریرۃ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا یبغی لصديق ان یشکک لعلنا “ (۶۲)

” صديق کے لئے مناسب ہی نہیں ہے کہ وہ لعن ہو۔

## الْبَابُ الثَّانِي

### حضرت ابو بکر کھٹیت صدیق قرآن کی روشنی میں

حضرت ابو بکر کا نام جشدر بن ابوقریظہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ سے اور والدہ ام المیزلس بنت مخزوم بن عامر بن کعب بن سعد بن تیسیم بن مرہ تھیں۔ صدیق، ادا، دقیق آپ کے القاب ہیں اور ابو بکر میں ایک مفہوم اور معنی ملوے ہیں۔ اس مقالہ میں حضرت ابو بکر کھٹیت کی زندگی بیان کرتا ہے۔ دیگر اوصاف اور القاب زیر بحث لانا موضوع سے خارج ہے۔ تاہم آواز اور متین کے متعلق چند اقوال نقل کر دیے جاتے ہیں تاکہ قاری کی کشش باقی نہ رہے۔ نیز ان اوصاف کا تعلق ایک اقباس سے صدیقیت سے بھی ہو سکتا ہے۔

قرآن میں ادا، عرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آیا ہے اور یہ دو جگہ ہے۔ "إِنَّا إِزْنَاهُمْ لَأَكْوَافٌ حَلِيمَةً" (۱) واقعہ یاسم برے جسم المزاج، علیہ الطبع تھے۔ "لَإِنَّا إِزْنَاهُمْ لَحَلِيمَةً أَوَّاهٌ مُنِيبٌ" (۲) واقعہ یاسم برے جسم المزاج، رجیم المزاج رفیق القلب تھے۔

آواز کے معنی میں بہت دعا و رازی کرنے والا۔ ابن المہادی سے مروی ہے کہ رسول اللہ سے ایک آدمی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! ادا کے کیا معنی ہیں؟ آپ نے فرمایا بہت نضر کرنے والا۔ حضرت ابن مسعود اس کے معنی رجیم کے بتاتے ہیں، قتادہ

المنانہ و بیان فرماتے ہیں "صدیقیت کا مقام مقامات بقا میں سے ہے جس کا رخ عالم کی طرف ہے۔ (۶۵) اور اس کے نیچے جو مقام بھی ہیں اس میں قدرے سکرم موجود ہوتا ہے۔ صحت نام صرف مقام صدیقیت میں ہے (۶۶) صدیق کے جو بھی فیصلہ ہو جائے وہ نہایت احتیاط اور ہوش کے ساتھ ہوتے ہیں اور ان کی حقیقت شی کے بعد صرف صدیق ہی سمجھ سکتا ہے۔ دوسروں پر اس کی حقیقت یا اصل ظاہر نہیں ہوتی یا ہوتی ہے تو ایک مدت کے بعد اس کا راز ان پر عیاں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ صدیقین کو اپنے انعامات و الطاف، مزین و احسان و توفیق سے برابر نوازتا رہتا ہے اور ان کو محبت مع اللہ کا مرتبہ اور قرب مع اللہ کا وجہ حاصل ہوتا ہے اور إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّادِقِينَ کے دوسرے میں داخل ہوجاتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ مصباح کامل ترین فرد جو کائنات میں قریب حاصل ہوتا ہے وہ شخص مقلد ہوتا ہے۔

اس تقلید سے میری مراد تقلید فطری ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ باطن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ اس پر برا ہوتا ہے اور جسکی اپنی کوئی قوت میں نہ نہیں ہوتی (۶۷) اب وہ جو کچھ سوجھتا ہے یا جو کرتا ہے وہ وہ حقیقت رسول کے عمل کو سراغ دینا ہوتا ہے۔ اسلئے اس کا لازماً تو نبی خود سمجھ سکتا ہے یا صدیق اس کی حقیقت کو پتا ہے۔ امت کے دیگر افراد پر اس کا انہار نہیں ہوتا۔

اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ ابو قحافہ نے کہا کہ میں نے حضرت عقیق، حقیق اور بنی ابیجر سے سنا ہے۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ یہ نام آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملایا۔ وہ فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان میں تھی اور آپ کے اصحاب باہر کے میدان میں تھے، میرے اور ان کے درمیان پردہ تھا۔ حضرت ابو بکرؓ نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آتش دوزخ سے آنسو کی طرف دیکھ کر، وہ ان کی طرف دیکھے اور اس طرح عقیق کے نام سے مشہور ہو گئے (۸)۔ اس روایت کے ہم معنی عبداللہ بن زبیر کی بھی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: "انت عقیق من النار" اور اس کے بعد اس نام سے مشہور ہو گئے (۹)۔

پہر حال ان مختلف اقوال سے حضرت صدیق کی وجاہت اور شرافت ثابت ہوتی ہے۔ قریش انچو آپ کی شرافت و وجاہت کی وجہ سے عقیق کہا کرتے تھے اور والدین عقیق اس وجہ سے کہتے تھے کہ ان کا خیال تھا کہ موت سے آزاد ہو چکے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مفہوم کو مزید وسیع فرما کر عقیق کے معنی نامہ شہم سے آزاد کے قرار دیتے کہ یہاں شخص جو عقیق سے آزاد ہو، درود مند رکھتا ہو، اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونے والا ہو، رحم بقاء اللہ ہو۔ بہت دعا و راز کی کرنا والا ہو، وہ بھی کسی انسان پر غلبہ نہیں کر سکتا اور نہ کسی سے دبا کر غلام کا حق دوانے میں کوتاہی کر سکتا ہے نہ وہ کمزور ہے اور نہ اس کو کسی کا خوف لاحق ہو سکتا ہے اشراف قریش سے بھی ناداران کے درمیان ہی وجاہت تھی، ایسی ہی ذات رسول کی نیابت کا زیاد حق دار اور خلافت کا سب سے زیادہ مستحق ہو سکتی ہے۔

زبیر بن بکر کہتے ہیں کہ حضرت صدیق ان دس اشراف قریش میں سے تھے جن کی شرافت و منزلت جاہلیت و اسلام دونوں میں برابر قائم رہی۔ یہی وجہ تھی کہ جوئی اسلام

وہ نے رحم بقاء اللہ کہا۔ ابن عباسؓ بھی مومن جانتے ہیں اور مسلم بن ابی طلحہؓ کو تائبین کہتے ہیں۔ (۱۰)

تاکہ کوئی ایسا کہ زبان پر نہ جس سے تم و منہ خزن کا اظہار ہو، ادا وہ شخص جو حضرت ابی کاظمؓ کے اداہ منیب حضرت ابراہیم علیہ السلام نرم دل اور جوان کریمؓ سے (۱۱) حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ان کی رحم دلی اور نرمی کی وجہ سے اداہ (دوست) کہا کرتے تھے کہ آپ بہیم و بیجا و احسان تھے، باور رکھو میری کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ اداہ (دوست و رحم دل) اور لقب کو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف پھیرنے والے تھے۔ (۱۲)

حضرت علیؓ کی اس قول میں اس امر کی تائید ہے کہ جو شخص اداہ ہو، جو رحیم و بیجا ہو، دوست و رحم دل ہو وہ دوسرے کا حق کی غصب کر سکتا ہے اور دیکھنا کہ حقوق سے کیسے غفلت برت سکتا ہے۔ یوم آخرت کو کیسے قبول کر سکتا ہے۔

دوسرا لقب حضرت ابوبکرؓ کا عقیق تھا۔ کیونکہ آپ کے نسب میں کوئی ایسی بات نہ تھی جس سے آپ کو کسی قسم کا عیب لگا پا سکے۔ ابن اسحاقؓ اس کو لقب بھی بلکہ نام قرار دیتے ہیں، ابن کثیرؓ بھی یہی قول ہیں کہ یہی کوئی والدہ کی طرف سے ملایا۔ کیونکہ ان کی والدہ کے کوئی بچہ زندہ نہیں رہتا تھا جب ابوبکرؓ پیدا ہوئے تو بیت اللہ کا خلیفہ کہتے ہوئے یہ دعا دعا کی۔

"اللہم ان هذا عتیقک من الموت فہب لی"۔

اور جب آپ اس دعا کے بعد زندہ ہوئے تو عقیق نام رکھا اور اسی سے مشہور ہوئے (۱۳)۔ ابن ہشامؓ کا قول ہے کہ ابوبکرؓ کا نام عبداللہ ہی تھا اور بنی لقب تھا، جو ان کی خوب صورتی اور شرافت کے سبب سے مشہور ہو گیا۔ کیونکہ عقیق کے معنی خوب صورتی و رشک ہیں

(۱۰) تفسیر ابن کثیر۔ التوبہ، آیت ۱۰۰۔ (۱۱) معارف القرآن، مادہ اداہ۔

(۱۲) حقائق اکبری، ابن سعد، جلد ۲، صفحہ ۷۸، بیرون شاہ، جلد ۱، ص ۲۹۹۔ (۱۳) تفسیر ابن کثیر، جلد ۱، ص ۱۹۔

(۸) حاشیہ، سیرت ابن ہشام، جلد ۱، ص ۲۴۹۔ (۹) تاریخ اکبری، ابن سعد،

جلد ۲، صفحہ ۱۹۰۔ (۱۰) ترمذی، ابواب مناقب، جلد ۲، صفحہ ۱۹۰۔ (۱۱) ازادہ، مقصد، ص ۱۹

علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق کی خدمات کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ابو بکر پر رحم فرمائے۔ اپنی بیعتی کا مجھ سے نکاح کی اور دار الحجۃ کے طرف بھی لایا، اور غد میں میرے صاحب رہے اور جہاں کو اپنے حال سے آؤا دیا (۱۳)۔

حضرت صدیق کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی کے لئے پہلے سے چن لیا تھا اور علیہ کو دیا تھا کہ سندہ میل کروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب ہاتھی اور دوست ہوں اور آپ کی تصدیق کریں۔ اس بناء پر شروع تحقیق سے ہی حضرت ابو بکر کے عادات و اطوار، اخلاق کو اللہ تعالیٰ نے اسی بھی پرپا کئے اللہ سرسبز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل نبوت امین کے لقب سے مشہور ہوئے اسی طرح روایت کے مطابق صدیق کا لقب زمانہ جاہلیت میں ہی چڑھایا تھا (۱۴)۔ اسی طرح سال کی عمر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا شرف حاصل کیا اور اس طرح دوسروں سے آپ کی رفاقت اور محبت زیادہ ہو کر صدیق علی الاطلاق کے لقب سے سروراز ہوئے اور سب سے پہلے اعلان اسلام فرما کر آنے والوں کے مقتدا اور پیشوا قرار پائے اور الدال علی الخیر کا فیل ان تمام لوگوں کے اجر و ثواب میں شریک ہوئے۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

صدیق کا پہلا فائدہ جو کہ ان کے پاس اب میں صدیقیت سے متعلق قرآنی آیات زیر بحث لانے کا شایں ہے۔

”وَالَّذِي جَاءَ بِالصَّدَقِ  
وَصَدَّقَ بِهِ أُولَئِكَ هُمُ

اور جو لوگ سچائی لائے اور اس

تصدیق رسالت

الْمُتَّقُونَ“ (۱۵)

کی تصدیق کی (سچ جانا) تو یہ لوگ متقی ہیں۔

آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہوئے اور تبلیغ کا حکم ہوا تو سب سے پہلے جس نے اس دعوت کو قبول کیا وہ حضرت ابو بکر ہی تھے اور نہ صرف قبول کیا بلکہ اسی کا اعلان کر دیا اور تبلیغ دین حق میں جس قدر معصوم ہو گئے۔

حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ مولایں قرآن میں مشہور و معروف اور سراوردہ کے علاوہ اور کسی سے ممکن نہیں کہ قرآن میں دیکھا جائے کہ اسے اور لوگوں کو اسلام کی روش تخریب اور تفتیب دے (۱۶) اور خبر شریف میں فرماتے ہیں کہ جو لوگ نور نبوت سے منور ہوئے ہیں ان کے سینے جلتے ہیں، ان میں دوسرا طبقہ حفظ و تعین اور ہدایت و ارشاد کا وارث ہوتا ہے اور یہ آپ کے خلفاء اور دوسرے صحابہ کے طرز کے اصحاب ہیں۔ غوث علی انہیں کا حق ہے اور ہم ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں کہ حضرت علی کو اگرچہ یہ فضیلت حالیہ بھی حاصل تھی لیکن اگر کشمکش کی جگہ وہ ہوتے تو یہ فتوحات نہ ہوتیں اور اسلام کا دائرہ اس قدر وسیع نہ ہوتا (۱۷)۔

حضرت ابو بکر کرام اللہ القیامی نے صحابہ اس سلسلہ کا مومنوں ہے۔ صدیقیت کے مآخذ مند بعد ذیل ہو سکتے ہیں۔

(۱) قرآن

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال

(۳) صحابہ کے اقوال

(۴) آپ کے وہ کارنامے جو آپ نے وہ در رسالت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اپنے بعد خلافت میں صدیقیت کی بنیاد پر انجام دیے ہیں کیونکہ رسول کا اگر کوئی معنی قرین مزاج شناس ہو سکتا ہے اپنے دل و جان اور فراست سے اسلام کی خدمت میں وہ اقدامات کرے جن کی تائید آگے چل کر قرآن و احادیث کی بنا پر کیا تو یہ کمال صرف صدیق ہی کو حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ

۱۵۰) ریاض الفسوف، جلد ۱، ص ۵۴۔ تاریخ الخلفاء سیوطی،

ص ۲۶۔ (۱۵) قرآن الزمر، آیت ۳۳، پ ۲۴۔

(۱۶) انزالہ الخلفاء، مقدمہ دوم، ص ۱۲۰، فیض شریف، ص ۱۶۶۔

علماء کلاس پر اتفاق ہے کہ یہ آیت حضرت صدیق کی شان میں نازل ہوئی ہے  
ایسے سات آدمی جن کو عمن مصلان ہونے کے جرم میں شفت قسم کی تکفیفیں اور ایسی  
دی جاتی تھیں۔ آزاد کئے تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی (۱۶)۔

”صدق رسالت اور اطلاق سال کے کسی خبر کی رضا جوئی طلب نہیں۔“

”وَمَا الْآحِدُ بِعِندَهُ يَنْصِقُ“ اور عز و عال شان پروردگار کی رضا جوئی  
يَقَعَمُ بِعِزِّهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ کے اس کے دوسرے احسان نہ تھا کہ  
وَجْهَ رَبِّهِ الْاَخْلَىٰ وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ (۲۰)

جب حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت بلال کو آزاد کیا اس پر مشرکین نے کہا کہ حضرت  
ابوبکر نے بلال کو ایک احسان کے بدلے آزاد کیا ہے جو بلال ان پر تھا۔ اللہ تعالیٰ  
نے اس آیت میں مشرکین کی تردید فرمائی اور حضرت صدیق کے عمل کی تعریف کی (۲۱)  
صدق کی شان ہی یہ ہوئی ہے کہ وہ اس حق کی محبت میں جو نبی پر نازل ہوتا ہے اپنی  
جان و مال تک قربان کر دینے میں دریغ نہیں کرتا اور پہلو سے عرض صرف اللہ  
تعالیٰ کی رضا جوئی اور حق کی تائید ہوتی ہے۔ دیکھو اس کا احسان چکانا ہوتا ہے اور  
نہ کوئی دنیاوی منفعت مقصود ہوتی ہے۔ دین کے مقابلہ میں نہ اولاد کی محبت آڑ  
ہی سکتی ہے اور نہ مال باپ کی محبت حق کی تائید سے رک بن سکتی ہے۔

بوقت قبول اسلام آپ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے لیکن جب حبشہ کے  
دریغ پہنچے تو صرف ۵ ہزار درہم بچے تھے (۲۲) جبکہ آپ مکہ کے مشہور تاجر تھے  
اور مدینہ میں بھی ایک وقت ایسا آیا ہے کہ آپ کے جسم مبارک پر ایک بھٹی پانی کھلی  
تھی جسکو زیب تن فرمائے ہوئے تھے، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

حَفَظْتُ عَلَىٰ مَرُوءِي بِكَ جَاءَ بِالْقَيْدِ قِي سے رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق پہلے سے حضرت ابوبکر صدیق مراد ہیں۔ آپ  
صلی اللہ علیہ وسلم (۲۳) دین اسلام کے آئینے اور حضرت صدیق نے اس سچ  
کی تصدیق کی۔ ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ آپ نے فرمایا ابوبکر یومئذ ابوبکر  
وہ نبوت کے تتمہ میں اس پر اجاء ہے کہ حضرت صدیق اسلام میں اسبق وا قدم  
ہیں اور اسی آیت میں اسبق الناس کا بھی بیان ہے۔ حضرت صدیق بوقت تصدیق  
اسلام بڑی مروتا نے تھے اور بڑے منصب کے مالک تھے قوم میں ذی وہابت  
تھے اور آپ کی تصدیق اسلام کے لئے قوت و شوکت اور مزید مبارک باعث تھی  
اس لئے خصوصیت کے ساتھ اس آیت میں آپ کا ذکر فرمایا (۱۶)

صدق رسالت اور اطلاق فی سبیل اللہ

”فَلَمَّا مَنَّ اَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ“ پس جس نے اللہ کی راہ میں مل دیا اور  
وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ فَسَنِيْهِۦ اَللّٰهُ اَعْلٰی اَلْاَشْاٰلِ اور اچھی بات کو دیکھا  
لِلْمُسْرِئِ (۱۷) تصدیق کی تو ہم کو نعمت کیلئے سزا دینے لگے۔

ان آیات کا مفہوم اگرچہ عام ہے لیکن اس کا سبب حضرت ابوبکر صدیق کا قصہ ہے۔  
کہ میں آپ کا دستور تھا رضیعت لوگوں اور بڑھی عورتوں کو جب وہ اسلام سے  
آتی تھیں طہیر کر آزا کردے یا کرتے تھے ایک روز آپ کے والد ابوقحافہ نے کہا کہ  
اے بیٹے! میں دیکھ رہا ہوں کہ تم رضیعت لوگوں کو خرید کر آزا کردے ہو اگر ان کے  
بجائے قوی اور جان خرید کر آزا کردے تو آڑے وقت میں تمہارے ساتھ ہو کر  
مددگار ثابت ہوں اس پر حضرت ابوبکر نے کہا، ابا جان میں اس مقصد محض اللہ تعالیٰ  
کی خوشنودی اور رضا جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

”وَسَيَجْزِيْكَ الْاٰتِثُ“ اور اس کے ایسے ثمرے جو  
الَّذِي يُوَفِّيْكَ مَالَهُ يَنْزِلُ (۱۸)؟ حقیقی چہاں مال اس قدر خوشی کہ ایک ہوش

۱۶) الترمذی، جلد ۲، صفحہ ۲۸۵، تاج الترمذی، ص ۱۶، ۱۷۔ ارباب من المصنوع، جلد ۱، صفحہ ۲۸۵، ج ۱، ص ۱۶  
آیت ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔



یہ تو حسنت ابوبکر صدیق کے انفاق کی کیفیت ہے اور ان کے جہاد کی کیفیت یہ ہے  
 ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام  
 اصحاب یکجا تھے وہ کہ انشائیں سر ہوتے، تو ابوبکر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم سے اعلان اسلام کیا، بات اصرار کیا، آپ نے فرمایا اے ابوبکر ابھی ہم لوگ  
 بہت محوڑے ہیں، مگر وہ بار بار اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور تمام مسلمان کعبہ کے اندر اور اصرار دھڑکے  
 اور ابوبکر وعظ کہنے لگے کہ ہوتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیٹھ گئے  
 تھے۔ حضرت ابوبکر سب سے پہلے واعظ ہیں جنہوں نے اللہ عزوجل اور اس کے  
 رسول کی طرف لوگوں کو بلا یافتہ صدیق کا وعظ کہنا تھا کہ مشرکین نے ان پر اور  
 نیز مسلمانوں پر هجوم کیا اور ان کو مارنا شروع کیا یہ اس وقت کا واقعہ ہے جبکہ آپ  
 پر آیت **فَاصْطَبِرْ** نازل ہوئی اس موقع پر رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے خود چاہا تھا کہ قریش پر قہر کا اظہار اور شرک کا انحال  
 کری لیکن حضرت صدیق نے عرض کیا کہ قریش مدے سے برعہا ہوا  
 ہے اور آپ کے حکامات سنی ہی دے رہے ایذا ہو جائیگے آپ مجھے حکم دیں کریں  
 خطبہ میں قریش کو سناؤں چنانچہ حضرت ابوبکر نے یہ خطبہ سنایا اور ابوبکر کو  
 قریش نے ناقابل بنیاں نکلیں پیچھا تیں۔ (۲۵)

عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ دیکھتے تھے کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص  
 سے پوچھا کہ سب سے زیادہ سخت سلوک جو تم نے دیکھا وہ کیا تھا انہوں نے کہا کہ سب  
 سے زیادہ سخت تنہا وہ جو میں نے دیکھا وہ یہ تھا کہ عبداللہ بن ابی معیط نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے پاس آیا اور آپ کی چادر آپ کے گلے میں لپیٹ کر اس نے آپ کا گھونٹنا شروع  
 کیا۔ حضرت ابوبکر جو عمری تھے تو وہ آتے اور تنہا ان کا مقابلہ کیا اور اس کو پہنا اور

جو لوگ فتح سے پہلے فرج کر چکے ہیں اور وہ بچے برابر  
 نہیں، وہ لوگ درجہ میں ان لوگوں  
 سے ٹہرے ہیں جنہوں نے ابوبکر فرج  
 کیا اور اسے جن لوگوں نے فتح سے پہلے فرج کیا اور  
 جہاد کیا وہ لوگوں کے فضل پر جنہوں نے فتح سے پہلے فرج کیا

یہ آیت بعد از معلوم سوافی یہ بھی بتا رہی ہے کہ جس نے فتح سے پہلے زیادہ  
 فرج کیا ہو اور زیادہ جہاد کیا ہو اس کا مرتبہ ان لوگوں میں سب سے اقدم  
 والفضل ہے اور جو جہاد میں قبل ہجرت تھا وہ اچھا اور لاٹھی سے تھا اور جہاد  
 بعد ہجرت واقع ہوا وہ نوار ہے اور نیزوں سے تھا اور لغت میں دھڑوں کو قتل  
 کہتے ہیں لہذا جو جہاد قبل ہجرت ہوتا رہے اس کا بھی فائدہ رکھا جائے گا۔ اسی  
 معلوم کے لحاظ سے چونکہ ابوبکر صدیق کا جہاد قبل ہجرت سب سے فائق تھا اور رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم پر مال فرج کرنے والوں میں سب سے مقدم تھے چنانچہ یہ آیت  
 آپ تک تک میں نازل ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ میں ایک روز رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق اس وقت آپ کے پاس بیٹھے  
 ہوئے تھے اور ان کے ہمراہ اس وقت ایک چٹائی پلائی گئی تھی۔ حضرت جبرائیل  
 علیہ السلام تشریف لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں  
 ابوبکر کو ایسے حال میں دیکھ رہا ہوں کہ ان کے جسم پر ایک چٹائی پلائی گئی ہے، آخر  
 ایسا کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا اے جبرائیل **انْفَقَ مَالَهُ عَلَى قَبْلِ**  
**الْفَتْحِ**، اپنا پورا مال قبل فتح حج پر خرچ کر چکے ہیں۔ (۲۶)

(۲۵) الخلیفہ، آیت ۵، ص ۲۴ - (۲۶) تفسیر طبری، جلد ۱، ص ۱۲۴۔

ربیع الثانی، جلد ۱، ص ۱۵۶ - معالم التنزیل، بیروت، الخلیفہ، آیت ۵۔



”اَتَقْتُلُونَ رَجُلًا اَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ“  
 کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ اور وہ اپنے رب کے پاس سے تمہارے پاس روشن دلائل لے کر آیا ہے۔ (۱۶۱)۔

کافروں میں کسی نے پوچھا کہ یہ کون ہے تو کسی نے کہا کہ ابو قحافہ کا بیٹا ہے۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ کافروں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسٹا مارا کہ آپ بے پوش ہو گئے۔ اتنے میں ابو بکر لگے اور انہوں نے آپ کو بکواسا۔ اس کے بعد وہ کھڑے ہو گئے اور پکار کر کہنے لگے۔

”وَنِلَّكُمْ اَتَقْتُلُونَ رَجُلًا اَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ“ (۱۶۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ جب سے پہلے جس نے کفار ہاتھ میں لیکر اپنا اسلام ظاہر کیا وہ ابو بکر صدیق اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے (۱۶۸)۔  
 یہ حضرت صدیق کی جہاد کی کیفیت۔

آپ صدیق تھے، پرہیزگار اور متقی تھے، سچے تھے، اپنے مال کو اپنے مولو کی اطاعت میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امان و قدرت میں دل کھول کر خرچ کرتے تھے، ہر ایک کے ساتھ احسان کا سلوک کرتے تھے اور کسی دنیوی فائدے کی چاہت پر نہیں کسی کے احسان کے بدلے نہیں بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے لئے۔

مکہ کے بڑے چھوٹے سب پر حضرت صدیق اکبر کے احسانات

(۱۶۱) بخاری کتاب التفسیر ص ۱۷۸، ج ۲، ص ۱۱، سیرت ابن ہشام جلد ۱ ص ۲۰ تا ۲۱ بخاری جلد ۱ ص ۲۲۳۔ (۱۶۲) المستدرک للحاکم، جلد ۱، ص ۶۷۔ ۶۸۔ معالم التنزیل جلد ۱ ص ۲۱۰۔

کے بار تھے، یہاں تک کہ مردہ بن مسعود جو قید کیفیت کے مراد تھے، صلح حدیبیہ کے موقع پر جبکہ حضرت صدیق نے اے فاطمہ تو اس نے کہا کہ اگر آپ کے احسان مجھ پر نہ ہوتے جس کا بدلہ میں ایک جنگ نہیں دے سکتا تو آپ کو جواب فیر دیتا (۱۶۹)۔

یہ قبائل عرب کے سردار کا حال ہے وہ آپ کے احسانات کو جب سے سراٹھانے کے قابل نہیں تھے اس لئے خود انکے لئے ہے اس خیال خام کی تردید فرمائی کہ کسی کے احسان کا بدلہ انہیں دینا نہیں تھا وہ تو صدیق ہیں اور صدیق کی شان یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ اپنی جان و مال، اولاد، مال باپ، کنبد، خاندان، آبرو، عزت، وقار و شرافت سب کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر قربان اور فدا کرنے میں دیش نہیں کرتا۔ ارشاد داریا تھا سنے ہے۔

جو لوگ اللہ پر اور قدامت کے دلی برائیاں لکھتے ہیں آپ ان کو نہ سمجھیں گے نہ کہہ سکیں گے نہ کہہ سکیں گے جو اللہ کے رسول کے برطان میں گویا ایک پلٹے والے کی طرح ہیں نہ ہر ان کو ان کے دلوں میں اٹھانے کے غایان ثابت کر دیا ہے اور کھوپڑیوں سے قوت دی ہے اور ان کو ایسے باطن میں داخل کرے کہ جن کے نیچے نہری جاری ہوگی جن میں وہ بیڑہ لگے، انکے اٹھانے کے واسطے ہر گاہ اور وہ اٹھ سے راضی ہو گئے۔

یہ لوگ اسلئے قسانی ہو گئے ہیں۔

خوب سن لو کہ

”لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا بِإِذْنِ اللَّهِ عَلَيْهِمْ وَرِضْوَانُهُمْ أُولَئِكَ جِزَاءُ اللَّهِ

أَلَا إِنَّ جَزَبَ اللَّهِ هُمْ  
الْمُفْلِحُونَ (۳۰)

اللہ ہرگز ناکام بنا دے گا۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت صدیق نے غزوہ بدر کے موقع پر اپنے بچے کو مبارکت کے لئے طلب کیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعنا بنفسک یا ابوبکر! فرمایا تو اسی وقت اللہ تمہارے لئے حضرت صدیق کے عمل کی تحریف ان آیات سے فرمائی (۳۱)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي  
نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ  
أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ  
إِلَيْهِ مِنْ وَالِدَيْهِ وَوَلَدِهِ  
وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ“ (۳۲)

ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں سے اس وقت تک کوئی مومن نہیں ہو سکتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے والدین، اس کے بچوں اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت صدیق کا یہ انتہائی حب اور اتفاق مالِ محمدی اور مطلوب ہے اور حب آپ ایک موقع پر اتفاقِ مال سے رک گئے اللہ ہی نے کیا کر سکتا۔ حضرت مسیحؑ کی جو حضرت ابوبکرؓ کے نزدیک کے رشتہ دار تھے اور مسکین و مہاجر تھے ان امداد دہانے کے لئے اللہ تعالیٰ حضرت صدیق کو تیس فرمائے ہیں (۳۳)۔

مالِ املاؤں نہ کرنے کا عزم، یہ شانِ صدیقیت کے نشوونہ ہے۔

”وَلَا يَأْتِلُ أَوْلِيَ الْفَضْلِ  
وَمَنْكَمُ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا“

اور جو لوگ تم میں سے بزرگی اور وسعت دالے یہ بھی وہ اہل

(۳۱) التبارک، آیت ۱۲۲، ص ۲۸۔ (۳۲) زاد المسیر، جلد ۲، ص ۱۹۰۔ اریضی خضر جلد ۱، ص ۵۲۔ ص ۳۵، بخاری، کتاب الوصایاں، باب حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ادیانہ جلوس۔ اس میں بخاری کتاب الوصایاں، باب الیقین فی الفضل، جلد ۲، ص ۹۸۔

أُولَى الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينِ  
وَاللَّهِجْرَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
وَلِيُعْمَلُوا وَلِيُصَفَّحُوا أَلَا  
يُحِبُّونَ أَنْ يَتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّ  
وَاللَّهُ عَفْوٌ رَحِيمٌ (۳۴)

قرابت کو اور مسکین کو اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے سے قسم نہ کہ بھلیں، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہارا تصور معاف کر دے۔ بیشک اللہ بخور رحم ہے۔

اس آیت کے نزول سے یہ بھی واضح ہوا کہ حضرت صدیق اولوالفضل سے ہیں اور ان کی امت پر نصیحت حاصل ہے اور سہرا والوں کے مقتدی اور پیشوا ہیں۔ احشادِ باری تعالیٰ ہے

”فَيُشِيرُ بِأَمْرِ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ  
الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ  
أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ  
وَأُولَٰئِكَ هُمُ أَوْلُوا“ (۳۵)

آپ میرے بندوں کو خوشخبری سنا دیجئے جو لوگ کوئی لگا کر سنتے ہیں پھر اس کی اچھی سمجھ کر اپنی جگہ پر ہیں میں لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی اور یہی ہیں جو اہل عقل ہیں۔

حضرت صدیق کے اس واسطے کہ بعد سب سے پہلے اخراج فرمائیے ایک جماعت آپ کی تالیف سے حلقہ گوش اسلام ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تالیف کے حضرت صدیق ان لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے اور انہوں نے وہاں جا کر باقاعدہ اسلام کا اظہار کیا اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اسلام لانے والوں میں جب ان میں سے عثمان بن عفان، طلحہ، زبیر بن العوام، سعید بن زید، سعد بن ابی وقاص تھے (۳۶)۔ ان ناموں کے بعد ذکر کے بعد اہل اسحاق بیان کرتے ہیں کہ یہ آٹھ آدمی تھے جو سابقین فی الاسلام

(۳۴) التبارک، آیت ۲۲، ص ۱۸۔ (۳۵) الزمر، آیت ۱۸، ص ۶۳۔ (۳۶) رضی النضر، جلد ۱، ص ۹۱۔

قوی ہو جاتی ہے اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ حضرت ابوبکر غزوہ نو را مجتہد اسلام قبول کر چکے تھے اور ان کا اسلام کسی دے مؤخر نہ تھا کیونکہ خبر ماننے کی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول مذکور کی تردید ہوگی اور اس طرح یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قدس کے مترادف ہے اور حضرت ابوبکر کی ذات پر اس کا نہ کوئی اثر ہوتا ہے اور نہ ان کی حلاوت شان میں کوئی نقص یا کمی واقع ہوگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قدس کو نہ کفر ہے اس لیے یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضرت ابوبکر کا اسلام دوسروں سے اسبق ہے اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق میں مسابقت اور مساوت کی ہو وہ صدیق ہے اور اس بناء پر حضرت صدیق قدوة الناس بھی قرار پاتے ہیں (۳۱)۔

### حضرت خدیجہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر المؤمنین کا سلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد ابراہیم کے علاوہ زینب، رقیہ، ام کلثوم، فاطمہ، قاسم، جن کے نام سے آپ کنیت کرتے تھے اور طاہرہ اور طیبہ حضرت خدیجہ کے بطن مبارک سے ہوئے۔ قاسم طاہر اور طیب محمد علیہ السلام ہی میں منتقل کر گئے۔ واما بناتہ فکلھن ادرکن الاسلام فاسلمن وهاجرن معه البیت۔ آپ کی تمام صاحبزادیوں نے اسلام کا مہذب اپنا اور وہ مسلمان ہوئیں اور انہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی (۳۲)۔ فلما اکرمہ اللہ عز وجل بنبوۃ امنت بہ خدیجۃ وبناتہ فصدقنہ وشھدن ان ماجاء بہ هو الحق

تھے اور ان کے بعد دوسرے لوگ مسلمان ہوئے تھے (۳۳) اور اس طرح حضرت ابوبکر صدیق درمیانہ طور پر تہذیب و تمدن کے ایک جامع تھے اور ان کی خدمت میں قریش کو بھی حلقہ پرورش اسلام کا اور تاقیامت بعد والوں کے مقتدی اور پیشوا قرار پائے۔

اور جو خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ وہ اقیامت کے روز ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر خدا نے بڑا فضل کیا لیکن انہیں اور صدیق اور شہید اور نبی کو ان لوگ اور ان لوگوں کی طاقت بہت ہی جتنی ہے۔ (۳۸)

اس آیت میں انہیں سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیقین سے مراد ابوبکر اور شہداء سے حضرت عمر اور عثمان وطلحہ اور صالحین سے باقی تمام صحابہ مراد ہیں (۳۹)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”مادعوت احدا الی الاسلام الا کانت منہ کبوة ونظر وتردد الاما کان من الی بکربن الی تخافہ ماعکم منہ حین ذکرتمہ لہ وما تردد فیہ“ (۴۰)

اے مامور لاؤ کی فرماتے ہیں کہ یہ روایت متعدد فرق سے مروی ہے اس لیے

(۳۱) تفسیر رازی، جلد ۳، ص ۳۸۰۔ (۳۲) طبری، جلد ۲، ص ۱۵۷۔

سیرت ابن ہشام، جلد ۱، ص ۱۹۱۔

(۳۳) سیرت ابن ہشام، جلد ۱، ص ۲۵۲۔ النساء، آیت ۶۹، پ ۵۔ (۳۴) تفسیر

فی علم التفسیر ابن الجوزی، جلد ۱، ص ۱۲۸۔ (۳۵) سیرت ابن ہشام، جلد ۱، ص ۲۵۲۔

اور جب سنہ ۵۶ جمادی الاول میں زینب عارضا ایک سریر میں ابوالعاص کے مل متاع کو اپنے قبضہ میں لیکر آپ کے پاس گئے اس وقت حضرت زینب نے ان کو اپنی پیٹھ میں لینے کا اعلان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب کی پیٹھ کی صبا کے مشورہ پر توفیق فرمائی (۴۵) اور حضرت زینب سے فرمایا کہ اے بیٹی ان کا خوب اکرام کرنا لیکن اپنے شکم سے ہٹ کر آنے دینا کیونکہ یہ تمہارے لئے مصلیٰ نہیں ہے اس واقعہ کے بعد ابوالعاص کے جگر تارم تو لوگوں کے مال و متاع واپس کر کے مسلمان ہونے کا اعلان کرتے ہیں (۴۶)۔

حضرت زینب نے غزوہ بدر کے بعد مدینہ ہجرت کی تھی، ابوالعاص سے ان کا ایک لڑکا اعلیٰ اور ایک لڑکی امامہ عقیل حضرت علی کا بچپن ہی میں شہر میں انتقال ہو گیا تھا اور امامہ سے حضرت علی بن ابی طالب نے حضرت فاطمہ کی وفات کے بعد شادی کی اور حضرت زینب نے شہر میں وفات پائی اور آپ کی وفات کا سبب وہ نیزہ تھا جو وقت دعا لگی مدینہ مبارکین الاسلام نے آپ کے مبارحتا۔ اس دشمن سے آپ کا انتقال ہوا۔ انا لله وانا الیہ راجعون

## رَقِیَّةُ زَیْنَبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

یہ آپ کی دوسری صاحبزادی تھیں اور ابولہب کے لڑکے عتبہ بن ابی لہب کے نکاح میں تھیں۔ جب اسلام کے نہروں کے وجہ سے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف اور دشمن بن گئے تو قریش نے ان سے بھی طلاق کا سلا لیکر اور ابولہب سے اپنے لڑکے کے کہاکر میل متعلق نہاے ساتھ ختم ہے اگر تم ٹھنڈی لڑکی کو دھو دو گے

وَدُنْ بَلَدِیْنِہ وَشَبْتِ  
ابوالعاص علی شریک مد ۳۳  
صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت سے سرفراز فرمایا تو حضرت خدیجہ اور تمام صاحب زادوں نے آپ کی تصدیق کی اور اسکی گواہی دی کہ جو کچھ آپ لائے ہیں حق ہے اور آپ کا دین اختیار کیا لیکن ابوالعاص اپنے شرک پر قائم تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینب تھیں ان کی شادی حضرت خدیجہ کے کہنے پر آپ نے ابوالعاص بن ربیع سے نبوت کے ملنے سے قبل کی تھی۔ حضرت خدیجہ ابوالعاص کو اپنے لڑکے کی طرح سمجھتی تھیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت سے سرفراز فرمایا تو حضرت خدیجہ اور آپ کی تمام صاحبزادوں نے آپ کی تصدیق کی اور اس کی گواہی دی کہ جو کچھ آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے حق ہے اور آپ کا دین اختیار کیا۔ لیکن ابوالعاص اپنے شرک پر کما قائم تھے اور جب آپ کے خلاف اہل مکہ سکڑے ہوئے اس وقت قریش نے ابوالعاص کے پاس جا کر کہا کہ تمھیں لڑکی کو طلاق دے دو اور اس کے عوضی سکھ کی جس عورت سے تم چاہو تمھاری شادی کر دیتے ہیں لیکن ابوالعاص نے کہا۔

”اِذَا لَا اُفَرَقِ صَاحِبَتِی  
وَمَا احَبُّ اَنْ لِّی بِالْمَوْتِ  
اِمْرَاةٌ مِنْ قُرَیْشٍ ، وَ  
كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ  
عَلِیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یَتَنَبَّأُ  
فِی صَہْمَرِہٖ خَیْرًا“  
کرم کی قریش کی عورت کے  
عوض اپنی بیوی بچرے ضرور  
پسند نہیں کرتا اور اس پیٹھ پر  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوالعاص کی دامادی کی تعریف  
کیا کرتے تھے (۴۴)۔

(مزمع استیذان ہجرت ۱، ص ۶۵۲-۶۵۳، ج ۱، سیرت ابن ہشام، ص ۶۵۲-۶۵۳)

۱۵۱، ج ۱، سیرت ابن ہشام، ص ۶۵۲-۶۵۳، ج ۱، سیرت ابن ہشام، ص ۶۵۲-۶۵۳  
۱۵۲، ج ۱، سیرت ابن ہشام، ص ۶۵۲-۶۵۳، ج ۱، سیرت ابن ہشام، ص ۶۵۲-۶۵۳

## اُمّ کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ

ان کا نکاح یقیناً بن ابی لہب سے ہوا تھا لیکن انھوں نے بھی باپ کے کہنے پر منکر ہو کر سب سے حضرت ام کلثوم کو طلاق دے دی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اُمّ کلثوم کو سمجھوتہ فرمائے کہ بعد حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہؓ بن عمارؓ کے ساتھ مدینہ پہلے آئی تھیں اور ان کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ کے گھر والے اور حضرت عائشہؓ بھی تھیں۔ حضرت عثمان غنیؓ کے ساتھ حضرت رقیہؓ کے وفات کے بعد ربیع الاول ۳ھ میں شادی ہوئی اور شہ ماہ شعبان میں وفات پائی۔ ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔ اکثر کا قول یہ ہے کہ ام کلثوم حضرت فاطمہؓ سے چھوٹی تھیں (۵۲)۔

## فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چوتھی صاحبزادی تھی ان کی ولادت کے وقت رسول اللہ کی عمر شریف ۳۵ سال تھی یعنی بعثت سے پانچ سال قبل۔ جب خانہ کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی پیدا ہوئی اور حضرت عائشہؓ سے عمر میں تقریباً ۵ سال بڑی تھیں۔ حضرت عائشہؓ کی شادی سے تقریباً چار ماہ بعد ان کی شادی حضرت علیؓ سے عمر ۳۵ھ کے شروع تہ تیغوں میں ہوئی (۵۳)۔

## علی بن ابی طالب

ان کی ولادت اکثر کے قول کے مطابق بعثت سے دس سال قبل

(۵۱) قرنیہ ۲، ص ۲۳۰۔ الاصابہ ابن جریر ذکر ام کلثوم بنت عبدالمطلب، ج ۳، ص ۳۲۹۔

(۵۲) اصابہ ابن جریر، ذکر فاطمہ بنت ابی طالب، امام المتقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۳۶۴۔

چنانچہ حضرت رقیہؓ کو اس نے طلاق دے دی اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رقیہؓ کا نکاح حضرت عثمان بن عفان سے کیا (۵۴)۔

”اسلمت حین اسلمت یہ بھی اچھی حالت خدیجہ امہا خدیجۃ و بایعت کے ساتھ اس کا نکاح خدیجہ حین بایعہ النساء“ (۵۶) دیکھو غزوہ تبوک کی تواریخ میں اچھے لکھے ہیں۔

۳۵ھ نبوت ۴ھ رجب میں حضرت عثمان بن عفان کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور یہ مسلمانوں کی پہلی ہجرت حبشہ تھی (۵۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدرؓ والذی نفسی بیدہ انہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ اول من ہاجر بعد ابراہیم و لوط۔ میں میری جان ہے۔ حضرت ام اور لوط علیہ السلام کے بعد پہلی ہجرت کی گئے ہیں۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ جب یہ لوگ حبشہ پہنچے تو کچھ دنوں تک ان کے پاس ان کی خبریت کی اطلاع نہیں پہنچی ایک مہینے نے آ کر آپ کو جب اطلاع دی تو آپ نے فرمایا ”ان عثمان اول من ہاجر باہلہ“۔ کہ اس امت میں حضرت عثمان پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ ہجرت کی ہے۔

حضرت عثمانؓ سے ان کے بہن ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جن کا نام عبد اللہ تھا۔ حضرت عثمانؓ حضرت رقیہؓ کے ساتھ طواف نبوی کے درجہ سے مکہ واپس آ گئے تھے اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ حضرت رقیہؓ کا انتقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت مدینہ کے ۴ ماہ بعد اس دن ہوا جس دن حضرت زینبؓ بن عمارؓ کا گھر میں کامیابی کی خوشخبری مدینہ آئے تھے۔ (۵۵)

(۵۸)۔ سیرت ابن ہشام قسم ۱ ص ۶۵۲۔ بڑی لیب ص ۱۳۴۔

۳۳ھ۔ ۲۳ھ۔ ۲۲ھ۔ ۲۱ھ۔ ۲۰ھ۔ ۱۹ھ۔ ۱۸ھ۔ ۱۷ھ۔ ۱۶ھ۔ ۱۵ھ۔ ۱۴ھ۔ ۱۳ھ۔ ۱۲ھ۔ ۱۱ھ۔ ۱۰ھ۔ ۹ھ۔ ۸ھ۔ ۷ھ۔ ۶ھ۔ ۵ھ۔ ۴ھ۔ ۳ھ۔ ۲ھ۔ ۱ھ۔

(۵۹) الاصابہ فی تہذیب اصحابنا ابن جریر ذکر فاطمہ بنت عبدالمطلب، ص ۳۲۱۔

قرآپ کو اطمینان دلاتی ہیں۔ ورنہ ابن نفل کے پاس دوڑتی ہوئی جاتی ہیں اور اس کے بعد حضرت صدیق سے کہتی ہیں کہ اپنے بچے کے بیٹے کے ساتھ ورنہ ابن نفل کے پاس جاتیں ان کو تسلی دلاتیں، ان واقعات میں حضرت صدیق بھی موجود ہیں

غافلان سے بہت کر اور باغ و ذی افر کو گلوں میں سب سے اسبق اور اندم حضرت صدیق اکبر ہیں اور حضرت علی بوجہ اپنی کم عمری کے قدوة الناس نہیں ہی کہتے تھے۔ حضرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر تربیت تھے۔ قرابت کا وجہ ہے آپ کے بہت قریب تھے اور حضرت ابوبکر کی اہم کم کوئی قرابت آپ کے ساتھ نہ تھی اور بعید کے لوگوں کا اسلام ہی دوسروں کے لئے باعث رغبت ہی ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک قبل مدت میں حضرت صدیق کی وجہ سے حضرت عثمان بن عفان، طلحہ، زبیر بن العوام، سعد بن ابی وقاص، عثمان بن مظعون جیسے سرور اکرام قریش اسلام قبول کرتے ہیں اور حضرت صدیق ہی ان کا رہنما ہے اسلام کا سبب قرار پاتے ہیں اور ان کا اصل صحابہ کے پیشوا اور مقتدا ٹھہرتے ہیں۔

مسلمہ بن سہیل سہیل بن سہیل کے تین طبقات تھے۔ پہلا طبقہ باثر افراد کا طبقہ باثر قبائل اور غافلانوں سے تعلق تھا، دوسرا طبقہ ان افراد پر مشتمل تھا جو اپنی کم عمری کے سبب با اثر نہ تھے یا ایسے قبائل اور غافلانوں سے ان کا تعلق تھا جو مکہ میں با اثر نہ تھے بلکہ با اثر قبائل کے زیر اثر اور مامت تھے۔ تیسرا طبقہ ان افراد پر مشتمل تھا جن کا تعلق مکہ کے قبائل اور غافلانوں سے نہ تھا بلکہ باہر سے آکر رہنے گئے تھے اور سکونت پذیر تھے اور ان با اثر قبائل کے حلیف بن کر رہے مکہ میں قیام پذیر تھے اور ان کا خود اپنا کوئی مقام نہ تھا۔ حضرت علی کا تعلق دوسرے طبقہ سے تھا اور زبیر بن عاص تیسرے طبقہ کے افراد میں شامل تھے۔

حضرت علی اگرچہ با اثر غافلان کے فرو تھے لیکن ان کا خود بوجہ کم عمری مکہ میں کوئی مقام نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت علی قدوة الناس اور پیشوا نہیں بن سکتے تھے اور صدیق اکبر کا تعلق مکہ کے پہلے طبقہ سے تھا غافلان یا با جماع حضرت

ہوئی تھی (۵۳) حضرت عباس، حضرت علی کے پاس گئے اس وقت حضرت فاطمہ کبہ رہیں تھیں کہیں تم سے عمر بن ہری ہوں تو حضرت عباس نے فرمایا کہ "ولدت فاطمة وقریش تبني الکعبة وولد علی قبلہا بسنوات (۵۵) جب تنہا کبہ پر ہی تھی اس وقت حضرت فاطمہ پیدا ہوئیں اور حضرت علی ان کے کئی سال قبل پیدا ہوئے تھے۔

جب اسلام آیا اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت سے سرفراز فرمایا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے زیر کفالت تھے اور آپ کا پہلا غافلان حضرت خدیجہ، چار صاحبزادیوں اور حضرت علی اور ایک مختار بن ہاشم پر مشتمل تھا اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ آپ کی صاحبزادیاں اپنی والدہ کے ساتھ معاً اسلام قبول کر چکی تھیں اور ان کا اسلام حضرت خدیجہ سے مؤخر نہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں جا کر جب کہ آپ پوری طرح صاحب اقتدار تھے اور کوئی منفع نہ تھا ہر طرف آپ کے احکامات نافذ تھے، جان نثار موجود تھے، جنگوں میں کامیابیاں حاصل کر چکے تھے، خراج مکہ تھے، بنی ہاشم آپ کے گرد جمع ہو چکے تھے، انصار بھی فدا کار کی کمی سے بچے نہ تھے ان حالات میں آپ فرماتے ہیں میں نے جس کسی کو اسلام کی دعوت دی تو وہ مجھ کا تامل اور تردد کیا، لیکن ابوبکر بن ابوقحافہ نے مجھ کا تامل نہ کیا جب ان کے سامنے اسلام کا ذکر کیا۔ حضرت عثمان کا اسلام، حضرت خدیجہ اور آپ کی صاحبزادوں سے گزرے مقدم نہیں۔ روایات سے ثابت ہے کہ حضرت خدیجہ ابتدائی نزول وحی کے وقت آپ کے ساتھ تھیں۔ اور جب نزول وحی سے آپ پر کھڑے ہو کر وحی ہوئی

(۵۴) اصحاب اپنی خبر، ذکر علی بن ابی طالب، جلد ۲، ص ۵۰۷۔

(۵۵) الفہم، ذکر فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جلد ۲ ص ۲۵۱

القاهرة، مطبعة السعادة، ۱۳۷۰ھ۔

بَعْدُ وَقَاتِلُوا“ (۵۷) خرچہ کیا اور لڑے۔

ان وجوہات کی بناء پر بھی حضرت صدیق ہی ان اوصاف کے زیادہ مقدار تھے اور یہی وجہ تھی کہ حضرت ابوبکر کے اس لقب پر تمام امت کا جماع ہے اور آپ کا صدیق ہونا ہی بہت بڑا فضل اور بہت بڑا کمال ہے۔ کیونکہ نبوت کے بعد فضل اور علم میں دوسرا سربراہ صدیق ہی کا ہے۔ مذکورہ آیت (من یطع اللہ والرسول) میں بھی اللہ تعالیٰ نفی واسطہ فرماتے ہیں کہ صدیق و نبوت کے مابین کوئی فاصلہ اور دوسرا مقام یا درجہ نہیں ہے۔ اسی آیت صدیق اگر پر یہ خاص فضل اور احسان بھی کہتے ہیں کہ وفات کے صدیق کو نبی کے پہلو میں دفن فرما کر نفی واسطہ کو برقرار رکھا اور عملیہ جتنی اللہ تعالیٰ کو ولایت کے بعد بھی ہی اور صدیق کے مابین کوئی فاصلہ اور واسطہ برداشت نہیں ہے (۵۸)۔

امت کو بھی اللہ تعالیٰ یہ حکم فرماتے ہیں کہ صدیق کے ساتھ رہو۔ اللہ کا ارشاد ہے۔  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا اللَّهَ وَاتَّبِعُوا رَسُولَهُ  
اللَّهُ وَكَوْنُوا مَعَ الصَّالِينَ  
جو نبوت و امت میں سے ہیں ان کی راہ چلو تاکہ تم بھی صدیق اختیار کر سکو اور اسکا اثر یہ ہوگا کہ آئندہ تم کوئی ایسا عمل سر نہ دوں گا جس پر تم ملامت کے مستحق بنو جیسے مخلوق میں انہما اپنے عمل کو وجہ سے ملامت کے مستحق بنے اور اپنے کئے پر نادم و شرمندہ ہوئے۔

ابن عمر کا قول ہے کہ یہاں صدیقین سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ہیں لیکن صحابہ کا قول یہ ہے کہ ابوبکر صراحتاً ہی (۵۹) صدیقین کے معیت کا فائدہ بالکل ناہم ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے

(۵۷) قرآن، الحدید، آیت ۱۰ پ ۷۴۔ (۵۸) تفسیر الرازی، جلد ۳، ص ۲۸۱۔

(۵۹) تفسیر ابن کثیر، التوبہ آیت ۱۱۹، پ ۱۱۔

ابوبکر صبر سے پہلے اسلام لانے والے ہیں اور اسبق الناس فی الاسلام قرار پانے کی وجہ سے تمام امت میں صدیقیت کے زیادہ مقدار بننے اور افضل خلق بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ ہی کی ذات گزرا کر پائی، وجہ آپ کا اسلام دوسروں سے مقدم ہوا تو آپ کے خدمات بھی دوسروں سے زیادہ ہوتے اور اس طرح دوسروں سے ثواب میں بھی زیادہ ہوتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:-

”من سن فی الاسلام  
سنة حسنة فعمل بها  
بعده كتب له مثل اجر  
من عمل بها ولا ينقص  
من اجورهم شيئاً“ (۵۷)

جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا اور اس کے بعد لوگ اس پر عمل رہے ان کا عمل لوگوں کے برابر اس شخص کا اجر و ثواب ہوگا اور ان لوگوں کے اجر سے کوئی چیز کم نہیں کی جائے گی۔

صورت صدیق اسلام لانے کے بعد جہاد اور تبلیغ دین میں مصروف ہوتے اور مذکورہ صدر صحابہ آپ ہی کے تبلیغ کے اثر سے حلقہ گوش اسلام ہوتے اور یہ تبلیغ و جہاد اسلام کے ضعف اور کمزوری کے وقت کا ہے اور تبلیغ و جہاد اس جہاد و تبلیغ سے افضل ہے جو اسلام کے قوت اور غلبہ کے وقت ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

لَا تَسْتَوِينَ مِنْكُمْ مَنْ اتَّقَى  
وَمَنْ قَبِلَ الْفِتْنَةَ وَفُتِلَ  
أُولَئِكَ أَكْثَرُ دَرَجَةً  
مِنَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَاسْمُ

جو کو فتنہ سے بچے وہ درجہ کے برابر نہیں وہ لوگ درجہ میں ان لوگوں سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد میں

(۵۹) مسلم، کتاب العلم، باب من سن سنة حسنة، جلد ۱۶،

ص ۲۲۶۔



راستح ہو چکا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ کہتے ہیں باکلی صحیح اور درست ہوتا ہے اور آپ میں گورگہ رطلہ بیانی کرنے کی اہلیت ہی نہیں ہے۔

تصدیق رسالت حضرت ابوبکر کے قلب میں راستح ہو چکی تھی۔ ارشاد باری

تھا ہے  
 "إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا  
 اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا  
 خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ  
 يَحْزَنُونَ"

اور وہ جنت ابوبکر صدیق چالیس سال کے ہوتے تو یہ دعا فرمائی۔

ارشاد باری تھا ہے

"حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ اُسُدُّهُ  
 وَبَلَغَ اَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ  
 رَبِّ اَوْفِعْنِيْ اَنْ اَشْكُرَ  
 بِفِعْلِكَ الَّذِيْ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ  
 وَعَلَى الْوَالِدَيْنِ وَاَنْ اَعْمَلَ  
 صَالِحًا تَرْضَاهُ وَاصْلَحْ  
 لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ اِنِّيْ تُخِيبُ  
 اُولَئِكَ وَالْاٰتِيْنَ مِنَ السُّلَاطِيْنَ  
 اُولَئِكَ الَّذِيْنَ تَتَّقِلُ عَنْهُمْ  
 لِحَسَنٍ مَّا عَمَلُوا وَتُجَاوِزُ  
 عَنْ سَيِّئِهِمْ فَاَصْحَابُ  
 الْجَنَّةِ وَعَدَدُ الْغُلَاقِ الَّذِيْنَ  
 كَانُوا يُوعَدُونَ"

تھا ہے

بیاد رکھو کہ جب اپنی جوانی کو پہنچ گیا تھا اور  
 چالیس برس کو پہنچتا ہے تو کہتا ہے کہ اپنے رب سے  
 رب عظیم کو اس پر مدامت و تحنن کیلئے تھوڑی  
 کا شکر کیا کروں جو آپ نے مجھ کو اور میرے  
 ماں باپ کو عطا فرمایا ہے اور میں نے کیا کام  
 کیا کروں جس سے آپ خوش ہو رہا ہو اور میری  
 اولاد میں بھی خیر سے صلاحیت پیدا کیجئے۔  
 میری بچکانی میں بڑا ہو کر اور میرے فرزند بڑا ہو کر  
 ہوں، یہ وہ گزیریں ہیں کہ انکے کلمہ کاموں  
 کو قبول کریں گے اور ان کے گناہوں سے  
 دھڑکڑ کر دیں گے، اس طور پر کہ یہ اہل جنت  
 میں سے ہوں گے اس وعدہ صادق کی وجہ سے  
 جنہاں سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

"اَمِنْ يُّلْقِي فِي النَّارِ  
 خَيْرًا اَمِنْ يَّاتِي اَوْسًا  
 يَوْمَ الْقِيَامَةِ" (۶۰)

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ اس آیت میں حضرت ابوبکر اور عمرؓ کا موازنہ کیا گیا ہے (۶۰)  
 ایک سید کا انتہائی مدبر تھا اور دوسرے پڑھنے کے تمام درجات غم ہو چکے تھے۔  
 دوسری بات میں اسکی مزید تشریح فرمادی کہ ارشاد باری تھا ہے  
 "اَمِنْ يُّلْقِي فِي النَّارِ خَيْرًا اَمِنْ يَّاتِي اَوْسًا  
 يَوْمَ الْقِيَامَةِ" (۶۰)

موجس شخص کا سید اللہ تعالیٰ نے اسلام کے قبول کرنے کے لئے کھول دیا  
 (اسلام کی حقیقت کا اسکو یقین آگیا) اور اپنے رب کے (عطا کئے ہوئے) نور (ہدایت  
 کے مستشار پر عمل رہا) ہے۔ یقیناً فکر داسی کے موافق عمل کرنے لگا کیا وہ شخص  
 اور ابلی تساوت برابر ہیں سو جن لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ کے دوسرے حاشا نہیں  
 ہوتے ان کے لئے بڑی قربانی ہے اور یہ لوگ کھل کر گمراہی میں ہیں۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق اور ابی بن خلف کا  
 موازنہ کیا اور یہ آیت ان دونوں کے بابت نازل ہوئی (۶۱)۔ ۱۸ سال کی عمر سے  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلقات قائم تھے جب آپ مبعوث ہوئے تو فوراً  
 ہی حضرت صدیق نے جبکہ ۳۸ سال کے تھے آپ کی تصدیق کی۔ اللہ تعالیٰ حضرت  
 ابوبکر کے سید کو قبول اسلام کے لئے بہت پہلے کھول چکے تھے اور قبل اسلام ہی حضرت  
 ابوبکر پر آپ کی صداقت اور حقانیت واضح ہو چکی تھی اور عقب میں یہ یقین اور تصدیق

(۶۰) قرآن، ص ۳۶، آیت ۶۰۔ (۶۱) راہل الغزو، ج ۱، ص ۲۱۷۔ زاد المسیر فی علم القیام، ابن الجوزی  
 ج ۲، ص ۲۱۷۔ قرآن الغزو، آیت ۶۰، ص ۲۱۷۔ زاد المسیر، ابن الجوزی، ج ۲، ص ۲۱۷۔



اکثر لایق قول ہے کہ یہ آیت ابوبکر صدیق کے حق میں نازل ہوئی ہیں اور انٹر  
شعانی نے آپ کی دعا اس طرح قبول فرمائی کہ والدین اس دعا کو دیکھ کر انہیں سب سلام  
لے آئے اور یہ خصوصیت صحابہ میں مروجہ ابوبکر صدیق کی ہی حاصل رہی ہے اور ان کے  
علاوہ کسی دوسرے صحابی کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا (۶۵)۔  
اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر صدیق کے یقین اور تصدیق کی کیفیت بیان فرماتے  
ہیں۔

”امَنْ هُوَ قَائِمٌ اَنْتَا  
الْبَلِ سَاجِدًا وَّ قَائِمًا  
يَحْدُرُ الْاُخْرَىٰ وَيَرْجُو  
نَحْمَةَ رَبِّهِ ۚ قُلْ هَلْ  
يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ  
وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ“ (۶۶)

مجاہد شخص اوقات شب میں  
سجدہ و قیام کی حالت میں  
عبادت کر رہا ہو آخرت سے ڈرتا ہو  
اور اپنے رب کی رحمت کی امید  
کرتا ہو آپ کہنے کو کیا علم والے اور  
جمل والے برابر ہوتے ہیں۔

یہ آیت بھی حضرت صدیق کے حق میں نازل ہوئی ہے (۶۶) آپ کی یقین و  
تصدیق کی کیفیت افریخا نے بیان فرماتے ہیں کہ جو یوم آخرت کی تصدیق اور اس پر  
یقین رکھتا اس سے ڈرتا ہو اور جو آخرت کا انکار کرتا ہو یہ دونوں برابر نہیں  
ہو سکتے ہیں۔ سچیت حضرت صدیق ان سے افضل ہیں۔ افریخا علی حضرت ابوبکر  
کا شرح صدر فرما چکے ہیں اور بعض روایتیں دور کیجئے ہیں کہ جو کچھ تصدیق اور کفر  
دونوں ایک قلب میں جمع نہیں ہو سکتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”وَنَحْنُ  
مُتَّفِقُونَ ۚ وَهُم قَوْمٌ عَلَىٰ اَهْوَاۗءَ غُلُوٍّ“ (۶۷)۔

(۶۴) الامتن آیت: ۱۵، ۱۶۔ پ: (۶۵) بیان القرآن، اشراف علی خاں، الاحقاف آیت: ۱۵  
پ: ۲۔ زاد المسیر، جلد ۳، ص ۲۶۶۔ (۶۶) الزمر آیت ۹۔  
(۶۷) زاد المسیر، جلد ۳، ص ۱۶۹۔ (۶۸) الحجر آیت ۴۷۔

پ ۱۳۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت صدیق کے حق میں  
نازل ہوئی ہے (۶۹) اور دہلی میں جو کچھ کینز قضا اللہ خان نے وہ سب دور کر دیں گے  
کہ سب صحابیؓ کی کراڑ راہیں گئی، مختوم برائے ساتھ بیٹھا کر گئے۔ اس  
تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت صدیق کے کہیں کہ  
تم پر سوتھی ہو کہ جو اللہ تعالیٰ نے رحمت اپنے ذمہ مقرر کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ  
ہے۔

”وَ اِذَا جَاءَكَ الَّذِيْنَ  
يُؤْمِنُوْنَ بِالْبَيِّنَاتِ قُلْ سَلَامٌ  
عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى  
نَفْسِهِ الْوَعْدَ“ (۷۰)

اور یہ لوگ جب آپ کے پاس  
آویں جو کہ ہماری آیتوں پر  
ایمان رکھتے ہیں تو کہہ دیجئے وہ ہم پر  
تمہارے رب نے رحمت اپنے ذمہ مقرر کی ہے

یہ آیت حضرت ابو بکر اور دیگر اہل ایمان صحابہ کے حق میں نازل ہوئی ہے (۷۰)  
اور آپ کی یقین و تصدیق کی وجہ سے افریخا نے فرماتے ہیں کہ ان کو دیکھئے یہ سلام  
علیکم کہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہنے کا حکم دیتے ہیں اور آپ کو  
یہ سہارے کرتے ہیں کہ آپ ان کو سلام کہیں اور دوسری آیت میں خود اللہ تعالیٰ اپنے  
باسے میں بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ خود اللہ تعالیٰ اور فرشتے بھی حضرت ابوبکر پر سلام  
بیجھتے رہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

”هُوَ الَّذِيْ مَضٰى عَلَيْنَا  
وَمَلِكُنَا لِخَيْرِ جَنَّةٍ مِّنْ  
الْاُولٰٓئِ الْاَلْوَدٰى“ (۷۱)

وہ ایسا ہے کہ وہ اور اس سے  
فرشتے تم پر صراط بیجھتے ہیں تاکہ  
حق تعالیٰ ان کو دیکھ کر دیکھ کر ان کو عرف عارف

حضرت مجاہد کا بیان ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

(۶۹) زاد المسیر، جلد ۳، ص ۱۶۹۔ (۷۰) الانعام آیت ۵۴۔ (۷۱) زاد المسیر،  
جلد ۳، ص ۱۷۰۔ رباعی الصفہ، جلد ۱، ص ۵۱۔ (۷۲) الاحزاب،

آیت ۲۳، پ ۲۲۔

اگر تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسودہ کر کے تو اللہ تعالیٰ آپ کی مدد  
اس وقت کر دیکھا ہے جبکہ آپ کو کافروں نے خار بنا کر دیا تھا جبکہ دو آدمیوں  
میں ایک آپ تھے جس وقت کہ آپ نے ہماری سے فرمایا ہے کہ تم ہم پر نہ کرو،  
یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہمارے سے سو اللہ تعالیٰ نے آپ پر سکینے نازل فرمایا  
اور آپ کو ایسے لشکروں سے قوت دی جن کو تم لوگوں نے نہیں دیکھا۔

اس آیت میں جبر کا ذکر ہے۔ غار میں حضرت صدیق کو آپ کی وجہ  
سے فکر ہوئی، آپ نے ان کی مشکل کا اور لا محذوراً اِنَّ اِلٰهَكُمْ مَعَنَا فرمایا۔  
بیان آپ نے لا تخف نہیں فرمایا کیونکہ کافروں و حزن کے بغیر فرق میں ایک  
یہ فرق ہے کہ خون اپنی معصرت کے سلسلہ میں ہوا کرتا ہے اور عین اس رتبہ کو  
کہتے ہیں جہاں شہر دوسرے کی مصیبت کی وجہ سے انسان کو دہشت ہوتا ہے اس  
فرق قرآن بنی مریعہ ناطق ہے کہ ابوبکر صدیق کو اپنی جان اور اپنی ذات کا خون  
نہیں تھا بلکہ ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی اور شہرکین کے ہاتھوں  
ایثار مافیہ حزن و غم تھا۔ آپ نے حضرت ابوبکر کی اس حالت کا اندازہ  
لگایا تو ارشاد فرمایا لا محذوراً اِنَّ اِلٰهَكُمْ مَعَنَا فرمایا اور اس طرح  
حضرت صدیق کی رفاقت کی مقبولیت پر مہر تصدیق ثبت فرمادی اور آپ دونوں  
کی مصیبت عقد کے لئے قرآن کا جہاں اللہ تعالیٰ ناطق ہے۔

ساری کائنات کو اس دوام و بقا کو نشانہ چاہے تو نہیں مٹا سکتی ہے۔  
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَن يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ  
صدیق کی ایک مصیبت یہ بھی جوتی ہے کہ اس کو دیگر لوگوں کی نسبت

رسول کے ساتھ زیادہ محبت حاصل ہوئی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام  
میں اِنَّ اِلٰهَكُمْ مَعَنَا فرما کر اس مصیبت و رفاقت پر مہر تصدیق  
ثبت کر دیا ہے ابوبکر کی مصیبت و رفاقت میں کوئی زیادہ نہیں ہو سکتا،  
کیونکہ وہ صدیق ہیں، تصدیق اسرار کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا ”میری قوم میری تصدیق نہیں کریگی انہوں نے کہا

حضرت صدیق نے اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ  
عَلَيْكَ النَّبِيُّ کے نزول کے بعد عرض کیا تھا کہ ایسی بھی کوئی بات آپ پر نازل ہوئی  
ہے جس میں اگر تعالیٰ نے ہم کو شامل کیا ہو تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی  
کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے بھی تم پر صلوٰۃ بھیجتے رہتے ہیں (۷۳)۔

## ایمان میں حضرت ابوبکر کی اختیار کرنا چاہیے

”وَاتَّبَعَ سَيْدِلَ مَنْ تَابَ اِلَيْهِ“ دین کے بارے میں موت کن شخص کی  
راہ چننا چاہئے جو میری طرف رجوع ہو۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس سے مراد  
حضرت ابوبکر صدیق ہیں اور خطاب سعد بن ابی وقاص کی طرف ہے کہ تصدیق یہاں  
اور دین کے متعلق حضرت ابوبکر کی اقتدا کرو اور وہی آپ لوگوں کے مقتدا ہیں (۷۴)  
کیونکہ حضرت صدیق کی صدق نیت محقق ہو چکی ہے۔ ”وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا  
بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِۦٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ“ (۷۵)۔ یہ آیت  
حضرت صدیق اور دیگر سات آدمیوں کے حق میں اس وقت نازل ہوئی کہ ان کی  
صدق نیت متحقق ہو گئی (۷۶)۔ ”اِنَّ تَتَّبِعُوْهُ فَقَدْ تَصَرُّوْهُ  
اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَالْبَاقِ اِثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ  
اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ  
اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَیْهِ وَاَيَّدُوْهُ بِقُوَّةٍ لَّهٗ تَرَوْنَهَا“ (۷۸)

(۷۳) صحیح البخاری، مسلم، (۷۴) لقمان، آیت ۱۵۔ (۷۵) زاد المسیر جلد ۲  
ص ۳۲۰۔ ریاض المفرد، جلد ۱، ص ۲۱۶۔  
(۷۶) قرآن۔ المائدہ، آیت ۱۹۔ (۷۷) زاد المسیر جلد ۲  
ص ۱۷۰۔ (۷۸) التوبہ، آیت ۳۰، پ ۱۰۔



ہنسے کہ آپ کے دندان مبارک نقرے لگے، پھر فرمایا اے حسان، تم نے سچ کہا وہ ایسے ہی ہیں جیسا کہ تم نے کہا (۳)۔

مسئول اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشادات مدینہ میں کہے گئے ہیں اور اس میں خود آپ اقرار فرماتے ہیں کہ ابوبکر بنی ہاشم میں مبادت کی اور

ایسے وقت میں مبادت کی جبکہ جملہ لوگ تکذیب میں متفق تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق تھے اور

لوہے کے ذلت خود بخود مطرح مقابلہ کی طرف کھینچتے ہوئے جاتے ہیں اسی طرح صدیق بھی کفر کی طرف کھینچے ہوئے چلے جاتے

ہیں اور بنی کے خلاف آفریں آنے کے بعد نبی سے دو نہیں رہ سکتے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر زمانہ جاہلیت میں سے آپ کے رفیق تھے۔ راہب بصری کے کہنے پر

ابوطالب (عبدمنان) رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو میکہ واپس ہوتے ہیں تو واپسی پر حضرت ابوبکر حضرت بلال کو آپ کے ساتھ خدمت کے لیے کر دیتے ہیں (۵)۔

اس طرح آپ دونوں نے ملکر تجارت کی غرض سے سفر بھی کئے ہیں جب آپ کے شاوی کا موقع آیا تو حضرت خدیجہ سے آپ کا کساح کرانے میں بھی حضرت

صدیق کا ہاتھ رہا۔ (۶)

حضور ابوبکر کا مقام مکہ کے اس محلہ میں تھا جہاں حضرت ذریر بن

بنت غویہ اور دوسرے بڑے تاجر قیام پذیر تھے۔ شاوی کے بعد جب آپ

حضرت خدیجہ کے مکان میں منتقل ہوئے تو یہ تعلق مزید مستحکم ہو گیا اور اب

ایک دوسرے کے مکان میں آنا جانا ایک معمول بن گیا۔

۱) اِذَا تَذَكَّرْتُ شُجُوًا مِنْ اَخِي ثَقَّةٍ

فَاَذْكُرُ اَخَاكَ اَبَا بَكْرٍ بِمَا فَعَلَا

جب میں کسی قابلِ اعتبار شخص کا تذکرہ کرتا ہوں تو ضرور ابوبکر کے کلموں کی وجہ سے اپنے بھائی ابوبکر کو یاد کر دیتا ہوں۔

۲) خَيْرَ الْبَرِيَّةِ اِتِّقَاَهَا وَاَعْدِلْهَا

بَعْدَ النَّبِيِّ وَاَوْفَاَهَا بِمَا حَمَلَهَا

نبی کے بعد وہ تمام خلقت میں سب سے زیادہ اللہ سے دوسرے والے عادل اور اپنے ذرا نقص کو کما حقہ انجام دینے والے ہوتے

۳) الثَّانِي التَّالِي الْحَمْدُ مَشْهُدُهُ

وَأَوَّلُ النَّاسِ مِنْهُمْ صَدِيقُ الرَّسُولِ

وہ دوسرے پیروئے جس کی جائز ہیشہ قابلِ حمد ہوں اور وہ پہلا ہی ہے جس نے رسول اللہ کی تصدیق کی (۳)

۴) وَثَانِي اثْنَيْنِ فِي الْغَارِ الْغَنِيْفِ وَقَدْ

طَلَفَ الْعَدُوُّ بِهِ اَنْصَعَدَ الْجَبَلَا

وہ صدیق فارسی دو میں کے دوسرے تھے ملائکہ وہ جب غار میں اترے تو دشمن ان کے ارد گرد پھرتے رہے (مگر ان کو) نہ دیکھ سکے۔

۵) وَكَانَ حُبُّ رَسُولِ اللَّهِ قَدْ عَلِمَا

مَنْ الْبَرِيَّةِ لِمَا يَعْدِلُ بِهِ رَجُلَا

وہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے ایسے محبوب تھے کہ سب لوگ جانتے ہیں کہ غلوک میں کوئی شخص ان کے برابر نہیں ہے۔

فضیحات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتیٰ

بَدَتْ نَوَاجِذَهُ شَرِّ قَالٍ صَدَقَتْ يَا حَسَانَ هُوَ كَمَا

قُلْتُ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ اشعار سن کر خوشی سے ایسے

(۳) بڑی، جلد ۱، مکتبہ - القاہرہ - (۴) حقائق ابن سعد، جلد ۱، صفحہ ۱۶۴

تاریخ افضال، جلد ۱، صفحہ ۱۶۴، جلد ۲، صفحہ ۱۶۴، جلد ۳، صفحہ ۱۶۴

اس روایت میں کہ منفع بن جندب نسبت مقام ذکر کرنا ضروری تھا۔ (۶) اصحاب ابن جریر

ذکر عبداللہ بن عثمان ابوبکر، جلد ۱، صفحہ ۱۶۴، القاہرہ -

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ورقہ کی جان ہے۔ اے خدیجہ اگر تم بچ گیتی ہو،  
لَقَدْ جَاءَهُ النَّامُوسُ الْأَكْبَرُ۔ ان کے پاس ناموس اکبر آئے ہیں۔ وہی  
ناموس اکبر جو موسیٰ کے پاس آیا کرتے تھے (۹)۔

اس کے بعد تقریباً دو دو سال اور بعض روایات کے مطابق تین سال  
تک وحی منقطع ہو جاتی ہے۔ اسے فترۃ اولیٰ کہتے ہیں۔ پھر یکایک وحی کا سلسلہ  
شروع ہوتا ہے۔ یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُبْتَغَى الْوَرْدَ وَالْأَنْثَرُ وَرَبُّكَ فَكَبِيرٌ وَ  
يُنَالِكَ فَطَفَرَهُ وَالرُّجْزُ فَاهْجُرْ تَنْزِيلِ ہوتی ہیں (۱۰)۔ اور  
آپ خفیہ طور پر لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دے لگتے ہیں۔ قریب و بید  
حرمید کو آپ اسلام کی طرف بلاتے ہیں اسوقت آپ کی تصدیق کون کرتے  
ہیں؟ اور کون پہل کرتے ہیں؟ اس کا جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
خود مدینہ میں بیان فرماتے ہیں کہ صدیق نے مباہورت کی، ابن ابی قحافہ نے  
پہل کی، سب نے کذب کی، مگر ابوبکر نے تصدیق کی۔ سب نے مخالفت  
پر کمر باندھی، دشمنی پر اتر آئے مگر ابوبکر نے مخالفت کی نہ خود کیا اور نہ  
کوئی شک کیا۔

”وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان  
الله بعثني اليكم فقلتم كذبت وقال ابو بكر صدقت  
واساني بنفسه وماله فهل انتم تاركولي صاحبي مرتين  
فما اودني بعدها“<sup>(۱۱)</sup> بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام کی طرف بھیج  
فرمایا تو تم نے کہا کذب اور ابوبکر نے کہا صدق اور اپنے مال اور جان سے میری مدد

”فلما دخل ابوبكر وليس رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم ذكرت له خديجة فقالت يا عتيق  
اذهب مع محمد الى ورقة فلما دخل رسول الله صلى  
الله عليه وسلم اخذ بيده ابوبكر، فقال انطلق  
بنا الى ورقة قال ومن اخبرك قال خديجة فانطلقا  
اليه فقصا عليه“<sup>(۱۲)</sup>

جب حضرت ابوبکر آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود نہ تھے حضرت  
خدیجہ نے چلاوا قعد بیان کیا اور کہا کہ اے عتیق آپ محمد کے ساتھ ورقہ کے پاس  
جائیں، اس کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شریف لائے تو ابوبکر نے آپ  
کا ہاتھ پکڑا، اور کہا کہ میرے ساتھ ورقہ کے پاس چلیے، آپ نے فرمایا کہ تمہیں  
کس نے خبر دی، کہا کہ خدیجہ نے اس کے بعد آپ دونوں ورقہ کے پاس  
جاتے ہیں اور پورا قصہ بیان کرتے ہیں۔

آپ کی عادت تشریف لے کر ہر سال ایک ماہ غار حرا میں غوث گزین  
ہوتے اور جب وہ مہینہ آیا جس میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے نبوت سے سرفراز  
کرنا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل کے ساتھ رمضان میں غار حرا تشریف  
لے کر غلوت نشین ہوتے، جبرائیل آئے اور اِقْرَأْ بِاسْمِ  
رَبِّكَ سے مائلہ یَعْلَمُ تک آیات آپ سے پڑھوا لیں۔ اس  
روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر کے ساتھ حضرت خدیجہ کے کہنے  
پر ورقہ کے پاس جاتے ہیں اور بخاری کی روایت میں حضرت خدیجہ پہلے خود  
جاتی ہیں پھر آپ کو ورقہ کے پاس لے جاتی ہیں۔ ورقہ بن نوفل لکھتے ہیں تو اس قدر لکھ

(۹) جزی، جلد ۴، ص ۶۰۶۔ بخاری، باب کین کان با اہل الوحی، جلد ۱۰، ص ۱۰۱۔ البدایہ والنہایہ جلد ۱  
ص ۱۰۱ تاریخ اہل الفضل، جلد ۱، ص ۱۰۱۔ السیرۃ النبویہ، ابن ہشام، ص ۱۰۱۔ البدایہ والنہایہ جلد ۱  
فصل ابوبکر، ص ۱۰۱۔ البدایہ والنہایہ، جلد ۱، ص ۱۰۱۔ تاریخ الفقہاء، ص ۱۰۱۔

(۱۰) البدایہ والنہایہ، ابن کثیر، جلد ۱، ص ۱۰۱۔ البدایہ والنہایہ جلد ۱، ص ۱۰۶۔  
(۱۱) جزی، آف پاکستان، ص ۱۰۱۔ البدایہ والنہایہ، جلد ۱، ص ۱۰۱۔

اپنے والد (ابوطالب) جہد منان سے پوچھ کر رو لگا، آپ نے یہ ناپسند فرمایا اور کہا  
اے علی اگر تم اسلام نہیں لاتے مت لاؤ لیکن ابوطالب پر اس لڑاکا انشاء نہ پڑنا چاہیے  
اس کے بعد اس ذاتِ حبیبِ حضرت علیؑ نے سب سے پہلے اسلام لے آئے وہی تھے  
ابوطالب کے خوف سے چھپاتے دکھا اور ان کے بعد زید بن عارضہ اسلام لے آئے  
اور شرفاً ایک ماچھکاسی حالت پر ہے (۱۴۲)۔

یہی بن عقیف قبل اسلام عباس کے پاس آئے ہیں ان کا بیان ہے کہ حبیب  
صودج نکلا اور جب بلند ہوا تو ایک فرحان بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے۔  
آسمان کی طرف گھور کر قہر و کھڑے ہوئے پھر ایک چڑیا ان کے داینب جانب گھبرا  
ہوا، پھر ایک عورت آئی اور ان کے بائیں جانب گھری ہوئی اور جودہ کہنے لگے۔  
میں نے عباس سے یہ کہا ہے ایک امر عظیم ہے۔ عباس کہتے ہیں یہ میرے بیٹے محمد  
بن عبد اللہ اور یہ عورت ان کی بیوی اور یہ بچہ میرا بیٹہ علی بن ابی طالب ہیں اور  
پورے روستے زمین پر ان تینوں کے علاوہ ان کے دینا پر کسی چوتھے کو میں نہیں  
جانتا (۱۵۰) محمد بن عبد اللہ کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا رسول  
بنایا ہے اور قیصر و کسریٰ کے خزانے عنقریب ان کے قبضہ میں آنے والے ہیں (۱۵۱)۔  
ایک میں اتفاق اور دوسرے میں بیت اللہ شریف میں صلوة ادا کرنے کا  
بیان ہے عباس آپ کے مقصد توفیق سے بھی واقف تھے اسلئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ  
یہی بن عقیف نے آپ کو اس وقت دیکھا تھا جبکہ اسلام مکہ کی گلیوں میں ہر  
خاص و عام تک پہنچ چکا تھا۔ اب حضرت عباسؑ کا یہ کہنا کہ روئے زمین پر

کی، تو کیا اب جو تم میرے صاحب کو خامی سیری وجہ سے چھوڑ دو گے۔ اس کے بعد  
راوی کہتے ہیں کہ پھر بھی میں ان کو اذیت نہیں پہنچائی گئی۔

## تصدیق رسالت اور حضرت خدیجہؓ

مسد گو سرا روایات سے صاف ظاہر ہے کہ جس طرح حضرت خدیجہ  
آپ کی شریکِ حیات اپنا فرض ادا کر رہی تھیں آپ کی فکر کو برتریت پر لگنے میں  
کوشاں تھیں ایک طرف درق بن نوفل کے پاس در وقتِ ہوائی جاتیں ہیں تو درق بن  
خود بھی آپ کو تسلی دیتی ہیں اور فرماتی ہیں۔ ہرگز نہیں، اللہ کی قسم، اللہ آپ کو  
کبھی سزا نہیں کریں گے، آپ تو صلہ میری کرتے ہیں نا دارے سہارا لوگوں کا  
بو جھ جھکا کرتے ہیں۔ جہاں نوازی کرتے ہیں اور مصائب میں حق کی مدد کرتے  
ہیں (۱۶۲) اسی طرح حضرت ابوبکرؓ بھی ان کی کوششوں میں برابر کے شریک تھے۔

## حضرت علیؑ اور تصدیق رسالت

جب رسول اللہ ﷺ وسلم مبعوث ہوئے تو ترمذی کی روایت  
میں حضرت علیؑ کی عمر اٹھ سال، ابن اسحاق کے مطابق دس سال اور ابولکلی  
کی روایت میں نو سال تھی اور آپ کے زیرِ کفالت تھے (۱۶۳)۔ حضرت علیؑ کے  
اسلام کے متعلق ایک روایت میں ہے کہ حضرت خدیجہؓ کے اسلام لانے کے دو  
دن بعد حضرت علیؑ (ایسے وقت جبکہ آپ دو فرائض صلوة ادا کر رہے تھے) آئے۔  
پوچھا کہ یہ کیسا ہے آپ نے فرمایا کہ اسی دین کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو بھیجتے  
رہے ہیں اور انکو اسلام کی دعوت دی۔ لیکن حضرت علیؑ نے یہی کہہ کر اس گلی میں

(۱۳۱) سیرت ابن ہشام جلد ۳ ص ۲۴۶-۲۴۷، ابویہ والہابیہ جلد ۳ ص ۲۴۶۔  
(۱۳۲) لا شکار نہ گرفت نہ کرایہ نہ آٹھ سال کے بچے کے اسلام انہیں جو اہمیت ہے وہ ظاہر ہی۔ اور بنی  
رسول کی برتری میں حضرت زینبؓ خود علیؑ پر شریک ہیں، انکو فراموش نہیں کرنا چاہیے انکو بھی اہمیت دینا چاہیے  
(۱۳۳) ابویہ والہابیہ جلد ۳ ص ۲۴۶-۲۴۷، فرب جلد ۳ ص ۲۴۶، القاسمی

(۱۳۴) بخاری، کیفیت کان بلاد الوحي، جلد ۳ ص ۳-۴، تاریخ نبی الفداء، جلد ۱ ص ۲۱۵  
سیرت ابن ہشام، جلد ۳ ص ۲۴۶۔ ترمذی مناقب علیؑ جلد ۲ ص ۲۱۵۔

ان میںوں کے ماسوا کسی چوتھے کو ان کے دین پر نہیں جانتا ہوں۔ یہ ان کے اپنے علم کے اعتبار سے تھا ورنہ نفس و افتد اس کے ظنون تھا کیونکہ خفیہ طور سے جلیغ اسلام تین سال تک جاری رہا اور اس دوران ایک بڑی جماعت اسلام لاکھائی اور جب تک فاضلہ کے چھانڈو مسٹر نازل نہیں ہوئے تھی اور یہ جلیغ دین کے آپ باندہ نہیں ہوئے تھے اس وقت تک صحابہ کرام مکہ کی گلیوں میں خفیہ طور سے صلوٰۃ ادا کر لیا کرتے۔ ان میں سعد بن ابی وقاص بھی تھے جن کا ایک مرتبہ مخبرین سے اس وقت آمناسا ہوا جبکہ یہ لوگ صلوٰۃ پڑھتے ان میں آپس میں رفاقی بھی ہوتے جس میں ایک مشرک کا سر انھوں نے پھاڑ ڈالا تھا اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خفیہ صلوٰۃ ادا کرتے تھے۔

”ان رسول اللہ کان اذا حضرت الصلوٰۃ خرج الى شعب مكة، وخرج معه علي بن ابي طالب مستغفيا من عمه ابي طالب وجميع اعمامه وسائر قومه“ (۱۸)  
جب صلوٰۃ کا وقت ہوتا تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی گلیوں میں اپنی قوم اور اپنے چچاؤں اور ابو طالب سے خفیہ طور پر صلوٰۃ ادا کرتے اور آپ کے ساتھ علی بھی ہوا کرتے تھے۔

اس لئے ان روایات کی بنیاد پر حضرت علی کے قدم فی الاسلام پرستاروں کو ناصح نہیں ہے۔ عباد بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علی کو کہتے سنتے کہ انھوں نے کہا: ”انا عبد الله واخو رسولہ وانا الصديق الاكبر لا يقولها بعدى الا كاذب مفتر صليت قبل الناس بسبع سنين“ (۱۹)۔ میں اللہ کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی ہوں

صدقہ ابرہوں۔ میرے بعد کا ذب مغزی کے علاوہ کوئی دوسرا اس کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ یہ روایت پوری کے پوری مکر ہے۔ حضرت علی ایسا دعویٰ کہیں بھی نہیں کر سکتے تھے کیونکہ سات سال قبل صلوٰۃ کا ادا کرنا غیر ممکن ہے (۲۰) اور ابھی ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت عذیب اور آپ کو ایک ساتھ صلوٰۃ ادا کرتے دیکھ کر ایک رات کے توقف اور ترو کے بعد اسلام لائے۔

”بعث النبي صلى الله عليه وسلم يوم الاثنين وصى على يوم الثلاثاء“ (۲۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کے دن معوض ہوئے اور حضرت علی نے بدھ کے دن صلوٰۃ ادا کی اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ تمام روایات بعد کے لکائی ہیں۔ ایک آٹھ نوسال کا بچہ اس قدر پختہ شخص کی باتیں کیسے کر سکتا ہے اور عباس کی اول حسن اسلم روایت بھی مجروح ہو جاتی ہے (۲۲) اس بند پر واد کی یہ فیصلہ ہے۔ ”واجتمع اصحابنا على ان عليا اسلم بعدنا“ (۲۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پرستہ فاقا ہجرت ثنی عشرہ سنہ (۲۴)۔

ہماری اصحاب کا اس پر اتفاق ہے علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معوض ہونے کے ایک سال بعد اسلام لائے ہیں اس صاب سے مکہ میں اسلام لانے کے بعد ۱۲ سال مقیم رہے اور جب ابراہیم غنی نے کسی نے پوچھا کہ حضرت علی سب سے پہلے اسلام لائے ہیں تو انھوں نے اس کا انکار کیا اور کہا کہ سب سے پہلے حضرت ابوبکر اسلام لائے ہیں (۲۵) اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنی زبان مبارک سے مدینہ میں فرماتے ہیں

۱۸ (۱) البدایہ والنہایہ، جلد ۳، ص ۲۱۶-۲۱۷، طبری، جلد ۲، ص ۲۱۶-۲۱۷، طبری، جلد ۲، ص ۲۱۶-۲۱۷

۱۹ (۱) البدایہ والنہایہ، جلد ۳، ص ۲۱۶-۲۱۷، طبری، جلد ۲، ص ۲۱۶-۲۱۷

۱۹ (۱) طبری، جلد ۱، ص ۲۱۶-۲۱۷، (۱۸) طبری، جلد ۲، ص ۲۱۶-۲۱۷

۱۹ (۱) طبری، جلد ۱، ص ۲۱۶-۲۱۷



آپ سے محبت رکھتی تھی ذیاسب تھے اور آپ کے علم اور خوش اخلاق کے سبب ہم  
کے بارش افراد کی آپ کے ساتھ شہادت و بغاوت تھی، کبڑے کے تجارت کرتے  
تھے، کسی کے دست گزرتے تھے۔ اسلام کی طرف لوگوں کو بلا سکتے تھے اور  
اسلام کی طرف سبقت کرنے والے تھے (۱۷۷)۔ آپ کے پرانے دوست  
اور قریبی رفیق تھے۔ ان حالات میں آپ کو تبلیغ اسلام کا حکم ہوتا ہے۔  
آپ سوچ میں پڑتے ہیں، قوم و خاندان میں کوئی آپ کا ہمرزا اور دم سار نہیں  
تبلیغ اسلام کا اہم فریضہ کہاں سے کس سے شروع کروں، اور کس سے کہوں،  
اور کون اس اہم امر میں میرا معاون و مددگار ہو سکتا ہے جس طرح حضرت  
موسیٰ علیہ السلام نے ان حالات میں اپنے لئے ایک وزیر، معاون کی دعا  
کی تھی۔ آپ کی نظر انتخاب صدیقی پر پڑتی ہے۔ ان میں وہ تمام اوصاف  
موجود تھے جو ایک معاون اور مددگار میں ہونے فروری ہوتے ہیں۔

ساتھ ہی گھر سے دور بھی ہیں۔ ان سے مافی الضمیر کا اظہار بھی کر سکتے  
تھے۔ صدیق اکبر آپ سے ملنے آپ ان سے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں اور  
اپنے دل کی بات بیان کر دیتے ہیں۔ اسلام کی طرف لہرتے ہیں۔ حضرت صدیق کہتے  
ہیں۔ "اشھد انک رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)  
بعثت بالحق سراجا منیرا" (۱۷۸)۔ اس کی طرف آپ اشارہ فرماتے  
ہیں کہ تم سب نے تکذیب کی مگر ابو بکر نے تصدیق کی، سب نے تردد کیا اور  
دل میں شک کیا لیکن ابو بکر نے باقی فرقے میں غیور و دھڑکے اسلام قبول کیا۔  
انہوں نے جیسے کہ نہ جھجھے اور ان کے مودہ و بخشش میرے کلام کو پتھارا اور  
جنتیں کراتا رہا۔ "وہذا کانض علی انہ اول من اسلم" (۱۷۹)

۱۷۹) ایت پریشام، قسم ۱، صفحہ ۱۵۔ ابوالیر والنباء، جلد ۱، صفحہ ۱۵۔ ابوالیر والنباء، جلد ۱، صفحہ ۱۵۔ ابوالیر والنباء، جلد ۱، صفحہ ۱۵۔  
مقدمہ، صفحہ ۱۷، قرآن مجلی، ۱۲۹، ابوالیر والنباء، جلد ۱، صفحہ ۱۵۔

کہ حضرت ابوبکر ہی تھے جنہوں نے میری تصدیق کی، ان روایات میں ایک قابل ذکر  
امر یہ بھی ہے کہ حضرت غدیجہ کے اسلام کا ذکر نہایت اہتمام سے کیا جا رہا ہے لیکن  
آپ کی صاحبزادیوں کو گوشہ گنہا میں رکھا جاتا ہے جبکہ آپ کی صاحبزادیاں  
زہرا بنتی والدہ کے ساتھ معاہدہ مسلمان ہوئیں جو حضرت زبیر نے اپنے شوہر حضرت  
عثمان کے ساتھ پہلی ہجرت حبشہ کی، حضرت رفیقہ و دام بنتھوم کران کے اسلام  
لانے کی سزا طلاق کی صورت میں دی گئی۔ حضرت زینب نے بھی اسلام کی راہ  
میں تکلیف اٹھائی (۱۸۵)۔

## قول فیصل

زید بن حارثہ آپ کے آزاد کردہ غلام اہل بیت تھے۔ حضرت  
علیؑ بچے تھے اور آپ کے زیر کفالت بھی تھے ایسے انکا  
شمار گھر کے افراد میں تھا۔ لیکن گھر کے باہر نظر دوڑائی جاتے تو نہ بولواں  
اور نہ بچہ نہ صاف (ابو طالب) سامنے آتے ہیں اور نہ عباس اسلام کی طرف  
پہل کرتے ہیں۔ قبیلہ کے تمام افراد خاموش تماشاخی میں ہیں۔ و آتش خورش  
عشیش یز تکت الآفہ یبین۔ نازل ہوئی اور آپ کہ صفا پر جا کر لوگوں  
کو بلا تے ہیں اور تمام لوگ دھڑکے بھرتے ہیں آپ ان کو اسلام اور آخرت  
سے ڈراتے ہیں اس وقت ابوبکر کہتا ہے، "وقبالک ما جمععتنا  
الا لہذا"۔ تجھ پر تیا ہی ہو گیا اسلئے تم نے ہمیں جمع کیا اور تھکت نازل  
ہوئی ہے (۱۸۱)۔ بنی ہاشم کے بارش افراد کی وجاہت اور اہمیت کو آپ کی تبلیغ  
پر یقین کہنے کے لئے تیار نہیں۔ یہ حضرت علیؑ آپ کی جان و مال سے مدد کر  
سکتے تھے اور اگر کرتے تو یہ مدد کتنی مؤثر ہوتی؟ دوسری طرف حضرت ابوبکر  
بالغ اور آزاد ہیں۔ باثر طبقہ سے ان کا تعلق تھا، قریش کے بڑے سردار اور معزز  
 رئیس تھے، مالدار تھے، زری، خوش کلامی اور حسن اخلاق کے سبب تمام قوم

کی رقم آپ کے پاس لائی جاتی تھیں اور آپ کی منظوری کے بغیر وہ نہیں ہوتی تھیں (۳۲۱)۔

عروہ بن مسعود موقبیلہ ثقیف کے سردار تھے، مسلح جدید کے موقع پر آپ کی شرافت اور احسان کا ان الفاظ میں اقرار کرتے ہیں، اگر آپ کے احسان مجھ پر نہ ہوتے جسکا بدریں نہیں دے سکتا ہوں تو میں آپ کو مزور جواب دیتا (۳۲۲)۔ قریش اور مکہ میں آپ کا یہ مقام تھا۔ جب آپ اسلام کا اقرار کرتے ہیں اور ایمان لاتے ہیں اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کیفیت تھی کہ مکہ میں کوئی شخص اتنا مسرور تھا جیسے آپ ابوبکر کے اسلام سے خوش اور مسرور تھے (۳۲۳) کیونکہ حضرت ابوبکر کو قریش میں ایک اونچا مقام حاصل تھا ان کی وجہ سے دیگر قبائل میں اسلام کی وہ کھل گئی۔ ابوبکر کا اسلام بطور استدلال ان کے سامنے پیش کیا گیا تھا کہ ابوبکر جیسے ذی فؤاد سردار اسلام قبول کر چکے ہیں۔ مزور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول اور نبی ہیں اور آپ کا دین زور حق ہے۔ لیکن حضرت علی کا اسلام مثال نہیں بن سکتا تھا اور نہ بطور استدلال پیش کیا جاسکتا تھا ان کے سرپرست موجود تھے اور ان سے حضرت علی خائف بھی تھے۔ بچے کوئی اپنی رائے نہیں ہوتی اور اس قابل بھی نہیں ہوتا کہ کوئی مجبور ذی وجہ است شخص اس کی بات پر توجہ دے۔ ابوبکر جب اسلام لائے تو یہ با اقتدار ذی وجہ است، مجبور شخص کا اقرار تھا، راست باز اور قبیلہ کے سردار کا اسلام تھا جن کے فیصلہ کے بغیر خون بہا کی رقم وہ نہیں لے سکتے تھے یا اس کا اسلام تھا جسے بائیسوں ایک انقلاب آتا ہوا دیکھتے ہیں، غور و خوض پر مجبور ہوتے ہیں ان کی سرداری واقعہ ان کو ضرور ملحق

یہ آپ کی طرف سے حضرت ابوبکر کے اسلام پر ایک نص ہے اور یہی صدیق کی شان ہوتی ہے کہ وہ کسی نصیب کی طرف تمام لوگوں سے مبارک کرتا ہے، نہ اس کو تردد و تامل ہوتا ہے اور نہ وہ شک کرتا ہے۔ یہی ہے جب کوئی بات مستحبہ وہ خود اس کے دل میں اتر جاتی ہے کسی امر میں نبی کی مخالفت نہیں کرتا۔

## قریش میں صدیق کا مقام

ابن الدغنة جو ابوبکر کے سردار تھے اشرف قریش کے دو بیان آپ کے فضائل بیان کرتے ہوئے کہتا ہے اور ان اوصاف میں سے قریش ایک کامیاب کار کردہ ہے۔

”مثلك يا ابا بكر لا يَخْفُزُ وَلَا يَخْجُزُ، اِنَّكَ تَكْسِبُ المعدوم وتفضل الرحم وتحمل الكل، تفرق الضيف وتعين على فوائب الحق“ (۳۲۴)۔ اسے ابوبکر آپ جیسا شخص نہ کھل سکتا ہے اور نہ نکلا جاسکتا ہے جو گم شدہ چیز حاصل کر دیتے ہیں صلہ جی کرتے ہیں، نادار بے سہارا لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور مصائب میں حق کی مدد کرتے ہیں۔

یہ وہ کمالات ہیں جو حضرت خدیج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھبراہٹ دور کرنے کے لئے پہلی وحی کے نزول کے وقت بیان فرمائی ہیں (الفتح)۔ خاندان میں حضرت ابوبکر کو اونچا مقام حاصل تھا اور آپ کی چٹائی اور مانت کی وجہ سے خاندان والے آپ پر اتنا اٹھا دیکھتے تھے کہ خون بہا (ویت)

داس، اصحابہ ممتاز، ذکر عبداللہ بن عثمان، جلد ۲، ص ۳۴۴-۳۴۵، بخاری، کتاب الشروط، باب الشرع والجماع، جلد ۲، ص ۳۴۵، البدایہ والنہایہ، جلد ۳، ص ۳۰۔

(۳۲۰) سیرت ابن ہشام، قسم ۱، ص ۳۳۴۔ اصحاب ابن حجر عسقلانی، جلد ۱، ص ۳۴۴۔ بخاری، کتاب الشروط (الفتح)، بخاری، باب کیف کان بذا ابوہی جلد ۱، ص ۳۳۴۔

نے اس پر فرمایا "اللہم اکفنا شرابن العذوبۃ" اے اللہ ہم کو اپنی عذوبہ کے شر سے اسان میں رکھ (۳۳)

حضرت اوی بن مالک فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے اور حضرت ابوبکر صدیق کو پکار کر بلند آواز سے فرمایا: یا معشر المسلمین! یا ابوبکر صدیق ہیں، شیخ المعالجین والافاض اور میرے صاحب ہیں، انھوں نے اس وقت میری تصدیق کی جبکہ لوگوں نے میری تکذیب کی اور مجھے پناہ دی، جب لوگوں نے مجھے ٹھکرا دیا تھا، اور میرے لئے اپنے مال سے بلال کو خریدا، پس ان کے ساتھ بغض کرنے والے پر اللہ کی لعنت اور لعن کرنے والوں کی لعنت ہو، اٹھ اٹھ کر ایسے شخص سے برکت ہو جو شخص پر لعنت کرنا ہے کہ مجھ سے اور اللہ تعالیٰ سے برکت کرے تو وہ ابوبکر سے برکت کرے، تم میں کا حاضر غائب کو یہ پیام پہنچا دے، پھر آپ نے فرمایا، اے ابوبکر بیٹھے جاؤ، اللہ تعالیٰ نے تم کو لوگوں سے پہنچا دیا۔

اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنی رحمت طاری ہوگئی تھی (اور ظاہر ہوا کہ منبر پر جا بل سکنے آپ کے ساتھ دار کا تھا سنا تھا یا کہ دلو کی کہتا ہے کہ ہم نے آپ کے دونوں رشاہوں پر اسٹو بیٹے ہوئے دیکھے، آپ نے ابوبکر کو اپنے قریب کیا، سینہ سے ملا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور اس کے بعد مذکورہ اتفاق سے آپ نے سلمان میں املاں فرمایا (۳۵) ترمذی کی روایت میں یہ کلمات ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر پر رحم فرماتا ہے، اپنی بیٹی کا گھر سے نکاح کیا اور دار الهجرة کی طرف مجھے لائے اور صلوة میں میرے صاحب سے اور بلال کو اپنے مال سے آزاد کیا (۳۶)

ہوا ہے، یتیم کے نعرہ میں حقانیت جھلکنے لگتی ہے، دنیا کے ہر اصحابی اور سفید انقلاب کی زرخواہ وہ روحانی ہریا مادی سب سے نریا دہا پچھلے ہر اکوردہ طبقہ پر پڑتی ہے۔ اس سے ان کے وقار اور انقیاد کو صدمہ پہنچتا ہے اور حضرت ابوبکر کا اسلام لانا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت بڑی کامیابی اور فتح تھی۔ اسلئے صدیق کے اسلام سے آپ خوش تھا اور اتنے خوش کہ فرشتے جن کے مابین کوئی آپ سے نریا دہ خوش تھا۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ اور یہ اللہ تعالیٰ نے کا ایک انعام تھا جو حضرت ابوبکر کے حصہ میں آیا۔

حضرت صدیق اکبر نہ صرف حضور نبوت میں مبادرت کرتے ہیں بلکہ انھار اسلام میں بھی تمام امت پر سبقت لے جاتے ہیں۔ مصطح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبر پر اجماع رکھتے تھے اور سب سے پہلے آپ کو اسلام کی طرف جاتے ہیں اور آپ بلا تردد ایمان قبول کرتے ہیں، اسی طرح حضرت صدیق جو نبی اسلام لائے ہیں اپنے ہم نشینوں میں جن پر آپ کو اجماع و اتفاق پر اپنے ایمان کا اظہار کرتے ہیں اور وہ ہیں ان کو وہی حق کی طرف جاتے ہیں اور سب کے سر پر آوردہ شخصیتوں میں سے عثمان بن عفان، زبیر بن العوام، عبد الرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور طلحہ بن عبید اللہ اسلام کا اقرار کرتے ہیں اور صلوة پڑھتے ہیں۔ سعد بن ابی وقاص وہی شخصیت ہیں پھر مشرک کہہ کر کہ ایک گھائی میں بکرا ہوتی ہے اور ایک مشرک کا سرچاڑ دیتے ہیں۔ طلحہ بن عبید اللہ اپنے اسلام کا واقعہ کس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب وہ حضرت ابوبکر صدیق کے کہنے پر ایمان لائے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت انھوں میں ماز

بر کر آپ کے سامنے بھی اپنے اسلام کا اظہار کرتے ہیں اس کے بعد فاطمہ بن قویہ بن العذوبہ جو اپنے گھوسہ قریشی کہلاتا تھا، حضرت ابوبکر اور طلحہ کو دیکھ کر کہنے میں باغ و دہشت ہے۔ اس واقعہ کے بعد حضرت ابوبکر اور طلحہ قریشین کہہ لے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہے جو آپ نے اشاعت اسلام کے سلسلہ میں دکھائی ہے۔ آپ نے اس بات کا قطعاً خیال نہ رکھا کہ اس طرح اہل اسلام سے آئندہ چل کر ان کے لئے کتنے فحشاں اور شواہیاں پیدا ہوں گی۔

**بیت اللہ میں خطبہ** | ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ جع

تھے اور یہ کل امت لیس مہر تھے۔ حضرت ابوبکر کے دل میں داغ پیدا ہوا کہ اب اسلام کی تبلیغ کی اطلاع ہوئی چاہئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا، لیکن آپ نے فرمایا کہ ابھی میں بہت متحور ہوں مگر ابوبکر اپنی بات پر متحور تھے۔ آخر کار آپ نے ان کی خواہش کو منظور فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سلمان بیت اللہ شریف کے اندر بیٹھ گئے اور ابوبکر نے خطبہ دینا شروع کیا۔ خطبہ کہنا ہی تھا کہ مشرکین ابوبکر پر ٹوٹ پڑے اور قریب جو مسلمان تھے ان پر بھی حملہ آور ہوئے اور تمام کو سخت زد و کوب کیا اور ابوبکر کو بے پروں سے روندنا، مقبرہ بن رسیدہ نے جوتوں سے اس قدر مارا کہ منہ پر دم آگیا اور ان کے منہ کا فرق جا ہار ہوا۔ اسلام میں حضرت ابوبکر پہلے خطیب تھے جنہوں نے بیت اللہ میں لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا۔

## حضرت ابوبکر کا مقام فدایت

حضرت ابوبکر مذکورہ واقعہ میں بیہوش ہو گئے تھے تب متنبہ ہوئے آئے، ابوبکر گھر لے گئے تاکہ بیت اللہ میں اگر اطلاع کیا کہ ابوبکر کے بدلہ میں مقبرہ بن رسیدہ کو فز و قتل کریں گے کیونکہ کسی کو آپ کے زندہ رہنے کی توقع نہ تھی۔ شام تک یہی حالت رہی جب وہ حملہ آپ کے منہ سے نکلتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیریت کا تھا، ایں جان اور تکلیف کی پروا نہیں تھی اور اپنے والدہ سے اصرار کر کے آپ کی خیریت معلوم کرتے ہیں ان کی والدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت علی فرماتے ہیں کہ ابوبکر کا صفات میں تمام پرستہ لے جائے تھے، اہل اسلام اور ہجرت میں مجھ سے مقدم ہیں، صلوة میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق ہے اور صلوة سب سے پہلے پڑھیں اور میں ان دونوں اپنے اسلام کو چھپاتے ہیں تھا۔ قریش میں کمزور اور حقیر شمار ہوتا تھا، اللہ کی قسم اگر ابوبکر اپنی جگہ سے پھسل جاتے تو دین (اسکے) کے دونوں جانب کبھی نہ پہنچتا، اللہ تعالیٰ اپنے اس قول (لَا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ) میں دوسروں کی ذمہ دار ابوبکر کی تعریف فرماتے ہیں۔ ابوبکر پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوا اور ان کی تبلیغ کو سری عرفت سے اللہ تعالیٰ سلام پہنچا ہے (۳۴) دوسری روایت میں چار صفات امامت صلوة اور ہجرت میں مقدم ہونا، صلوة میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصاحب ہونا، اہل اسلام میں اسبق ہونا بیان فرماتے ہیں اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ ان صفات میں ابوبکر کا نہ میں شریک ہوں اور نہ مجھے یہ صفات حاصل ہیں اور اگر کسی نے مجھے ابوبکر پر نیلت دی تو ایسے شخص پر حد مغضی (پہنچا) باندھنے کی حد جاری کرونگا۔ (۳۵)

یہ حضرت علی کے صاحب اقتدار ہونے کے بعد کے کلمات ہیں۔ سب سے پہلے اہل اسلام کرنے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر عمار، اور ان کی والدہ حمیدہ، جھیب، مقداد اور بلال یہ سات اشخاص ہیں۔ اس وقت حضرت علی اپنے باپ عبید مناف ابوطالب کے خون سے اپنے اسلام کو چھپاتے رکھتے تھے (۳۶)۔

**حضرت ابوبکر کا قبول اسلام سے زیادہ حیرت انگیز اور عجیب خیز امر آپ کا اہل اسلام ہے۔** یہ اس بے نظیر حیرت کی مثال

۳۴، ریاض النضر، جلد ۱، ص ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵

دو عظیم سربراہان اور وہ شخصیتوں کے اسلام کا سبب بنا اور حضرت ابوبکر ان سب کے مقتدی قرار پائے (۳۱)

حضرت ابوبکر کے اسلام لانے کے بعد آپ کی تبلیغ سے مکہ کے جو بزرگ شخصیتیں مسلمان ہوئیں اور انھوں نے صلوة ادا کی یہاں آئے تھے جو اول اول اسلام لانے والے تھے۔ اس کے بعد متواتر بہت سے لوگ اسلام میں داخل ہوئے اور اسلام کا چھپا تمام مکہ میں رفتہ رفتہ پھیل گیا اور لوگ اس کے متعلق گفتگو کرنے لگے (۳۲) اور نبوت کے تین سال بعد فاضلہ بن ابی امیہؓ و اعرض بن العسکرؓ کی فتنہ نازل ہوئی اور اُنھیں عَشْرَةَ ثَلَاثِينَ الْاَفْرِیْقِیْنَ ، وَالْحِیْضَ جَا حَلَّ لَعَنَ اَسْعَدَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ عَصَوْكَ فَعُتِلَ اِلَیَّ یَوْنِیْ وَمَا نَعْمَلُوْنَ (۳۳)۔ نازل ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کو علانیہ تبلیغ کو یا بند کرنے کے ساتھ یہ بھی حکم دیا کہ اب اپنے قریبی عزیزوں کو دعوت اسلام دیں، اس سے قبل آپ ان باتوں کے یا بند نہ تھے اور آپ خفیہ طور سے تبلیغ فرماتے تھے۔

کے بارے میں کچھ نہیں جانتی تھیں وہ جواب دیتی ہیں کہ واللہ مجھے آپ کے صاحب کے بارے میں کچھ علم نہیں، حضرت ابوبکر ان کو اُجیل بنت خطاب کے پاس بھیجتے ہیں کہ ان سے آپ کی خبریت معلوم کریں۔ حضرت ابوبکر کی والدہ ام المیزان کے پاس جاتی ہیں وہ ان کو کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خبریت سے ہیں، لیکن اس پر بھی اطمینان نہیں ہوتا اور کہتے ہیں "فان للہ علی ان لا اذوق طعاعما ولا اشرب شرابا او انی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جب تک میں آپ کو نہ کہوں تو میں مجھ پر کھانا پینا حرام ہے۔ رات کی تاریکی میں دھول ہلا دے کہ روار ارم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر کہوں۔ آپ پر سخت رقت طاری ہو جاتی ہے۔ آپ پر جھکتے ہیں اور بوسہ دیتے ہیں اور مسلمان بھی آپ پر جھکتے ہیں۔ حضرت ابوبکر کہتے ہیں، باہی واقعی یا رسول اللہ لیس بی بائس، الا مانال الفاسق من وجہی۔

میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ کو دیکھتے ہی مجھے اکیٹلی تکلیف محسوس نہیں ہوتی البتہ اس فاسق کے جوتوں کی مار سے منہ پر کچھ تکلیف باقی ہے اور اپنی والدہ کے حق میں دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ آپ مبارک شخصیت ہرگز اللہ تعالیٰ ایسی فرمانبردار ماں کو دوزخ کے عذاب سے نجات دے۔ آپ نے دعا فرمائی اور اسلام کی دعوت دی۔ فرمانبردار والدہ فوراً اسلام لے آتی ہیں۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر آپ کے ساتھ دار ارقم میں ایک ماہ تک مقیم رہے۔ اس دن حضرت قرظ بن عبدالمطلب بھی اسلام لائے ہیں اور حضرت عمرؓ کے اسلام کے لئے آپ دعا فرماتے ہیں۔ بدھ کے دن آپ نے دعا کی اور جعرات کو حضرت عمرؓ اسلام لاتے ہیں۔ درحقیقت یہ حضرت ابوبکر کے خطبہ کے اثرات تھے جو ان

(۳۱) البیہقی والناہیہ، جلد ۳، ص ۳۰۔ ریاض النضر، جلد ۱، ص ۸۵۔

(۳۲) طبری، جلد ۲، ص ۷۱۵، علی القاضی، (۳۳) طبری، جلد ۲، ص ۷۱۵، علی القاضی۔

## رسول اللہ کیساتھ مشرکین کا شدید ترین سلوک حضرت ابوبکر کا جہاد

اشراف قریش میں کا متاثر کرتے ہیں اور ان بد بختوں سے آپ کو چھڑاتے ہیں۔ اپنی جان کی حضرت ابوبکر کو کوئی پرواہ نہ تھی، دے دے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے۔  
وَيَلِكُمْ أَنْتَقَتُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشرکین کا یہ شدید ترین سلوک تھا (۴۶)۔ گھسے سے چاٹھیں کر بل دینے سے غرض سانس روک کر قتل کرنا ہوتا ہے۔ سادات قریش جمع تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے نزدیک نہیں تھے، ابوبکر اس وقت اپنی جان رکھیں کہ آپ کی سمد کرتے ہیں۔ حضرت علی خود فرماتے ہیں، حضرت ابوبکر نے ایسے مصائب میں آپ کا ساتھ دیا جہاں کسی کا حوصلہ نہ تھا، مسک میں کسی مرتبہ آپ پر مشرک حملہ آور ہوئے اور اُن کی قسم ہم میں سے کسی کو قریب جانے کی ہمت نہ تھی۔ ابوبکر دوڑتے ہوئے گئے، کسی کو تھپوہ کسی کو گھونسنہ مارنے اور کسی کو کانڈھ سے بچر کر جھڑپے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے۔  
وَيَلِكُمْ أَنْتَقَتُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ - اور آپ کو ان کے نزدیک سے چھڑاتے ہیں۔

حضرت علی مازن سے پوچھتے ہیں تم سب کو اللہ کی قسم دیتا ہوں تم مجھے بناؤ کہ مومن آل فرعون بہت تھے یا ابوبکر؟ سب غامض رہے تو خود ہی کہتے ہیں حضرت ابوبکر کی ایک ٹھکانی دینا بھر کے مومنین آل فرعون سے خیر تھی کیونکہ وہ اپنے ایمان کو چھپا پائے رکھتے تھے اور حضرت ابوبکر اپنے ایمان کا اعلان کر چکے تھے (۴۷)۔ اور دل وہاں سے نہ صرف توحید و رسالت کا اقرار کیا بلکہ علانیہ ان باتوں کی تبلیغ بھی شروع کر دی اور اپنے وقار اور وہ مرتبہ جو ان کو قریش میں حاصل تھا کو زیر باد کیا۔ قریش کے کمینوں

(۴۸) تاریخ بڑی ملاح، ص ۳۰۷۔ ۳۰۸، بیڑ ابن شام، ص ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ امیرک ایگم، جلد ۳، ص ۱۶۴۔

حضرت ابوبکر نے ہر موقع پر اڑھانے لگی وصالیت اور آپ کی رسالت پر کمال ایمان کا ثبوت دیا اور جب کبھی انھوں نے دیکھا کہ قریش آپ کو تکفین اور اذیت پہنچا رہے ہیں تو اپنی جہاں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے سینہ سپر ہو جاتے جبکہ ابوبکر کو آپ سے کسی قسم کی کن دنیوی فائدہ کی توقع تھی اور نہ ضرورت، اسکے ساتھ یہ بھی دیکھتے تھے کہ اہل مکہ آپ کو ہر قسم کی تکفین دیتے اور آپ کا مذاق اڑاتے اور شک کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ اگر میں آپ کا ساتھ دوں گا تو میرا بھی یہی حال ہوگا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا مارا کہ آپ پر جوش بھر گئے۔ حضرت ابوبکر آکر کھڑے ہوئے اور کہا وَاَيُّكُمْ اَنْتَقَتُونَ رَجُلًا اَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ؟، اس پکسی نے کہا کیوں نہیں؟ تو جواب دیا گیا کہ ابوقحافہ کا بیٹوں بیٹا ہے (۴۹) اور ابوبکر ایسی حالت میں گر لوٹے ہیں کہ آپ کے سر کے بال اور ڈھری کا رخیچے پکے تھے جبکہ آپ گھنے بالوں والے تھے اور اس سبب سے درد میں مبتلا تھے (۵۰)۔

مقام جم میں اشرف قریش ایک جان بکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چڑھے، عقبہ بن ابی معیط آپ کا ایسا لگا گھر بنے ہیں کہ آپ کی آنکھیں قریش کے بھلے بھلوں، جہاں کہ خبر حضرت ابوبکر کو ہوتی ہے تو آتے ہیں اللہ تن تہا ان تمام

صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح بھی اسکو چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ اب انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ہر قبیلہ اپنے اپنے آدمیوں پر پابندیاں لگا ئیں امدان کو محمد کے پاس جانے سے روک دیں اور ہر مسلمان ہر چچکے میں ان کو سخت ترین نظر میں دیں۔ ان منعیات اور کمزور مسلمانوں میں حضرت بلال بن رباح بھی تھے جو بنی نضیر کے غلام تھے حضرت ابوبکر کا مکان اس قبیل میں تھا۔ ایک دن حضرت ابوبکر حضرت بلال پر ایسے وقت گزر رہا جبکہ یہ لوگ حضرت بلال کو اذیت دے رہے تھے۔ ان میں سے امیر بن خلف نے حضرت ابوبکر نے کہا: "الاستغی اللہ فی

ہذا المسکین" یا تم اللہ سے دعا کرو کہ اس مسکین کے بارے میں نہیں دیتے۔ امیر بن خلف کہتا ہے ان کو تم ہی نے تو بگڑا ہے اور اگر تبتی مدد دے تو ان کو خرید ہی لو، ان میں اور حضرت ابوبکر میں گفتگو ہوئی اور آخر کار ان کو خرید کر آزاد کیا۔ اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں منبر پر فرماتے ہیں کہ ابوبکر نے میرے لئے بلال کو خریدا، اس طرح ہجرت سے قبل اسلام ہی کے لئے چھ لوگ دیان اور غلام عامر بن نفیر (۳۷۱ م عیس، ۳۷۲ م یشوعہ)، اندیس (۳۷۱ م عیس، ۳۷۲ م یشوعہ)، بنی مؤئل کی ایک اونڈی خرید کر آزاد کر چکے تھے اور حضرت بلال ساتویں غلام تھے (۳۷۳ م)۔ ایک دن حضرت ابوبکر کے والد ابو قحافہ نے کہا کہ اے بیٹے! میرا خیال ہے کہ تم کو درد اور منعیات غلام آزاد کرتے ہو، اگر انکے بجائے ثقی اور طاقتور غلام آزاد کرتے تو بوقت ضرورت تمہارے کام آتے، حضرت ابوبکر کہتے ہیں ابا جان اس سے صرف اللہ تعالیٰ کے ذات کی خوشنودی مطلوب ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے نہ واللہ کی آیات نازل کیں (۵۰)۔ بوقت قبول اسلام آپچے پاس پچاس ہزار درہم تھے لیکن ہجرت کے وقت

میں ایک کمینہ شخص ایسی حالت میں حضرت ابوبکر کو ملا جب حضرت ابوبکر اللہ شریفین جا رہے تھے۔ اس نے ذرا سی مٹی آپ کے سر پر ڈال دی۔ اتفاق سے ولید بن مغیرہ یا ماس بن وائل آپ کے پاس سے گزرے تو آپ نے کہا ان کمینوں کے کام کو کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو؟ اس نے جواب دیا یہ تو آپ اپنی ذات پر غور کر رہے ہیں، اس پر حضرت ابوبکر خاموش ہو کر تین بار یہ جملہ دہراتے ہیں "اے رب تو کس قدر مہم ہے" (۴۸)۔

خشنود حضرت ابوبکر نے جس ایمان کا مل کا مظاہر کیا اور جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل و قول کی کامل طور پر تصدیق کی اور آپ کی مکمل مدد کی قریش میں اپنے وقار کے خراب ہونے کی پرواہ نہ کی۔ یہ حضرت ابوبکر کی جرأت ایمانی و کامل یقین اور صدیقیت نبوی کے لئے بین ثبوت اور لواضع علامات ہیں اور یہ آپ ہی کا مقام تھا کسی اندھے لیکن نہ تھا اور آپ کی یہ والہانہ شفیقتی اور دیوانہ وار محبت یہ ثابت کرنے کے لئے بھی کافی ہے کہ اسلام یقیناً اللہ کی طرف سے ہے کیونکہ باطل مذہب اور ایک جھوٹا شخص بھی اپنے ماننے والوں کے دلوں میں ایسا مہمان، مجتہد اور ولولہ بھی پیدا نہیں کر سکتا اور یہ گمراہ صرف ایک صدیق ہی کا ہوتا ہے اور صدیق یعنی اس کا بھی یہ مطالبہ ہوتا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام (آلہ) "هَوْنٌ هُوَ اَنْ تَصْنَعَ وَبِئْسَ لِسَانًا فَارِیْئِلًا مَعِیْ وَدَّ اَنْ یَّصَدِّقَ بَیْنِیْ" میں اللہ تعالیٰ سے اس کی دعا کرتے ہیں۔

رسول اللہ کے تبلیغی کارناموں میں  
مالی امداد کرنا

قریش نے جب دیکھا کہ اسلام دن بدن ترقی کر رہا ہے اور رسول اللہ

(۴۸) سیرت ابن ہشام، جلد ۱، ص ۳۷۵۔

(۴۹) سیرت ابن ہشام جلد ۱ ص ۳۱۸۔ الاکتفا فی مغازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلد ۱، ص ۵۰۔

(۵۰) الاکتفا فی مغازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلد ۱، ص ۳۱۸۔



الا کافینہ ما خلا ابابکر فان له عندنا ید ایکافینہ اللہ  
بہایوم القیۃ ، وما نفعنی مال احد قط ما نفعنی  
مال ابی بکر ولو کنت متخذاً خلیلاً لا اتخذت ابابکر (۵۵۱)۔  
جس کا جو احسان تھا میں اس کا بدلہ دے چکا ہوں ، سوائے ابوبکر کے کہ ان  
کے بچہ پر اللہ احسانات میں جن کا بدلہ اللہ تعالیٰ خود قیامت کے دن عطا فرما  
گا اور کسی کے مال نے مجھے اتنا فائدہ نہیں پہنچایا جتنا فائدہ ابوبکر کے مال نے  
دیا ہے اور میں کسی کو غلیل بنانا تو ابوبکر کو بنانا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امت کے ہر فرد کے احسان اور فائدہ اور مدد  
سے صاف انکار فرماتے ہیں۔ اگر کسی نے کچھ احسان کئے تھے تو میں ان کا  
بدلہ دے چکا ہوں ، ہاں ابوبکر کے احسان اتنے زیادہ اور شیریں کہ اس کا بدلہ  
صرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہی دے گا (الف)۔ دو بار رسالت سے  
یہ وہ سند ہے جو صرف ایک صدیق ہی حاصل کر سکتا تھا یہ فلاکاری کی انتہا ہے۔  
مالی اور جانی قربانی کی آخری حد ہے جو ابوبکر نے پیش کی تھی۔ کیا امت کا کوئی  
فرد صدقیت کے اس اعلیٰ مقام کو قیامت تک حاصل کر سکتا ہے؟ ظاہر ہے  
جواب نفی میں ہوگا اور اس کا اقرار حضرت عمرؓ فرمودہ جو کہ وقت کرتے  
ہیں کہ ابوبکر سے کفر خیریں کوئی فرد امت نہیں بڑھ سکتا (۵۶)۔

حضرت ابوبکرؓ کی فداکاری تمام سے بڑھ گئی۔  
**تقدم فی الصلوٰۃ** آپ کا پیشدار و قربانی جانی و مالی امت  
کے ہر فرد سے بڑھی ہوئی تھی۔ امت میں سب سے قبل بلا تردد اسلام لاتے

پانچ ہزار درہم باقی رہ گئے تھے اور وہ بھی اپنے ساتھ مدینہ لے گئے اور اپنے  
بچوں کے لئے کچھ نہ چھوڑا اور یہ تمام رقم آپؐ نے اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کی مدد اور غریب ، شعیف مسکینوں کو آزا کرنے میں صرف کی  
اور مدینہ میں بھی وہی کرتے رہے جو مکہ میں انجام دیتے تھے۔

”کان ابوبکر معروفا بالتجارة ، لقد بعث النبی  
صلی اللہ علیہ وسلم وعنده اربعون الف درہم  
فکان یعتق منها ، یتقی المسلمین ، حتی قدرہ للبدینۃ  
بخمسة الاف درہم ثم کان یفعل فیہا ما کان  
یفعل بمکۃ“۔ (۵۱)۔ مدینہ میں مسجد نبویؐ کی زمین کی قیمت بھی  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کے مال سے ادا کروائی (۵۲)  
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کے مال ہی اپنے مال کی طرح تصرف  
فرماتے تھے۔

”کان ید النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی مال ابی بکر  
وید ابی بکر واحداً حین حجاً“ (۵۳)۔ حجۃ الاولیٰ کے موقع پر حضرت  
ابوبکرؓ کا مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ دونوں کے تصرف میں  
تھا۔ حضرت ابوبکرؓ کے اس اشارہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ  
میں بیان فرماتے ہیں کہ ”جس شخص نے مجھ پر اپنی سمیت اور مال سے سب سے  
سے زیادہ احسان کئے ہیں وہ ابوبکرؓ ہیں۔ اگر میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو غلیل  
خلیل بنانا تو ابوبکرؓ کو بنانا ، لیکن ائمتہ اسلامیہ اب موجود ہے (۵۴)  
ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا ”مال احد عندنا ید

ترمذی ، ابواب مناقب ، جلد ۲ ، ص ۳۶۶۔ (۵۵) ترمذی ابواب مناقب ، جلد ۲ ، ص ۳۶۶۔

(۵۶) البرقاوی ، جلد ۱ ، ص ۳۶۰۔ کتاب الزکوٰۃ ، باب الزکوٰۃ فی ملک  
(۵۷) اس روایت کے ہمیں میں آپؐ کے چچا ابوالباب بھی آتے ہیں صرف ابوبکرؓ کی ذات ہی راجحی

(۵۸) الامام ، ذکر عبداللہ بن عثمانؓ ، جلد ۲ ، ص ۳۳۳۔ حیات ابن سعد جلد ۲ ، ص ۳۳۳۔  
(۵۹) فیضان ابن سعد جلد ۲ ، ص ۳۳۳۔ حیات ابوالباب ، جلد ۲ ، ص ۳۳۳۔ مناقب ابی بکرؓ

ہوتا تو آپ کے پاس لڑکے، غلام، عورتیں جمع ہو کر کھڑی ہو جاتیں اور آپ کی ہنست کو پسند کرتے اور آپ کے اس عمل سے لوگوں کی ایک جماعت ایسے وقت میں مسلمان ہوتی ہے جبکہ مسلمان مشرکین کی اذیت کی تاب نہ لا کر مکہ چھوڑنے پر مجبور ہو جاتے تھے اور خود ابو بکر بھی ابن الدغنه کے پناہ میں تھے (۵)۔

## حضرت صدیق کا اللہ تعالیٰ کے جوار کو ابن الدغنه کے

### جوار پر ترجیح دینا

حضرت ابو بکر ابن الدغنه سردار احابیش کی پناہ کی وجہ سے مکہ میں مقیم تھے اور ان کی وجہ سے کمال مکہ ان سے کوئی تعرض نہیں کرتے تھے، لیکن حضرت ابوبکر کے قلب میں حبیب یہ داعی پیدا ہوا کہ اب اسلام کی تبلیغ کے لئے غارِ علانیہ پر بھی جائے اور ایک مسجد کی بھی بناد والی جائے اور اس میں کوئی منع بھی نہ تھا اور نہ اس معاہدہ کی خلاف ورزی ہوتی تھی جو ابن الدغنه اور قریش مکہ کے درمیان حضرت ابوبکر کے متعلق طے ہوا تھا کیونکہ مسجد کی جگہ ان کے گھر کے حدود میں تھی اور گھر کے حدود میں معاہدہ کی رو سے حضرت ابوبکر کو عبادت کی پوری پوری اجازت حاصل تھی لیکن قریش کا اصرار تھا کہ بالکل کوئے میں چھپ کر عبادت کریں تا کہ حملے سے بچے اور عورتیں ان کی بیعتِ صلوة کو نہ دیکھ سکیں، ورنہ ان کے مسلمان ہوجانے کا خطرہ ہے کیونکہ یہ ضعیف الغلب لوگ ہیں۔ قریش کا یہ مطالبہ درحقیقت ان کی طرف سے معاہدہ کی خلاف ورزی تھی۔ جب قریش کے چند لوگ ابن الدغنه کے پاس جا کر کہتے ہیں کہ کیا تو نے اس شخص کو اس لئے پناہ دی ہے کہ وہ ہمیں تکلیف پہنچائے۔ وہ ایسا

ہی اور اس کا اظہار بھی سب سے پہلے کرتے ہیں۔ بیت اللہ شریف میں پہلے خلیفہ اسلام تھے، آپ کے اعلان کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غارِ علانیہ میں دینی مبین کے پابند کے جاتے ہیں۔ قرابت داروں اور عزیزوں کو اسلام کی دعوت دینے پر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مامور فرماتے ہیں۔ ان مسئلہ امور کے بعد یہ کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساقی قنات میں سب سے پہلے کس نے اللہ وحدہ لا شریک کے حضور عہد کیا تھا اور صلوة پر بھی تھی؟ یہ خود بخود مسلم اور طے ہو جاتا ہے۔ لہذا میں فی الصلوٰۃ میں آپ ہی کو شامل ہے اور اس میں بھی آپ ہی امامت کے پیشوا اور مقتدا ہیں۔ اس صلوة سے مراد صلوة پنجگانہ نہیں کیونکہ صلوة پنجگانہ اسراء میں فرض ہوئی تھی۔ اور واقعہ اسراء اس کے بہت بعد کا ہے (۷)۔ اس طرح صدیق کے ساتھ سب سے پہلے صلوة ادا کی اور آئندہ میں کراچی انی صلوة بھی صدیق ہی کی امامت میں ادا کرینگے۔

حضرت ابوبکر صدیق جس جرات ایمانی کے ساتھ بیت اللہ شریف میں خطبہ پڑھتے ہیں اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے ہیں اس جرات ایمانی کا ثبوت ایمان باللہ کے بعد اسلام کے اس دوسرے اہم دین صلوة کے باب میں بھی دیتے ہیں اور نہایت لطیف پیرایہ میں اس کا بھی اعلان فرماتے ہیں اور اس کا اظہار کرتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم دیتا ہے اور اسلام میں سب سے پہلے گھر کے حدود کے اندر عام زندگی کا ہر طرف ایک مسجد کی بناد ڈالتے ہیں اس میں صلوة ادا کرتے ہیں اور قرآن کی تلاوت فرماتے ہیں۔ عام لوگ آپ کے پاس جیم ہو کر آپ کی صلوة کو دیکھتے ہیں اور آپ کی قرأت کو سنتے ہیں، آپ رقیق الغلب تھے ہی، صلوة میں جب آپ پڑھتے گریہ غامی

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ تقسیم رحمت الہیہ سے یہ بات آپ کے نصیب کی تھی جس کی وجہ کوئی اہم مشدود و جیش ہوتا یا کوئی مشورہ طلب کیا جاتا، تو ایسے مواقع پر آپ اپنی فراست سے کام لیتے عالم غیب کی شہادت آپ کے قلب پر فریش اور حقیقت الامر سے آپ آگاہ ہو جاتے اور آپ کا قلب گواہی دیتا اور اس کی تصدیق کرتا اور جب کوئی فیصلہ کرتے تو خطا نہ کرتے، اسلئے قسۃ قریش (دہا میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حسبک مناشداتک مع ربنا عرض کیا تو آپ نے جان لیا کہ یہ حضرت ابوبکر کا قول کہاں سے ناشی ہے۔ وقس علی ذلک سائر خطبہ واحکامہ، نیز یہاں سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ آپ کو صدیق اکبر کیوں کہتے ہیں، مثنیٰ صحیفہ نے کرام نے حضرت صدیق کو بوجہ قلت روایات "ارباب مشاہدہ میں مقدم رکھا ہے اور یہ امر صلۃ تہجد میں حضرت ابوبکر کے قرآن مجید پڑھنا پست اور حضرت عمر کے پڑھنا بلند پڑھنے والی حدیث سے ظاہر و باہر ہے" (۶۰)۔

### حضرت ابوبکر کامل اور مکمل اخلاق کے حامل تھے

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کو پہلے ہی سے اپنے محبوب بن کر لئے ہیں عیاقا کہ آئندہ چل کر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب، ساتھی اور دوست ہوں اور آپ کی تصدیق کریں، اسلئے شروع تحقیق ہی سے حضرت ابوبکر کے عادات و اطوار و اخلاق کو ایسی پہچان پر پہنچا لیا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع تحقیق کے عمل اور مکمل اخلاق کے حامل تھے اور قبل نبوت امین کے لقب سے مشہور تھے۔ اس طرح ابوبکر بھی زمانہ جاہلیت سے کامل اور مکمل اخلاق کے حامل

شخص ہے جب صلۃ میں وہ کلام پڑھتے ہیں جو حمد لئے ہیں تو اس کا دل جبرائیل اور روتے ہیں اور اس کی ایک خاص ہیئت ہوتی ہے اور ایک خاص طریقہ ہوتا ہے۔ ہمیں اپنے پھول، عورتوں اور کمزور لوگوں کے متعلق خوف ہوتا ہے کہ شاید وہ ان کو قتل میں نہ ڈال دے۔ تو اس کے پاس جا، اور اس کو حکم دے کہ اپنے گھر کے اندر رہے اور اس میں جو چاہے کرے۔

ابن الدنہ حضرت ابوبکر سے کہتے ہیں کہ مجھے شدید خطرہ ہے کہ کہیں یہ لوگ میری چٹا کوٹھڑنڈلے اسلئے آپ اپنے گھر کے اندر رہیں اس طرح حضرت ابوبکر کو یہ فیصلہ کرنا تھا کہ نہ سنے کے جوار میں رہ کر پابندی قبول کر لی جائے اور اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ سے باز رہیں یا اس کے جوار کو ٹھکرا کر دین کی تبلیغ جاری رکھے، ایک صدیق کی یہی فداکاری ہوتی ہے کہ کسی ملوث یا پابندی سے تبلیغ اسلام کا مقصد نفوت ہو تو وہ نہایت جرات کے ساتھ اس پابندی اور عمل کا انکار کرتا ہے۔ اسلئے ایک صدیق ایسے مواقع پر جہاں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل ایمان کا عقیدہ مجروح ہوتا ہو، اس قسم کی پابندیاں قطعاً برداشت نہیں کر سکتا، چنانچہ حضرت ابوبکر ابن الدنہ کے جوار کو واپس کر کے اللہ تعالیٰ کے جوار پر راضی ہوتے ہیں اور دستور کے مطابق بیت اللہ شریف میں جا کر ابن الدنہ اعلان کرتے ہیں کہ لے کر گھر و قریش !!! ابن ابی قحافہ نے میری پناہ مجھے واپس کر دی ہے، اب تم اپنے آدمی سے جو چاہو کرو (۵۹) یہ حضرت صدیق کی اس جرات ایمانی کا کامل اور بین ثبوت ہے جو آپ ہر نازک مرحلہ اور آزمائش کے وقت دیتے رہے ہیں اور یہ ایسی مثال ہے جس کے پیش کرنے سے پوری امت آج تک قاصر رہی ہے۔

آپ کا ہاتھ جلتا رہا۔ اور صل مایہ کے آپ کے ساتھ ساتھ رہے۔ شعب ابی طالب میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محصور تھے اس وقت حضرت ابوبکرؓ کے خاموش تماشا بیٹھے تھے یقیناً اس وقت بھی آپ کی مدد و نصرت کی فکر میں نہ ہوں گے اور اسکا ثبوت ابوطالب کا وہ کلام ہے جو انھوں نے شعب ابی طالب سے باہر آنے کے بعد ان لوگوں کی تعریف میں جنھوں نے معاہدہ قریش کے توڑنے میں کوشش کی تھی کہا تھا۔ اس میں ایک شعر بھی ہے۔

همر رجعوا سهل بن بيضاء راضيا

وسرا ابوبکر بھا ومحمد . (۶۳)

انہیں لوگوں نے سهل بن بیضاء کو راضی کر کے واپس کیا۔ اس سے ابوبکر بھی خوش ہوئے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی۔

ابوطالب کے اس تذکرہ سے اس امر کا اظہار ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر بھی اس موقع پر لائق تھے بیکہ اپنے ہور جو کچھ ان کو نہ چاہیے تھا کرتے رہے اور ان کی منتظر میں ابوبکر کا ایک خاص مقام تھا اور یہ کامیابی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ابوبکر و دونوں کی تھی اور آج وہ دونوں بہت خوش ہیں، دونوں شریک اور ہم نوا ہیں۔ دونوں میں کامل اتحاد ہے۔

### اب واقفہ اسراء اور معراج النبی کی تصدیق

تصدیق نبوت، اور حیات رسول صلی اللہ علیہ وسلم، منعت ہنویہ و سوانح کی مثال و جان سے مدد کرنے کے بعد ایک دوسرا ہم واقفہ اسراء اور معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلف سے واپس پر ہیشت کے تقریباً ۱۸ سال بعد ۶۷ھ رجب کی رات کو پیش آیا (۶۵)۔ جہاں بہت سے کوثر آئے۔ (۶۶) سیرت ابن ہشام، قسم ۱ ص ۳۶۹۔ (۶۵) طبقات ابن سعد، جلد ۱ ص ۳۱۰۔ (۶۶) البدایہ والنہایہ، جلد ۳ ص ۱۰۸۔ ۱۰۹۔

تھے اور قریش میں بیشع یک سیرت شمار ہوتے تھے (۶۱)۔ زمانہ جاہلیت ہی سے لینے اور شراب حرام کی تھی بتوں کو کبھی بھی مسجد نہیں کیا، اس طرح آپ کا چہرہ مبارک بتوں کے سامنے مسجد کرنے کی ذلت سے محفوظ اور مسکرا رہا۔ جاہلیت یا اسلام میں کبھی شعریں نہیں کہا۔ صحابہ کے ایک مجمع میں کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ کبھی آپ نے شراب پی ہے؟ آپ نے اللہ کی پناہ مانگی اور کہا کبھی نہ۔ اس نے کہا کیوں، فرمایا کہ دن سے بوزے اور موت زائل نہ ہو کیونکہ شراب پینے سے بدبو آتی ہے اور موت زائل ہو جاتی ہے اور جب یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے تصدیق کرتے ہوئے فرمایا ابوبکر کو چمکاتے ہیں (۶۲)۔

آپ کے اخلاق کے کامل و مکمل ہونے کے لئے ابن الدنہ کا وہ قول بھی کافی ہے جو اس نے قریش کے سامنے بیت اللہ خریف کے اندر بوقت اعلان امن حضرت ابوبکر کے حق میں کہنے تھے اور قریش میں کسی نے بھی ان اوصاف کا انکار کیا اور یہ وہی اوصاف تھے جو حضرت خدیجہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے آپ کے اس قول "لقد خشيت على نفسي" کے جواب میں بیان فرمائی تھیں اور یہ بہت بڑا وصف اور کامل اتحاد ہے جو حضرت ابوبکر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے حاصل تھا اور جس میں امت کا کوئی فرد ان کے شریک نہ بن سکا (۶۳)۔

### شعب ابی طالب میں محاصرے کے وقت حضرت ابوبکر کا کردار

حضرت ابوبکرؓ کے دراجت، دکہ دور، اور فتح و نصرت پر مالِ نبیؐ

(۶۱) مجمع فہرہم اہل الاثر فی صلی اللہ علیہ وسلم، ابن الجوزی، دکن جمعیۃ فہرہ، ص ۲۳۳۔

(۶۲) مجمع، ص ۲۳۳۔ تاریخ الخلفاء، ص ۲۸۔ تاریخ الخلفاء، ص ۲۳۳۔ ۲۳۴۔

(۶۳) اصحابہ اہل حجر، ذکر عبد اللہ بن عثمان و محمد، ص ۳۳۔

اور کہ ہم ترو و میاں بٹلا رہے اور کفار قریش کو مذاق اڑانے کا نہایت عمدہ موقع  
پاتھ آگیا، لیکن حضرت صدیق کی دوا دلشیں ہم و فراموشی یہاں بھی اسرار کی حقیقت  
کو پاتی ہے۔ اور بے ساختہ اور بلا تردد اس حقیقت کا ان الفاظ میں تصدیق  
کرتے ہیں: **وَاللّٰهُ لَشَقَّاهُ لَقَدْ صَدَقَ، فَمَا يَعْجِبُكُمْ**  
**مِنْ ذَلِكَ، فَوَاللّٰهِ اِنْ لَخَبِرْنِيْ اَنْ الْخَبْرَ لِيَأْتِيَهُ مِنَ**  
**السَّمَاءِ اِلَى الْاَرْضِ فِي سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ فَاَصْدَقُهُ**  
**فَهَذَا بَعْدَ فِيمَا تَعْجِبُوْنَ مِنْهُ** (۶۹۱)۔ خدا کی قسم، اگر آپ نے  
یہ بات کہی ہے تو بیشک سچ ہے، اور کیا چیز تم کو اس معاملہ میں تعجب  
میں ڈالتی ہے، خدا کی قسم وہ تو ہم کو یہ بھی خبر دیتے ہیں کہ ان کے پاس ذات  
اور دن کی ایک ٹھٹھی اور ساعت میں آسمان سے زمین تک خبر آتی ہے اور میں  
اس کی تصدیق کرتا ہوں، تصدیق اس سے زیادہ تعجب غیر ہے اور اسرار  
کی سب سے پہلے حضرت صدیق نے ہی تصدیق کی۔

لوگوں کو تھوڑا اور شک واقع ہوا کہ ایک شب میں مسجد انصاریہ میں  
وہاں سے آسمانوں تک آپ کیسے پہنچ گئے اور پھر واپسی اتنی جلد کیسے ممکن تھی  
اور جن لوگوں نے اسلام اختیار کیا تھا اور منیعت الایمان تھے، مرتد ہو گئے  
اور غیانیین اور دشمنان اسلام کو موقع ملا اور ابوبکر کے پاس جھگڑتے ہی  
ہوس گئے، کیونکہ اس وقت مسلمانوں اور کفار دونوں میں حضرت صدیق کو  
مقبولیت حاصل تھی اور یہ سمجھتے تھے کہ اگر صدیق مہسل جائیں اور رسول اللہ  
کی تصدیق سے باز آجائیں اور آپ کی تکذیب کرویں اور جھٹلادیں تو رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم تہنارہ ہاں بیٹھتے اور دوسرے مسلمانوں کو اس دین سے نہایت  
آسانی کے ساتھ مرتد کرنا بھی ہوگا۔

لیکن ابوبکر صدیق تھے اور یہ ابوبکر ہی کی شان تھی کہ کس غوی اور نہایت  
عمدگی سے لوگوں کو مطمئن کر دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ کیا تم انہیں جھٹلاتے ہو،  
لوگوں نے کہا کیوں نہ جھٹلائیں کہ وہ تو کہتے ہیں کہ آج کی رات وہ بیت المقدس  
پہنچیں اس میں صلوات ادا کی، آسمانوں کی سیر کی، دوزخ و جنت کو دیکھیں، اللہ تعالیٰ  
سے ملاقات کی، پانچ وقت کی نمازوں کا تحفہ اپنے رب سے امت کے لئے لائے ہیں  
اور لیجئے واقعات بیان کرتے ہیں جو ہم میں آئے وہ بنے ہیں اور ابوبکر! کیا  
تمہیں اب بھی اپنے دوست کے متعلق حسن ظن ہے اور اب بھی ان کی تصدیق کرتے  
ہو، لیکن ابوبکر فرماتے ہیں: **وَاللّٰهِ اِنْ لَخَبِرْنِيْ اَنْ الْخَبْرَ لِيَأْتِيَهُ مِنَ**  
**السَّمَاءِ اِلَى الْاَرْضِ فِي سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ فَاَصْدَقُهُ**  
**فَهَذَا بَعْدَ فِيمَا تَعْجِبُوْنَ مِنْهُ** (۶۹۱)۔ خدا کی قسم، اگر آپ نے  
یہ بات کہی ہے تو بیشک سچ ہے، اور کیا چیز تم کو اس معاملہ میں تعجب  
میں ڈالتی ہے، خدا کی قسم وہ تو ہم کو یہ بھی خبر دیتے ہیں کہ ان کے پاس ذات  
اور دن کی ایک ٹھٹھی اور ساعت میں آسمان سے زمین تک خبر آتی ہے اور میں  
اس کی تصدیق کرتا ہوں، تصدیق اس سے زیادہ تعجب غیر ہے اور اسرار  
کی سب سے پہلے حضرت صدیق نے ہی تصدیق کی۔

اس واقعے سے متعلق اللہ تعالیٰ سورہ بنی اسرائیل میں آیات نازل فرماتے  
ہیں: **"سَجْعَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَنْدِهِ لِيَلْاَيِّنَ السَّجْدَ الْحَرَامَ**  
**اِلَى الْعَسْجِدِ الْاَقْصٰى الَّذِيْ بَرَكْنَا حَوْلَهُ لِيُرِيَهُمْ**  
**اَلْيَتَّخِذُوْا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيْرُ"** (۶۸۱)۔ پاک ہے وہ ذات جو اپنے  
بندہ کو شب کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرد گروہم نے  
برکتیں نازل کر رکھی ہیں، لے گیا، اگر تم ان کو اپنے عجائبات قدرت دکھلا دیں۔ بیشک  
اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد اقصیٰ سے کچھ جرات تک ملنے کے لئے جانے کو  
اسرا دیتے ہیں اور ان کے آسمانوں پر جانے کو حیران کرتے ہیں اور گاہے دو قوں لفظ  
مجموعہ پر اطلاق کئے جاتے ہیں (۹۹) اور بن لوگوں نے واقعہ اسرار کی تکذیب کی تو  
ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی (۱۰۰) "وَمَا جَعَلْنَا الزُّوْرَ وَالْجَنَّةَ اَنْبَاءَ  
الْاَوَّلِيْنَ لِلَّذِيْنَ وَالِ الشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ " وَتَحْوِيْهُمْ  
فَعَمَازِيْذُهُمْ اَلَا طَغٰوْنَا كَذِبًا " (۱۰۱) اور ہم نے جو تمہارا کبر  
دکھلایا تھا اور جس درخت کی قرآن میں مذمت کی گئی ہے ہم نے تو ان دونوں  
چیزوں کو ان لوگوں کے لئے موجب غرانا کر دیا اور ہم ان کو گمراہ کرتے رہتے ہیں  
لیکن ان کی سرکشی بڑھتی ہی جاتی ہے۔

موجب غرانا اس طرح ہوا کہ ان دونوں امور کو اس کے صدیقین نے ان کی اور تکذیب  
کر دیا کی کہ اس شرب میں اتنی اور جانا یا لخصوص اسراف اور کسی طرح بھی ممکن نہیں  
ہے اور صلاگ میں کوئی درخت آگ سے لگ سکتا ہے (۱۰۲)۔

حضرت صدیق نے حیرت انگیز انداز پر اسرار کی غائبانہ تصدیق کی کیونکہ اسی  
بمقام حضرت صدیق کی آپ کے ساتھ ملاقات نہیں ہوئی تھی اور کوئی توقف نہیں  
فرمایا اور نہ تردد پیش آیا لیکن غائبانہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کو بلا امتنان  
نہیں آیا تھا۔ ابجس تک کہ وہ مشکل دور نہیں ہوا تھا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرتے ہیں اے اللہ کے نبی!  
کیا آپ نے ان لوگوں سے بیان فرمایا کہ آج رات آپ بیت المقدس نظر میں لے

(۹۹) بیان القرآن، جنی اسرائیل، پارہ ۱، آیت ۱۰۰، ریش ابن ہشام، جلد ۱، ۳۹۹۔

آیت ۱۰۱، صفاری، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جلد ۱، صفحہ ۱۱۷، طبقات ابن سعد و قدوة صالح جلد ۱،

ص ۲۱۵۔ (۱۰۰) قرآن، جنی اسرائیل، آیت ۶۰، پ ۱۵۔

(۱۰۱) بیان القرآن، جنی اسرائیل، پارہ ۱، آیت ۶۰۔

گئے تھے، آپ نے فرمایا ہاں، عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اوصاف  
مجھے بیان فرمائے کیونکہ میں وہاں جا چکا ہوں۔ یہ الفاظ حضرت صدیق کے اس  
اسرار پر دلالت کرتے ہیں کہ غرض لوگوں کو امتنان دلانا ہے۔ جب آپ بیان  
فرمائیں گے اور میں صدیق کو لگا تو اس طرح لوگوں کو مزید یقین آجائے کہ فرمود  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس جا چکے ہیں۔ اگر آپ نہ جاتے تو اس  
طرح تفصیل سے وہاں کے حالات اور نشانات بیان نہیں کر سکتے تھے حضرت  
صدیق کے سوالات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوابات حضرت صدیق  
کو مطمئن کرنے کے لئے نہ تھے بلکہ لوگوں کو مطمئن کرنے کے لئے تھے جس طرح ایک  
مرتبہ حضرت جبرائیل آتے ہیں اور آپ سے دین کے متعلق پوچھتے ہیں اور پھر خود  
ہی تصدیق کرتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ عجیب سائل ہے، پوچھتا ہے اور  
پھر خود ہی تصدیق کرتا ہے۔ بعد میں آپ نے فرمایا کہ جبرائیل تھے یہی دین  
سکھانے کے لئے آئے تھے (۱۰۳)۔

اس طرح حضرت صدیق اسرار کے متعلق آپ سے سوالات کرتے ہیں اور آپ  
جوابات دیتے ہیں اور پھر اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
فرماتے ہیں کہ اتنے تفصیل سے مجھ وہاں کے نشانات کہاں آیا دیتے ہیں چنانچہ  
اللہ تعالیٰ نے وہاں کا نقشہ میرے سامنے کر دیا۔ فرفع لی حتی نظرت  
الیہ، وہ میرے منظر کے سامنے اس طرح پیش کیا گیا کہ میں اسے دیکھنے لگا  
اور حضرت ابو بکرؓ اوصاف بیان فرماتے گئے اور حضرت صدیق عرض کرتے  
کرتے جاتے ہیں، صَدَقْتَ اَنْتَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، آپ  
نے سچ فرمایا میں گواہ دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور جو چیز آپ بیان  
فرماتے، حضرت صدیق عرض کرتے، صَدَقْتَ اَنْتَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

(۱۰۳) مسلم، کتاب الامیان، جلد ۱، ص ۱۵۔





اس کے رسول کی تصدیق کی خاطر شوق منگائی ہے اور اس طرح ایک بار پھر اپنے عمل سے صدیق ہونے کو ثابت کرتے ہیں

## ہجرت کی تیاری

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے حالات سے ناامید ہوئے تو آپ کے دل میں یہ رجحان پیدا ہوا کہ اب مکہ سے باہر نکل کر گرد و پیش میں کام کرنا چاہیئے اور اس غرض سے آپ طائف تشریف لے جاتے ہیں۔ لیکن طائف میں آپ پر جو کچھ گزری اسے مشکل ہی سے روایات کے الفاظ کو ہم تک منتقل کر سکتے ہیں۔ نیز بن حارثہ آپ کو مدینا اور حبشہ میں طائف سے اپنے کندھوں پر اٹھا کر شہر کے باہر پہنچا تے ہیں۔ یہ واقعہ ایسا مشکل ہے کہ گزرتے ہوئے آپ نے درد و کرب کے اس آخری نقطہ کو چھو لیا یہ گویا کہ آپ کا آخری امتحان تھا۔ قانون الہی کے تحت ناگزیر ہوا کہ اب نئے دور کا آغاز ہوا اور طلوعِ شمس کی پشت دی جائے۔ یہی بشارت دینے کے لئے آپ کو معراج سے سرفراز کیا گیا اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس کا بلند ترین اعزاز دینے کے لئے اپنے دربار میں طلب کیا اورین الانسانی تحریک غیر مفلوج کے احیاء کے آخری داعی کو یہ سعادت دی گئی کہ وہ اس تحریک کے جسے دیرینہ مرکز بیت المقدس سمجھا کرتے پھر وہاں سے عالم بالا کو پروا کر کے اسلام کے سابق قائمین سے ملاقات ہو۔ اسرار و حقیقت ہجرت کی عظیم الشان واقعہ کی تفسیر تھا۔ اب اسلام کی اجتماعی زندگی کا دور شروع ہونے والا ہے جو کامنائوں اور کامنیائیوں سے بھر پور ہے

سورہ بنی اسرائیل میں از ابتدا تا انتہا ہجرت مدینہ کے ہی اسرار و لطائف کا ذکر ہے اسرار کا ذکر، رشید و ہدایت کے اصول کا بیان اور دوسان میں بنی اسرائیل اور اہم سابقہ اور ان کے انبیاء و رسول کے تبلیغی واقعات اور داستانِ عبرت کو پیش نظر کر کے در واضح کر دیا۔ "جَاءَ الْفَحْشَ وَ زُهِقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَتْ زُهُوقًا" (۸۱)۔ حق آگیا، (اور) گمراہی بے پناہ چلی

اور باطل دم و دھار کا ہٹا دیا ہے اور باطل قویوں کی آبی مائی ریتی ہے۔  
وَأَنَّ كَادًا لِّلَّذِينَ يَكْفُرُونَ أَنَّكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا  
وَإِذْ لَا يَلْبَثُونَ خَلْقَكَ إِلَّا قَلِيلًا (۸۲) اہل کوناب آپ کو مکہ سے نکال دینے کے ور پے ہوں گے مگر آپ کو نکالنے کے بعد یہ لوگ خود بھی زیادہ دیر تک امن و چین سے رہ سکیں گے اور آپ کو ہدایت کر دی گئی "وَقُلْ رَبِّ اَذْخِنِي مَدْخَلَ صِدْقٍ وَّاُخْرِجْنِي مَخْرَجَ صِدْقٍ وَّلْيَجْعَلْ فِيْ مِّنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا مُّبٰیْنًا" (۸۳)۔ اور آپ یوں دھاکے کر کے رب مجھ کو خوبی کے ساتھ پہنچا کر اور خوبی کے ساتھ لے جائیو، اور مجھ کو اپنے پاس سے ایسا غلبہ و محبوبیت کے ساتھ نصرت ہو۔ گویا کہ بشارت دی گئی کہ ہجرت کے بعد کا دور غلبہ و کامرانی کا دور ہوگا۔

سورہ بنی اسرائیل کے آیت ۲۲ تا ۲۹ مسلسل کلام میں اسلامی نظام کے بالکل ابتدائی اصول عطا کئے گئے کہ ان کو بنیاد بنا کر دنیا معاشرہ اور دنیا تمدن استوار کیا جائے گا اور انہی ایام میں یعنی واقعہ اسرار کے بعد سورہ یوسف نازل ہوئی ہے جس نے حدیث دیدگان کے پر دے میں علم و باطنی بشارت دی اور مخالفین کے گھٹیا اور ظالمانہ طرز عمل سے آگاہ کر کے ان کا انجام ان کے سامنے رکھ دیا (۴۴)، اور اب ہجرت کی تیاری شروع ہوتی ہے۔ نبوت کے گیارہویں سال مدینے کے چھ استقلالوں کے ایک جھٹے نے آپ سے مدد و پناہ مانگی اور دوسرے سال بارہ افراد نے اسلامی وحید اور اخلاقی حدود

(۸۱) قرآن، بنی اسرائیل، آیت ۸۰، پ ۱۵ - (۸۲) الفرقان بنی اسرائیل، آیت ۷۷ -

(۸۳) القرآن، بنی اسرائیل، آیت ۸۰ - ابن کثیر، آیت ۸۰ - (۸۴) التفسیر المفید،

سورہ یوسف جلد ۴، ص ۱۰۱ - اوقات سیرۃ جلد ۱، ص ۱۱ - (۸۵) طبری، البیان

قسم ۱، ص ۱۲۰ - جلد ۲، ص ۲۳۳ القاہرہ -

گے کہ آپ کو قید کر لیں یا قتل کر ڈالیں یا آپ کو غارت و غلبہ کو ماری اور اسی طرح سے وہ اپنی تدبیر پر کر رہے تھے (لیکن فیصلہ نہ کرتے تھے مگر ان کے فیصلہ خیل اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر لیا) (اپنی تدبیر کو رد کیا اور سب سے زیادہ مستحکم تدبیر والا اللہ ہے)

ان حالات میں حضرت ابو بکر اجازت طلب کرتے ہیں کہ وہ بھی مدینہ ہجرت کر جائیں لیکن آپ نے فرمایا "لا تفعل لعل الله يجعل لك سبلًا" (جو بھی ذکر شایدا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے کوئی ساقی پیدا کر دے اور متعدد بار اجازت طلب کرتے ہیں لیکن آپ یہی جواب دیتے "علی سبلا" ذرا سہولت سے کام لے لیجئے رکرو ۱۰) مگر میں اب کوئی باقی نہ تھا اسلئے حضرت ابو بکر کو امید ہوئی کہ اس سے مراد خود آپ کی ذات ہے اس غرض کے لئے حضرت ابو بکر کافی عرصہ سے دو اونٹیاں خرید چکے تھے اور انہیں اپنے گھر میں چار ڈال لئے رہے تاکہ قریش کو اس کی اطلاع نہ ہو اور سفر ہجرت میں کام آئے (۹) لیکن اشتہار کی مدت کافی طویل ثابت ہوئی اور چار ماہ گزر گئے (۹۲) اور سر داران قریش کی ایک جماعت نے مجلس شوریٰ کی اور آپ کو مزورسانی کے ورہے ہوئے لیکن جبرائیل علیہ السلام ہجرت کا حکم لے آئے مدینہ آنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ پر سورہ انفال نازل فرمائی۔ اپنی فتنوں کا ذکر فرمایا اور فرمایا "وَيَقْتُلُونَ وَيَمَكُرُونَ وَاللَّهُ خَبِيرٌ الْعَمَلِ" اور اس دن کا نام ہی یوم الزمۃ پڑ گیا اس روز آپ کے خلاف سازش کی گئی تھی اور ان سر داران قریش کے انہیں ارادوں کی خبر

کے حفظ کی ذمہ داری اپنے سر لی (۹۶) پھر حج کے موقع پر سرتر افراد نے رات کی تاریکی میں ایک مجلس میں بیان باندھا اور آپ کا ہجرت کر کے مدینہ جانے سے ہوا اور آپ نے یہ واضح کر دیا ہجرت مدینہ ہی ہوگا "وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَكُمْ ذِلَّةٌ" (۸۷)۔ نازل ہوا۔ آپ مسلمانوں کو مدینہ جانے کا حکم دیتے ہیں اور اپنے سامنے آہستہ آہستہ مسلمانوں کو رخصت فرماتے ہیں۔ محلے خالی ہونے لگے مگر انسان ہوتے چلے گئے۔ حضرت ابو بکر اجازت طلب کرتے ہیں لیکن آپ منع فرماتے ہیں۔ آپ ایک واضح سنت چھوڑنا چاہتے تھے کہ آئندہ جب بھی ہجرت ہوگی تو ان کے قاتل اور رہبر کو پھانسی دینا اور انہیں کا انتقام کے تمام مسلمانوں کو پہلے سے شہرہ پروگرام کے تحت حفاظت والے منتقل کرے۔ پھر خود اپنے نائب اور معاون کے ساتھ ہجرت کرے اور مسلمانوں کو دشمن کے رحم و کرم پر نہ چھوڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر خود اپنے قشر لیں لیجئے تو مکہ مسلمانوں کا مذبح بن جاتا، اہل مکہ یہ سوچتے کہ ان کا قاتل ہر جا سے خلاف محاذ تیار کر چکے ہیں اب اگر ان کو جانے دیا جائے گا تو یہ بھی وہاں جا کر جاسے خلاف محاذ رانی میں شریک ہو گئے اس لئے پہلے جیسے ان کا کام تمام کیوں نہیں کیا جاتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی نہیں چاہتے تھے کہ آئندہ آنے والی نسلیں یہ الزام دیں کہ اپنی جماعت کو دشمن کے زور میں دیکر خود اپنے دست راست کے ساتھ بغاوت مکہ سے جاگ نکلے۔ "وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَبِيرٌ الْمَكُورِ" (۸۸)۔ قریش مکہ اب سوچنے لگے اور تدبیر کرنے

(۸۵) سیرت ابن ہشام، قسم ۴، ص ۴۹۴۔ (۹۰) ریاض الفخر، جلد ۱، ص ۱۱۳۔

(۹۱) سیرت ابن ہشام، قسم ۴، ص ۴۸۳۔ (۹۲) ریاض الفخر، جلد ۱، ص ۱۱۳۔

بخاری، کتاب الفتن، جلد ۱، ص ۳۸۸۔ تاریخ خبزی، جلد ۴، ص ۲۴۵ الفخر

(۹۳) ابن ہشام، قسم ۴، ص ۱۱۱۔ جلد ۱، ص ۲۴۵ الفخر، جلد ۱، ص ۱۱۳۔

(۸۸) القرآن، الانفال، آیت ۳۰، پ ۹۔

غار کا قعد فرمایا جو مکہ کے شبیہ (جنبی) جانب ہے اور آپ دونوں اس میں داخل ہو گئے (۹۵)۔

آپ کے پاس اہل مکہ کی امانتیں تھیں جن کا واپس کرنا بھی ضروری تھا اگر آپ خود واپس فرماتے تو راز فاش ہوئے کہ خلوہ تھا اس لیے حضرت علی کو ان کی امانتوں کی واپسی کی ہدایت فرمادی (۹۶) اور آپ نے اہل وعیال اور حضرت ابوبکر کے اہل وعیال کو بھی راز فاش ہونے کے خطرے کے پیش نظر مکہ میں حصار (۹۷) بنا کر دشمنوں کو آپ کے جانے کا شبہ تک نہ ہو۔ اس کو اللہ تعالیٰ و مکرّمہ و مکرّمہ اللہ و اللہ خذ العاکرین کے الفاظ سے بیان فرماتے ہیں۔ آپ نے آخری نگاہ ڈالے ہوئے مکہ سے خطاب فرمایا، خدا کی قسم تو اللہ کی سب سے بہتر زمین ہے اور اللہ کی نگاہ میں سب سے برتر کہ محبوب اگر مجھے یہاں سے نکال دے گا تو میں کبھی نہ نکلتا (۹۸)۔

## غارتوں میں قیام

رات کے وقت آپ دونوں غار کے پاس پہنچے ابوبکر پہلے اندر گئے غار کو دیکھا بھاؤ اور شولا کہیں اس میں دروند یا سانپ نہ ہو اور آپ کو لپٹا پہنچائے عجب حضرت ابوبکر نے اطمینان کر لیا تو آپ اس کے بعد غار میں داخل ہوئے (۹۹)۔ رات کے وقت آپ نے حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ میں نے ایک سوراخ دیکھا ہے اور مجھے خوف ہے کہ اس میں کوئی موذی موجود نہ ہو اور ہمیں نقصان پہنچائے، حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ کہاں ہے اور آپ کی حفاظت کے بعد حضرت ابوبکر نے اس کو بند کر دیا تو آپ نے فرمایا ”رحمک اللہ من صدیق، صدقتی حین کذبنی الناس ونصرتی

بنی اسرائیل کے آیت ”وَاِنْ كَاذِبًا لَيَسْتَفْرِغَنَّ عَلَيْكَ الْاٰیۃُ میں اللہ تعالیٰ آپ کو پہلے دے چکے تھے (۱۰۰)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر کے مگر تشریف لے جاتے ہیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آپ دن کے دونوں وقتوں میں سے کسی ایک وقت بیچ یا شام تشریف لاتے لیکن اس روز آپ ہمارے پاس دوپہر کو تشریف لائے جو آپ کے معمول کے خلاف تھا۔ جب ابوبکر نے دیکھا تو کہا، بغیر کسی اہم بات کے آپ اس وقت تشریف نہیں لاسکتے ہیں۔ آپ اندر تشریف لائے، ابوبکر اپنے تخت سے ہٹ گئے اور آپ تشریف فرما ہوئے، آپ نے فرمایا اخرج عنی من عندک، جو لوگ آپ کے پاس ہوں انہیں ہٹا دو، حضرت ابوبکر نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر خدا ہوں صرف میری لڑکیاں عائشہ اور اسماء ہیں اور اسی کے رہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا ”ان الله اذن لی فی الخروج والهجرة“ اللہ تعالیٰ نے مجھے نکل جانے اور ہجرت کی اجازت دے دی حضرت ابوبکر بچ گئے، الصحبہ یا رسول اللہ، تو آپ نے فرمایا الصحبہ ہاں تم بھی ساتھ رہو گے (۱۰۱)۔

## ہجرت

عرض قریش مکہ آپ کو قید کرنے یا قتل کر ڈالنے یا غار چر کرنے کی تیئنیوں لہروں میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے خود تیسری رائے پر اپنا فیصلہ صادر فرمادیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر (جو آپ کے دست راست تھے) کے مگر تشریف لے گئے مگر کچھ کے کچھ کی کوشش سے دونوں نکلے، کوہ ثور کے ایک

(۹۵) تاریخ طبری، جلد ۱، ص ۲۰۴۔ (۹۶) تاریخ طبری، جلد ۱، ص ۲۰۴۔ (۹۷) تاریخ طبری، جلد ۱، ص ۲۰۴۔

(۹۸) تاریخ طبری، جلد ۱، ص ۲۰۴۔ (۹۹) تاریخ طبری، جلد ۱، ص ۲۰۴۔ (۱۰۰) تاریخ طبری، جلد ۱، ص ۲۰۴۔

(۱۰۱) سیرت ابن ہشام، جلد ۱، ص ۳۹۴۔

(۱۰۲) تفسیر ابن کثیر، الانفال، آیت ۱۰، ص ۵۰۔ (۱۰۳) تفسیر ابن ہشام، جلد ۱، ص ۲۰۴۔ (۱۰۴) تفسیر ابن کثیر، الانفال، آیت ۱۰، ص ۵۰۔ (۱۰۵) تفسیر ابن کثیر، الانفال، آیت ۱۰، ص ۵۰۔

قیام فرمایا (۱۰۶) اس دوران حضرت ابوبکرؓ کے فرزند عبد اللہ دی میں لوگوں کی باتیں سن کر شام کو آپ کو خیر خواہی دیتے تھے۔ عامر بن ابیہر و حضرت ابوبکرؓ کا آزاد کردہ غلام دن بھر کرباں چرتے اس شام کو غلام کے پاس سے آیا کرتا، اس وقت ابیہر شام ہی کے وقت کھانا لے آیا کرتی (۱۰۷)۔ جب لوگوں کی بے حیائی آپ دونوں کے متعلق جاتی رہی اس پر شخص کو حضرت ابوبکرؓ نے جہت پر حق پر کیا تھا و حضرت ابوبکرؓ کے دونوں اونٹ اور اونٹن اونٹ لیکر آیا اور آپ کی خدمت میں حضرت ابوبکرؓ نے دونوں اونٹیاں پیش کیں اور جو بہتر تھی سکس سواری کے لئے آگے کی اور دوسری کی فلاک ابی و امی سواری پر تشریف فرما ہوں، لیکن آپ نے فرمایا انی لا اركب بعیدا لیس لی، حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا آپ کا اندر ہے، فرمایا لا ولكن مالئتمن الذی ابتغى العزیز ابوبکرؓ نے قیمت بتا دی اور آپ نے اسی قیمت پر خرید لیا اور پھر آپ دونوں سواری پر روانہ ہوئے اور عامر بن ابیہر کو خدمت کے لئے ساتھ لیا (۱۰۸)۔

حضرت ابوبکرؓ ملتے تھے دارالندھ میں تشریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے مندرجہ نامہ ہے، میں انہما غزا ستہ و آپ پر قابو پالیتے تو ابوبکرؓ جھٹکتے ہوئے اور جو سزا آپ کو دی جاتی وہ ابوبکرؓ بھی جھٹکتے ان عوامل کی کوئی پروا نہ کرتے ہوئے آپ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راستہ میں نکاح لیت اور جان بیوا آفات سے بھی آپ کو محفوظ رکھنے کی پوری کوشش کی، حزن و ملال آپ کے بابت تھا ابوبکرؓ کی جان چلی جائے لیکن آپ پر گرتی آج نہ آئے پاسے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صدیق اور آل صدیق پر پروردگار امتنا فرمایا۔ ہجرت کے پرے واقعات آل صدیق پر بیان تھے اور آپ کی امداد کرنے میں برابر کے شریک تھے۔ کفار کی سازشیں اور اٹھانے کے اعلان کا پورا علم رکھنے کے باوجود جو آپ صدیق کی ایک گھبراہٹ

(۱۰۹) انقیاب ابن کثیر، الاقبال، آیت ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹

لڑکی اسامہ بنت ابی بکر سے پہچا جاتا ہے، اسے ابو بکر کی بیٹی قرار پا کہا جانے لگا تو جواب دیتی ہیں، واللہ میں نہیں جانتی کہ میرا باپ کہاں ہے، ابو بکر ان کے منہ پر مٹھڑا مارتا ہے اور اذیت ہے کہ آل ابو بکر سے خبر کے توقع نہیں (۱۰۵)۔ اس کے ساتھ حضرت ابو بکر اپنا پورا مال اپنے ساتھ لے جاتے ہیں لیکن آل ابی بکر کے انصاف و استغفار میں مجال ہے کہ فرق آجائے۔ یہ واقعہ حضرت صدیق کی پختگی، ایمان، کمال انصاف، تسلیم و فدائیت کا بین ثبوت ہے اور اس میں آل ابی بکر بھی برابر کے شریک ہیں۔ تاریخ کے مطالعہ سے متعدد ایسے شخصیات کے حالات و واقعات کا علم ہوتا ہے جنہوں نے اپنی جانیں اپنے سردار اور بادشاہوں پر قربان کر دیں اور اکثر ایسے زعماء ہیں جن کو ان کے معتقدین تقدیر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور انہیں اپنی جانوں سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں لیکن ابو بکر و آل ابی بکر نے جو نہوش پیش کیا وہ ان سب سے جلد گزشتہ جیت کا حاصل ہے اور اس ایشیادہ بانی کی شہریت پر کرنے سے تاریخ قاصر ہے۔ حضرت ابو بکر نے رفاقت کو اس درجہ کمال کے ساتھ انجام دیا کہ اللہ تعالیٰ ثنائی انجیلین (انجیل) سے ذکر فرماتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حملہ فی دار الہجرۃ (۱۱-۱۲) کے الفاظ سے حضرت ابو بکر کی مدح فرماتے ہیں اور تمام مسلمانوں میں اکوٹھ لے گیا۔ حضرت ابو بکر کو مل جل و ماغ اور آپ کی روح خاص اللہ اور اس کے رسول کے لئے تھی۔ عقیدہ اور ایمان کا جب سوال درپیش ہوتا تو نہایت سخت ہو جاتے اور اسی جذبہ ایمانی نے آپ کو روحانیت کے اعلیٰ ترین مقام تک پہنچا کر صدیقین کے درمیان شامل کیا۔

**مدنی زندگی** | غار ثور سے روانگی کے وقت حضرت اسامہ بنت ابی بکر قوشہ دان لے کر ان میں مگر اسے رسی سے باندھنا

(۱۰۵) سیرت ابن ہشام، جلد ۱ ص ۸۹۶۔ تاریخ طبری جلد ۱ ص ۲۴۶۔ (۱۰۶) تاریخ طبری جلد ۱ ص ۲۴۶۔ (۱۰۷) المستدرک للحاکم، باب معرۃ الصغیر، جلد ۳ ص ۷۳۔

بھول گئیں۔ جب آپ و وفات حضرت توشہ دان ہٹانے لگے تو دیکھا کہ منہ پر مٹھڑا ہے۔ حضرت اسامہ نے فوراً پرتالفاق (کمر بند) کھولا اور اس سے قوشہ دان باندھ دیا۔ اس واقعہ کو جسے ان کو ذات السطافین کہنے لگے، حضرت اسامہ کا بیان ہے کہ میں دن تک نہیں معلوم نہ ہو سکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کہاں گئے، پھر اسفل مکہ سے ایک جن کے اشعار کے ذریعہ معلوم ہوا کہ آپ مدینہ تشریف لے گئے (۱۰۶) اور ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کے دن شجک ویر کے وقت قبل زوال آپ قبا میں عربوں خوف کے پاس پہنچے (۱۰۸) حضرت صدیق تقریباً پچیس ہجرت تھے۔ زیادہ تر صحابہ جنہوں نے اس سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا تھا۔ آپ اور حضرت ابو بکر میں تمیز نہیں کر سکے، جب درخت کا سایہ چاہا اور حضرت ابو بکر اٹھ کر اپنی پاؤں پر تانے ہیں تو لوگوں نے آپ کو شناخت کیا اور اسے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں مستقل طور پر قیام فرمایا اور حضرت ابو بکر یہاں آپ کے دست راست بنے رہے اور سایہ کی طرح بھی آپ سے جوازا ہوئے اور آپ نے حضرت ابو بکر کو جن خصوصیات سے فرما دیا صحابہ میں ان کے سوا کسی اور کو حاصل نہ ہوئے۔ "عن سعید بن المسیب قال کان ابو بکر الصديق من النبي صلى الله عليه وسلم مكان الوزير وشاورة في جميع اموره وكان ثانيه في الاسلام وكان ثانيه في الغار، وكان ثانيه في العرش يوم بدر وكان ثانيه في القبر ولم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم يقدم عليه احدا (۱۱۰-۱۱۱)۔ حضرت ابو بکر الصديق کو

(۱۰۶) سیرت ابن ہشام، قسم ۱ ص ۸۹۶۔ تاریخ طبری جلد ۱ ص ۲۴۶۔ (۱۰۷) تاریخ طبری جلد ۱ ص ۲۴۶۔ (۱۰۸) المستدرک للحاکم، باب معرۃ الصغیر، جلد ۳ ص ۷۳۔

اے محمد! اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ ابوبکر سے مشورہ کر لیا کرو، چنانچہ آپ رات کے وقت امور مسلمین میں حضرت ابوبکر سے ہمیشہ مشورہ لیا کرتے تھے (۱۱۲) اور حضرت ابوبکر کا مشورہ درست بھی ہوا کرتا تھا۔

## غزوہ بدر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ سال مکہ میں تبلیغ فرما چکے تھے لیکن وہاں مکہ کی سرزمین اولادِ ام ریاست کے قیام کے لئے سازگار نہ تھی اور آپ نے مدینہ ہجرت فرما کر ایک اسلامی ریاست کی تشکیل (جبکہ ابتدا آپ نے نائٹ سے واپسی کے بعد بیعت عقبہ کے ذریعہ شروع فرمائی تھی۔ لیکن قریش کے نبیال بھی آپ کو جتن سے بہتے نہ دیا اور آخر کار ربہ کے موقع پر آپ کے پاس اطلاع پہنچی کہ قریش کا لشکر زور شور اور دھوم دھام سے آ رہا ہے۔ آپ نے صحابہ سے مشورہ فرمایا اور حضرت ابوبکر نے سب سے پہلے کھڑے ہو کر نہایت عمدہ تقریر کی اور آپ کے اقدام کی تائید و تصدیق کی (۱۱۳) اس کے بعد جب آپ کے لئے سامانِ کھجور کی پیشکش سے تیار کی گئی تو سعد بن معاذ و زانہ پر کھڑے ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق آپ کے ساتھ مشیرِ خاص، دفائی مشیر اور محاذِ فکِ نشیت سے اس سامان میں داخل ہوئے (۱۱۴) حضرت علی ابن ابی طالب نے دورِ اقتدار میں لوگوں سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ بدر کے دن سوائے ابوبکر کے ہم میں سے کسی کی ہمت نہ تھی، لیکن ابوبکر تنگیِ قوارِ اہلِ حق میں لیکر کھڑے ہو گئے اور کسی کو آپ تک بھٹکنے نہ دیا اور اگر کوئی آپ پر حملہ آور ہوتا تو ابوبکر حبشہ بڑے اور عذرا دیتے (۱۱۵) اور جب عبدالرحمن بن ابی بکر مرثدین کے ساتھ میدانِ جنگ میں اترے اور مقابل کو بکار نہ گئے تو حضرت ابوبکر خود میدان میں ان کے مقابلہ کے لئے نکلے لیکن آپ نے

صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں صحابی خاص کا درجہ حاصل ہو چکا تھا، قیامِ معاملات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ اسلام میں دوسرے تھے اور ان میں بھی دوسرے تھے اور قریش میں بدر کے دن بھی دوسرے تھے اور قریش میں بھی دوسرے ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر پر کسی کو ترجیح بھی نہیں دیتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے سیاسی امور میں گفتگو کرتے اور اپنے عام و خاص معاملات میں مشورہ بھی لیتے تھے لیکن حضرت ابوبکر اس شرف کے علاوہ مزید خصوصیات سے بھی ممتاز تھے اور جو صحابہ کسریٰ و قسیر اور غیاشی کے خاک میں جا چکے تھے اور وہاں کے حالات سے واقف تھے۔ وہ حضرت ابوبکر کو آپ کا وزیر کہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل کو مین کا حاکم بنا کر بھیجے گا ارادہ کیا تو صحابہ سے جن میں ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، اسید بن حضیر موجود تھے مشورہ فرمایا اور حضرت ابوبکر کے عرض کرنے پر کہ اگر آپ مشورہ طلب نہ فرماتے تو ہم یہ نہ کہتے، آپ نے ارشاد فرمایا: اِنِّی فِیْمَا لَی رُوحَ الِی کَا حَکِم۔ جن امور میں مجھے وحی نہیں کی گئی تم جیسا ہوں اس پر ہر ایک نے اپنی رائے پیش کی اور مخالف رائے دے کر فرمایا کہ تمہاری رائے ہے حضرت معاذ نے حضرت ابوبکر کی رائے سے اتفاق کیا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اِنَّ اللّٰهَ یُکْرِہُ فِی السَّمٰوٰتِ اَنْ یُّخَافَہُ الْوَبْکَرُ فِی الْاَرْضِ، اللہ تعالیٰ عرش پر اس بات کو ناپسند فرماتا ہے کہ ابوبکر سے زمین پر نفلی کا ارتکاب ہو (۱۱۶)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر کے مشورہ کو پسند فرماتے اور دوسروں پر ترجیح دے دیتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرائیل آئے اور کہا

بیدار ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں، ابشر یا ابابکر! انکے نصر اللہ هذا جبرئیل اخذ بعنان فرس یقوده علی منابہا النقع یعنی الغبار<sup>(۱)</sup> اسے ابوبکر! خوش ہو جا کر تباہی سب کی مدد آئی۔ یہ جبرئیل اپنے گھوڑے پر سوار غبار اڑاتے ہوئے آئے ہیں اور سیھنوا الجمع ویولون الذبیر کا لاور کرتے ہوئے آپ سائباں سے باہر نکل پڑے ہیں، جب کہ وہ فرس شکست فاش سے دوچار ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے دل کو شہداء اور پھر کوروش فرماتا ہے اور جب قید کے لئے تو آپ صحابہ سے مشورہ فرما کر حضرت ابوبکر کی رائے سے اتفاق فرماتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں، ابوبکر حضرت جبرئیل اور حضرت ابراہیم کے مثل ہیں۔ حضرت عیسیٰ قیامت کے دن عرض کریں گے، "إِنَّ تَعْلٰیٰ لَهُمْ فَأَتَهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَعْفُو لَهُمْ فَأَنْتَ الْعَزِیزُ الْحَكِیْمُ"۔ (۱۲۰) اور حضرت ابراہیم نے یہ دعا فرمائی تھی، "فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَإِنَّهُ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَإِنَّكَ عَقُوْرُ الرَّحِیْمِ"۔ (۱۲۱)۔

ابوبکر خان غزنیوں نے نبی خوشخبر پوشی کرنے اور غفودہ و گزر کے پیام لے جانے میں ایسی جیسے فرشتوں میں میکائیل کے کروہ اللہ تعالیٰ کی خوشخبری اور صفائی کا پیام بیکر نازل ہوتے ہیں (۱۲۲)۔ حضرت ابوبکر کی رائے سے صرف اتفاق بلکہ پسند فرماتے ہیں اسی کے مطابق عمل فرماتے ہیں اور قیدیوں سے عذیبہ لے کر آگے نبی مطہر نبی نوحہ الشان براؤندہ کے لئے بہت بڑا احسان فرمایا اور نبی اللہ تعالیٰ کا منشا بھی تھا۔ لَوْلَا کَتَبَ مِنْ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسْکُمْ

منع فرمایا کہ اپنی تلوار رکھو، منعنا بنفسک یا ابابکر! الیٰ کریمیں آپ کی ذات سے فائدہ اٹھانے دو (۱۱۶)۔ "وَإِذْ یَعِیْذُکُمُ اللّٰهُ لِيُخْرِجَیْ التَّافِیْتِیْنِ اِنَّمَا لَکُمُ"۔ (۱۱۷) اور تم لوگ اس کو یاد کرو جبکہ اللہ تعالیٰ نے تم سے ان دو جہات میں سے ایک کا وعدہ کیا تھا۔ اس وعدہ کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے فرمایا کرتے تھے، "سیدہ روا وابشروا فان اللہ قد وعدنی احد الطائفتین واللہ لکانی الان انظر الی مصارع القوہ"۔ (۱۱۸)

اس بنا پر عام طور سے صحابہ کا شکیال تھا کہ اعدا الطائفتین سے مراد وہ جنہوں نے فدیہ حضرت ابوسفیان کے کر رہے تھے اور میں برقیہ کرنے کے لئے ہم لوگ کچھ ہیں لیکن بغیر نبی کے بغیر لشکر سے مدد نہیں ملے تو صحابہ میں کج گوارش پیدا ہوئی، اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باگاہ رب العزت میں دست دعا کرتے ہیں اور فرماتے ہیں، اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَشْہَدُکَ عَہْدَکَ وَوَعْدَکَ، اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَشْہَدُکَ لِمَ تَعْبُدُ، جس مدد کی آپ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے اسے ادا کر! اس کو اپنے فضل و کرم سے اب بھیج دے اور اے اللہ! اگر آپ اپنی کا نوا اور مشرکوں کو اس جھوٹی سچی جماعت پر غلبہ دے دیں گے تو سائے عالم میں کس ہی شرک پیدل جائے گا اور آپ کا دین رائج نہ ہو سکے گا اس طرح تعسیر و زاری کرتے ہوئے بہت دیر ہو گئی کہ فرما لکل چرہ آئے اور کچھ مسلمان شہید بھی ہو گئے۔ حضرت ابوبکر سائباں میں آپ کے ساتھ موجود تھے عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ! بس لیجئے اور آپ گریہ نہیں، واللہ! آپ کی اللہ تعالیٰ مژدہ مدد کے گاہے اور سرت سے آپ کے دل کو شہداء اور پھر کوروش فرماتا ہے اسی میں آپ پر غنودگی آگئی تھی، ابوبکر کہنے سے

(۱۱۶) سیرت ابی ہشام جلد ۴ ص ۶۴۷ - شروع الح ۶، ۷، ۸ - ۱۱۶۰ - قرآن، اہل انفال، آیت ۷، ۸ - ۹

آیت ۱۱۸ - (۱۱۶) قرآن، ابراہیم، آیت ۳۶ - (۱۱۶) شروع الح ۶، ۷، ۸ - ۱۱۶۰

(۱۱۷) قرآن، انفال، آیت ۶۸، ۶۹، ۷۰ - ۱۰

(۱۱۸) المستدرک للحکم، جلد ۳ ص ۷۴۷ - (۱۱۸) القرآن، انفال، آیت ۷، ۸، ۹ - ۹

(۱۱۹) سیرت ابی ہشام، جلد ۱ ص ۶۱۵ - ۶۱۵



## غزوة اُحد

بدین شکست فاش کا بدلہ لینے کے لئے مکہ میں مکہ بیت  
بیترا تھے۔ ایک سال بعد احد کے مقام پر مسلمانوں سے  
لڑنے کے لئے پہنچے۔ مسلمانوں کے ذرا سی غلطی کی وجہ سے خالد بن ولید عقب  
سے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور مسلمان تتر بتر ہو گئے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے صحابہ کو ایک مقام پر ایک ساتھ جمع فرمایا جہاں خالد بن ولید کے حملوں سے عمان  
غفلت ہو گئے اور بہریت کو بہت اور مستقل مزاجی سے نہایت شاندار فتح سے  
بدل دیا اور کتب تاریخ میں تمام اہل علم اس پر متفق ہیں کہ حضرت ابوبکر نے غزوات  
میں کوئی فخر نہ نہیں چھوڑا اور یوم احد اس وقت ثابت قدم رہے جبکہ دوسرے  
لوگ شکست کا گئے (۱۲۵)۔

حضرت ابوبکر نے اسی عقیقہ کا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنا ایک  
زبردست انقلاب کو جو آپ کے وفات کے بعد قیصر و کسریٰ کی سازش اور یہود و  
نصارى کی ملی جملکت سے رونما ہوا تھا نہ صرف دہا یک تمام مشرکین اور باغیوں کو  
اپنا مہا وں بنا کر ان کی مدد سے قیصر و کسریٰ کے غصہ عزائم کو خاک میں ڈال دیا اور شکست  
پر شکست دے کر اسلامی افواج کو قیصر و کسریٰ کے دروازوں پر کھڑا کر کے ان کو سبوتا  
کے لئے دھمک دینے لگے اور ان کے حملوں میں اسلامی ریاست کی حیثیت بخا دی  
اور خون کی وجہ سے کانپنے لگے۔

## صلاح حدیبیہ

سیدہ مطہرین ۶۷۷ء ماہ ذیقعدہ رونق پذیر  
کو آپ چودہ سو صحابہ کے ساتھ اوائے طبرہ کے  
ارادہ سے مکہ روانہ ہوئے۔ اشہر حرمِ نبوی کے کی وجہ سے آپ کا خیال خاکِ قرنین  
آپ سے تخرمن نہیں کر سکتے لیکن غدر پر اشتباہ پر جاسوس نے اگر خبر دی کہ قریش  
کو آپ کی آمد کی اطلاع مل چکی ہے اور وہ قابلِ عرب کو جمع کر کے مقابلہ کی تیاریاں

فَیَمَّا أَخَذَتْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (۱۲۳) اگرچہ جنگی شان یہ ہوتی  
ہے کہ جب مکہ میں اچھی طرح خبر گیری کر کے فساد فی الارض کو روکنے کے لئے قیدیوں  
کو فدیہ لے کر نہیں بھیجتے تا کی کوئی جنگی کی غرض مال و اسباب نہیں ہوتا بلکہ اُلفت  
ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا ایک نوشتہ پہلے سے متحد ہو چکا تھا اور وہ یہ تھا کہ  
تم فدیہ لے کر قیدیوں کو رہا کر دو گے تاکہ آئندہ یہی نوع انسانی کے لئے رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات باعث رحمت ہو اور آپ رحمت للعالمین  
ہوں اس لئے یہ فیصد سو فیصد صحیح تھا اور غزوات فدیہ کے اختیار کرنے میں تم لوگوں  
پر نازل ہوتا وہ تم لوگوں سے دور کر دیا گیا۔

فَلَا تَحْزَنُوا عَنِیْمٌ حَلَالٌ کَلْبًا اَوْ اَتَقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ  
عَفُوٌّ رَّحِیْمٌ (۱۲۳)۔ سو جو کو تم نے لیا ہے اس کو سلا پاک سمجھ کر  
کھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے جسے بخشے والے اور  
بڑی رحمت والے ہیں۔

ان قیدیوں میں عباس کے علاوہ اور ایسے لوگ بھی موجود تھے جو آئندہ چل  
کر مسلمان ہونے والے تھے۔ اس لئے فساد فی الارض کا احتمال نہیں تھا۔  
چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں حضرت ابوبکر کے مشورہ کے صائب ہونے کو  
بیان فرمایا وہی کی غرض و غایت عرف ابوبکر صدیق ہی سب سے پہلے کچھ چکے  
تھے۔ یہی وجہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر کی رائے کی تائید میں  
مشائیں دے کر صحابہ کو مطمئن کرنے کی کوشش فرماتے ہیں اور بعد میں مذکورہ  
آیات نازل فرما کر تاقیامت حضرت ابوبکر کے رائے کے صائب ہونے پر ہم شہرت  
کردی گئی اور جنگی قیدیوں پر تاقیامت احسانِ عظیم کیا گیا جنگی قیدیوں سے متعلق  
یہ دنیا کا پہلا قانون ہے جو اسلام نے حضرت ابوبکر کے رائے سے نافذ کیا۔

کہتے ہیں واللہ اگر مجھ پر پتھرا احسان نہ ہوتا تو میں اس سخت کلامی کا مزور جواب دیتا (۱۶۹)۔ حضرت ابو بکر کے اس گفتگو کا یہ اثر ہوا کہ عروہ نے قریش سے جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکتبت اور آپ کی مدد و نصرت کے لئے صحابہ کرام کی بیانی کی اور قریش کو صلح پر آمادہ کیا اور آخر کار صحابہ بن عمرو۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر صلح نامہ لکھنا قرار پایا (۱۷۰)۔ صلح نامہ میں شرائط طبع پر اختلاف پیدا ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے بعض ایسے شرائط کو منظور فرمایا جو بنی ہاشم و بنی مہاجرین کے شان کے خلاف تھے۔ حضرت عمرؓ کا خون حیات جوش میں آتا ہے آپ کے پاس آتے ہیں اور عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ کیا آپ بنی نہیں ہیں؟ کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور ہمارا دشمن باطل پر ہے؟ آپ نے فرمایا: یقیناً میں اللہ کا بنی ہوں اور ہم حق پر ہیں۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں تو بھریوں دینی معاملہ میں سخی کھائیں۔ آپ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اور میں اللہ کی نافرمانی نہیں کر سکتا، اللہ میری مدد کرے والا ہے۔ اسی پر حضرت عمرؓ کہتے ہیں کیا آپ نے نہیں فرمایا تھا کہ میری بیعت اللہ کا طعن کر کے آپ نے فرمایا کیوں نہیں کر گیا میں نے یہ بھی کہا تھا کہ میری اسی سال بیعت اللہ کا طعن کریں گے۔ عہدہ میں نہیں، آپ نے فرمایا بس حقیقت اللہ میں آگے اور اس کا طعن کرو گے لیکن حضرت عمرؓ آپ کے پاس سے اٹھ کر حضرت ابوبکر کے پاس آئے ہیں اور کہتے ہیں یا رسول اللہ کے برحق نہیں ہیں اور کیا حق پر نہیں ہیں اور ہمارا دشمن باطل پر ہے؟ حضرت ابوبکر نے کہا کیوں نہیں اس پر عرض کیے ہیں مجھ میں کیوں دن کے معاملہ میں بھی کھائیں اس پر ابوبکر فرماتے ہیں: (یہا الرجل) اے رسول اللہ و لیس بعضی ربہ و هو ناصرہ فاستمسکت بغيره فواللہ

(۱۶۹) بخاری، جلد ۱، ص ۳۷۱-۳۔ سیرت ابن ہشام، جلد ۲، ص ۲۱۳۔

(۱۷۰) سیرت ابن ہشام، جلد ۲، ص ۳۱۷۔ بخاری، جلد ۱، ص ۲۷۹۔

کر رہے ہیں اور ان کا ارادہ ہے کہ آپ کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں۔ آپ نے صحابہ سے مشورہ فرمایا اور لوگوں مختلف ان کے ہونے کو سکھانوں سے قتال کیا یا نہ کریں، لیکن حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم بیت اللہ کے قصد سے نکلے ہیں جنگ یا قتال ہمارا مقصد نہیں ہے لہذا ہم بیت اللہ کی زیارت کو اپنا مقصد کھتے ہوئے غزوہ آگے بڑھتے رہیں گے اور جماعت خواہ مخواہ سزاوار ہوگی اس سے عبوراً لڑنا پڑے گا۔ آپ نے مدینہ کے مشورہ کو پسند فرمایا اور حکم دیا، "امضو علی اسم اللہ" اللہ کے نام سے چل پڑو (۱۷۱)۔ لیکن قریشک مانع ہوئے مقام حنیہ پر پہنچ کر آپ نے قاصد کے ذریعہ پیغام بھجوایا۔ آخر کار ایک کے چند سردار بغرض صلح آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں عروہ بن مسعود ثقفی بھی تھے۔ ان کا حضرت ابوبکر کے ساتھ مذاکرہ ہوا اور ایک موقع پر عروہ کو ابوبکر نے حاکم دیا تاکہ مسلمانوں کی قوت ظاہر ہو (۱۷۲)۔ عروہ بن مسعود آپ کے سامنے بیٹھ گئے اور کہنے لگے، اے محمد! اجمعیت او شباب الناس کیا آپ نے مانجھے آدمیوں کو جمع کیا پھر انھیں لے کر آئے ہوتا کہ اپنے قبیلے کو ان سے رُک پڑھاؤ؟ سو، قریش میں اپنی موردوں اور بیویوں کے نکل آئے ہیں چیتے سے کھانوں میں ملوث ہیں ان کے لئے سے انھوں نے عہد کیا ہے کہ وہ آپ کو بہ زور مکہ داخل نہ ہونے دیں گے، اور اللہ کی قسم کل اگر لڑائی کا رخ بدلا تو یہ آپ کو چھوڑ جائیں گے۔

حضرت ابوبکر آپ کے چھپے میٹھے کہے، اے حصص بنظر اللات انھن ننکشف عنہ (۱۷۳) کہ کیا ہم لوگ آپ کو چھوڑ کر بٹ جائیں گے، عروہ پر چپے ہیں اے مدینہ کو ان میں آپ نے فرمایا ابوبکر بن ابی قحافہ، عروہ

(۱۶۹) بخاری، باب غزوہ الحبشہ، جلد ۲، ص ۱۷۰۔ بخاری، باب غزوہ بنی النضیر، جلد ۲، ص ۱۷۱۔

(۱۷۰) بخاری، باب غزوہ بنی النضیر، جلد ۲، ص ۱۷۱۔

قتل کیا، تو مقول کا سامان قتل کرنے والے کا ہے۔ ابو قتادہ یہ اعلان سن کر  
 کہنے لگے واللہ یا رسول اللہ! میں ایک مال واسباب والے کو قتل کر چکا ہوں اور  
 اسے بعد میں جگہ کے قابل نہ رہا، اب مجھے معلوم نہیں کہ وہ سامان کس نے  
 لیا ہے ایک شخص کہنے لگا، یا رسول اللہ! اس نے سچ کہا اور اس کا سامان  
 میرے پاس ہے آپ ابو قتادہ کو مار کر کھنکھائیں اور وہ سامان میرے پاس رہے  
 دیں، ابو بکر صدیق نہایت غم سے کہتے ہیں کیا ایک کدو کو شیعہ خدا کے نام پر  
 کر دیں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر صدیق کی رائے سے اتفاق فرما  
 بیٹا ابو بکر نے سچ کہا، اور ابو قتادہ کو وہ سامان واپس دلایا (۳۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم وحی ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے  
 "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ" (۱۳۴)  
 اس آیت کی رو سے آپ کا یہ اعلان بھی وحی تھا اور ایک صدیق وحی کی تصدیق  
 سے کبھی جیسے نہیں رہ سکتا، ہر حال میں نبی کے قول و فعل کی تصدیق پر مامور ہوتا  
 ہے اور نبی کے کلام کو غرض و نیت صرف ایک صدیق ہی سمجھ پا سکتا ہے اور اس کے  
 اور ان میں کبھی خلا نہیں کرتے اور حضرت ابوبکر کے امردین میں نہایت سخت  
 ہونے کی یہی وجہ تھی۔

## دین میں حضرت ابوبکر نہایت سخت تھے

یہودی ایک درگاہ بیت المقدس میں ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ کے انخاص  
 بیہود کا مشہور عالم تھا اور ان کے ساتھ دوسرے عالم اشعث تھے اور ان دونوں  
 کے کثرت سے یہود جمع تھے حضرت ابوبکرؓ ان خیال سے کہ یہ جلیغ کا بہت

انہ علی الحق۔ اسے شخص بیشک وہ اللہ کے رسول ہیں اور میں نے آپ کی نافرمانی  
 نہیں کر سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے گا۔ جا اور آپ کے ہمراہ رہو،  
 واللہ وہ حق پر ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا آپ نے نہیں فرمایا تھا کہ بیت اللہ  
 کا حوالہ کریں گے۔ ابوبکرؓ نے یہ کیوں نہیں سنا کہا آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ہم  
 اسی سال بیت اللہ کا حوالہ کریں گے، عمرؓ نے کہا نہیں، اب ابوبکرؓ نے یہ  
 تو بیت اللہ میں تم آؤ گے اور اس کا حوالہ کر دو گے۔

یہ وہ گفتگو ہے جو حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر چکی  
 تھی اور پھر ابوبکرؓ نے اسی ناز زبان میں گفتگو کرتے ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 اور ابوبکرؓ کے جوابات میں مکمل تقابلی پایا جاتا ہے جبکہ ابوبکرؓ کو اس کا علم بھی نہ تھا کہ  
 آپؐ نے فرمایا جوابات دے رہے ہیں۔ یہی شان صدیقیت ہے اور عمرؓ اس حقیقت  
 کو بعد میں پا کر اپنی نفسی کا احساس کرتے ہیں اور خود کہتے ہیں "فعملمت  
 لذلک اعمالا"۔ اس جرات کی وجہ سے میں نے کفار کے لیے غور پر بہت  
 سے ٹیک اعمال کئے (۱۳۱)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے لوٹ کر واپس  
 مدینہ آ رہے تھے کہ مدینہ کے درمیان سوسہ فتح نازل ہوئی ہے اور اس  
 فتح کو فتح میں سے تعبیر کیا (۱۳۲)۔ حضرت ابوبکرؓ اس صلح بنفشہ الکی غرض و  
 غایت پہنچے ہی کچھ کہتے تھے اور نزول وحی سے قبل وحی کی تصدیق فرمادی کامل  
 یقین اور کمال انقیاد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے ہیں  
 اور مر کے جواب میں کہتے ہیں کہ آپؐ ہی حق پر ہیں اور جو معاہدہ کیا ہے اسکی  
 درست اور صحیح ہے۔

اس غزوہ کے موقع پر آپؐ نے اعلان فرمایا تھا،  
**غزوہ حنین** **من قتل قتیلًا فلہ سلبہ**۔ جس نے جسے

(۱۳۱) بخاری جلد ۱، ص ۳۸۰۔ (۱۳۲) سیرت ابن ہشام، جلد ۲، ص ۳۲۰۔

(۱۳۳) قرآن، النجم، آیت ۳۰۳۔ پ ۲۰۷۔

(۱۳۴) بخاری جلد ۱، ص ۴۱۸۔ سیرت ابن ہشام، جلد ۲، ص ۳۲۸۔

کام لو، اور قیاط کرو (۱۳۸)۔

یہ واقعہ حضرت ابوبکر کے فیرت ایمانی، جرأت مندانہ اقدام اولیائی صادق یقین کا عمل کی ایک زندہ اور تابندہ مثال ہے۔ نرم مزاج تھے لیکن اللہ اور رسول کے خلاف کوئی بات برداشت نہ تھی، ایمان و عقیدہ کے وقت نہایت سخت اور کوئی شئی آپ کو بے ارادہ میں متزلزل نہیں کر سکتی تھی اور یہی کیفیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے بعد کے واقعات میں بھی رہی۔ اس قوت ایمانی، یقین محکم نے اسلام کو تباہی سے بچایا۔

یہی جذبہ ایمانی تھا جس نے روحانیت کے اعلیٰ ترین مقام تک پہنچا کر صدیقین کے کے زمرے میں شامل کیا۔ کان اغیر هذه الالهة بعد نبیہا، اس امت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ عزت دار تھے۔ محمد بن یزید کہتے ہیں کہ جہاں تک علم ہے آپ کے بعد حضرت ابوبکر سے زیادہ کوئی دور رس امت والا نہیں تھا (۱۳۹)۔

ابوہریرہ کا بیان ہے کہ اس پر سب امت کا اجماع

- (۱) ابوبکریدہ اور حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریکے۔
- (۲) صحابہ میں حضرت ابوبکر کے سوا کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیق نہ تھا۔
- (۳) غار میں آپ کے مونس تھے۔
- (۴) اہل روہ کے قتال کا محکم حضرت ابوبکر نے دیا اور اس لئے کی محنت اور افضلیت سب پر نظر برہوئی۔
- (۵) غیر معمولی نرمی کے ساتھ آپ کی غیر معمولی سختی۔

(۱۳۵) سیرت ابن ہشام، جلد ۱، ص ۵۵۹، (۳۹) صفیۃ الصفوہ۔

جلد ۱، ص ۹۵۔ ابن الجوزی المتوفی ۵۹۷ھ۔

ہی اچھا موقع ہے۔ فخاص سے کہنے کے لئے فخاص؛ اللہ سے ڈرو، اسلام اختیار کرو، تم واللہ اس بات کو جانے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق کے رکھنے میں جس کا ذکر تورات و انجیل میں تم لوگ پاتے ہو۔ فخاص جواب میں کہتے ہیں واللہ، ہمیں اللہ کی کوئی احتیاج نہیں بلکہ اللہ ہمارا محتاج ہے ہم اسکے آگے عاجزی و زاری نہیں کرتے جس طرح وہ ہمارے آگے عاجزی و زاری کرتے ہیں۔ ہم اس سے بے نیاز ہیں لیکن وہ ہم سے بے نیاز نہیں اگر وہ بے نیاز ہوتا تو ہمارا مال و ترش نہ مانگتا، حضرت ابوبکر اگرچہ نرم مزاج تھے لیکن اہل با حق میں نہایت نڈر، یہ گستاخانہ کلام سن کر فطری آگے اور ایک قطر فخاص کے مارا، اور کہا کہ اگر ہمارے قہار سے درسیان معاہدہ نہ ہوتا تو اللہ اے عہدہ نہیں ہتھارا سر قلم کر دیتا۔ فخاص اپنے گستاخانہ کلام سے منکر ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوبکر کی شکایت کر دی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے ازل کلام میں اس واقعہ کو بیان فرما کر فخاص کی تکذیب اور حضرت ابوبکر کی تصدیق کر دی (۱۳۵)۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”لَقَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ فَقِيرٌ وَنَحْنُ أَغْنِيَاءُ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوا وَقَتْلُهُمُ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَقَوْلُ ذُو قُرْأَعَدَ أَبِی الْحَرِثِ (۱۳۶) اور حضرت ابوبکر سے خطاب فرمایا:

”وَلَتَسْمَعَنَّ مِنَ الَّذِينَ آوَتْوَا الْأَكْتِبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذْكَتَ الْكَلِمَاتِ وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ“ (۱۳۷)۔ اللہ تعالیٰ نے اس امر کی تصدیق فرمائی کہ واقعہ صحابہ ابوبکر نے بیان کیا لیکن اے ابوبکر صبر سے

(۱۳۵) سیرت ابن ہشام، جلد ۱، ص ۵۵۹، (۱۳۶) قرآن، آل عمران، آیت (۱۸)۔

(۱۳۷) قرآن، آل عمران، آیت ۱۸۶۔ پ ۳۴۔

- (۶) اللہ تعالیٰ نے انہا دین آپ کے ہاتھ سے غالب فرمایا۔  
 (۷) اور ہر اس شخص کو قتل کیا جو اللہ کے دین سے مترد ہو چکا تھا۔  
 (۸) طوبہ و کربا اللہ تعالیٰ کے حکم کو تہیہ و تہنیت میں سدا و کھلنے والے سے تسلیم کر لیا۔

## رسول اللہ ﷺ آپ خوابوں کی تعبیر معلوم کرتے تھے

فتح مکہ کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے اس پاس صحافت میں جماعتیں روانہ کیں جنہیں تاکہ انہی کو جمعہ کے لئے لوگوں کو دعوت دیں وہیں ماہن جماعتوں کا مقدمہ قطعاً جنگ کرنا تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ جیسے میں نے جنس کا ایک ٹکڑا کھایا اور اسکا منہ بھی محسوس کیا لیکن جب میں نے اسے نگلنا چاہا تو میرے منہ سے اٹک گیا، علی نے اپنا ہاتھ داخل کر کے نکالا یہ سن کر حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے جو فرمایا وہان کئے ہیں ان میں یہ سیر یہ ایسا ہے جی کہ خبریں تو سپہ بدہ اور کچھ خبریں قابل اعتراض ہیں آپ ملی کر دوا کر کے اس کی اصلاح کرادیں۔

یہ خالد بن ولید کا سر ہے تھا، جنہیں کچھ لوگوں کو قتل کر دیا گیا تھا، حضرت علی کو رواد کر کے ان لوگوں کو دیت وغیرہ یاد کر دیا تھا (۱۲۱)۔ صدیق کی ایک خصوصیت یہ بھی ہوتی ہے کہ تختہ روضہ میں ان کو نہایت حاصل ہوتی ہے اس بنا پر آپ اپنے خواب حضرت ابوبکر سے بیان کیا کرتے تھے اور پھر ان کے متعلق شورشہ لیا کرتے تھے۔

## غزوہ ثقیف

ثقیف کے عیہرو کے وقت حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ مکن سے پہلے ہوا ایک بڑا پیا لٹھے عیش کیا گیا اس میں ایک مرد نے جو کچھ مادی و فہالہ میں جو کچھ تھا وہ سارا بے گیا، حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اس جنگ

میں ثقیف سے جو بات ہے وہ حاصل نہ کر سکیں گے۔ آپ نے فرمایا میں بھی جی بہتا ہوں اور حضرت ابوبکر کی رائے سے اتفاق فرما کر ثقیف سے مختار فتنہ کر کے کوچ کا اعلان فرما دیا (۱۲۲)۔

## فرست ایمان

حضرت صدیق اکبر امت میں سب سے زیادہ صاحب فزانت ایمانی تھے۔ ان الصدیق لا تخطئی فرستہ حضرت ابوبکر کی فرست بھی خدا نے کرتی تھی۔ عبد اللہ بن سعد فرماتے ہیں، افرس الناس ثلاثة، العزیز فی یوسف حیث قال لا امرأۃ لی الا امرأۃ لی، و ابنتہ شعیب حین قالت لا یبہا فی موسی استاجرہ و ابوبکر فی عرجیث استغلفہ، فی رولیۃ اخری، امرأۃ فرعون حین قالت علین لی و لک لا تقتلوہ عسی ان ینفعلن او نتخذہ ولدا۔

سب سے زیادہ صاحب فزانت ان میں میں گرسے میں ایک مرتے مصرع نے اپنی بیوی سے حضرت یوسف کے بابت کہا تھا۔ امری مشواہ اور دوسرے حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی جیش اپنے باپ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بابت کہا، استاجرہ اور تیسرے حضرت ابوبکر میں جس وقت آپ نے حضرت عمر کو اپنے بعد ثقیف نامزد کیا اور ایک دوسری روایت میں عمروں کی بیوی کا ذکر کیا ہے۔ جس وقت انہوں نے حضرت موسیٰ کے بابت کہا، لا تقتلوہ۔

غزوہ ثقیف حضرت صدیق فزانت میں اس امت میں سب سے بڑے مکتبہ اور ان کے بعد حضرت عمر کی فزانت سب سے زیادہ تھی (۱۲۳)۔

## غزوہ تبوک

صلح حدیبیہ سے اندرون حالات سلمانوں کے موافق ہو چکے تھے، لیکن یہ یمنیوں سے غزوہ تبوک کا مقصد (۱۲۴) سیرت ابن ہشام، جلد ۲، ص ۲۶۹۔

میں کا وٹ مست بن (۱۴۶) لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واپسی کے بعد جب  
برقی کو یوحنا والی ایلیہ کے حالات سے آگاہی ہوئی کہ اس نے آپ کو ایک سچے غریب  
بلورہ میں پیش کیا تھا اور حبشیہ میں دینا قبول کیا ہے تو برقی نے بغیر تہیہ اسی شہر  
میں یوحنا والی ایلیہ کے قتل اور صلیب دینے جانے کا حکم دیتا ہے (۱۴۸)۔  
یہ غزوہ نکل و عسرت کا تھا۔ گرمی کی شدت اور تیزی اشہر میں ان قوت و طاقت  
کا زمانہ تھا۔ اور جھلک پک چکے تھے اور لوگ اپنے چل دالے دھت  
کے سایہ میں بہتا پسند کرتے تھے اس موسم میں ایک شہر سے دوسرے کا سفر کرنا پسند  
نہ کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوے اور جنگ کے  
لئے نکلے گا ارادہ فرماتے تو اس کے متعلق اشارہ اور کلام ہی سے کام لیتے اور  
جہاں کا قصد فرماتے اس کے خلاف و سرانجام بناتے لیکن اس غزوہ میں آپ  
نے نہیں مسافت، زمانے کی شدت اور دشمنوں کی کثرت کا ذکر اور اختلاف فرما  
دیا تھا تاکہ اسکے لئے ابھی طرہ تیار کی کر جائے اور صاف الفاظ میں بتا دیا تھا  
کہ وہیں کا قصد ہے (۱۴۹)۔ اس موقع پر آپ نے حضرت ابوبکر کو فرما کر  
کی اسامت اور ساری تفصیل فرمادے تھی (۱۵۰) اور اپنا بڑا جھنڈا  
عیات فرمایا تھا (۱۵۱)۔

حضرت فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو حکم دیا کہ  
ہم ہر گم مال صدق کریں۔ اس وقت اتفاق سے میرے پاس مال تھا میں نے  
ارادہ کیا کہ آج اگر ممکن ہوا تو میں حضرت ابوبکر سے سبقت لے جا سکوں گا اور یہ  
سوچ کر نصف مال لے کر حاضر ہوا، آپ نے فرمایا کہ اہل و عیال کے لئے کیا ہے؟

(۱۶۶) البیہ دلائل اثبات اسعدی، ص ۲۳۹، ۲۴۰۔ (۱۴۸) تاریخ ابن خلدون، جلد ۱،  
ص ۱۳۳۔ (۱۴۹) ابوبکر بن عبد الرحمن بن عوف، (۱۴۹) سیرت ابن ہشام، ص ۵۱۹۔ (۱۵۰)  
جہات ابن سعد، جلد ۲، ص ۱۹۵۔ (۱۵۱) جہات ابن سعد، جلد ۲، ص ۱۴۵۔

اس کے نتیجے میں غزوہ موتہ پیش آیا اور بات یہاں تک پہنچ گئی کہ قیصر مدائن نے زکریا بن  
قیصر نے اپنے ماتحت غسان قبیلہ کے کاسے کے لئے خود فوجیں روانہ کیں تھیں  
سلاو کی فوجیں خالد بن ولید کی اسارت میں جب رومیوں کے غزوے سے نکل کر مدینہ  
واپس برسیں تو آپ نے فرمایا تھا "لیسوا بالفرار و لکنہم بالکرار ان  
شاء اللہ تعالیٰ" (۱۴۳)۔ یہ جنگوئے نہیں، بلکہ لڑ کر دہرا دہرا کرنے والے  
ہیں انشاء اللہ انہیں فتح ہو سکے گی وجہ سے آپ فوراً فوجیں روانہ نہ فرما سکے۔ دوسرے  
عرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو براہِ اطلاعات پہنچ دی تھیں کہ شہر روم قیصر اور  
نہائی عرب کی مدینہ پر حملہ کرنے والے ہیں (۱۴۵) اور مدینہ میں اس خوف و ہراس  
چھا گیا تھا کہ اے کے واقعہ میں عثمان بن ماک حضرت عمر سے واقعہ بیان کر سکتے تھے  
جب حضرت عمر کے گھر کے دروازے پر دستک دیتے ہیں تو حضرت عمر گراتے ہوئے نکل کر  
کہتے ہیں "ما ہوا اجساد غسان کیا ہو، کیا غسان آگئے، کیونکہ اس سے قبل  
حضرت عمر فرماتے تھے کہ ہم آپس میں یہ کہہ سکتے تھے کہ غسان کی فوجیں سے اپنی  
افواج بالکل تیار کرچکے ہیں اور بس جھک سکتے ہیں والے ہیں اس لئے میں گھبراہٹ اور  
خوف میں نکل کر رہتا ہوں لیکن آج کوئی بڑا غلیم پیش آیا ہے اور یہ جلد بے اختیار میری  
زباں سے نکلتا ہے (۱۴۹) چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود مدینہ نفس مقام  
تجوں تک رومیوں سے مقابلہ کے ارادہ سے تیس ہزار لشکر جہاد کی دعوت میں نکلے  
ہیں تاکہ مدینہ کا دفاع دشمن کے خلاف میں ماک کریں اللہ مدد دے دشمن کو پہنچنے نہ  
دیا جائے لیکن اس موقع پر رعب کی وجہ سے نہ رومیوں میں سے اور نہ عرب مشغور  
میں سے کوئی مقابلہ نہ کیا تقریباً دس شب آپ قیام فرماتے ہیں۔ ایک خط قیصر روم کو  
لکھتے ہیں کہ اسلام لے آؤ ورنہ کم از کم جو لوگ مسلمان ہوئے چاہتے ہیں ان کی راہ

(۱۴۳) سیرت ابن ہشام، جلد ۲، ص ۲۴۰۔ (۱۴۵) کامل ابن اثیر، غزوہ تبوک، جلد ۱،  
ص ۱۹۹۔ (۱۴۹) بخاری، کتاب المغال، باب الخیر، جلد ۱، ص ۳۳۔

اے ایمان والو! مشرک لوگ فرسے ناپاک ہیں۔ سو اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس لوگوں کو نہ آنے دیا جائے۔ اس کے ساتھ قبائل عرب سے آپ کے معاہدے موجود تھے ان کا بھی احترام ضروری تھا۔ اس میں جماعت قریش لقمہ عہد کریم کی تھی اور ان کو اس کی سزا مل چکی تھی۔ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کارثاد ہے۔ **وَأَذِّنْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ فَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ زُكُوتُكُمْ وَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَأَعْلَوُا أَنْكُمْ عَذُوبٌ مُّعْزِزٌ** اللہ: (۱۵۵)۔ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے حج اکبر کا ناموں میں عام لوگوں کے سامنے اعلان کیا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول دونوں دست بردار ہوئے ہیں ان شرکوں سے، پھر اگر تم توبہ کرو، تو تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم نے امر امن کیا تو یہ سب لوگ تم اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکیں گے۔

جنہوں نے لقمہ عہد نہیں کیا یہ بنی منقرہ اور بنی مدیجہ تھے جن کے معاہدے کی مدت لزما بعد مقرر ہوئے والی تھی ان کے متعلق ارشاد ہوا تھا ہے **إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْنَا مِنْ الْمُشْرِكِينَ فَلَهُمْ مَتَاعُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ** لکن وہ مشرکین مستثنیٰ ہیں جن سے تم نے عہد کر لیا پورا انھوں نے تمہارے ساتھ دھابھی نہیں کی اور نہ تمہارے مقابلے میں کسی کی مدد کی، سو ان کے معاہدے کو ان کی مدت تک پورا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ متعین کو پسند کرتا ہے۔

ان قبائل عرب میں تیسری جماعت وہ تھی جن سے بلا تعین مدت عہد

عمر نہیں مقرر کیا تھا، پھر حضرت ابوبکرؓ کی مالی سبکدوشی سے انھوں نے فرمایا اہل و عیال کے لئے کیا چیز ہے؟ عرض کیا اللہ اور رسول۔ اب حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آج جاہلیہ اور مشرکوں کے ساتھ کسی بھی سبقت نہیں لے جا سکتا (۱۵۲)۔

صدیقؓ کی فداکاری اور ایثار تمام امت سے بڑھ کر ہوتا ہے اور اس میں بھی تمام امت کا مقتدی اور پیشوا قرار پائے اس کو اللہ تعالیٰ نے کرم میں ارشاد فرماتا ہے۔ **وَمَا الْإِسْلَامُ جُنْدٌ هُمْ يَنْعَمُونَ بِغَيْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَحَبِ رَبِّهِ الْأَعْلَى وَلَسَوْفَ يَرْضَى** (۱۵۳)۔ اور پھر اپنے مالہ شان رب کی رضا جوئی کے اس کے وعدہ کسی کا احسان نہ تھا کہ اس کا بدلہ نہ لانا ہو اور یہ شخص عنقریب خوش ہو جائیگا۔ اس قطع نعر کسی کا احسان چکانا نہیں ہوتا بلکہ صرف ذات خداوندی کا فضا اور خوشنودی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ بھی ان کو مقرب راجی کر دیں گے۔ اس فداکاری اور شہادت میں امت کا کوئی فرد صدیق کا مقابلہ نہیں کر سکتا، صرف صدیق ہی ہوتا ہے کہ تم میں وہ سب کی بازی لگا دیتا ہے۔

کچھ فتح ہو چکا تھا لیکن کفار اور مشرک اب بھی **حج کی قیادت** حسب سابق بیت اللہ شریف حج کے لئے آتے تھے اور یہ ایک بہت بڑی کاوش تھی لیکن بیت اللہ کو کفار اور مشرکین سے پاک کرنا ضروری تھا اس لئے آپؐ فوج کے لئے تشریف نہ لے گئے بلکہ حضرت ابوبکرؓ کو اس فوجی مقرر فرمایا تاکہ کفار اور مشرکین میں اعلان کر دیا جائے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نجسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِ هَذَا** (۱۵۴)۔

(۱۵۲) حضرت صفورہؓ، طبرہ، ۱۱۔ ابن الجوزی، ترمذی، جلد ۲، ص ۲۸۹۔

(۱۵۳) واصل، آیت ۱۹-۲۱، ص ۳۰۰۔ (۱۵۴) القرآن، توبہ ۲۸۔





حضرت علیؓ کے علاوہ کوئی دوسری شخصیت نظر آئی تو انھوں نے اس کو اذیتوں سے  
مسد بنانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی یہاں بھی قیادت حج کے باب میں قطعاً حیات  
ملیں گے۔ لیکن ہم اصل واقعہ بیان کرنے پر ہی اکتفا کر چکے کیونکہ طویل روایات اور  
واقعات کا ذکر لا حاصل اور ہماری موضوع سے باہر ہے۔ ہمیں تو صرف حضرت  
کا پہلو نمایاں کرنا ہے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ ان کی ایک جماعت کے ساتھ مکہ  
کے لیے روانہ ہوئے لیکن بعد میں آپؓ نے اس وفد میں حضرت علیؓ کا اضافہ  
فرما کر ان کو اپنی اونٹنی پر روانہ فرما دیا، امام شافعیؒ ایک طویل روایت حضرت  
بابر سے نقل کرتے ہیں، "فاذا علی علیہا، فقال ابوبکر امیرام  
رسول، قال لا بل رسول، ارسلنی رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم بیدارۃ اقرأھا علی الناس فی مواقف  
الحج" (۱۶۳)۔ آپؓ کو اونٹنی کو دیکھا کہ اچانک اس پر حضرت علیؓ سوار ہیں  
حضرت ابوبکرؓ نے کہا، کیا امیر ہیں یا رسول (قاصد)؟ حضرت علیؓ کہتے ہیں بلکہ  
قاصد ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا ہے کہ میں بھی براقت  
حج میں لوگوں کو سورۃ براءت سنائوں۔

سورۃ براءت کی آیات سنانے کا فرض ایک آدمی انجام نہیں دے  
سکا تھا بلکہ مختلف مواقع میں فہمک اشخاص کی ضرورت پیش آتی تھی ان  
آیات براءۃ کے سنانے والوں میں حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ شامل تھے۔ "عن  
ابی ہریرۃ۔ ان ابابکر الصديق بعثه فی الحجة التی  
امرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیہا قبل حجة الوداع  
یوم النحر فی رھط یؤذنون فی الناس لایحج بعد العام  
مشرك ولا یطوفن بالبيت عریان"۔ (۱۶۴)۔ حضرت

اسلام کو کمال تک پہنچانے کی ذمہ داری بھی حضرت ابوبکرؓ کے سرکے تھے۔ اسے  
قریش! سن لو، اور اپنی وہ حالت یاد کرو اور اسلام اور حضرت ابوبکرؓ کے اعلان  
کوسنو، اور چٹاؤ کر اس وقت کون حق پر تھا ہے

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو ان کلمات کی  
تبلیغ کے لئے روانہ فرمایا۔ "ان الله یبکی قلوب المشرکین ورسوله  
اور فسیخون فی الارض اربعة اشھر لایحججن بعد العام مشرك  
ولا یطوفن بالبيت عریان ولا یدخلون الجنة الاھممن" (۱۶۱)  
اللہ تعالیٰ مشرکین سے دست بردار ہے اس زمین میں چار ماہ تک گھوم بھولیں  
سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کر سکے گا اور نہ کوئی مٹکا طواف کرے اور حضرت  
مومن ہی داخل ہوں گے۔

اگر بات یہاں تک پہنچی تو معاذ باکل صاف ثابت ہو جاتی ہے حضرت علیؓ کا وفد  
میں کسی وجہ سے آپؓ نے اضافہ فرمایا؟۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ  
صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے دونوں میں اس اضافہ کو ایک عام قاعدہ سمجھ کر کوئی توجہ نہ  
دی گئی تھی۔ اگر یہ معاملہ اس وقت اٹھایا جاتا تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
اس کو حل فرماتے، لیکن جب ساسانی شہنشاہیت حضرت عثمانؓ کے دور تک  
مکمل تباہ ہو گئی اور یہود اور نصاریٰ کا تمام سازشیں ناکام ہو گئیں ہر موقع پر  
انھوں نے مار کھائی۔ شکست اٹھائی۔ قرباب یہ فرمان رسالہ کا لبادہ اڑھتے  
ہیں۔ عرب زیادہ تر جمہوریت پسندی اور ہمیشہ سے سہم ہیں لیکن ایرانی ہمیشہ  
اپنے بادشاہوں کو الٰہی یا نیم الٰہی ہستیوں سمجھتے رہے ہیں جو باطل اس بات کو گوارا  
نہیں کر سکتے تھے کہ انسانوں کو منتخب کردہ کوئی شخص ان کی ریاست کا حاکم  
ہو۔ یہ حضرت ابوبکرؓ کو بھوکے پیاسے کر سکتے تھے (۱۶۲)۔ اس لئے ان کو کوئی جہاں کہیں

(۱۶۱) ازالۃ الخفاء، مقدود، ص ۲۵۔ (۱۶۲) کاشغری، دیلمت ایران، ص ۲۹

(۱۶۳) رد ترقیب، فلسفہ اسلام، اولیری، ص ۳۳، ص ۱۷۔

ینادی بھلاۃ الکلمات ۹ - (۱۶۵) -

حضرت ابوبکر صدیق مدینہ واپس آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں کہ کیا میرے متعلق کچھ نازل ہو گیا ہے جو آپ نے حضرت علی کو اپنی اونٹنی پر سوار فرمایا، آپ فرماتے ہیں نہیں، لیکن برات کا اعلان میرے علاوہ یا میرے اہل بیت کے علاوہ کوئی دوسرا انجام نہیں دے سکتا تھا اس لئے حضرت ابوبکر موسیٰ کاظمؑ تھے، اور حضرت علی ان کلمات کا اعلان کرنے والے تھے۔ اس کی ایسی مثال بھی عجیب آپ نے سلمہ بن عالم کے نام خطوط ارسال کرنے کا ارادہ فرمایا اور اس وقت آپ سے کہا گیا کہ کیا اس خط پر یقین نہیں کرتے جس پر یزید ہو، چنانچہ آپ نے کیا ہر تہلکہ "عن انس بن مالک قال لما اراد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان ینکتب الی العجم قبل لہ ان العجم لا یقبلون الا کتابا علیہ خاتمہ فاصطنع خاتمہ فکانی انظر الی بیاضہ فی کفہ"۔ (۱۶۶) - انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غم کو خط لکھنے کا ارادہ فرمایا، تو آپ سے کہا گیا کہ میرا بیٹھو جس پر یزید ہو، قبل ان کہ میں چنانچہ ایک گھوڑی ڈھالی گئی یا میں اس وقت اس کے کیا کیا کر آپ کے کف مبارک پر لکھ دیجئے ہوں۔

اس روایت نے یہ بھی واضح کر دیا کہ حضرت ابوبکر نے خود جا کر اس شہر کو دہ کیا ان آپ نے بھی نہایت صاف الفاظ میں بیان فرمایا کہ کوئی آیت نازل نہیں ہوئی ہے اور یہ کوئی حکم بلا ہے۔ میرا حکم وہی ہے جو میں آپ کو دے چکا ہوں جو کچھ پیشال پیدا ہوا کہ میں لوگ شہید نہ کرتے تھے۔ اس لئے حضرت علی کو معاونت کے لئے

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جس ج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو امیر بنایا تھا حجۃ الوداع سے قبل، اس میں حضرت ابوبکر نے یوم نحر میں مجھے ایک جماعت کے ساتھ روانہ کیا جو لوگوں میں اعلان کر رہے تھے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا اور کوئی ننگا عواف کرے گا۔

اس روایت نے حضرت ابوبکر کے امارت اور دوسرے اشخاص کے اعلان برات کو واضح طور پر بیان کر دیا اور قہر حج کر دے کہ اعلان برات کرنے والے کوئی ایک شخص نہ تھا اور مواقع میں اعلان کرنے والوں کو حضرت ابوبکر روانہ کرتے تھے۔ امیر کے فرائض تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کے سپرد فرمائے تھے۔ چنانچہ آپ نے امیر کی حیثیت سے خطبہ دیا اور اعلان برات کے لئے بہت سے افراد تھے جن میں حضرت علی بھی تھا۔ یہی حضرت علی کے جواب بل رسول ارسلنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوا اور اعلیٰ اناس فی موقف الحج سے واضح ہوتا ہے کہ بخیر دیگر افراد میں بھی بھرا ہوا موقف الحج میں لوگوں کے سامنے پہنچوں گا اور اس طرح حضرت علی اس وفد میں جو حضرت ابوبکر کی امارت میں جا رہا تھا شامل ہونے تاکہ لوگوں کو مکمل یقین ہو جائے کہ یہ وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا بھیجا ہوا ہے اور کوئی معمول وفد نہیں بلکہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے افراد بھی شامل ہیں اور کوئی ان کو اس غلط فہمی میں مبتلا نہ کر دے کہ اس اعلان کا جب یہ یقین کیا جائے گا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں یا ساسانی فتنیت والے یہ مطالبہ کریں کہ امیر خود بااں کا قریب رشتہ دار جب تک اعلان نہیں کرتے اس کا اعتبار نہ ہو گا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ اسی طرف اشارہ کرتے ہیں: ولکنہ لا یؤدیی عنی غیری او رجل من اهل بیتی فکان ابوبکر علی الموسم وکان علی

۱۶۵) انساب الاشراف، جلد ۱، ص ۳۸۳ - (۱۶۶) شمس الیوم فی باب ما جانی ذکر

خاتمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النسانی، جلد ۱، ص ۱۳۳ -

ہے کہ وہ نبی کے سامنے سے ایسی رکاوٹ کو دور کر دے چنانچہ آپ نے حضرت ابوبکر کو نائب کب ک حقیقت سے مکہ بھیجا، اور مسجد حرام کو آئندہ کے لئے جس سے تاقیامت پاک کرنے کا اعلان کیا اور اب آئندہ سال کے لئے حج کرنے میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہی اور اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرض جو آپ کے حیات سے وابستہ تھا پورا ہو گیا۔ یہاں سے ایک دور ختم ہو کر اب دوسرا دور و شروع ہونے والا تھا جس میں نبی کے وہ فرائض انجام دینے ہوں گے جو نبی کے حیات کے بعد اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق انجام دینے تھے اور وہ امور اگرچہ منصب نبوت سے متعلق تھے لیکن نبی کے حیات میں ان کا ظہور ممکن نہ تھا۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدنی زندگی کے علی پہلو کا تقریباً تین سال دور صدیقی کو پورا کرنا تھا اور امارت حج کے فرائض حضرت صدیقی اکبر کے سپرد کر کے اس آئندہ دور کے لئے حضرت ابوبکر کو تیار کرنا تھا۔

### حضرت ابوبکر کو امانت صلوٰۃ کا حکم

مدینہ تشریف لائے تو آپ بیمار پڑ گئے اور جب آپ کی بیماری میں اضافہ ہوا تو آپ کی خواہش یہ حضرت عائشہ کے مکان میں آپ کو منتقل کر دیا گیا اور اذواج مطہرات سے یہ اجازت حضرت فاطمہ ہی نے حاصل کی تھی (۱۶۹)، اس دوران اگر بیماری میں کمی محسوس ہوتی تو آپ باہر تشریف لاکر خود امانت صلوٰۃ فرماتے اور اگر بیماری میں شدت ہوتی تو آپ فرماتے، مروا ابابکر یصلی بالناس، اور حضرت ابوبکر حسب ارشاد لوگوں کو صلوٰۃ پڑھاتے (۱۷۰)۔ حضرت ابوبکر کے پاس

رواند کر دیا اور میرے قریبی رہو گے، اسکے بعد حضرت ابوبکر مکہ جاتے ہیں وہاں غلبہ دیتے ہیں۔ حج کا انتظام کرتے ہیں اور موافقت میں مہلت کے اعلان کے لئے لوگوں کو متعین فرماتے ہیں اور ہر مقام پر جاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سرکاری فرمان قبائل عرب تک پہنچا دیا جاتا ہے۔ بیت اللہ شریف میں حج کے لئے صرف عرب ہی آیا کرتے تھے، ان میں دیگر ادیان کے یہود و نصاریٰ وغیرہ نہیں ہوتے تھے اس لئے اعلان برأت اور معاہدوں کے ختم ہونے کا اعلان صرف عرب کے لئے تھا اور ان ادیان والوں سے اگر پہلے سے کوئی معاہدہ موجود تھا اور انھوں نے عہد شکنی نہیں کی تھی تو اس اعلان میں یہ لوگ داخل نہیں تھے اور ”امرت ان اقاتل الناس حتی یشهدوا ان لا الہ الا اللہ وان محمدًا رسول اللہ ویقیموا الصلوٰۃ ویؤتوا الزکوٰۃ فاذا فعلوا ذلك عصموا منی دماءہم و اموالہم الا بحق الاسلام وحسابہم علی اللہ“ (۱۶۷)۔ یہاں سے قباہل عرب ہی تھے، دیگر اقوام اور ادیان کو اختیار تھا کہ چاہے اسلام قبول کر لیں اور چاہے توحید قبول کر کے مسلمانوں کے عہد اور زمین داخل ہو جائیں۔

مسجد حرام کو مشرکین سے پاک کرنے کی ذمہ داری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تھی۔ اگر خود آپ تشریف لے جاتے تو خراسان اسلام کا امور جاہلیت سے غلط ہونے کا اندیشہ تھا کیونکہ اس سال حسب سابق قباہل عرب نے اپنے انھیں مقامات پر قیام کیا جہاں وہ زمانہ جاہلیت میں کیا کرتے تھے (۱۶۸) اسکے اب یہ صدیقی ہی کی ذمہ داری قرار پاتی

(۱۶۷) بخاری، الامیان، باب فان ابواذان مو الصلوٰۃ والاکثر کواۃ فلو یسلم علیہا،

ص ۸۔ (۱۶۸) سیرت ابن ہشام، قسم ۲، ص ۵۳۶۔

جب آپ کا پہلا حکم پہنچا تو محدثین ان الفاظ میں کرتے ہیں، انی  
شیخ کبیر ضعیف عن ان اقوال فی مقام رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم، میں بڑھا ہوا جیسا کہ ان آپ کی جگہ کھڑے ہونے پر  
قدرت اور طاقت نہیں رکھتا، اس لیے عمر سے کہہ دیا جائے اور عائشہ  
کو کہہ دیا کہ حضرت حفصہ سے بھی اس ہاتھ میں مدد لو، اور رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر آمادہ کرو کر کہ امامت مصلوٰۃ کا حکم دیں لیکن  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع فرماتے ہیں (۱۷۱)۔

حضرت عائشہ عرض کرتی ہیں کہ ابوبکر رفیق القلب ہیں اور آپ  
کی جگہ جب کھڑے ہوں گے تو امامت نہیں کر سکیں گے اس پر بھی  
آپ فرماتے ہیں، مری ابابکر فلیمصل بالناس، اور تم ہوئیں،  
یوسف والی موتیں ہو، ابوبکر کے پاس آپ کا حکم پہنچا ہے تو عمر سے  
کہتے ہیں، یا عمر صلی بالناس، لیکن عمر جواب دیتے ہیں،  
انت احق بذلک، آپ ہی اس کے زیادہ حقدار ہیں (۱۷۲) اور  
اس طرح حضرت ابوبکر نے آپ کی حیات میں ہی لوگوں کی امامت مصلوٰۃ  
کی (۱۷۳)۔

حضرت علی فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر  
کو امامت مصلوٰۃ کا حکم دیا اس وقت میں حاضر تھا اور میرے ہوش چھانک  
بالکل درست اور بجا تھے (۱۷۴) آپ کا اچانک انتقال مجھ پر نہیں ہوا  
بلکہ حال آپ کے مرض الوفا میں آتے اور آپ سے مصلوٰۃ کے لئے کہتے،

(۱۷۱) فتح الباری شرح البخاری، جلد ۲، ص ۲۹۳۔ انساب الاشراف، جلد ۱  
ص ۵۵۔ (۱۷۲) بخاری، جلد ۱، ص ۹۵۔ (۱۷۳) بخاری، جلد ۱، ص ۹۳۔  
(۱۷۴) تاریخ الخلفاء، ص ۶۰۔

آپ فرماتے، ابوبکر کے پاس جاؤ تاکہ وہ لوگوں کو مصلوٰۃ پڑھائیں اور یہ حکم کرتے  
وقت آپ میرے مقام کو جانتے تھے (۱۷۵)، حضرت علی کے ان اقوال کی  
موجودگی میں یہ کہہ کر امامت مصلوٰۃ کا حکم حضرت عائشہ کی کشتی کا  
نتیجہ تھا وہ جیسا چاہتی تھی آپ کی طرف منسوب کر کے حکم دے دیا کرتی  
تھی بہت زیادہ دیتی ہے۔

### ابوبکر کی امامت پر رسول اللہ کا اصرار

میرا اثر بن زید کہتے ہیں کہ میں مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ آپ  
کے پاس موجود تھا۔ جب آپ کی علالت شدید ہو گئی تو اہل نے آپ کو مصلوٰۃ  
کے لئے بلایا۔ آپ نے فرمایا جو شخص وہاں سے کہو کہ وہ مصلوٰۃ کی امامت  
کرے۔ میں نکلا لوگوں میں منتظر آئے اور ابوبکر موجود نہ تھے میں نے عمر سے  
کہا کہ کھڑے ہو اور لوگوں کی امامت کرو، عمر کھڑے ہوئے اور بکیر کی، تو آپ  
نے ان کی آواز سن کر کیونکہ عمر نے آواز والے تھے اور آپ نے فرمایا، فالین  
ابابکر، یا ای اللہ ذلک والمسلمون، ابوبکر کہاں ہیں اللہ اور  
مسلمان ان کا انکار کرتے ہیں۔ اس وقت ابوبکر مسیح میں تھے آپ کو  
بلوایا گیا اور حضرت عمر امامت سے واپس ہوئے۔ لوگوں نے صفیں ٹوڑ  
دیں اور ابوبکر کا انتخاف کر کے لگے (۱۷۶)۔ ابوبکر آئے اور امامت مصلوٰۃ  
فرمائی (۱۷۷)۔ عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ جب نبی حضرت عمر نے نیکیت پر  
کہی آپ حفصہ سے سر اٹھاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ابن ابی حنفہ (۱۷۸)

(۱۷۵) انساب الاشراف، جلد ۱، ص ۵۵۔ (۱۷۶) ریاض المنصور، جلد ۱، ص ۳۰۔  
(۱۷۷) سیرت ابن ہشام، جلد ۱، ص ۶۵۲۔ انساب الاشراف، جلد ۱، ص ۵۵۔  
(۱۷۸) انساب الاشراف، جلد ۱، ص ۵۵۔

میں برابر ہوں تو سنت میں ان کے علم امامت کریں گے اور اگر سنت کے جاننے میں بھی برابر ہوں تو ہجرت میں اقدم شخص امامت کریں گے۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے افضلیت اور استحقاق کے اصول علم دیں اور خدمات دین بیان فرما دیئے، نسب مال دولت دنیاوی جاؤ و حشمت، اقامت دار کے اعتبارات کو یکسر غنم فرلویا اور الصلوٰۃ دین کا دوسرا اہم ستون ہے۔ امام اشعری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار و مہاجرین کے موجودگی میں حضرت ابوبکر کو امامت صلوٰۃ کا حکم دیا اور آپ کا قول ہے کہ امامت کتاب اللہ کا سب سے زیادہ عالم کرے گا، تو انصار اہل بائیس یہ یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت ابوبکر تمام مہاجرین و انصار سے زیادہ عالم قرآن تھے اور علی الاطلاق تمام صحابہ میں افضل ہوئے اور غلویت کے سب سے زیادہ معتدرا اور امامت میں سب سے زیادہ بہتر ہوئے۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ اسی وجہ سے ہم لوگ اپنی دنیا کے لئے بھی اس شخص سے راضی ہو گئے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے دین کے لئے راضی ہو گئے تھے (۱۸۲)۔ دوسری روایت میں اس طرح فرماتے ہیں کہ آپ کے وفات پر سلمان نے یہ فیصلہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو ان کے دینی امر کا دل بنایا تو مسلمانوں نے ان کو اپنے دنیا کا والی منتخب کیا (۱۸۳) اور ابوبکر اس کے اہل بھی تھے اور سب سے بڑی بات تو یہ تھی کہ ابوبکر کو ان کا مقام سے ہٹا سکتے تھے جس پر آپ نے ان کو کھڑا کیا تھا (۱۸۴)۔ امامت صلوٰۃ کی روایت متواتر ہے، اس حدیث کو حضرت عائشہ، عبداللہ بن مسعود

ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ آپ فخر کی حالت میں باہر تشریف لاتے ہیں اور منع فرماتے ہیں (۱۸۵)۔ حضرت عمر بعد میں عبداللہ بن زبیر سے وضاحت طلب کرتے ہیں کہ کیا آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام لیکر کہا تھا انھوں نے کہا نہیں بلکہ آپ نے یہ فرمایا تھا کہ یا عبد اللہ اللہ مر الناس بالصلوٰۃ اور اس حکم سے حب میں نے آپ کو دیکھا تو ارشاد کیا۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ میں فوت اس خیال سے کھڑا ہوا کہ آپ ہی نے حکم دیا ہو گا ورنہ میں ہجرت امامت کے لئے کھڑا نہ ہوتا۔ (۱۸۶)

## امامت صلوٰۃ کا حق کس کو ہے۔

عن ابی مسعود البدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم القوم اقرأہم لکتاب اللہ واقدمہم قرۃ فان کانوا فی القراءة سواء فلیؤمہم اقدمہم ہجرة فان کانوا فی الهجرة سواء فلیؤمہم اکبرہم ابو مسعود سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا قوم کی امامت کتاب اللہ کا سب سے زیادہ جانتے والے اور قرأت کے اعتبار سے اقدم شخص کریں گے۔ اگر قرأت میں برابر ہوں تو باعتبار ہجرت کے اقدم شخص کریں گے اور اگر اس میں بھی برابر ہوں تو ان اکبر شخص امامت کریں گے۔ اس روایت کے دوسرے فرق میں یہ الفاظ بھی ہیں "فان کانوا فی القراءة سواء فاعلمہم بالسنة فان کانوا فی السنة سواء فاقدمہم ہجرة" (۱۸۱)۔ اگر قرأت

کر رہے تھے لیکن آپ شدت مرض کی وجہ سے مسجد تشریف نہ لے جاسکے اور حضرت ابوبکر کو امامت ملوۃ کو حکم دیا۔ چھ ایک دن آپ دعا دینا کے سہاگے ظہر کی نماز کے لئے ایسے حال میں تشریف لے گئے جبکہ حضرت ابوبکر امامت ملوۃ کر رہے تھے۔ حضرت ابوبکر نے جاہکجا چھوڑ دیں لیکن آپ نے فرمایا کہ نہیں! اپنی جگہ پر کھڑے رہو اور ابوبکر کے پیلوں میں بیٹھ کر حضرت ابوبکر آپ کی نماز کی اقتدا کرتے رہے اور دوسرے لوگ حضرت ابوبکر کی اقتدا کرتے رہے اور اس روایت میں ظہر کی صراحت ہے (۱۹۰)۔

اسی لئے ان روایات کی بنیاد پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت ابوبکر نے آپ کی حیات میں بیماری کے دوران متفقہ پار امامت کی، اسی میں جب آپ نے قرأت کا طاقت اپنے میں نہ دیکھی، تو ابوبکر کے داہنے جانب بیٹھ کر آپ نے نماز ادا فرمائی اور حضرت ابوبکر نے امامت کے فرائض انجام دیئے۔ "خروج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہادی بین الرجلین اسامۃ والفضل حتی صلی خلف الی یکر (۱۹۱) آپ اسامہ اور الفضل کے سہاگے باہر تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز ادا فرمائی۔

"وجلس النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن یمینہ فیصلی ابوبکر وصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بصلات فلما انصرف قال لہ یقبض نبی قط حتی یومہ رجل من امتہ" (۱۹۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر کے داہنے جانب بیٹھ کر حضرت ابوبکر نے نماز پڑھائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱۹۰) عمدة القاری، جلد ۵، ص ۲۱۵-۲۱۶ (۱۹۱) عمدة القاری، جلد ۵، ص ۱۹۱ فتح الباری،

جلد ۲، ص ۲۹۴-۲۹۵ طبقات الکبریٰ، جلد ۲، ص ۲۲۲

عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن زبیر، علی بن ابی طالب اور حضرت حفصہ نے علیہ علیہ روایت کیا ہے اور اس کے طرق حدیث متواترہ کے فرق میں سے ہیں۔ ایک روایت میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں حقیقتاً ابوبکر کی امامت صرف اسلئے پسند نہیں کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے بعد آپ کے جانشین کو کوکر منحوس خیال کریں گے اور اس سے محبت نہ کریں گے لہذا میں دل سے چاہتی تھی کہ امامت ملوۃ کا حکم آپ کسی دوسرے کو دیں اور ابوبکر کو موقع میں پیچھے رہ جائیں (۱۸۵)۔

## صلوۃ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا فرمائی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۳ الیوم یا اس کے کچھ زیادہ بیمار رہے اس دوران میں مسجد بھی آجاتے اور کبھی حضرت ابوبکر سے فرمادیتے کہ امامت ملوۃ کریں۔ ام الفضل کی روایت ہے۔ "سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ المغرب بالمصلات عرفا، ثم ما صلی لنا بعدھا حتی قبضہ اللہ" (۱۸۶)۔ کہ آپ نے مغرب میں المصلات پڑھا تو فرمائی اور اس کے بعد وفات تک آپ نے کوئی نماز کو نہیں پڑھائی۔ اور حضرت انس کی روایت ہے کہ آپ تین یوم تک باہر تشریف نہیں لائے اور جس دن آپ کی وفات ہوئے والی صبح آپ نے مسجد کی نماز میں پردہ اٹھایا اور حضرت ابوبکر سے اشارہ فرمایا کہ امامت کرتے رہیں اور آپ کی اقتدا فرمائی اور اس دن آپ کی وفات ہوگئی (۱۸۸) اور قرآن کا واقعہ جعلت کے دن کا ہے (۱۹۹)۔ عشاء کی نماز میں لوگ آپ کا انتظار

(۱۸۵) تاریخ الخلفاء، ص ۵۹-۶۰ (۱۸۶) فتح الباری، جلد ۵، ص ۱۹۱ (۱۸۸) فتح الباری، جلد ۵، ص ۱۹۱

جلد ۱، ص ۱۹۵-۱۹۶ (۱۸۸) عمدة القاری، جلد ۵، ص ۱۹۱ فتح الباری، جلد ۵، ص ۱۹۱



ان اقوال میں آپ نے وضاحت فرمادی کہ ابوبکر کا درجہ نبی کے بعد تمام امت میں اعلیٰ اور ارفع ہے۔ ان کے موجودگی میں کوئی ان کا مقتدا اور پیشوا نہیں بن سکتا وہی مقتدا اور پیشوا ہوں گے اور نبی کی وجہ سے جو غلام پیدا ہوگا اس کو صدیق ہی پر کر دیں گے۔ جب آپ کہیں تشریف لے جاتے تو ابوبکر امامت مملوۃ فرماتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصاء کے قید بنی عوف میں ان کے درمیان صلح کرانے کی غرض سے تشریف لے گئے۔ جب نماز کا وقت آیا تو بلال نے ابوبکر سے کہا کیا آپ نماز پڑھا دیں گے؟ میں اذان دے دوں اور اقامت کہوں، چنانچہ حضرت ابوبکر نے نماز پڑھا دی اس کے بعد آپ ایسے وقت تشریف لائے کہ ابوبکر لوگوں کو نماز پڑھا چکے تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم نماز پڑھ چکے ہو، لوگوں نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا کس نے نماز پڑھا، لوگوں نے کہا ابوبکر نے، فرمایا بہت اچھا کیا، کسی قوم کے لئے لائق ہی نہیں کہ ان میں ابوبکر ہوں اور یہ کہ ان کو حضرت ابوبکر کے علاوہ کوئی دوسرا نماز پڑھا سکتے۔ یہ روایت حضرت عائشہ سے مروی ہے اور مسلم بن سعد کے روایت میں مزید یہ الفاظ بھی ہیں کہ آپ نے خود حکم فرمایا، ”فقال لبلال ان حضرت صلوۃ العصر ولما اذک فصر بابا بکر فلیصل بالناس“ اگر اگر میں نہیں آیا تو ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں (۱۹۷)۔

ان کا اقتدا فرما رہے تھے جب آپ واپس ہوئے تو فرمایا کسی نبی کا اس وقت تک قبض روح نہیں ہوتا جب تک اس کے امت کا کوئی آدمی ان کی امامت نہ کرے۔ اس طرح ایک مرتبہ آپ ایسے وقت تشریف لائے کہ حضرت ابوبکر ایک رکعت پڑھا چکے تھے۔ یہ صبح کی نماز تھی جب ابوبکر نے سلام پھیرا تو فوت شدہ رکعت کہنے ادا فرمائی (۱۹۸)۔

ایک مرتبہ آپ تشریف لائے، حضرت ابوبکر امامت مملوۃ کر رہے تھے آپ نے حضرت ابوبکر کی قرأت پر اپنے نماز کی بنا دیکھی اور اہل بیت سے آپ نے قرأت شروع فرمائی یہاں حضرت ابوبکر چھوڑ چکے تھے۔ ”واخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القراءۃ من حیث بلغ ابوبکر“ (۱۹۹)۔ جہاں حضرت ابوبکر پہنچے تھے وہاں سے آپ نے قرأت شروع فرمائی۔

## حق ابوبکر کی وجہی میں کسی دوسرے کو امامت حق نہیں ہے

”لاینبغی لقوم فہمہ ابوبکر ان یؤمہم غیرہ“ (۱۹۵)۔ جس قوم میں ابوبکر موجود ہوں تو ان کے غیر کو امامت کرنا مناسب ہی نہیں ہے۔ ایک موقع پر آپ سے عرض کیا گیا کہ اگر آپ ابوبکر کے علاوہ کسی دوسرے کو امامت مملوۃ کا حکم دیں تو آپ نے فرمایا، لاینبغی لامتی ان یؤمہم وفہمہم ابوبکر، میرے امتی کے لئے یہ مناسب ہی نہیں ہے کہ وہ ایسے لوگوں کی امامت کرے جن میں ابوبکر موجود ہوں (۱۹۶)۔

(۱۹۴) انس الاثر جلد ۵ ص ۵۵ (۱۹۴) انس الاثر جلد ۵ ص ۵۶ فتح الباری جلد ۵ ص ۳۱۵۔

ص ۳۱۵۔ (۱۹۵) قرطبی جلد ۲ ص ۲۰۸۔ ابواب مناقب ابی بکر الصدیق۔

(۱۹۶) ریاض المنقرع جلد ۱ ص ۲۰۳۔

## حضرت ابو بکر نے کتنی نمازیں پڑھائیں۔

پر مشتمل ہوتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ تین دن نہیں ٹکے اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکرؓ ۱۶ نمازیں پڑھائیں لیکن قرآن کا قافہ جمعرات کا ہے اور آپ نے نو گھنٹی نماز پڑھائی وہ مغرب کی تھی۔ لہذا حضرت ابو بکرؓ نے عشاء کی نماز پڑھائی تھی وہ کم از کم پانچ دن قبل کی ہوئی کیونکہ اس روایت میں ہے کہ ظہر کے وقت آپ حضرت عباسؓ اور ایک دوسرے آدمی کے ساتھ نماز کے لئے ایسے وقت ٹکے ہیں جبکہ حضرت ابو بکرؓ نماز میں مشغول تھے اور اس نماز میں حضرت ابو بکرؓ پہلے امام تھے پھر مقداد بن اسودؓ گئے اور رسول اللہؐ نے انکو علیہ وسلم پہنچے کر نماز پڑھا تھے ہیں اور حضرت ابو بکرؓ مکہ کے فرائض انجام دیتے ہیں (۱۹۹)۔ یہ آپ کی آخری نماز تھی جس کے بعد آپ نے خطبہ افسانہ کی فضیلت بیان کی امت کمان سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا، جیش اسامہ کے رواج کی کئی متعلق احکامات صادر فرمائے اور حضرت اسامہ کی سرداری پر اعتراض کا جواب دیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے احسان کا ذکر فرمایا اور اپنے متعلق ارشاد فرمایا جس کو عرف حضرت ابو بکرؓ سمجھ کر روئے گئے ہیں (۲۰۰) اس لئے ۱۶ وقت کی نمازیں پانچ دن وہ ہیں جو حضرت ابو بکرؓ نے مسلسل امامت صلوة فرمائی اور اس میں رسول اللہؐ علیہ السلام نے کسی نماز کی لمبائی نہیں فرمائی اور یہ کہ دن سب کی نماز میں آپ صرف دو دانے کھاتے تھے لہذا یہ ہیں اور پھر واپس ہر جگہ تھے ہیں اور اسی دن دوپہر کے وقت آپ رفیق الا علی سے جا ملتے ہیں (۲۰۱)۔

اس طرح رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پیچھے متحد فرمایا اور یہ تربیت دی کہ آپ کے بعد کس طرح ایک امام اور قائم کے پیچھے اقتدار کریں گے اور یہ اطمینان بھی کرنا تھا کہ جبکہ ان تک میں نے

حجۃ الوداع سے واپس پر آپ جب پہلی بار یار ہوتے اور اس کی خبر لوگوں میں مشہور ہوئی تو تین میں اسودؓ بن مسیلمہ نے دلوئی نبوت کیا اور دوران آپ روایت ہوتے اور دونوں عین نبوت کے خوف احکامات نافذ فرماتے اور اس دوران طلحہ اسدی نے بعد میں اپنے نبوت کا ذریعہ اعلان کیا لیکن آپ روایت ہر یکے تھے۔ رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ پیار ہوتے اس دوران حضرت ابو بکرؓ نے کتنی نمازیں پڑھائی لوگوں نے اس کو نہیں کتابا بلکہ اس کی اہمیت کا احساس بعد میں ہو گیا کہ یہی وجہ ہے کہ روایات میں ایک ہزار ایک واقعہ اسکا ذکر ملتا اور سب سے واقعہ کا مطالعہ۔ بیان میں تسلسل کی وجہ سے پڑھنے والے اس کو ایک ہی واقعہ سمجھ جاتے ہیں اور ایک ہی دن اور ایک ہی نماز کا واقعہ بیکر روایات میں تطبیق کے لئے تاویل کرتے ہیں۔ "وقد قال الشافعی باندھلی اللہ علیہ وسلم لم یصل بالناس فی مرض موتہ فی المسجد الامیر واحدہ وہی ہذہ التی صلی فیہا قاعدا وکان ابو بکر فیہا اماما خصر صار ماموما یسمع الناس التکبیر (۱۹۸) امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ آپ نے اپنے مرض وفات میں لوگوں کے ساتھ صرف ایک نماز مسجد میں ادا کی وہ یہی نماز تھی جس میں حضرت ابو بکرؓ پہلے امام تھے پھر مقداد بن اسودؓ گئے اور آپ نے پہلے کر نماز پڑھائی اور لوگوں نے مکرر فرائض انجام دیے۔ جبکہ روایات میں جن لوگوں کے سہارے آپ تشریف لائے ہیں وہ متعدد ہیں جن سے فقہ و واقعہ کا ثبوت ملتا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے کتنے اوقات کی نماز پڑھائی اور آپ کتنے دن عمار سے لوگوں

لے جاتے ہیں جماعت کھڑی ہو چکی تھی اور حضرت ابو بکر اسامہؓ کے فرائض انجام دے رہے تھے اب حضرت ابو بکرؓ بھی بننے کا ارادہ کرتے ہیں لیکن آپ نے اشارہ سے منع فرمایا اور ان کے پیلوں میں مٹکے نماز پڑھائی اور نماز کے بعد آپ نے خطبہ پڑھا۔  
 سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ آپ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کے متعلق مکتونا چاہتے تھے تاکہ آپ کے بعد کوئی تکلف طبع نہ ہو اور ان کے اس قول کی تائید مسلم کی یہ روایت بھی کرتی ہے کہ آپ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا "ادعی لی لیاک واخلک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتقی عتقی ویتقوا فانی ویا یابی اللہ والمؤمنون الا ابابکرؓ، لیکن بعد میں آپ نے یہ کلمہ ترک کر دیا اور ترک فرمایا کہ یا یابی اللہ والمؤمنون الا ابابکرؓ، اور اس کے ہم معنی بناری کی بھی روایت ہے (۲۰۶)۔ یہاں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے خوفت کے باب میں کوئی وصیت نہیں فرمائی کیونکہ حضرت علیؓ کو آپ اس امر کوئی وصیت نہ فرمائی کہ اس کو ضرور انہما کرکتے (۲۰۷)۔

### حضرت ابو بکر کا رونا

جاری فرماتے: "ایہا الناس سعرت النار واقبلت العین کقطع اللیل المظلم وانی واللہ مات مسکون علی بشی، انی لم احل الاما اهل القرآن ما احررہ الاما احررہ القرآن" (۲۰۸)۔ اے لوگو! اب گھر کا وہی گئی ہے اور تم ایک رات کے ظلموں کے مانند فتنوں نے رخ کر لیا ہے واللہ! تم میرے ذمے کوئی چیز نہیں لگاتا،

(۲۰۵) البدایہ والنہایہ جلد ۲ ص ۲۶۱۔ بخاری باب ما جعل رسولہم لہ تمیزاً ص ۵۵۔

(۲۰۶) عمدة القاری جلد ۱ ص ۱۶۱۔ (۲۰۷) عمدة القاری جلد ۲ ص ۱۶۲۔ (۲۰۸)۔

روای سیب ابن ہشام، جلد ۱ ص ۶۵۔

پہنچا ہے اس پر اس طرح علیؓ لہرتے ہیں اور حضرت علیؓ دے دیے وہ مکمل ہے اس میں کسی قسم کی کوئی کمی باقی نہیں رہی ہے اور آخر میں وفات سے چند گھنٹے قبل خود پردہ اٹھا کر اپنی آنکھ سے ملاحظہ فرماتے ہیں اور اس وقت حضرت ابو بکرؓ بھی صحن بستہ دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں اور جسم فرماتے ہوتے ہنستے ہیں۔ یہ آپ کی آخری دیدار تھی لیکن لوگ اس سے یہ سمجھ کر آپ رو بعینیت میں (۲۰۹)۔

### قرطاس کی بحث

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جمعرات یعنی وفات سے پانچ دن قبل آپ کی بیماری نے شدت اختیار کر لی تو آپ نے فرمایا کہ تمام دوات لاؤ تاکہ میں تمہارے لئے ایسا فرمان لکھ دوں جس کے بعد تم بھی گمراہ نہ رہو گے۔ صحابہ میں بعض نے کہا کہ آپ اس وقت سخت تکلیف میں ہیں اور ہمارے پاس قرآن موجود ہے واللہ لکھنا تمہارے لئے کافی ہے لیکن اللہیت (یعنی گھر میں جو لوگ اس وقت موجود تھے) (۲۱۰)۔ بعض نے اختلاف کیا اور کہا کہ قلم دوات لے آؤ تاکہ آپ کے بعد ہم لوگ گمراہ نہ ہونے پائیں اور اس طرح جب آپ کے پاس کچھ شوریہ لگا تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ اور اس طرح اس وقت جو کچھ بچا کہنا چاہتے تھے نہ کہہ سکے اور اسی کو ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اگر آپ اس وقت جو کچھ کہنا چاہتے تھے کہہ دیتے تو آئندہ کسی قسم کا کوئی مشی باقی نہ رہتا (۲۱۱)۔ لیکن میرے یہ کہنا تو تھا۔ ظہر کہ نماز کے وقت آپ کی طبیعت کچھ سکون پذیر ہوئی۔ آپ نے حکم دیا کہ باقی کی سات شکلیں آپ پڑھائی جائیں اور جب آپ غسل فرما چکے تو حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کے سہارے سے میرا تشریف

(۲۰۹) بخاری جلد ۱ ص ۱۶۱۔ البدایہ والنہایہ جلد ۲ ص ۲۶۱۔ (۲۱۰) عمدة القاری جلد ۱ ص ۱۶۱۔ (۲۱۱) عمدة القاری جلد ۲ ص ۱۶۲۔

(۲۱۲) بخاری جلد ۱ ص ۱۶۱۔ البدایہ والنہایہ جلد ۲ ص ۲۶۱۔



وقت فرمایا کہ اگر میں خلیفہ بنائوں تو اس سستی ظہور بنایا ہے جو مجھ سے بہتر ہے اور اگر میں لوگوں کو اپنی جھوٹ دوں تو اس سستی نے اپنی جھوٹ دینا تھا جو مجھ سے بہتر تھے۔ اس سے لوگوں نے سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نامزد نہیں فرمایا تھا کیونکہ مگر کے دل میں ابوبکر کے لئے عداوت نہ تھی (۲۱۴)۔

**یوم فراق حضرت ابوبکر کا ثابت قدم اپنا وقت رسول الہی تصدیق کرنا**

پھر کے دن ظاہر آپ کی بیعت کو سکون تھا۔ صلوة صبح میں آپ نے پڑھنا شروع کیا کہ صحابہ ابوبکر کے پیچھے صلوة فجر میں صفت بست ہیں۔ دیکھا کہ آپ فرمایا بساط سے ہٹیں پڑے، لوگوں نے آہٹ پا کر خیال کیا کہ آپ با تشرفیت لانا چاہتے ہیں۔ فرط مسرت سے لوگ بے قابو ہو گئے اور قریب تھا کہ مصلیٰ ٹوٹ جائیں، ابوبکر نے چاہا کہ کچھ ہٹ جائیں مگر آپ نے اشارہ سے منع فرمایا، جو مشرین میں داخل ہوئے اور پڑھنا شروع کیا۔ یہ آخری موقع تھا جس میں صحابہ نے آپ کی دیلگی۔ صلوة فجر سے فاسخ ہو کر حضرت ابوبکر آپ کی اجازت سے رخ تشریف لے گئے اور اسی دن چاشت کے وقت جب دھوپ گرم ہوئی آپ رفیق اہل سے عیاضہ (۲۱۵)۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

**حضرت عمرؓ کی گھبراہٹ** جب حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع ہوئی تو خود ہی بعد میں فرماتے ہیں کہ آپ کے وفات کے وقت میرے پیش نظر "وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا"

جب آپ نے نام و دوائے بند کر دینے کا حکم دیا تو حضرت عمرؓ نے کہا اے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے دوائے کو چھوڑ دیجیے۔ جب آپ نماز کے لئے تھیں تو میں آپ کو دیکھ سکوں، آپ نے فرمایا نہیں۔

**حضرت عباسؓ کا اعتراض** حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب نے کہا یا رسول اللہ کیا بات ہے کہ آپ نے کچھ لوگوں کے دوائے مسجد میں کھلے رہنے دینے اور کچھ بند کر دینے آپ نے فرمایا اے عباسؓ میں نے اپنے آپ کو کھلے رہنے دینے اور نہ میں نے اپنے حکم سے بند کئے ہیں (۲۱۶)۔

**مرض الوفا میں حضرت ابوبکرؓ پر اس قدر سعادت تعلق فرمانا**

امامت صلوة آپ کے تقویٰ کرنا، منبر پر جا کر حضرت ابوبکرؓ کی تعریف کرنا، غلہ کا ڈکڑنا، احسانات کا اقرار کرنا، ابواب مسجد کو بند کرنا، بیڑے شوالہ تھے جس سے حاضرین کو جتنا تھا کہ ابوبکرؓ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اہد آپ نے بہت سے واضح دلیلوں اور طریقوں سے ظاہر ثابت فرمادیا کہ آپ ابوبکرؓ سے کہاں تک محبت و انس رکھتے ہیں اور آپ کے بعد امت کا مقتدا اور پیشوا کون ہوں گے۔ حسن کا قول یہ ہے کہ اس تلفظ سے آپ کی مراد یہ تھی کہ آپ کے بعد کون مسلمانوں کا خلیفہ ہوگا (۲۱۷)۔

قاسم بن حوکل کی روایت ہے کہ اگر حضرت عمرؓ کا وہ قول نہ ہوتا جو انھوں نے وفات کے وقت کہا تھا تو مسلمان اس بات میں شک بھی نہ کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو خلیفہ نہیں بنایا تھا کیونکہ حضرت عمرؓ نے وفات کے

(۲۱۴) طبقات ابن سعد، جلد ۱، ص ۲۲۸۔ یہ وحی غریبہ کی جیسا مثال ہے۔

(۲۱۵) انساب الاشراف، جلد ۱، ص ۵۶۱۔

(۲۱۶) ریشہ ابن ہشام، جلد ۱، ص ۵۵۳۔ (۲۱۷) البیاض والنوباء، جلد ۱، ص ۲۲۴۔

حضرت ابوبکر و دیگر فرماتے ہیں، اباہا الخائف علی رسلک  
اے قسم کھاتے والے! ذرا سہولت کے کام لو لیکن حضرت عمر کہاں سننے والے  
تھے، اب حضرت ابوبکر ان کو چھوڑ کر سیدھے منبر پر جاتے ہیں لوگوں نے جب  
آپ کو منبر پر کھڑا دیکھا تو حضرت عمر کو چھوڑ کر آپ کی طرف چلے آئے اور آپکے  
پاس جمع ہو گئے (۲۱۹)۔

حضرت ابوبکر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔

اما بعد! من کان منکم یبعد اللہ فان اللہ حی لا یموت قال اللہ  
ومن کان منکم یبعد اللہ فان اللہ حی لا یموت قال اللہ  
تعالیٰ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ  
اَفَاَنْتَ قَاتٌ اَوْ قَتِلٌ اَلْقَلْبُیْشَةُ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ وَمَنْ یَّقْلِبْ  
عَلٰی عَقِبَیْہِ فَلَنْ یَضُرَّ اللّٰہُ شَیْئًا وَسَیَجْزِی اللّٰہُ الشَّاکِرِیْنَ  
اِنَّکَ مَدِیْتُ وَاَلْھَمْ مَدِیْتُوْنَ۔ وَمَا جَعَلْنَا الْبَشَرِیْنَ قَبْلِکَ  
اَلْخُلَکَ اَفَاَنْتَ قَاتٌ فَھُمُ الْخَالِدُوْنَ، کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ  
اَلْمَوْتِ ثُمَّ اِلَیْنَا رُجُوعٌ۔ (۲۲۰)۔

اما بعد! تم میں جو کوئی خدا کو پوجا کرتا تو خود وفات پا گئے اور جو کوئی اللہ کی  
پوجا کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ زندہ ہے کبھی مرنے والا نہیں ہے اللہ تعالیٰ  
خود قرآن میں فرماتا ہے وہاں محمد سے الشاکرین تک اور انک  
مدیت، وما جعلنا اور کل نفس ذائقة الموت یہ آیات  
موت کو کیس اب لوگ ہوش میں آتے ہیں اور رونے لگتے ہیں۔  
حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ لکان الناس لم یعلموا

لَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ  
شَهِيدًا اداوی آیت تھی اور اس کے دوسرے میرا خیال تھا کہ آپ اپنی امت  
میں زندہ رہیں گے تا آنکہ آپ ان کے آخری اعمال و کچھیں اور ان کو گواہوں  
اور اگر آپ وفات پا جاتے ہیں تو پھر آپ کس طرح گواہی دے سکیں گے (۲۲۰)۔  
چنانچہ عمر اپنی تلواریں نکال کر گھڑے پہنتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں کسی کو یہ کہتے  
ہوئے نہ سنیں کہ آپ وفات پا چکے ہیں ورنہ اس کی گردن تلواریں سے قلم کر  
دو لگا۔ صحابہ یہ سن کر خوفزدہ ہوئے ابوبکر کی تلاش ہوتی ہے۔ آپ  
آتے ہیں لوگ ویکھ کر آپ کی طرف دوڑ پڑتے ہیں لیکن بغیر تکلم کے رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسے مبارک میں چلے جاتے ہیں چہرہ مبارک  
سے چادر اٹھائی اور سونگھا اور بوسہ دیا پھر آپ کے چہرہ مبارک کو پیاد  
سے دھوک دیتے ہیں۔ "ہاں انت وامی طہت حیا و میتا والذی  
نفسی بییدہ لا اذ یفک الموتین۔ آپ پر میرے ماں باپ قربان  
ہوں۔ حیات اور موت دونوں ہی میں آپ پاک رہے اور جو موت اللہ تعالیٰ  
نے آپ کے لئے مقدّر کی تھی وہ آگئی اس کے بعد آپ موت کی تکلیف کبھی نہ اٹھائیں  
گے (۲۲۱)۔" باہر تشریف لاتے ہیں مسجد میں حضرت عمر تقریر کر رہے تھے۔ واللہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی ہے بلکہ اپنے رب سے  
ملنے گئے ہیں جس طرح حضرت موسیٰ کوہ طور پر اپنے رب سے ملنے گئے تھے اور  
چالیس روز تک غائب رہے تھے۔ واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ آپ  
آکر تم لوگوں کے ہاتھ پاؤں قطع کریں گے اور اس وقت تک فوت نہ ہوں گے  
جب تک منافقین سے قتال کا حکم نہ فرمادیں (۲۲۱)۔

(۲۱۹) ابن ابی شامہ، جلد ۳، ص ۲۵۳۔ (۲۲۰) بخاری، جلد ۱، ص ۴۳۰۔ (۲۲۱) ابن ابی شامہ، جلد ۳، ص ۲۵۳۔

سیرت ابنی شامہ، جلد ۳، ص ۲۵۶۔

(۲۲۱) ابن ابی شامہ، جلد ۳، ص ۲۵۳۔ (۲۲۲) بخاری، جلد ۱، ص ۴۳۰۔ (۲۲۳) ابن ابی شامہ، جلد ۳، ص ۲۵۳۔

(۲۲۴) ابن ابی شامہ، جلد ۳، ص ۲۵۳۔ (۲۲۵) بخاری، جلد ۱، ص ۴۳۰۔ (۲۲۶) ابن ابی شامہ، جلد ۳، ص ۲۵۳۔

کردہ نبی کی تائید اور تصدیق مفصل اور مکمل طور سے دلائل کے ذریعہ کہہ لوگوں کو لاجواب کر دیتا ہے۔ وہ فصیح و بلیغ اور مقبول طرز خطابت کا حامل ہوتا ہے۔

## یوم وفات پر حضرت ابوبکر کے دیگر خطبے

آپ نے یوم وفات پر جو خطبے کیا، روایات میں مختلف الفاظ سے بیان کر گئے ہیں۔ اس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس دن آپ نے متعدد مقامات پر متعدد بار لوگوں سے خطاب کیا۔ آپ نے گھر میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام گاہ پر بھی تعزیتی کلمات کہے تھے، ایک خطبہ کا ترجمہ نقل کیا جاتا ہے جو غالباً تمام خطبات کو جامع و مانع کا بخیر ہے۔

گھر سے حضرت ابوبکر تیزی سے نکل کر ممبر پر پہنچے، لوگوں کو آواز دی اور ان کو بیٹھ جانے کا حکم دیا، لوگوں کے بیٹھنے کے بعد حمد و ثنا اور شہادت کے بعد فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ آپ کی وفات کی اطلاع آپ کے حیات میں دے چکے تھے اور تم سب لوگوں کی موت کی بھی پہلے خبر دے چکے ہیں یہاں تک کہ روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی باقی نہ رہے گا۔ ارشاد دہانی تعالیٰ ہے وما محمد الا رسول سے الشاکرین تک تلاوت فرمایا: اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَيِّتُونَ، كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ، كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَ يَتَّبِعُ وَجْهَ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ، ان آیات کے بعد فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حیات اور زندگی دی اور آپ کو اس وقت تک باقی رکھا یہاں تک کہ آپ نے اللہ کے دین کو قائم کیا، اللہ کے امر کو نافذ کیا اور اللہ تعالیٰ کی رسالت کو پہنچایا اور اللہ کے دشمنوں سے جہاد کیا اور وفات تک اسی طریقہ قائم رہے اور تم لوگوں کو بھی اسی طریقہ پر چھوڑا اور اب کوئی ہلاک ہوئے والا واپس نہ آئے گا اور نور کے آجانے کے بعد ہی ہلاک ہوگا۔

ان الله انزل هذه الآية حتى تلاها ابو بكر فتلحقها منه الناس كلهم فما سمع بشرا من الناس الا يتلوها۔ واللہ اکبر! لوگ جاتے ہیں نہیں تھے کہ بیٹھ کر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائی ہیں یہاں تک کہ حضرت ابوبکر نے اس کی تلاوت کی اور تمام لوگوں نے ان آیات کو ان سے اخذ کیا۔ لوگوں میں سے کسی کو یمن نے نہیں سنا مگر ان آیات کی تلاوت کر رہا تھا۔ مدینہ کی گلی کوچوں میں ان آیات کی تلاوت ہونے لگی اور ہر شخص کے زبان پر ان آیات کا ورد تھا حضرت عمر کے پاؤں سے زمیں نکل گئی۔ ان عمر قال واللہ ما هو الا ان سمعت ابا بكر تلاها فعمرت حتى ما نقلني رجلا حتى اھويت الى الارض حين سمعته تلاها ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد مات۔ واللہ جب میرے ابوبکر نے ان آیات کو تلاوت کرتے سنا تو میری زندگی زود اور دیرت زود ہوا اور میں اپنے پاؤں پر کھڑا نہ رہ سکا اور فوراً بیٹھ گیا جب میں نے سنا کہ ابوبکر اس کی تلاوت کر رہے ہیں کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں (۲۲۱)۔

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے بعد پہلا سخن منقول تھا۔ لیکن حضرت ابوبکر نے نہایت جرات اور استقلال و مزم کا ثبوت دیا اور سچے سچے آپ کی وفات کی تصدیق کی اور دوسروں کو دلائل کے ذریعہ لاجواب کر کے ان سے وفات کی تصدیق کروائی۔ اور امت کو اختصار سے محفوظ رکھا اور یہ ایسا اختلاف اور انتشار رہتا کہ جس کے بعد امت کبھی بھی متفق نہ ہوئی اور دشمنان اسلام نہایت آسانی سے اسلام کا شیرازہ بکھیر دیتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے صدیق کے ذریعہ امت کو متحد رکھا اور صدیق کا بچہ فریضہ ہوتا ہے



کے بعد جو سب سے قریب تر ہیں وہ غسل دیں گے۔

آپ کہاں دفن کئے جائیں گے، اے صاحب رسول اللہ، فرمایا اسی جگہ دفن کئے جائیں گے جہاں آپ کا انتقال ہوا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی قبض روح اس مقام پر کرتے ہیں جو انکو پسند ہو (۲۲۲)۔  
مقام دفن بھی اختلاف نہایت پیچیدہ صورت اختیار کر گیا تھا۔ اہل مکہ کا خیال تھا کہ آپ کو مکہ میں دفن کریں گے کیونکہ وہ آپ کی جائے ولادت اور آبائی وطن ہے اور اہل مدینہ نے کہا کہ مدینہ میں دفن ہوں گے کیوں یہ آپ کی ہجرت کی جگہ ہے اور بعض نے خیال ظاہر کیا کہ بیت المقدس میں دفن ہو گئے کیونکہ انبیاء کا مدفون بیت المقدس ہی ہے اور یہاں سے آپ معراج پر تشریف لے گئے تھے لیکن تمام صحابہ حضرت ابوبکر کی روایت پر متفق ہو گئے اور اجماع کیا۔

”الانبياء يدفنون حيث يملئون“ (۲۲۳) انبیاء وہیں دفن کئے جاتے ہیں جہاں ان کی وفات ہوتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے: دفن حيث يقبض (۲۲۴) جہاں روح قبض کی جاتی ہے وہیں دفن بھی ہوتے ہیں۔ ترمذی کے یہ الفاظ ہیں، معاقبض اللہ نبيہ الاف الموضع الذي يحب ان يدفن فيه فدفنوه في موضع فراشه“ (۲۲۵)۔

حضرت عمر فرماتے ہیں کہ جب آپ وفات پا گئے تو صحابہ آپس میں اختلاف کرنے لگے کہ آپ کہاں دفن ہوں، حضرت ابوبکر نے کہا، مجھ

(۲۲۳) ریاض المفزہ، جلد ۱، ص ۲۲۳، الملل والنحل الشریعتی، جلد ۱، ص ۲۲۳، فقہ حنفی

ایمانی - (۲۲۴) سیرت ابن ہشام، جلد ۱، ص ۲۲۴ -

(۲۲۵) ترمذی، جلد ۱، ص ۱۲۱، کتاب الجنائز -

پس جب کہ اللہ تعالیٰ ہے تو وہ زندہ ہے کبھی اس کو موت نہیں آئے گی اور اس کی عبادت کرے، اور جب کہ اب محمد تھے اور ان کو اپنا الہ جانتے تھے قرآن کے الہ کا کہہ چکے ہیں۔

اے لوگو! متوجہ ہوا اپنے دین کو مضبوطی سے پکڑو اور اپنے رب پر یکتا کرو، بیشک اللہ تعالیٰ کا دین قائم ہے اور اس کا کلمہ باقی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی اپنے دین کا مدافع اور مددگار ہے اور اس کے اہل کو عزت دینے والا ہے۔  
کتاب اللہ مجاہد درمیان موجود ہے وہی نور اور شفا ہے اسی کتاب اللہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دی تھی اس میں حلال اور حرام موجود ہے اور اللہ نے محمد کو نبی پرانا نہیں کہ اللہ کے مخلوق میں سے گونہ ہم پر قیاد آور ہو، بیشک ہماری تلواریں کسی طرح سے سوتی ہوئی ہیں ماحال ہم نے ان کو نہیں رکھا ہے اور ان لوگوں کے خلاف ضرور جہاد کریں گے جو ہم سے خلافت ہو، حبیط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملکر جہاد کر چکے ہیں اب بھی جہاد کریں گے۔ پس کوئی شخص اپنے نفسوں کے علاوہ کسی دوسرے کا نفی نہ کرے اور پھر آپ چلے گئے (۲۲۶)۔

**مقام دفن کی تصدیق کرنا** اب تو لوگوں کا آپ کے پاس اتنا شائبہ جاتا ہے۔ آتے ہیں

اور پوچھتے ہیں - یا صاحب

رسول اللہ اہمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اے صاحب رسول اللہ کیا آپ وفات پا چکے ہیں، آپ فرماتے ہیں نعم، ان بچہ لوگوں کے کہنے کے باعث قحط خیال کیا کہ آپ کو غسل دیا جائیگا، اے صاحب رسول اللہ! لوگوں مثل دے گا غرض ان آپ کو غسل دیا جائیگا اور آپ کے لیے بیت بھی بنوایا جائیگا اور ان

انی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں نبی  
یموت الادفن حیث یقبض واوبیکرمؤمن علی ما  
جاء بہ ، مجھے نے فرمایا کہ ایک انبیاء میں کسی نبی کو وفات میں  
دی جاتی مگر اس مقام پر وہ نبی کئے جاتے ہیں جہاں ان کی روح قبض  
کی گئی ہے اور حضرت ابوبکر روایت بیان کرنے میں امین تھے (۲۲۶)۔ اور  
آپ کو اسی مقام پر دفن کیا گیا جہاں آپ پہلے رکھا ہوا تھا (۲۲۷) چونکہ  
آپ کا علمی و ثقافتی مقام اتنے بلند تھا کہ اس کے نبی نے مجھے یہ اعتراض نہیں کیا  
کہ ایک شخص کا روایت بغیر شہاد کے کیسے مان ل جائے۔ یہ شخص آپ کے فضائل  
تقدیر کرتا ہے اور آپ کے بیان کو صحیح تسلیم کرتا ہے۔ ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ  
حضرت ابوبکرؓ میں سب بڑے عالم تھے (۲۲۹)۔ وفات کے بعد فوراً ہی آپ کو  
صحابہ صاحب رسول اللہ سے مخاطب کرتے ہیں۔ یہ گو کہ اس کا اقرار تھا کہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب آپ ہی ہیں۔ اور سب سے  
زیادہ صحبت آپ ہی کو حاصل ہے اور آپ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی  
ساتھی اور دوست ہیں۔

## صلوۃ جنازہ پر اشکال اور اس کو رفع کرنا

صلوۃ جنازہ کے بہت دریافت کرتے ہیں کیا آپ کی صلوۃ جنازہ پڑھی جائیگی؟  
اور کیسے پڑھی جائے گی اور اس کا طریقہ کیا ہوگا۔ آپ نے فرمایا بغیر امام کردہ و گروہ  
جا کر صلوۃ ادا کی جائے گی۔ ایک جماعت صلوۃ ادا کر چکے تو وہ باہر آئے پھر دوسری  
جماعت جانے وہ صلوۃ ادا کر کے باہر نکلے اس طرح پہلے مرد پھر عورتیں اور بچے آپ  
کی صلوۃ ادا کریں گے (۲۳۰)۔

(۲۲۶) تاریخ الخلفاء سیوطی، ص ۳۷ (۱۲۰۱) سیرت ابن ہشام، ج ۲، ص ۴۴۳۔

(۲۲۷) تاریخ الخلفاء سیوطی، ص ۳۷۔ (۲۳۰) راجع فی الفقہ، ج ۲، ص ۱۷۱۔

اور یہ اشکال بھی آپ ہی نے رفع کی۔ حضرت ابوبکر نہایت اطمینان اور کامل تقبی  
کے ساتھ ہر سوال کا جواب نہایت تشفی بخش طور پر دیتے ہیں۔  
سب کی تسلی ہو جاتی ہے اور سرسٹیم ختم کرتے ہیں اور اپنے کم علمی کا بے  
اعتبار اقرار کرتے ہیں۔

خود سے دیکھا جائے تو آپ کے بعد حضرت ابوبکر کے پاس خود بخود  
بہتر اختیار ہی طور سے لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ سب کی نظریں آپ ہی پر  
پڑتی ہیں اور منتظر ہوتے ہیں کہ آپ کیا جواب دیتے ہیں اور اسی اشکال کو  
کیسے رفع کرتے ہیں آپ ہر اشکال کا نہایت کامیابی، جرأت اور استقلال سے  
اطمینان بخش طریقے سے حل بیان فرما دیتے ہیں سب مطمئن ہو جاتے ہیں اور  
پیش آمدہ اشکال کے رفع پر اجماع کرتے ہیں حضرت ابوبکر کے اس حزم و عمل  
سے بجا طور سے یہ توقع کی جاسکتی تھی کہ آئندہ خلافت کا اہم مسئلہ بھی آپ  
حل فرمائیں گے اور یہی وجہ تھی کہ جب سقیفہ بنی ساعدہ میں الفساک اجتماع ہوتا  
ہے تو آپ ہی کے پاس لوگ دوڑتے ہوئے آتے ہیں کہ اگر آج یہ اختلاف  
نہ مٹایا گیا تو امت کہیں متحد نہ ہو سکے گی اور یہ خبر دینے والے بھی الفساک  
تھے، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس وقت بھی ابوبکر کی ذات ہی فیصلہ دیں گے  
اور وہ فیصلہ سب کو متفقہ طور پر منظور ہوگا۔ اور صحابہ کا اجماع ہو جائیگا۔  
صدقہ کے بھی فرائض ہو ستم ہیں اور لوگ ان سے نبی کے بعد بجا طور سے توقعات  
والستہ کہنے ہوئے ہیں جن کو وہ حل کرتا ہے اور امت کو مختصر سے نہایت  
مردگی سے باہر نکال لیتا ہے۔

## الْبَابُ الرَّابِعُ

عن رسول اللہ ﷺ فی وصال کیو تونیا اسلام کی حالت

”فانہ قد ظہر فی جبال تھامہ داعیۃ خفی امرہ قلیل  
شیعته قد وثرته العرب۔“ (۲) جبال تھامہ میں ایک وادی کا ٹھہور  
ہوا ہے اس کا معاملہ پوشیدہ ہے۔ اس کا گردہ قلیل ہے اور عرب نے  
اس سے کنارہ کشی کی ہے۔ یہ کسریٰ پرین کے عہد حکومت کے ۱۹ سال  
بعد کا واقعہ ہے (۳)۔ صناعمین کا یہ تخت تھا۔ بین کا ایک ضلع تھامہ تھا  
اور اس کی شمالی حد مکہ کے قریب پہنچتی تھی اور جنوبی حد یمن کے پائے تخت صناعمین  
سے کوئی ساڑھے تین سو میل کے فاصلے پر ختم ہوتی تھی (۴)۔ شیعہ میں جب آپ  
نے مکہ انوں کو غلط دیکھے اس وقت یمن کا فارسی گورنر باذان تھا (۵) اور شیعہ  
میں مسلمان ہوا (۶)۔

بحرین کا اطلاق طیلج فارس کا اس ساحل پر ہوتا تھا جو عراق کے ٹینا  
سے موجودہ ریاست قطر کے جنوب مشرقی کھمبہ جھیل ہوئی تھی اور اس کے شمال  
شہر یہ تھے، بحر، خط، مشرق میں جواہر، ساحلی شہر قطیف، آراء، بینوہ،  
زارا، اسلمہ، جزیرہ دارین، غاباہ، مشرق (۷)، جو حضرت ابوبکر کے دور خلافت  
میں کذابین مرتدین اور منافقین کو مکہ کے گھر تھے (۸)۔

بنی قیس نے ایک مرتبہ باذان کے بھیجے ہوئے ملک کو جو ضرور پرورین کے  
پاس بھیجا جا رہا تھا لوٹ لیا۔ پرورین نے ایک شخص جس کو عرب الملح کے نام  
سے یاد کرتے ہیں، بنی قیس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور اس نے ان لوگوں  
کے جنہوں نے غارت گری کی تھی ٹھٹھے اُتارے اور یہ لوگ مکہ کے قیدی بن کر  
حضرت والی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ یمن تک قید رہے۔ یہ وادی

ظہور اسلام کے وقت جزیرہ مغرب شمال اور جنوباً دو بڑے حصوں میں  
بٹا ہوا تھا اور یمن بڑی طاقتوں فارس، روم اور حبشہ کے درمیان واقع تھا  
اور سیریاقت کا غلبہ ہوتا وہ اس جزیرہ کے کل یا بعض پر قابض ہو جاتا  
اور دوسری طاقت کو وہاں سے نکال باہر کر دیتا لیکن خود مغرب یا شیعہ  
میں آزادی کے جذبات کا فرما تھے۔ کسی کے ماتحت رہنا انکو برداشت  
نہ تھا اور جب بھی عرب موقع پاتے ان غالب طاقتوں سے خود کو آزاد کر کے  
دم لیتے، یہی وجہ تھی کہ تاریخ میں عرب اور اہل ایران کے مابین متعدد طوفانوں  
کا پتہ چلتا ہے۔ ان آزادی پسندوں کے تحریکوں سے بچنے اور ان کو کچلنے کے  
لئے فارس اور روم نے دو عرب ریاستیں قائم کیں تھیں امدان کو داخلی فز  
مختاری حاصل تھی۔ شام عرب پر یمن کے حدود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
وقت بقاء اور حبشہ سے تھے، رومیوں کی حکومت تھی اور باقی جزیرہ عرب  
پر اہل فارس اپنے اقتدار کا دعویٰ کرتے تھے۔

”وقد تملك فی القديم من الفرس علی مواضع متفرقة  
من ارض العرب مئۃ عشر موزاناً۔“ (۱۱)۔ اہل فارس نے عرب  
کے مختلف حصوں پر ۱۶ موزان یعنی فوجی گورنر مقرر کر دیے تھے۔ یمن پر کسریٰ  
پرین کا عامل باذان اپنی حکومت کو آپ کی بعثت کی الطوائف النافذہ میں دیتا ہے۔

(۲) تاریخ ملوک الارض، ص ۱۱۱۔ (۳) تاریخ ملوک الارض، ص ۱۱۱۔ (۴) تاریخ العرب قبل  
اصطلاحی، لیدن، ص ۱۱۳۔ (۵) طبری جلد ۲، ص ۱۱۱۔ (۶) تاریخ العرب قبل  
اصطلاحی، جلد ۲، ص ۱۱۳۔ (۷) معجم البلدان یا قوت جلد ۲، ص ۴۳۔  
مسکک الملک ابن خرداد بہ ص ۱۵۲۔ (۸) تاریخ الملوک الارض، ص ۱۱۹، ۱۲۵۔

بحرین اور عمان کا یہ نام اور یمن تک خسرو پرویز کی جانب سے والی تھا عراق  
عرب پر بھی حکمران تھان تھان تھان تھا۔ ۹۵ھ اور ۹۶ھ کے درمیان  
کسی وقت خسرو پرویز نے اسے قید کر دیا اور قید خانے کے باہر  
کو اسکی ریاست دے دی اور اس کے گھرانے کے لئے ایک ایرانی انسپکٹر  
مقرر کیا (۹۷)۔

عراق عرب میں یمن سے حدود شام اور روم تک کے اہل شامل تھے (۹۷)۔  
شمالی عرب یعنی شام عرب پر شاہ روم کی جانب سے ۹۵ھ میں مذہب  
حارث غسانی حکمران تھا (۱۱۷)۔ ۹۵ھ میں خسرو پرویز نے قتل کے خلاف  
جنگ شروع کی۔ ایرانی سپہ سالاروں نے ایشیائے کوچک میں فتوحات  
حاصل کیں، الرمز، الفکیہ اور دمشق پر قبضہ کر دیا یہ عظیم کوشش کے ملک  
مقدس کو اپنے ساتھ اٹھا کر لے گیا اس طرح ۹۵ھ میں خسرو پرویز نے فضائی  
حکومت قائم کر دی (۱۱۲) اس طرح پورا عرب رومیوں اور ایرانیوں میں بٹا  
ہوا تھا۔

عرب کے بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جاز بھی ایرانیوں کے ماتحت  
تھا رہتا تھا یمن دنیا کا ان عظیم طاقتوں کے آپس میں طوفان جنگوں کا وجہ سے  
جاز قبائلی مرکز بن چکا تھا۔ قریش مکہ دونوں عظیم طاقتوں کے مابین ایک  
پل کا کردار ادا کر رہے تھے۔ مشرقی تجارتی مال مغرب کی بندرگاہوں تک  
مکہ کے راستہ پہنچتا، اسی طرح رومیوں کے سامنے اموال تجارت قریش  
ہی کے قافلے مکہ لاتے اور پھر ان بندرگاہوں تک پہنچتے تھے جن پر خرق  
کے تاجیر آکر تھے (۱۱۳)۔ اس طرح جاز نے ایک آزاد اور خود مختار حیثیت

(۱۱۴) تاریخ الملوک الاصل ص ۱۱۹-۱۲۵۔

(۹۷) ایران بعد سامانیان، ان کے کوشش سین، ص ۹۰۔ ترجمہ اقبال، (۱۰۱) تاریخ طبرستان  
ص ۹۰۔ اصفی لاطول، ص ۱۶۴ (اردو) (۱۱۲) تاریخ العرب قبل الاسلام، ج ۱، ص ۱۳۴۔

(۱۱۳) ایران بعد سامانیان، ان کے کوشش سین، ص ۹۰۔ (۱۱۴) ارباب غزوہ، انگریزی ص ۱۸۲۔

مکمل کر لیں۔ قرآن میں اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ۱۰۰ لایلاف قریش  
ایلافہم ریحلة الشتاء والصيف ۱۰۰ (۱۱۳)۔ جو قریشیوں  
پر لگے ہیں یعنی جائے اور گری کے سفر کے جو کہ جس میں اس طرح شام اور یمن  
سے قریشیوں کے تجارتی معاہدات تھے یمن سے اموال تجارت لاکر شام پہنچاتے  
اور شام سے یمن پہنچاتے تھے۔ آیت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ان تجارت  
میں تمام مکہ والے شریک ہو کر تھے اور ان قافلوں میں پورے اہل مکہ  
سامان ہوتا تھا۔ (۱۱۵)۔ وَهَذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ میں اسکی طرف اشارہ  
ہے۔ مکہ کو اللہ تعالیٰ نے امن والا خود مختار شہر بنا دیا ہے اور باقی پورا جزیرہ  
عرب کسری ایران کے ماتحت تھا۔

نہام بن منذر والی حیرہ کے قتل کے بعد خسرو پرویز نے  
واقعہ فی قار | ان کے ہتھیاروں کا ہائی ہر مسعود شیبانی سے مطالبہ  
کیا۔ ابانی نے ان کا ایک ایک حصہ سے قبائلی عرب اور خسرو پرویز کے مابین مقام ذی قار  
پر مقابلہ ہوا، قبائل نے آپس میں کہا کہ انہما کے شہکار کو لازم کو بکرا دو اور  
یا تمھارے بکرا نہ لگے۔ جیوش کسری کو شکست فاش دی اور بہترین کو قتل کر  
ڈالا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا: الیوم اول  
یوم انتصفت فیہ العرب من العجم ولی نصرنا۔ آج پہلا دن  
ہے کہ عرب پیچھے سے بدر لیا اور یہی میری آج ہے اس کو ان کا میاں ہوئی۔ اس  
واقعہ کے سن میں اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ ہجرت کے بعد جیسا کہ الفاظ  
بتا رہے ہیں اور بعض نے کہا ہے جب آپ کی عمر شریف چالیس برس کی ہوئی۔

(۱۱۴) قرآن، سورۃ المائد آیت ۱۱، ص ۳۰۔ (۱۱۵) تاریخ الاسلامی والحضارہ  
الاسلامیہ، سنی، ص ۵۳، ۵۴، ۱۸ تاریخ العرب قبل الاسلام، ج ۱، ص ۱۳۴۔  
ص ۱۹۰، مواد علی۔



سے یمن کے حدود مجاز تک وسیع تھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کسری ایران پر یز کے نام خط روانہ کیا تھا تو پرویز نہایت عقارت آمیز لہجہ میں کہتا ہے کہ مرا غلام ہو کر مجھے لہو لکھتا ہے۔ نامہ مہلک چاکل کرتا ہے اور میں کے گورنر بڑا ذی انکم دیتا ہے کہ مجاز کے مدعی بنو تکریم سے پاس بھیج دو۔ یہ دو آدمی مدینہ و انکار کیجئے دونوں طائف کے راستہ مکہ پہنچتے ہیں۔ اہل مکہ کو جب اس کا علم ہوتا ہے چار ارکان ایمنوں کی آمد کی خبر من معلوم کر کے خوش ہوتے ہیں کہ ایک کسری ایران ایسے نزدیک منستے تھیں تاکہ اب وہ ان کی خوب جھڑپی گئے اور مدینہ تک راستہ ان کو تھکتے ہیں۔ یہ فرستادہ آپ کے پاس اگر نہایت دلیری اور مینا کا ہے آپ سے غالب ہوتے ہیں کہ تم کسری نے طلب کیا ہے۔ اگر اس کے حکم کی تعمیل نہ کرو گے تو کسری ایران تم کو مار دیتا ہے تو تم کو برباد کر دے ایک اور اگر چپ چاپ چلو گے ہم بھی تہدای سفارش کر کے آپ کی جان بخشی کر دیں گے (۲۲) اور غالباً چالیس دو تھی کہ اہل روم سے آپ کی سختی نکلیں ہوئی تھی وہ رومیوں کے سرور کے اللہ جاکر واقع ہوئی تھی جبکہ مجاز رومیوں کے سرحد سے بالکل متصل تھا اور اس کے سرحدت ترکہ کی جانب سے موت، بقاء، سے ملنے تھے اس کے ترکہ شاہ ناک دور دراز علاقوں میں ہوتے ہوئے اس کے احکامات صادر کرتا ہے اور میں کا گورنر تعمیل کرتا ہے۔ ان تصریحات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مجاز جب کہ ایک خود مختار قلعہ ارض تھا تو وہی و استو میں اس کے حدود و ریاست میں شامل تھے لہذا کہ یہاں کی آزادی سلب کرنا چاہتا تھا اور یہی حال تہامک تھا اور حضرت احقان، منسار، بخران اور عسیر میں کے خاص ٹکڑے شمار ہوتے تھے (۲۳)۔ بخران کا ایک وفد شہر میں آپ کو خدمت میں حاضر ہوا تھا جس کا قائد قرآن میں موجود ہے اس

(۲۲) جری جلد ۳، ص ۹۰۔ تاریخ ابن خلدون، جلد ۱، ص ۱۳۷، کراچی پبلیشرز

۱۵۱۱، ارض القرآن، جلد ۱، ص ۹۳۔

میں مسند و عاقب دوسرا تھے جو آپ کے ساتھ مبارک کرنے آئے تھے لیکن بعد میں ان کی رائے بدل گئی، بغیر اسلام لائے ہوئی واپس لوٹ گئے (۲۴)۔ **حجۃ الوداع** کے بعد یمن میں اسود عسری نے بنو تکریم کا دعویٰ کیا اس سرور کا نام ذوالخفار عبداللہ بن کعب تھا۔ قبیلہ مذحج نے اس کا ساتھ دیا۔ بخران کا بھی رنگ بدل گیا اور اس نے حضرت مسند سے طائف تک اپنا رخ پھیل لیا تھا (۲۵)۔ بنو عامر کا ایک وفد شہر میں حاضر ہوا تھا اور انھوں نے بیات طے کی تھی کہ عامر بن قیس کی سرکردگی میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا تھا اور انھوں نے بیات طے کی تھی کہ عامر بن قیس آپ کو باقوں میں بغول کر کے اریدہ موقعہ پاکر آپ پر غرار سے وار کر گیا لیکن اریدہ پر ایسی دہشت طاری ہوئی کہ عامر کے اشارہ کرنے پر بھی ہاتھ نہ اٹھا سکا اور دونوں واپس چلے گئے۔ عامر بن قیس سے جب اسلام کی بابت کہا گیا تو جواب میں کہتا ہے کہ میں نے قسم کھالی ہے کہ جب تک سارا عرب میرا مصلحت نہ ہوگا تو یمن سے نہیں پیشتر گا۔ پھر میں تیش کے ایسے شخص کی پیروی کیے کہ کشت ہوں۔ واپسی پر طاعون سے راستہ ہی میں ایک عورت کے گورنگی ادب جب اپنے قیظ میں پہنچا تو لوگوں نے حالت پر پوچھے اس نے بغایت عقارت آمیز لاف دیا میں آپ کا ذکر کیا کہ یہ شخص کسی شہر کی عبادت کا کام کو دعوت دیتا ہے اگر سب سے پاس یہاں ہوتوں اس کو تیروں کا نشانہ بنا دوں، لیکن خود ہی بھلی گرتے سے جل کر بسم ہو گیا۔ (۲۶)

صحنہ یمن کا مشہور قبیلہ تھا یہ لوگ کفر میں اس قدر شدید تھے کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آنا چاہتے تھے ان کی راہ میں رکاوٹیں ڈالتے تھے۔ قبیلہ عبد القیس کا ایک وفد آپ کی خدمت میں

(۲۴) بخاری جلد ۱، ص ۳۲۹۔ فتوح البلدان، بخاری، ص ۱۸۵، بیروت (۲۵) تاریخ بخاری

جلد ۳، ص ۱۹۹، مالک جلد ۲ (۲۶) تاریخ بخاری، جلد ۱، ص ۱۴۵، القاہرہ۔

حاضر ہوا تو عرض کیا ہم لوگ قبیلہ بنیہ سے تعلق رکھتے ہیں ہمارے اور آپ کے درمیان سوز کے کارہا مل ہیں (۲۹) اور ان کی تشدد و بیعت کے وجہ سے ایک مرتبہ آپ نے انھیں حق میں بد دعا بھی کی تھی (۳۰)۔

۵ و س، یہ بھی مین کا قبیلہ ہے رسولؐ میں طفیل بن عرالدوس خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ قبیلہ دوس کے لوگ آپ کی احکامات قبول نہیں کرتے اور سرکشی پر تکیہ کرتے ہوئے ہیں۔ آپ ان کے حق میں بد دعا کرنے لگے لیکن آپ نے فرمایا اسے اڑا تو دوس کو ہدایت دے اور ان کو مسلمان بنا (۳۱)۔

حضرت موتہؓ اور حماد اور علقمہ میں اہل حضرت موتہ نے بھی کافی حصہ لیا تھا ان کو آپ کی ذات سے اس درجہ رشتہ و نفرت تھی کہ جب بنو عاص بن عوف کے ایک شخص کے ذریعہ آپ کی وفات کی خبر پہنچی تو یہاں کی عورتوں نے باقاعدہ جشن منایا، عقول پر مہندی لگا دی اور دفن بجائے۔ یہ عورتیں پہلے آپ کی موت کی دعائیں مانگتی تھیں ان کی تعداد بیشمار ہے لگ بھگ تھی اور حضرت موتہ کے مختلف حصوں میں شہداء قبریم، مشطہ، الغیر اور شندہ وغیرہ میں پھیل ہوئی تھیں (۳۲) یہ یہاں کی عورتوں کا حال تھا تو روئے کی کیا کیفیت ہوگی۔

یہاں وہ ظہور اسلام کے وقت قبیلہ بنو حنیفہ کا مسکن تھا جو بکر بن وائل کی ایک شاخ تھی۔ یہاں کے مشرق میں بحرین، مغرب میں یمن اور حجاز اور جنوب میں نجد کی سرزمین ہے۔ حجر یہاں کا صدر مقام تھا اور ایرانی فوجی گورنر زبان یہاں رہا کرتا تھا (۳۳) ان کے بادشاہ کا نام ابو ہزیم بن علی تھا جسے کسری نے ۵۳۰ء بنایا تھا (۳۴) اور ذوالنجا کے لقب سے مشہور تھا (۳۵)۔

(۲۹) بخاری جلد ۱، ص ۶۲۶۔ (۳۰) عقدا الفیہ جلد ۲، ص ۲۶۷۔ (۳۱) بخاری جلد ۱، ص ۶۲۶۔ (۳۲) کنز البیہ جلد ۱، ص ۱۸۴۔ (۳۳) فتوح البلدان، ص ۱۸۵۔ (۳۴) تاریخ ابن خلدون، جلد ۱، ص ۲۲۲۔ (۳۵) عقدا الفیہ جلد ۲، ص ۲۶۷۔

رسول اللہؐ نے اڑھائیس برس تک اس کو قادم کے ذریعہ اسلام کی تبلیغ کی اس کے جواب میں اس نے لکھا کہ اگر آپ کے عہد میں محسوست کے والی نبول تو میں آپ کی مدد کرے گا تو تیار ہوں آپ نے جواب میں فرمایا: لا، ولا کرامة اللہم اکفنیہ فمات بعد قليل (۳۶)۔ اور اس کے مرنے کے بعد ذوالنجا کا عہدہ عثمان کے لقیط بن مالک الازدی کو حاصل ہوا جو کہ مدعی نبوت بھی کر رہا تھا کی طرف تھا (۳۷)۔ بنو حنیفہ کا ایک سردار شمار بن ثمال تھا جو کہ صلح حدیبیہ سے قبل مسلمان ہوا تھا اور آخر تک اسلام پر قائم رہا (۳۸) اسی قبیلہ کا ایک شخص مسیہ کذاب بھی تھا جس نے دعویٰ نبوت کیا تھا اور حضرت ابو بکر کے دور خلافت میں مارا گیا (۳۹)۔

حجرات، یہاں جلدی بن الحسین کا خاندان کسری ایران کی طرف سے حکمران نامزد ہوا تھا اور سرق دیا اور صدارت عشر جلدی بن مستحجر ہی لیا گیا تھا (۴۰) اسی جلدی کے دور میں یثرب کو رسول اللہؐ نے فتح کیا اور اسلام نے خط لکھا تھا جس پر یہ مسلمان ہو گئے اور آخر تک اسلام پر قائم رہے (۴۱) غالباً ان کے اسلام لانے کی وجہ سے کسری ایران نے لقیط بن مالک الازدی کو ابو ہزیم بن علی کے بعد ذوالنجا کے خطاب سے فخر ازا جو مدعی نبوت ہو کر دبا کی طرف بھاگا تھا کیونکہ اس کا خاندان زمانہ جاہلیت میں عمان کا حاکم تھا اور ظہور اسلام کے وقت جلدی کے خاندان میں حکومت تھی (۴۲)۔

قبیلہ عبد القیس اور بنیہ کے بعض شاخیں یہاں آباد تھیں۔ ایران کے علاردی میں داخل تھا۔ مشرق میں یہاں کا حاکم مسند بن سادی تھا جو اپنی تمام عرب رعایا کے ساتھ رسول اللہؐ کے

بحرین

(۳۶) فتح البلدان، ص ۱۸۵۔ (۳۷) التبیہ جلد ۱، ص ۱۸۵۔ (۳۸) فتوح البلدان، ص ۱۸۵۔ (۳۹) تاریخ ابن خلدون، جلد ۱، ص ۲۲۲۔ (۴۰) فتوح البلدان، ص ۱۸۵۔ (۴۱) تاریخ ابن خلدون، جلد ۱، ص ۲۲۲۔ (۴۲) تاریخ ابن خلدون، جلد ۱، ص ۲۲۲۔



علیہ وسلم کے مکتوب گرامی کے پہلے کے بعد مسلمان ہو گیا تھا (۳۳)۔ بحرین میں  
 باجموں نے حبیب مسلمانوں کے غلوں غلوں بن دیکر تو ایران کی کاسانی  
 حکومت نے ان لوگوں کی بھری پشت پناہی کی اور لگ بھگ کراچی مدینہ (۳۴)۔  
 نجد ظہور اسلام کے وقت میں غلوں کا قید آباد تھا جس کی  
 تاویب کے لئے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے  
 ساتھ وہیں تشریف لے گئے تھے اس غزوہ کو خاتہ الرقاع کہتے ہیں۔ نجد کے  
 مغربی حصہ پر ہوازن اور سلیم کا بعض تھے قیدہ سلیم کی ایک شاخ بھی آباد تھی (۳۵)  
 قبل اسلام کندہ کے نام سے ایک چھوٹی عربی ریاست قائم تھی جو ستارہ یعنی  
 غلوں حیرہ کی ہمسایہ کا دیو یا رہتی۔ نوشیروان کے باپ قباد نے حبیب مزدکی  
 مذہب اختیار کیا تو ستارہ کے مقابلہ میں کسری فارس کی خوشنوی حاصل  
 کرنے کے لئے انھوں نے بھی مزدکی مذہب اختیار کیا لیکن نوشیروان نے  
 مزدکی مذہب کا جب خاتمہ کیا تو اس کی زد میں یہ لوگ بھی آ گئے (۳۶)۔

## نجد

## بنو تمیم

کسری پرورد نے مکہ کو بنو تمیم کی سرکوبی کے لئے جبکہ انھوں  
 نے ہوازن کے بھیجے ہوئے ملک کو لوٹا تو روانہ کیا تھا۔  
 یہ عربوں کے تختہ انار کا تختہ پاؤں کاٹ دیا کرتے تھے  
 اسلئے عرب ان کو مکہ کے نام سے یاد کرتے تھے (۳۷)۔

اس سے واضح ہوا کہ یہ قیدہ بھی ایران کے ماتحت تھا۔ اور لکھا ایران  
 کا فوجی گورنر یہاں متعین تھا۔ سباج بنت الحارث اولاد بنی تغلب سے  
 تھی اس نے بنی تغلب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے بعد جزیرہ  
 (عراق) میں اپنی نبوت کا دعوے کیا۔ ہدیل مصلحانیت چھوڑ کر سباج کا سرپرست  
 ہو گیا اور حضرت ابوبکر سے لڑنے کے لئے اس شان سے شمالی عراق سے بنو تمیم  
 میں وارد ہوئے کہ بنو تغلب کے لوگ اس کو گھیرے ہوئے تھے اور ایک عظیم لشکر  
 کی قیادت کر رہی تھی (۵۱)۔ چونکہ تغلب نصرانی تھے لیکن سب اپنا مذہب  
 رکھ کر کیکم سباج کی نبوت کے قائل ہو گئے (۵۱)۔ یہ اس کا کین ثبوت ہے کہ سباج

(۳۳) فتح البلدان، ص ۹۵-۹۶ (۳۴) فتوح احم الحنفی اور مدینہ کبر رسالہ، ص ۱۲۳-۱۲۴ (۳۵) ابن ارض  
 القرآن، ج ۱، ص ۹۶-۹۷ (۳۶) تاریخ ملوک العرب، ص ۱۲۲-۱۲۳ (۳۷) فتوح البلدان، ص ۲۳۴-۲۳۵  
 ابن ارض القرآن، ج ۱، ص ۹۶-۹۷ (۳۸) جری جلد ۱، ص ۱۱۸-۱۱۹ (۳۹) جری جلد ۱، ص ۱۱۸-۱۱۹

(۳۸) جری جلد ۱، ص ۱۱۸-۱۱۹ (۳۹) جری جلد ۱، ص ۱۱۸-۱۱۹ (۴۰) جری جلد ۱، ص ۱۱۸-۱۱۹  
 جری جلد ۱، ص ۱۱۸-۱۱۹

اس کے بعد دوسرے موقع پر شاہ روم قیصر کا بیٹا پرویز نے اپنے دشمنوں کے خلاف مدد کا طالب بن کر اسے کہہ دیا اور اسے دوسرے والد قیصر اور بہائی شاد کو بن قیصر کو قتل کر دیا ہے۔ ان کی درخواست پر پرویز تین پہلوانوں کو بھیجا ہے لیکن مدد کے لیے قتل و غارت گری کا بازگار گرم کرتا ہے اور عمرو قسطنطنیہ تک لوٹ مار اور قتل و جاسی چاڑھتے ہیں اور صلیب جو لوہاؤں کا مذہبی نشان تھا اٹھا کر لے آتے ہیں اور قیصر کے دوست کے درخواست پر بھی اس کو واپس نہیں کرتا (۵۳)۔

شیر و بی پرویز ایک مراسلہ میں کسری پرویز سے دریافت کرتا ہے کہ آپ نے نغمان بن منذر کو قتل کر کے اور اسکے بیٹے اور خاندان کے حکومت سے محروم کر کے ان کا ملک سلطنت حیر و ایک بزرگ شخص ایس بن قیصر المانی کے سپرد کیا اور نغمان کی اس خدمت کو کافی پاس نہ کیا جسے آپ کے بزرگ ملو نہ رکھتے تھے ان کی خدمت یہ تھی کہ نغمان کے دادا نے بہرام گور کو صوبہ حکومت اسکے ہاتھ سے لے لیا تھی پناہ دی اور اس کی دستگیری کی تھی تاہم حکومت اسکے ہاتھ سے لے لی (۵۴)۔ پرویز قید کے جواب میں لکھتا ہے کہ میں نے نغمان بن منذر کو قتل کیا اور آل عرب میں مدد کی راست چھین کر ایس بن قیصر کو دے دی کیونکہ نغمان اور ان کا خاندان اہل عرب پر مسلط تھا اور ان سے کچھ جارحیت کا اشتعار کرو، مغربی حکومت ہمارے ہاتھ سے نکل کر ان کے ہاتھ جانے والی ہے اور اس ضمن میں عربوں کو خطوط بھی مل چکے تھے چنانچہ میں نے اسکو قتل کر دیا اور ایک بد حکومت سونپ دی جو اس قسم کا شعور ہی نہیں رکھتا (۵۵)۔

حکومت ایران کے حکم سے اس عظیم فوج کی قیادت کر رہی تھی اور عرب میں وفات پائی صلیب المانی علیہ السلام کے بعد اور پہلے جتنے مدعی نبوت بنے صلیب کے سب حکومت ایران کے اس ساریش کی کڑیاں تھیں جو ایران نے حکومت مدینہ کو ختم کرنے کے لئے غصہ طور سے مرتب کی تھی اور مالغین ذکوۃ، متروکین اور کلدانیوں کے سرغنہ ایران کے ایجنٹس کا کردار ادا کر رہے تھے اور یہ ایک لازمی امر ہے کہ جب پہلا جزیرہ شاہ فارس کے ماتحت تھا اور اسکے دن سے مقرر کردہ گورنر بہا بن حکمران تھے۔ اب رسول اللہ صلیب علیہ السلام کے تبلیغی خطوط کے نتیجہ میں یمن، بحرین، یمامہ، عمان، حضرموت، نجد و حجاز تبار وغیرہ پورے عرب میں اسلام کی روشنی پھیلتے ہوئے اور یہاں کے حکمران جو کسری ایران کے ماتحت تھے مسلمان ہوئے ہیں باخلاقی و دیگر کسری ایران کے خلاف بنات کرتے ہیں تو ان حالات میں اہل فارس کس طرح اور کیونکر خاموش اور سفاکانی رہ سکتے تھے۔ اہل فارس کے خلاف بنو آذنا میں ایک گورنر پرویز کے لئے رومی فوجیں اہل فارس کے خلاف بنو آذنا میں ایک رومی بہرام جوین کا (جو پرویز کا جانی دشمن اور اس سے سخت جھیننے والا تھا) کا رخ کرتا ہے اور اسے دعوت مبارزت دیتا ہے۔ بہرام جوین نکل کر اس کے سامنے آتا ہے۔ ہمدان کا ایک وار رومی اور ایک وار بہرام کرتا ہے لیکن رومی کا وار بہرام پر کوئی اثر نہ کر سکا اور بہرام نے اس ویران رومی کے سر پر وار کیا، سرکٹ کرتا اور اس کے سینہ کو پیر کی چٹائی اور دھوئے ہو کر دایں بائیں گر چکا ہے۔ کسریے پرویز اس پر خندہ خشین بند کرتا ہے۔ شیا دوس کا (جو قیصر کا بڑا کردار پرویز کی مدد کے لئے آیا تھا۔ یہ بات سخت ناگوار گزری اور کہا کہ آپ میرے ایک ساتھی جو ہزار مردوں کے برابر گنا جاتا تھا قتل ہوئے دیکھ کر ہتھکڑی لگاتے ہیں۔ مثلاً لایا آپ کو رومیوں کا قتل خوشی ملتا کرتا ہے (۵۶)۔ (۵۷) اور اگلی صفحہ پر

(۵۶) اخبار الطوال، ص ۲۰۰۔ (۵۷) اخبار الطوال ص ۲۱۹۔ (۵۸) اخبار الطوال،

ص ۲۲۱۔ (۵۹) اخبار الطوال، ص ۲۲۳۔

ایک صحابی حضرت عمرؓ کے پاس رات کے وقت حاضر ہو کر کھڑکھڑاتے ہیں حضرت عمرؓ سوتے ہوئے اٹھتے ہیں اور غزوہ بدر کو گھر سے نکلتے ہیں اور کہتے ہیں، اجاءت غسان، کیا مٹائی آگئے؟ (۵۸) اسلئے آپ نے غزوات کے بعد غزوہ موتہ بدر پر لپٹے اور اس خطرے کا جو سر وقت سر پر لٹکا رہا تھا سر پر کرنے کے لئے ایک بڑی فوج اس امر میں زید کی امامت میں تیار کی اور یہ فوج مدینہ سے روانہ بھی نہیں ہوئی تھی کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔

عنابی اور بالظہنی  
کا وقتیں تو نہ لانی  
تھیں اور حراق سے

## یہود و نصاریٰ کی سرگرمیاں

بڑا متقلب سماج بہت الحادیت کی سرگرمی میں مبتلا تھا۔ یہودیوں کے ساتھ جو عداوت اور کینہ ہے۔ یجران کے عیسائی بھی کسی سے پیچھے نہ رہتے اور یہود کے ساتھ تو کینہ ہے مسلمانوں کا مقابلہ شروع ہو چکا تھا، آپ نے یہود و نصاریٰ کے ساتھ بہتر موقع پر صلح کی اور کوشش کی کہ ان کے مخالفانہ تحریکیں سرگرمیاں ختم ہو جائیں اور اس زمانہ کے ساتھ جزیرۃ العرب میں ان کے ساتھ مل کر زندگی بسر کی جائے لیکن یہود و نصاریٰ نہ خود خاموش رہتے اور نہ دوسرے قبائل کو خاموش بیٹھنے دیتے بلکہ قبائل عرب کے پاس جا کر ان کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف آمادہ جنگ کرتے اسلئے وفات سے قبل آپ کو یقین ہو گیا تھا کہ اب اس قوم کے ساتھ ملکر رہنا ممکن نہیں ہے اور نہ جزیرۃ میں امن و امان انکی موجودگی میں قائم ہو سکتا ہے لہذا آپ نے یہ حکیمانہ فیصلہ فرمایا۔ لایحیۃ بعد ان دینان فی جزیرۃ العرب، اور دین جزیرہ عرب میں جمع نہیں کئے (۵۹)

واقعہ یہی تھا کہ اس زمانہ میں مندر کے قتل کے سبب رونما ہوا تھا اور یہاں سے مسلمان حکومت کا زوال شروع ہو کر حضرت عمرؓ کا انتقال مکمل طور سے تیار ہو گیا اور اہل فارس اسلام میں قبول کر چکے لیکن قومی حیثیت کے سبب مدینا کی جانے کے بعد بھی اپنی اس شکست کو نہ بھول سکے اور نہ ان کا مذہب انتقام بخشا ہو سکا۔ رہائے کو ایک ایرانی شاعر نے وہ لکھا ہے،

بگشت عمریشت ہز براں اجم را  
بر باد فنا داد رنگ و ریشہ جم را  
ایں عہدہ بر غناب خلافت ز علی نیست  
بالاں عمر کینہ قدیم است غم را

ان اشعار سے معلوم ہوا کہ ایرانیوں کو حضرت عمرؓ سے جو عداوت اور کینہ ہے اس کا سبب یہ ہے کہ انھوں نے فارس کو فتح کر کے ساسانی خاندان کا خاتمہ کر دیا (۶۰)۔

ادھر رومی جو شاعر ہے  
ریشہ دانیوں میں معروف  
تھے، سرگرمی دکھاتے ہیں،

## باز ظہنی شہنشاہیت

غزوہ تبوک میں اگر کوئی غیر سے مقابلہ نہ ہوا اور حربہ، ادھر، ایلہ، مقابلہ کر آپ نے یمن، عمان، اور دوسرا نجد والی اگیدہ گرفتار ہو کر آپ کے سامنے آیا گیا (۶۱) لیکن آپ کے والیہ کے بعد قریب سرگرمی دکھاتا ہے، اسلئے مسلمانوں کو ہر وقت مدینوں کے حملہ کا خوف لاحق رہتا تھا۔ مسلمانوں کا یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ

(۵۹) تاریخ ادبیات ایران، مہدی عبد، ص ۹۰۔ براؤن، وہلی، انجمن ترقی اردو سندھ، ص ۹۰۔ (۶۰) القینہ والا شریف، المعنوی، ص ۳۳، مسرت ابن ہشام، ص ۲۵۰۔ کامل ابن اثیر، ص ۱۹۱۔

(۵۸) بخاری، کتاب المغالیم، باب الغزوات، جلد ۱، ص ۳۳۔

(۵۹) سخریہ الزرقانی علی مؤلف امام مالک، ج ۴، ص ۲۳۳۔

آپ یہود و نصاریٰ کو جزیرہ العرب میں نیست و نابود بھی کر سکتے تھے اور آپ یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ یہود و نصاریٰ کو یکسر ختم کر دیا جائے اسلام اختیار کریں یا تمہارے فیملیوں کو مہیا کر آپ نے عرب قبائل کے متعلق فرمایا "اصبر ان اقاتل الناس حتی (الحديث) ۹۰) اور کسی عرب سے اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین قبول نہ فرمایا اور صاف اعلان فرمایا "وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِٗ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ يَبْزِغُ الْيَمِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ وَرَسُولُهُ ۝" اور آپ نے کسی عرب سے جزیرہ قبول نہ فرمایا لیکن یہود و نصاریٰ اور مجوس سے آپ نے جزیرہ لینا قبول کیا، مندرجہ بالا والی بھرتی نے آپ سے دریافت کیا کہ یہاں کیا ہوئے ساتھ لیا بنا دیا جائے تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا جو لوگ تبلیغ اسلام کے بعد بھی اسلام قبول نہ کریں ان سے فی کس ایک دینار سالانہ جزیرہ لیا جائے (۹۱)۔

ای حالات میں اگر جب کہ لوگ مسلمان ہوئے تھے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق قائم کر لیا تھا لیکن پورے جزیرہ نما عرب کا جو یہود، نصاریٰ، مجوس، عرب اور اہل فارس پر مشتمل تھا کیسے کسری ایران اور ساسانی حکومت سے ان کا رابطہ اور تعلق ختم ہو سکتا تھا۔ اگرچہ ان اور دیگر مقبوضات میں بغاوت ہو گئی اور انھوں نے اپنا تعلق ایران سے منقطع کر کے مدینہ سے جوڑ لیا لیکن یہاں کے اہل باشندے جو عرب شمار ہوتے تھے اور اپنا اے فرت کرتے تھے کسری ایران اور ساسانی حکومت سے مدد کے خواہنگار ہوئے تھے اور کسری نے بھی اپنے اچھی مزدوروں کے ہونگے کیونکہ جزیرہ کے عرب سردار تقریباً سبھی کسری کے ولیفہ تھے اور ایرانی دوبار میں

(۹۰) بخاری کتاب الایمان، باب فان تا برا وا قواما الصلوة، جلد ۱، ص ۸۔

(۹۱) قرآن، برات، آیت ۲۸، فتح البدر، بلوڈی، القاہرہ، ص ۹۸۔

ان کی آمد و رفت رجی تھی۔ یہاں تک کہ تھاکے عرب سردار بھی حیرت کے دوبار میں پایا کرتے تھے۔

عقد الفریض میں وفد العرب ملی کسری کے زیر عنوان بڑی تفصیل سے ان خطیفہ خواہ عرب سرداروں کو بیان کیا گیا ہے۔ عرب کے یہ خطیفہ خواہ کس طرح وفد کی شکل میں کسری ایران کے دوبار میں پایا کرتے تھے اور وہاں سے بڑے بڑے عطیات و صلوات حاصل کرتے تھے اور اسی طرح تیسروں کی طرف سے ان عربوں کو بڑی بڑی رقمیں سالانہ عطیہ کے طور پر جی تھی (۹۲)۔

## ۱۹۸ بغاوت اور ازداد کے اسباب

عام طور سے بغاوت کے تین وجہ بیان کی جاتے ہیں۔

(۱) سخت مذہب کی اخلاقی اور اجتماعی پابندیوں سے عام اغراض۔

(۲) زکوٰۃ سے بدولی۔

(۳) قبائل و سرداروں کی اپنے اقتدار میں کمی اور مدینہ کے ماتحتی سے ناگواری۔

لیکن اصل سبب وہی ساسانی حکومت کی ریشہ دوانی اور زبردستی تھا جس کے کین اسلام سے عداوت ہے چونکہ عرب انتقام بہت بڑے قوسط سے اپنے مخالفین پر دھڑکتے بھی نہیں اور رسولوں سے واقف تھے اور ایمانوں کے لئے بھی نبوت کا تصور رکھتے تھے۔ کیونکہ ان کے یہاں نزوک و مزہ پہلے نبوت کا دعویٰ کر کے ایمانوں کو تباہی کے کنارے پہنچا چکے تھے۔ ساسانی اور بازنطینی حکومتوں میں جب بھی طریشیاں ہوتی ہیں دونوں طرف سے عرب ہی جنگ میں نمایاں کردار پیش کرتے تھے اور ان کی کامیابی ان عربوں ہی پر مشقوت ہوتی تھی۔ اور اپنی صاحب اقتدار برہمن کے بنا پر جنگ کے قابل نہ تھے اور جزیرہ میں اصل اقتدار اور طاقت ان عربوں کے ہاتھ تھا اسلئے کسری ایران کو اپنے حامی عربوں اور ذلتیہ خوار سرداروں کی بغاوت پر آمادہ کرنا اور ان سے دعویٰ نبوت کرنا کوئی دشوار امر نہ تھا اور اس بغاوت کے وقت کے قلعین اعدوں نے آپ کے وفات کو قرار دیا تھا۔ چنانچہ پہلی آپ پیار پڑتے ہیں یہیں اسودوسی اور یامدہ میں مسلح جن کا متعلق مقامی باشندوں سے تھا اعلان نبوت کرتے ہیں اور غالباً بنی اسد کے قلعہ کے پاس سائش کا پیغام تاخیر سے پہنچتا ہے اسلئے اس نے جب نبوت کا اعلان کیا تو آپ رد و لہجہ سے ہرچکے تھے (۱۶۳)۔ آپ ان کو ایمان کے متعلق خواب بھی دیکھتے ہیں آپ فرماتے ہیں ان سے اسودوسی اور سیدراد ہیں اور جب آپ کے پاس آپ کے متبعین گروہ عاملوں کے طرف سے اطلاع پہنچتی ہے تو ان عاملوں کو مقابلہ کرنے کا حکم دیتے ہیں (۱۶۵) اسی دوران آپ دوبارہ

(۱۶۴) طبرک، جلد ۳، ص ۱۸۸، الطاہرہ۔

(۱۶۵) طبرک، جلد ۳، ص ۱۸۹۔

یہاں پڑتے ہیں اور آپ کے وفات پر سب احبارت بنو قریظہ میں ملحق ہے اگر مدعی نبوت بننے کا اعلان کرتے ہیں (۱۶۶) اور دیگر قبائل میں بھی آپ کے وفات کی خبر سن کر بغاوت اور ازداد کی آگ بھڑکتی ہے۔ عمان میں قلیع بن ملک الاندلسی ذوالحجہ ۱۱ھ میں نبوت ہونے کا اعلان کرتا ہے (۱۶۷) لوگ اپنے اپنے ناک و کانپے کو بھی کرسیوں کو بیٹھ گئیں مگر روکے ہوئے کرسیوں پر کرسیہ کی حکومت کے ہر قریظہ سے زیادہ سختی ہیں۔ غرض اس قسم کے مطالبات سامنے آتے ہیں۔ صاحب کایان ہے کہ عرب میں کوئی خیر اخلاقی تیزی سے نہیں پہنچتی جتنی سرعت سے آپ کے وفات کی خبر قبائل عرب میں پہنچی اور چاروں طرف سے لوگ بغاوت پر آمادہ ہوئے اگر اس بغاوت میں کسی کا ہاتھ نہ تھا اور ان قبائل کے سرداروں کا از خود دعویٰ نبوت ہوتا تو ان کے گروہ اتنا جلد اٹھ اٹھا اور قبائل اور اطراف کے عرب کیسے جمع ہو سکتے تھے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام کو دین حق کی تبلیغ اور اپنے قبائل کو دین حق کی طرف مائل کرنے میں بڑی دشواریاں پیش آتی رہی ہیں۔ پھر عربوں سے ایک وقت ایک ہی انداز کے مطالبات سامنے آئے (اگر اس میں کوئی خفیہ سازش نہ تھی) بعد از قیاس ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سازشوں کو پہلے ہی جان گئے تھے اور ان کے سرخروں کو بھی جانتے تھے۔ آپ نے غزوہ خندق کے موقع پر ہی فروغیہ خانہ کے رے برباد ہو گیا اور انکے بعد کوئی کسری نہ رہا، قیصر برباد ہو گیا اور اس کے بعد کوئی قیصر نہ رہا، ان کے غزوان کو اللہ کی راہ میں شہید کر دیے (۱۶۸) اور وفات کے کچھ قبل آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے، لاخر جن اليهود والنصارى من جزيرة العرب فلا اترك فيها الاسلام، اگر میں زندہ رہا تو میں انشاء اللہ یہی دو اور لفظ

(۱۶۶) طبرک، جلد ۳، ص ۲۴۷۔ (۱۶۷) فتوح البلدان، بلاذری، بیروت،

ص ۱۰۳۔ تاریخ ابن خلدون، نفیس اکیڈمی، جوا، ص ۲۵۰۔ (۱۶۸) بخاری، کتاب المغازی،

باب علامات النبوة، جلد ۱، ص ۵۱۱۔

کو جزیرہ عرب سے نکال باہر کروں گا اور مسلمان کے علاوہ کسی کو نہ چھوڑوں گا (۶۹)۔  
ان الفاظ سے آپ نے قیصر و کسری اور یہود و نصاریٰ کی خفیہ سازشوں کو کھلکا  
فرمایا اور ان بدعاتوں کی طرف اشارہ بھی فرمادیا۔ یہود و نصاریٰ نے فلسفہ نبوت  
پیش کیا اور ساسانی حکومت نے لوگوں کا من غریب کے سامنے پر آمادہ کیا اور عربوں  
کو دعویٰ نبوت کے لئے منتقب کرنے کی وجہ سے فتح کو جزیرہ فانیہ اصل طاقت اور قدرت  
کو سرچشمہ بنایا عرب باشندے ہی تھے اس لئے تمام کو زکوة سے نجات دلانے اور نئے  
مذہب کا اعلانی اور اجتماعی پابندی سے چھٹکارا دلانے کا پلچ دی گئی۔ سواد  
کے اقتدار میں اضافہ اور مدینہ کے سامنے سے آزادی کا سبز باغ دکھایا گیا لیکن  
یہ سادہ لوح عرب اس سے ناواقف تھے کہ اصل سبب وہی جنگ مٹانا، غاریس  
کا اقتدار بحال کرنا اور ان کو غلامی کی تاریکی کی طرف دوبارہ لوٹا، اور یہود و نصاریٰ  
کو اپنے حدود کو منقطع کرنا تھا۔ ختم نبوت کے انعام سے عربوں کو کوئی نرا ناگیا  
اثر نہ تھا لہذا کام میں اسکی بہت پہلے خبر دے چکے تھے اور ان کی سازشوں  
کی ناکامی کا اعلان کر چکے تھے۔

يُرِيدُونَ لِيُظْهِرُوا لَكَ الْبُذُورَ ۚ بَأْشَاءُ هُمْ وَاللَّهُ مَعَهُمْ مُّزِيدٌ  
وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ - هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ  
وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ (۷۰)  
یہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ان کے بذر کو اپنے منہ سے بھجوا دیں تاکہ ان کے اثر اپنے ذکر  
کا لگ بھگ پینچا کر دیکھا کر دیکھے یہی آخرش ہوں اس آیت کے معنی ہم سے  
صاف اور واضح ہے کہ قیصر و یہود و نصاریٰ کو سازشوں کو بیان کرتا ہے اور دوسری آیت  
میں ہے وہ ایسا ہے جس نے اپنے رسول کو نبوت اور سچائی دیکر بھیجا ہے

تاکہ اس کو تمام دنیاوں پر غالب کر دے گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں اس آیت میں غلط فہمی  
سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے پہلے خاص اور دوسرا مبرا ہیں سورہ قہر میں ان دونوں آیتوں  
کو کچھ الفاظ کے معنی رو بدیل کے ساتھ فرمایا گیا ہے (۸۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی  
وفات کے وقت دنیا دو پر شوکت بادشاہوں قیصر و کسری کے زیر فرمان تھی اور یہ  
دونوں بادشاہ تمام دوسرے مذاہب پر غالب تھے اور الناس علی دین مولود کھد۔

کہ لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں۔ رسول کا اقتدار، جس پر یوں مصر  
ہیشہ تک پھیل چکا تھا اور ان کی موافقت میں یہ تمام عالم کا سرانیت اختیار کر چکے  
تھے اور اہل فارس جن کے زیر اقتدار خراسان، توران، ترکستان وغیرہ مملکت  
تھے ان کی موافقت میں جو شیت کی طرف لائے تھے اور ان مذاہب کے علاوہ دیگر  
مذاہب ان بادشاہوں کی شوکت میں پامال اور کمزور ہو رہے تھے اور ان کے متعین  
درہم پریم ہو چکے تھے اور جزیرہ بھی مسلمانوں کے زیر نگین تھا لہذا ان طاقتوں  
کی موجودگی میں اسلام بھی ترقی نہیں کر سکتا اور مزوہ خندق کے موقع آپ کے  
الفاظ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ ان دونوں طاقتوں سے خوفزدہ تھے

اور کچھ رہے تھے کہ یہود کے بھلنے اور تیش کے کہنے پر لے کر قیام حج کو کر دینے پر  
حملہ آور ہو رہے ہیں اور اگر ان کے ساتھ قیصر و کسری کی طاقت بھی شامل ہوجائے تو پھر کیا حال  
ہوگا وہ ان فداشات کو ختم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں اسلام کے حکم کا اعلان کیا  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فدا کر کے اب ان پر ہم حملہ آور ہو گئے اور میرے حاکم نے ان کی  
ہمت نہیں روکی اور اسلام ان تمام مذاہب اور دین پر غالب ہو کر رہے گا ہاں یہ لوگ  
سازشیں کریں گے مگر اور پوچھنا پوچھ کر گئے ان پر ہاں جو احمد کے الفاظ شہادت دے  
رہے ہیں اور لوگوں کو نجات دے پر آمادہ کریں گے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے  
بعد ہوگا اس پر یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ - (۷۱)

گواہی دے رہی ہے نہایت اور تدارک مانعین ذکاوت اور کثرت ایمان کا ظہور ہو گا لیکن انکا  
انتقام اللہ تعالیٰ نے سپرد فرمایا ہے اور جو ان گنہگاروں کا مقابلہ کریں گے ان کے صفات بیان  
کرو گئے کہ اللہ کے محبوب ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کا محبوب ہو گا اور کسی ملامت  
کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے، مسلمانوں پر مہربان اور کافروں پر تنزیہ  
تبد ہو گئے یعنی سیف قاطع ہوں گے، انکامات الصلوٰۃ، ایسا الذکر پورا مال ہو گئے  
امرا ملعونہ جو من المکر ان کا کام ہو گا اور ان دونوں افاقوں کی نسبت دانا و بدکر  
دیگئے اور تیسرے و ستر کا نام دنیا سے جیسے کہ لٹا ہٹ جائے گا پھر ذکر الہ  
قیم ہو گا اور نہ کفر، اور یہ اعلان صلح حدیبیہ سے واپس کے وقت ہی کر دیا گیا  
لَقَدْ مَخْلَصِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ سَتَلَ عَوْنِیْ اِلٰی قَوْمٍ اَوْفٰی بَآئِسٍ فَلَمَّا لَدِیْ  
ثَقَابِلَہُمْ اَوْفٰی سَلٰوٰتِہُمْ اَنْ تَطِیْعُوْا یٰۤاَیُّہُمْ اَنْ تَكُوْمَ اللّٰہُ اَجْرًا حَسَنًا  
وَ اِنْ تَتَّوْکَلُوْا کَمَا تُوْکَلِیْمُ مِنْ قَبْلِیْ عَلٰی بَعْضِ عَدُوِّ اَبَا  
اَلِیْمَا (۷۱) آپ ان پیچھے رہنے والے دیا تینوں سے کہہ دیجئے کہ مغرب تم  
لوگ ایسے لوگوں کے وطن کاٹنے جاؤ گے جو سخت لڑنے والے ہوں گے (مرواں  
سے فارس و روم کے عز و استی، ۷۲) کہ باقوان سے لڑتے رہو یا نہ ملیج ہو  
جاؤ یا (بہ الفاظ نہایت وضاحت سے اللہ ان کر رہے ہیں کہ ان لوگوں سے لڑائی  
اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک یہ لوگ ملیج نہ ہو جاؤں اور اسلام غالب نہ  
ہو جائے سوا کرتا طاعت کرو گے تو تم کو اللہ تعالیٰ نے نیک عوض دے گا۔  
اور اگر تم روگردانی کرو گے، جیسا کہ اس کے قبل روگردانی کیجئے ہو تو وہ دنیا  
غائب کی سزا دے گا، قرآن بجا تک قبل فارس و روم کی مغلوبیت کا اعلان حدیبیہ  
کے سال مسند میں کر دیا ہے اور مدینہ کی ریاست کا دفاع ان افاقوں پر عملوں  
پہل کر کے کیا جائے گا کیونکہ بافتق مفسر یہ آیت حدیبیہ کے واقعہ سے متعلق ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے سال باوہ نشینوں کو بلا یا تھا کیونکہ قوی  
احتمال تھا کہ قریش مکہ اندر داخل ہونے سے مانع ہوں گے اور آمادہ جنگ بنائے  
سبت سے اعراب نے آپ کے بلائے کا کچھ خیال نہ کیا اور گھر بیٹھے رہے صرف ان  
پر غرض مسلمانوں نے جو از سر تا پا بشارت ایمان سے ہمراز تھے حرکت کی،  
اللہ تعالیٰ نے ان مسلمانوں کے لئے اپنی خوشنودی اور رضایان کی ۱۱ لفظ  
رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنٰکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (۷۵) اور  
جنہوں نے حدیبیہ میں شرکت نہیں کی ان کو اللہ تعالیٰ مذکورہ آیت میں ڈالنے  
ہیں اور آگے چل کر سخت لڑنے والی قوم سے لڑنے کے لئے ان کو بلا یا  
جائے گا وہ بلائے والے ایمان و اعلیٰ کرن ہوگا، قرآن و حدیث کی تصریحات  
کیا ستیں؟ کیا قرآن کا سندہ پیش آنے والے واقعات سے مرثیہ کرنا ممکن ہے؟



## آیات متعلقہ خلافت صدیق اکبر

امت میں جو لوگ اپنے وضع لہجے کے اعتبار سے انبیاء عظیم السلام کے ضعیف ہیں قرآن میں انہیں بالترتیب صدیق، شہید اور صالح کے لقب سے یاد کیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ (۶۱) ہم کو سیدھے راہ کا ہدایت کر، ان لوگوں کا راستہ جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے، انعام سے مراد دین کا انعام ہے، ان انعام والوں کا پتہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں دوسری جگہ بتاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالْقِدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ﴾ (۸۹) اور جو شخص اللہ اور رسول کا فرمان مان لے گا تو ایسے اشخاص ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین۔

ان دونوں آیات سے یہ ثابت ہوا کہ مسلمانوں کو دعا اور قرب الہی کے مراتب ملے کر نہ میں ان کا مقصد ان لوگوں کا رفاقت حاصل کرنا ہے جو منعم عظیم ہیں اور وہ بھی پانچوں انبیاء و صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں اور صدیق نبی کے بعد افضل خلق اور کامل ترین فرد ہوتا ہے اور دوسری آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿تَرْجُوهُمْ كَمَا تَرْجُوهُمْ اللَّهُ﴾ (۶۱) تم ان کو جیسے تم اللہ تعالیٰ سے تمنا کرتے ہو

اللَّذِينَ يَقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ (۶۱)۔

انہیں اس لیے ولی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور وہ ایمان دار لوگ ہیں جو نماز کو قائم کرتے ہوں اور زکوٰۃ کرا داکر دے ہوں اور ان میں خشوع ہو۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ مسلمانوں کے ولی وہ فاضل ترین افراد ہیں جو صلوٰۃ قائم کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کے محبوب و محبوبہ کے اوصاف سے متصف ہوں۔ صدیق وہ کام اور انعام انجام دیتا ہے جو قرآن اور حدیث میں نبی کی طرف منسوب ہو، لیکن نبی بوجہ وفات کے ان کو انعام نہ دے سکے ہوں، جیسے رحمت داؤد علیہ السلام مسلمانوں کی تعمیر کی طرف متوجہ ہوئے لیکن جب وہ اس کو مکمل نہ کر سکے تو رحمت سلمان علیہ السلام کے لئے دعا فرمائی اور انہوں نے اس کو مکمل کیا اور کچھ امرا جیسے بھی ہوستے ہیں ان کا نبی سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکے تھے لیکن وہ ان کی نبی کی موجودگی میں انجام پانے ممکن نہیں ہوتے یا کسی وجہ سے ممکن نہیں ہو سکے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ارض مقدس اور شام کے فروع کا وعدہ فرمایا تھا لیکن ان کی تکمیل حضرت یوشع بن نون کے ہاتھ ہوئی۔ یوشع بن نون حضرت موسیٰ کے بھائی تھے جن کو حضرت موسیٰ نے اپنے بعد اپنا نائب مقرر کیا تھا اور انہوں نے ارض مقدس اور شام کو فتح کیا (۶۹)۔ لہذا یوشع بن نون القیم فیکم بعدی، فاسمعوا له واطيعوا امره فانہ یقضی بینهکم بالحق وملعون من خالفہ (۶۹)۔ وعصاه (۸۹)۔ حضرت موسیٰ نے وصیت فرمائی کہ یوشع بن نون تم میں میرے القیم ہوں گے، اس کی بات سنو اور اس کے حکم کی اطاعت کرو کیونکہ تمہارے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرتے ہیں گے اور جس نے ان کے حکم کی مخالفت

(۶۹) قرآن، المائدہ، آیت ۶۵-۶۶ - (۶۹) تفسیر رازی، جلد ۱، ص ۴۷، ص ۵۷۔

(۸۹) تاریخ یعقوبی، جلد ۱، ص ۳۵۔

اور فرمایا کہ وہ ملعون ہے، چنانچہ حضرت موسیٰ کے وفات کے ایک دن بعد بنی اسرائیل کے ساتھ النبی سے نکلے اور شام و بلقا کو فتح کیا (۸۱) بنی اسرائیل پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وصیت کے مطابق ان اشہروں کو تشہید کیا اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو دشنام اور عجم کے فحشوات اور جہج قرآن کا وعدہ فرمایا تھا۔ تکمیل دین کی خوشخبری دہی تھی "هُوَ الَّذِي يَقُولُ أَوْسَلُ رَسُولُهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْعَلِيِّ يُظَاهِرُهُ عَلَى الدِّينِ الْكَلْبَةِ" (۸۲)۔ اور وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے کہ اس نے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اس کو قائم و منزل پر غالب کر دے۔ یہ وعدہ جتنا سناے حکمت الہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت صدیق کے دور خلافت میں ظاہر ہوا، حضرت صدیق کو اللہ تعالیٰ نے سفاس وعدہ کے پلے کرنے کے لئے فاش پر مشغول بن فون کے مقرر فرمایا۔ تمام قرآن میں جن آیات میں اس قسم کے وعدوں کا ذکر موجود ہے ان سے حضرت ابو بکر صدیق ہی مراد ہونگے ان آیات میں اگرچہ آپ کے نام کی تصریح تو بوجہ حکمت الہی کے نہیں فرمائی لیکن اللہ تعالیٰ کے علم میں آپ ہی مراد تھے اور آپ کے ہاتھوں ان وعدوں کی تکمیل فرما کر آپ کو متعین و مشخص فرمایا۔ قرآن میں آپ کا نام ذکر نہ کرنا بھی قرآن کے عام اسلوب کے عین مطابق ہے صحابہ اور کفار میں سے صرف وہ یعنی زید بن حارثہ اور ابولہب کے ناموں کی تصریح کی گئی ہے۔ مؤخر الذکر کہ اسلام منہی ظاہر ہے اور حضرت زینب کے خلاف سے اللہ اور رسول و دوں زینب سے غالب خوش نہ تھے۔ ان کے علاوہ قرآن میں ایسے بے شمار واقعات ہیں جو کسی خاص اور متعین شخص سے متعلق ہیں لیکن ان کے ناموں کے ذکر سے گریز کیا گیا لہذا معلوم ہوا کہ نزول قرآن کے وقت موجود صحابہ کا نام نہ لینا بھی اللہ کی مصلحت کے عین مطابق ہے۔ تاکہ قرآن

اور تا فرمایا کہ وہ ملعون ہے، چنانچہ حضرت موسیٰ کے وفات کے ایک دن بعد بنی اسرائیل کے ساتھ النبی سے نکلے اور شام و بلقا کو فتح کیا (۸۱)

بنی اسرائیل پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وصیت کے مطابق ان اشہروں کو تشہید کیا اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو دشنام اور عجم کے فحشوات اور جہج قرآن کا وعدہ فرمایا تھا۔ تکمیل دین کی خوشخبری دہی تھی "هُوَ الَّذِي يَقُولُ أَوْسَلُ رَسُولُهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْعَلِيِّ يُظَاهِرُهُ عَلَى الدِّينِ الْكَلْبَةِ" (۸۲)۔ اور وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے کہ اس نے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اس کو قائم و منزل پر غالب کر دے۔ یہ وعدہ جتنا سناے حکمت الہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت صدیق کے دور خلافت میں ظاہر ہوا، حضرت صدیق کو اللہ تعالیٰ نے سفاس وعدہ کے پلے کرنے کے لئے فاش پر مشغول بن فون کے مقرر فرمایا۔ تمام قرآن میں جن آیات میں اس قسم کے وعدوں کا ذکر موجود ہے ان سے حضرت ابو بکر صدیق ہی مراد ہونگے ان آیات میں اگرچہ آپ کے نام کی تصریح تو بوجہ حکمت الہی کے نہیں فرمائی لیکن اللہ تعالیٰ کے علم میں آپ ہی مراد تھے اور آپ کے ہاتھوں ان وعدوں کی تکمیل فرما کر آپ کو متعین و مشخص فرمایا۔ قرآن میں آپ کا نام ذکر نہ کرنا بھی قرآن کے عام اسلوب کے عین مطابق ہے صحابہ اور کفار میں سے صرف وہ یعنی زید بن حارثہ اور ابولہب کے ناموں کی تصریح کی گئی ہے۔ مؤخر الذکر کہ اسلام منہی ظاہر ہے اور حضرت زینب کے خلاف سے اللہ اور رسول و دوں زینب سے غالب خوش نہ تھے۔ ان کے علاوہ قرآن میں ایسے بے شمار واقعات ہیں جو کسی خاص اور متعین شخص سے متعلق ہیں لیکن ان کے ناموں کے ذکر سے گریز کیا گیا لہذا معلوم ہوا کہ نزول قرآن کے وقت موجود صحابہ کا نام نہ لینا بھی اللہ کی مصلحت کے عین مطابق ہے۔ تاکہ قرآن

امتی میں جن کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے وہ وعدے پورے کیے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے گئے تھے۔ یہ قرآن میں عام طور اور عام اسلوب کے تحت نام ذکر کر کے سب سے بڑی وجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو جامد رکھا نہیں چاہتے بلکہ قرآن میں اس طرح ایک لپک رکھی گئی ہے تاکہ ہر زمانہ اور حالات کے مطابق نئی نئی انسان کے لئے ایک مناسبت جہات قرار پائے۔

”وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفْنَا فِي الْقُرْآنِ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَاطِلٍ خُوفِهِمْ أَمْنًا“ (۸۴)۔ استقامت، ممکن ارضی اور خوف کو امن اور اطمینان سے بدلنے کے وعدے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں اور یہ وعدہ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق کے ہاتھ پورا ہوا۔

اور صدیق اکبر پہلے اسی موقع میں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اس طرح اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق کے خلافت پر واضح دلیل موجود ہے۔

”وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفْنَا فِي الْقُرْآنِ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْ قَبْلِهِمْ“ اگر آپ کے سامنے پورا ہوتا تو الَّذِينَ آمَنُوا کے ساتھ اس کی تفسیر منفرجات اور جملہ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان گروہ مخالفہ کے غالب ہوجانے اور بنی اسرائیل کے پرکندہ ہوجانے کے بعد خلیفہ ہونے تھے اور از سر نو بنی اسرائیل کو ایک مرکز پر جمع کر کے مطمئن کروایا تھا اور ان کے دلوں سے خوف و دلچسپال دیا گیا کہ اگر ارشاد و باری تعالیٰ ہے ”يَا دَاوُدُ إِنَّا جَاعِلُكَ فِي خَلِيفَةٍ فِي الْأَرْضِ“ (۸۵) اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات

اور ارشاد و باری تعالیٰ نے وہ وعدے پورے کیے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے گئے تھے۔ یہ قرآن میں عام طور اور عام اسلوب کے تحت نام ذکر کر کے سب سے بڑی وجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو جامد رکھا نہیں چاہتے بلکہ قرآن میں اس طرح ایک لپک رکھی گئی ہے تاکہ ہر زمانہ اور حالات کے مطابق نئی نئی انسان کے لئے ایک مناسبت جہات قرار پائے۔

”وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفْنَا فِي الْقُرْآنِ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَاطِلٍ خُوفِهِمْ أَمْنًا“ (۸۴)۔ استقامت، ممکن ارضی اور خوف کو امن اور اطمینان سے بدلنے کے وعدے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں اور یہ وعدہ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق کے ہاتھ پورا ہوا۔

اور صدیق اکبر پہلے اسی موقع میں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اس طرح اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق کے خلافت پر واضح دلیل موجود ہے۔

”وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفْنَا فِي الْقُرْآنِ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْ قَبْلِهِمْ“ اگر آپ کے سامنے پورا ہوتا تو الَّذِينَ آمَنُوا کے ساتھ اس کی تفسیر منفرجات اور جملہ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان گروہ مخالفہ کے غالب ہوجانے اور بنی اسرائیل کے پرکندہ ہوجانے کے بعد خلیفہ ہونے تھے اور از سر نو بنی اسرائیل کو ایک مرکز پر جمع کر کے مطمئن کروایا تھا اور ان کے دلوں سے خوف و دلچسپال دیا گیا کہ اگر ارشاد و باری تعالیٰ ہے ”يَا دَاوُدُ إِنَّا جَاعِلُكَ فِي خَلِيفَةٍ فِي الْأَرْضِ“ (۸۵) اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات

اور ارشاد و باری تعالیٰ نے وہ وعدے پورے کیے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے گئے تھے۔ یہ قرآن میں عام طور اور عام اسلوب کے تحت نام ذکر کر کے سب سے بڑی وجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو جامد رکھا نہیں چاہتے بلکہ قرآن میں اس طرح ایک لپک رکھی گئی ہے تاکہ ہر زمانہ اور حالات کے مطابق نئی نئی انسان کے لئے ایک مناسبت جہات قرار پائے۔

”وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفْنَا فِي الْقُرْآنِ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَاطِلٍ خُوفِهِمْ أَمْنًا“ (۸۴)۔ استقامت، ممکن ارضی اور خوف کو امن اور اطمینان سے بدلنے کے وعدے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں اور یہ وعدہ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق کے ہاتھ پورا ہوا۔

اور صدیق اکبر پہلے اسی موقع میں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اس طرح اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق کے خلافت پر واضح دلیل موجود ہے۔

”وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفْنَا فِي الْقُرْآنِ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْ قَبْلِهِمْ“ اگر آپ کے سامنے پورا ہوتا تو الَّذِينَ آمَنُوا کے ساتھ اس کی تفسیر منفرجات اور جملہ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان گروہ مخالفہ کے غالب ہوجانے اور بنی اسرائیل کے پرکندہ ہوجانے کے بعد خلیفہ ہونے تھے اور از سر نو بنی اسرائیل کو ایک مرکز پر جمع کر کے مطمئن کروایا تھا اور ان کے دلوں سے خوف و دلچسپال دیا گیا کہ اگر ارشاد و باری تعالیٰ ہے ”يَا دَاوُدُ إِنَّا جَاعِلُكَ فِي خَلِيفَةٍ فِي الْأَرْضِ“ (۸۵) اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات

(۸۴) قرآن، النور، آیت ۱۵۵، پ ۱۸۔ (۸۵) قرآن،

ص ۲۴، آیت ۲۴۔



کرمی ہوگا اور اپنا نذر و نما سے کہ توں کو صلہ معلوم ہونے لگی تاکہ ان سے  
سہ فزون کو کجا دے، اسی طرح صحابہ میں اول نفع پھر روزانہ قوت برحق  
گئی، اس میں بنا رت ہے فترعات اسلامیہ کی (۱۰۸)۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مَا آتَاكَ آيَاتُكَ كَمَا جِئْنَاكَ بِكَرَامٍ  
عِبَارَت مختلف ہے دونوں کا حاصل یہی ہے کہ دولت اسلام میں غالب ہوگی  
جب مذکورہ آیات اللہ تعالیٰ نے اپنے ازل میں فرمائی جو اصل معنی میں کسی قسم کی  
پیشیدگی نہ رکھتی تھیں مگر ان کے مجموعہ و خلافاً کہ تعین اور ان کی ترتیب خلافت  
اور مدت خلافت میں کچھ خلا موجود تھا اسکو بیان کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ  
نے پہلے خواب آپ کو اور صحابہ کو اگر فرمایا جسطرح اذان کو خواب  
میں دیکھنے کا واقعہ ہے۔ انبیاء و علیہم السلام کے خواب وحی کا درجہ  
رکھتے ہیں اور خوابوں کی تفسیر خود رسول اللہ سے بیان فرمادی (۱۰۹)۔

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ عَنْكُمْ مِنْ دِينِهِ فَسَوْفَ  
يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٌ عَلَى الْمَوِئِدِ  
أَعَزَّةٌ عَلَى الْكَفْرِ يَنْجَاهُذُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَتَحَلَّفُونَ  
لَوْفَةٍ لَا أَعْرِضُ“ (۱۰۲)۔ سہ ایمان والو! جو شخص تم میں سے اپنے  
دین سے پھر جائے گا تو اللہ تعالیٰ بہت جلد اسی قوم پر کچھ ایسا کرے گا جس سے اللہ تعالیٰ  
کو محبت ہوگا احسان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی میرا ہوں گے وہ مسلمانوں پر  
کافروں پر تیز ہوں گے۔ جہاد کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور وہ لوگ  
کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے

(۱۰۱) بیان القرآن الفتح، آیت ۲۹-۳۰ (۱۰۱) بخاری کتاب التفسیر باب نزاع الزبوری جلد ۱

ص ۱۳۶-۱۳۷۔ مسلم، فضائل محمد ص ۱۵۰-۱۶۰۔ ترمذی جلد ۱ ص ۵۳۲۔ باب ما جلد فی الزبوری  
النبی ص ۱۵۰۔ تفسیر مکی فی المیزان والرواج ص ۵۳۲۔ ابوالخیر کتاب السنن ج ۱ ص ۱۵۰۔

ص ۵۱۳-۵۱۴ (۱۰۸) قرآن المائدہ، آیت ۵۴۔

نبی ص ۱۵۰۔ تفسیر مکی فی المیزان والرواج ص ۵۳۲۔ ابوالخیر کتاب السنن ج ۱ ص ۱۵۰۔  
اور سلطنت ظہار کوئی کلمہ اس لئے انھوں نے یہ امور انجام دینے  
اور جب انھوں نے یہ امور انجام دے دیئے تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا  
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت صدیق اہل بیت اور دیگر خلفاء حق پرستے  
اور اس میں حضرت صدیق کے خلافت پر یہ آیت دلالت کرتی ہے (۱۰۵)۔  
”وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ  
يُرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ“ (۱۰۶)۔ اور ہم کہوں میں جو عارف  
کے بعد آئے ہیں کہ اس زمین کے مالک میرے نیک بندے ہوں گے

ابن عباس اور بھی کہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ اس زمین میں دنیا کا دارت ثوابین  
کو بنائیگا اور اس کی دلیل وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالْآيَاتِ  
ہے اولیٰ طرح حضرت موسیٰ کا قول ہے ”وَقَالَ مُوسَىٰ لِخَلْقِهِ اسْعَوْا إِلَىٰ  
يَا اللَّهُ وَأَصْبِرُوا إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُفْرَقُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ  
وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ“ (۱۰۷)۔ موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ  
کا سب بار کھو اور مستقل رہو۔ زمین اللہ تعالیٰ کی ہے جس کو چاہیں مالک  
بنا دیں اپنے بندوں میں سے اور انجام دہمتیں گے جسے (۱۰۸)۔ ذَلِكَ  
مَنْ لَكُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَنْ لَكُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَيْنِ أَخْبَرَ  
سُلْطَنَهُ فَأَزْرَهُ فَاسْتَعْلَفَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سَوْقِهِ يَتَجَشَّبُ

الزَّيْنِاعَ لِيُغَيِّظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ“ (۱۰۹)۔ یہ ان کے اوصاف توحید  
میں ہیں اور انہیں میں ان کا یہ وصف ہے کہ جیسے کہ ان کے اپنے انجیل  
نکالی ہے اس نے اسکو قوی کیا پھر وہ کہتے اور مدعو ہوئے پھر اپنے تہذیبی

(۱۰۷) التنبیہ، آیت ۱۰۵-۱۰۶۔ قرآن، الطہ، آیت ۲۸ پ ۹۔

(۱۰۸) تفسیر مازنی، جلد ۶، ص ۲۰۲-۲۰۳۔ قرآن، الفتح،

آیت ۲۹-۳۰ (۱۰۵) تفسیر مازنی جلد ۶ ص ۲۳۸۔

رسول اللہ ﷺ کو وفات پر تمام عرب بجز ابی سحر، مدینہ اور بکین میں سے  
عبد القیس کے سردار ہو گئے۔ ابو بکر صدیقؓ ان لوگوں کے خلاف کھڑے ہوئے۔  
آیت کے الفاظ اگرچہ عام ہیں لیکن قنودہ، الضحاک، علی اور حسن بصریؒ ابن جریرؒ  
سواء قول ہے کہ ان کا مصداق حضرت ابو بکرؓ اور صحابہؓ ہیں جنہوں نے اہل ردہ اور  
مانعین زکوٰۃ سے جہاد کیا (۱۰۳) قال ابو بکر بن عیاض سمعت  
ابا حصین یقول ما ولد بعد النبیین افضل من ابی بکر قدام  
مقام نبی من الانبیاء فی قتال اهل الردۃ ابو بکر یا نہیں کہتے ہیں  
کہ ابو حصینؒ کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبیوں کے بعد کوئی شخص ابو بکرؓ سے  
افضل پیدا نہیں ہوا۔ اہل ردہ سے لڑنے میں انہوں نے وہ کام کیا جو ایک  
نبی کرتا ہے۔ قال ابن مالک کہہ الصحابة قتال مانعی  
الزکوٰۃ وقالوا اهل القبلة فتقلد ابی بکر سیفہ وخرج وحده  
فلم یجدوا بدا من الخروج وقال ابن مسعود کمرهنا  
ذلك فی الابتداء ثم حمدنا علیہ فی الانتهاء۔ النضر  
مالک سے مروی ہے کہ ابتداء میں تمام صحابہؓ نے مانعین زکوٰۃ سے لڑنے کو  
برا سمجھا اور کہتے تھے کہ وہ اہل قبلہ ہیں مگر جب حضرت ابو بکرؓ نے اپنی تلوار زیب  
تن کو اور تہ پہلے تو بھر سب نے جانے کے سوا کوئی مفر نہ دیکھا اور کہا کہ  
یا خلیفۃ الرسول آپ بیٹھے ہم جاتے ہیں اور حضرت عبد اللہؓ بن مسعودؓ فرماتے  
ہیں ہم ابتداء میں اس کو برا سمجھتے تھے، مگر آخر میں ہم نے ابو بکرؓ کو اہل حالین  
شکر گزار کیا۔

وقال عمر کیف تقاتل الناس وقد قال رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم امرت ان اقاتل الناس حتی

یقولوا لا الہ الا اللہ فمن قال لا الہ الا اللہ عصم منی  
مالہ ونفسہ الا بحقہ، وحسابہ علی اللہ عز وجل  
فقال ابو بکر واللہ لا قتلن من فرق بین الصلوٰۃ و  
الزکوٰۃ فان الزکوٰۃ حق المال، واللہ لو منعونی عن اقا  
کانا یؤد ونہا فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
لقاتلہم علی منعہا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ یا خلیفۃ الرسول آپ کی عمر  
ان لوگوں سے لڑنے کے ہیں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ  
میں مامور ہوں قتال پر اس وقت تک کہ جب تک لوگ لا الہ الا اللہ نہ کہہ  
سے اور جب انہوں نے یہ اقرار کر لیا تو اس کا مال اور جان مجھ سے محفوظ  
ہوگئی مگر حق اسلام کے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے مگر ابو بکرؓ  
نے جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم میں ہر اس شخص سے لڑوں گا جو صلوٰۃ و زکوٰۃ  
میں فرق کرے۔ صلوٰۃ حق من اور زکوٰۃ حق مال ہے (۱۰۴) اور حضرت  
عمرؓ نے کہا کہ کیا تم جاہلیت میں کھنچ کر نیا لے اور اسلام میں سستی کر نیا لے  
ہیں گے۔ اُجّار فی الجاہلیۃ وخواس فی الاسلام۔ حضرت  
عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ابو بکرؓ  
پر وہ مصیبت گھڑی کہ اگر یہاں لوگوں پر پڑتی تو ان کو ریزہ ریزہ کر دیتا تھا  
عرب مرتد ہو گئے اور نفاق تمام مدینہ میں پھیل گیا (۱۰۵)۔

اہل ردہ کے گیارہ فرقہ تھے، تین فرقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے حیات میں ظاہر ہو گئے تھے۔ سات فرقہ آپ کے وفات کے بعد  
ابو بکر صدیقؓ میں اور ایک فرقہ عبد مر بن الخطابؓ میں ظاہر ہوا۔ پہلا فرقہ  
اسود عسلی کا تھا جو ایک شیعہ باز اور کاہن تھا جس کا سلسلہ نسب

شروع کر دیے، ان کی عزت و معزت صدیق نے فوج و ملازمین -

دوسری جماعت بنو حنیفہ کی یا مریہ بنی تمیم کا سرسید کذاب تھا - یہ

مدعی نبوت بنا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا، میں مسیلمہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اما بعد! فان الارض

فصلھا لی، و نصفھا لک - کہ آدھا ملک میرا ہے اور آدھا ملک آپ

کا اور وہ آدمیوں کے ہاتھ اس فکر آپ کے پاس بیجا، رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے ان وہ آدمیوں سے پوچھا کہ کیا تم اس بات کو شہادت دیتے

ہو کہ رسول اللہ کا رسول ہے، ان دونوں نے کہا، ہاں - آپ نے فرمایا اگر

یہ نہ ہو تو اگر قاتل نہیں کئے جاتے تو میں تمہاری گردن مارنے حکم دیتا،

اسکے بعد آپ نے جواب میں فرمایا - میں محمد رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کا رسول ہوں، اما بعد فان الارض للک و بنو حنیفہ

من یشاء من عبادہ و العاقبة للمتقين، محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مسیلمہ کذاب کو معلوم ہو کہ ملک اللہ تعالیٰ

کا ہے جس کو چاہے اس کا مالک بناتا ہے اور ایمان کار مستحق ہی

کے لئے ہے اور اس کے بعد آپ بیان ہو گئے اور رفیق الاعلیٰ سے مل گئے۔

حضرت صدیق نے خالد بن ولید کی سرکردگی میں لشکر اسلام روانہ کیا اور

انھوں نے ان کا کام تمام کر دیا - وحشی نے اسی کذاب کو قتل کیا اور ان کی

تمام جماعت شمشیر ہو کر مٹی اور بعض ان میں تان ہو گئے۔

تیسری جماعت طلحہ اسدی کی تھی، قبیلہ بنو اسد کے درمیان نجد میں

مدعی نبوت بنا، یہ مدعی میں سب سے آخر میں مرتد ہوئے اور رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اہل ردہ میں سب سے پہلے ان کے ساتھ جنگ ہوئی۔

میں کے قدیم موصوفہ سے ملتا تھا (۱۶۶) باذان کی زندگی میں سر نہیں اٹھا سکا کیونکہ

باذان کی گرفت سانس میں پر بہت سخت تھی اس کی وفات پر اسوہ کے دل میں بہت

کا دماغ پیدا ہوا اور میدان خانی پاکر نبوت کا دعویٰ کر دیا اور اس کو قبیلہ پہلے ہی

اس کے ساتھ تھا۔ دوسرے روز ان نے بھی اس کی دعوت کو لیکر کہا اور اس کی

تحریک پہلے دن کے قبل مدت میں پورے یمن میں پھیل گئی - یمن میں اس

وقت دو اہم قبیلہ تھے ایک کا متعلق سہا اور حمیرہ خاندان سے تھا جو یہاں کے

اصل باشندے شمار کئے جاتے تھے اور دوسرے فارسی النسل جن کو رانا کہتے

تھے، انہما داس وقت یمن کی سب سے مقتدر اقلیت تھے کیونکہ یمن حاکم کسے

کے ماتحت تھا اس لئے حکومت کے اکثر عہدے ان کو حاصل تھے اس وقت ان

کے حق میں تھے شہر ہی باذان، نیروز و ملیح اور فاوہ یہ اور یہ تینوں مسلمان

ہو چکے تھے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل جو یمن میں قرآن اور

قانون اسلام کی تعلیم دیتے تھے اور ان تمام مسلمانوں کو جو ان کے ساتھ تھے کہا

کہ زور انھار سے لڑنے کے لئے تیار ہو جائیں انھوں نے اسوہ کی مقابلہ کیا

اور آخر کار نیروز و ملیح کے ہاتھ قتل ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ

کی اطلاع بخدیجہ بنتی اللہ تعالیٰ نے دی - آپ نے فرمایا کہ لڑتے - شہر اسود

کو ایک ایک بخت نے قتل کر ڈالا عرض کیا کہ وہ کون ہیں تو فرمایا کہ فرزند اور

اور دوسرے میر کو آپ کی وفات ہوئی - لیکن نتائج میں اس کی اطلاع آخر میں لایا

میں جبکہ اس میں زید و رمان ہر چکے تھے، حضرت صدیق کو مدینہ منورہ میں ملی،

اور یہ فتح کی پہلی خوشخبری تھی جس سے حضرت صدیق خوش ہوئے لیکن رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا جب یمن میں چڑھا ہوا تو دوسرے حالات پھر

خواب ہو گئے تیس بن عبد لیث جو فرزند اور ذکویہ کو ملا کر اسوہ سے باغی

ہو گیا کتاب پھر اسلام کو وفاداری سے منسوب ہو گیا، اسوہ کے فوجی اہل مدینہ

سے ساز باز کر کے انہار ملک سے نکالنے کا منصوبہ بنایا اور انہار پر مظالم





چیز نہیں ڈال گئی مگر سکوا ابو بکر کے سینہ میں ڈال دیا گیا (۱۰۸) اور اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق کے فریصلوں کے درمیان مکمل اتحاد قائم فرمایا۔

## حضرت ابو بکر کی فتیلا میٹرو آپ نے شام رات بھی فرمائی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھا، اسے ابو بکر سے بیان فرمایا کہ اسے ابو بکر میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ جیسے میں اور تم ایک زیز پر بڑھے، میں تم سے ڈھالہ سیر طبعی آگے بڑھا گیا، ابو بکر نے کہا غریبے! رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس وقت تک باقی رکھے کہ آپ اپنی آنکھوں سے وہ چیز دیکھ لیں، جو آپ کو مسرور کرے، اور آپ کا آنکھ کو ٹھنڈا کرے۔ آپ نے ان کے سامنے اسی طرح تین مرتبہ دہرایا، تیسری مرتبہ فرمایا اسے ابو بکر میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے میں اور تم ایک نیسے پر بڑھے، میں تم سے ڈھالہ سیر طبعی آگے بڑھ گیا۔ حضرت ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو اپنا رحمت و مغفرت کے طرف اشارے گا اور میں آپ کے بعد ڈھالہ سال زلفہ بڑھانگا۔

ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے کہ سوال کرنے آئی، آپ نے اس سے فرمایا کہ میرے پاس پٹ کٹا، اس نے کہا کہ اگر میں پٹ کٹ کر لے اور یا رسول اللہ! آپ کو نہ پایا فرمایا اگر مجھے نہ پاسے تو ابو بکر سے ملنا۔

اس روایت میں وہ عورت کہتی ہے کہ اگر میں آپ کو نہ دیکھوں اس کی (مراد موت تھی) تو آپ کو کس کے پاس؟ فرمایا ابو بکر کے پاس، کہیو کہ آپ کو پہنچا۔

مجاہد اللہ معلوم تھا کہ میرے بعد ابو بکر خلیفہ ہو گئے (۱۰۹)۔ حضرت انس سے آیا۔

(۱۰۸) تفسیر تبارکی، جلد ۳، صفحہ ۶۶۶ - (۱۰۹) طبقات ابن سعد، جلد ۳، صفحہ ۱۱۶ -

روی ہے کہ مجھے بنی مصطلق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دربارت کرنے کے لئے بھیجا کہ آپ کے بعد ہم اپنے صدقات کس کے پاس بیٹھیں، آپ نے فرمایا ابو بکر صدیق کے پاس، اس طرح ابن عباس کی روایت میں یہ جملہ ہے کہ آپ نے اس عورت سے کہا ابو بکر کے پاس اسلئے جا کہیو کہ وہ میرے خلیفہ ہیں (۱۱۰)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں ارشاد فرمایا کہ اسے عائشہ اپنے باپ اور بھائی کے میرے پاس لانا، تاکہ میں ان میں ایک کو دستاویز رکھ دوں کہ میرے خلیفے عوف ہے کہ میرے بعد کوئی متفق عوف کا بھائی ہو جائے اور کہنے لگے کہ عوفت کے لئے میں پتھر ہوں مگر اللہ تعالیٰ اور بنی ہاشم کے سوا کسی کو نہیں مانیں گے (۱۱۱) اس روایت کے ایک طرف میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا تاکہ میرے بعد لوگوں میں اس بارے میں اختلاف نہ پڑ جائے، اور خود ہی فرمایا کہ چھوڑ دو، اللہ ذکرے کہ مسلمانوں میں ابو بکر کے لئے اختلاف نہ پڑ جائے (۱۱۲)۔

حضرت عائشہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ اگر خلیفہ بناتے تو کس کو کرتے؟ حضرت عائشہ نے کہا کہ ابو بکر کو، کہا ان کے بعد کس کو بناتے؟ فرمایا، حضرت عمر کو، ان کے بعد کس کو، ابو عبیدہ بن الجراح کو (۱۱۳)۔ ابو بکر کو آپ الاستیجاب میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد حضرت صدیق کو اپنا خلیفہ کر گئے کیونکہ آپ نے بہت سے واسطے و دلیلوں اور طریقوں سے غلام و ثابت کروایا کہ حضرت صدیق سے اس معاملہ اختلاف میں کہاں تک محبت و انسیت رکھتے ہیں اور طریق تشریع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختلاف

۱۱۰ اشباب الاشراف، جلد ۱، صفحہ ۱۵۳ - ۱۱۱ اشباب الاشراف، جلد ۱، صفحہ ۱۵۳ - ۱۱۲ اشباب الاشراف، جلد ۱، صفحہ ۱۵۳ - ۱۱۳ اشباب الاشراف، جلد ۱، صفحہ ۱۵۳ -

۱۱۴ اشباب الاشراف، جلد ۱، صفحہ ۱۵۳ - ۱۱۵ اشباب الاشراف، جلد ۱، صفحہ ۱۵۳ -

۱۱۶ اشباب الاشراف، جلد ۱، صفحہ ۱۵۳ - ۱۱۷ اشباب الاشراف، جلد ۱، صفحہ ۱۵۳ -

۱۱۸ اشباب الاشراف، جلد ۱، صفحہ ۱۵۳ - ۱۱۹ اشباب الاشراف، جلد ۱، صفحہ ۱۵۳ -

۱۲۰ اشباب الاشراف، جلد ۱، صفحہ ۱۵۳ - ۱۲۱ اشباب الاشراف، جلد ۱، صفحہ ۱۵۳ -

۱۱۹۱) امیر المؤمنین علیؑ کے پاس ان کی بات کو سنوا اور اطمینان کروا دیا۔

حذیفہ بن یمان سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: اِنَّ اِلٰهِيْ كَمَا بَقَايَ  
فِيْكُمْ فَاَقْتَدُوا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ، وَاَشَارَ اِلَى الْاَبِيْ بَكْرٍ وَ  
عُمَرَ، اَمَّا رِوَايَتُكَ فَدُوْرٌ لِّاَقِلٍّ مِّنْ يَّتْلِقُكَ يَهْمُ مَرْبُوبٌ، اَقْتَدُوا  
بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ اِلَى بَكْرٍ وَعُمَرَ، اَوْ يَرْبِيْ رِوَايَتُ مَبْدِئِ رُبِّ سَعْدٍ  
سے بھی مروی ہے (۱۱۹۶) حضرت ابو بکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے  
ہوئے کہ میں بڑا غویب و گھٹیا ہوں کہ میں لوگوں کے منہ پر پاؤں سے روئے تارستان ہوں  
آپؐ نے ارشاد فرمایا: لَنْ تَكُوْنُ مِنْهُمْ سَبِيْلٌ خَيْرٌ، غَزُوْرٌ تَمُوتُ لَوْ كُوْنُكَ  
سَبُوْرٌ لِّكَ رَاہٌ مِّنْ بَرٍّ مَّجْمُوعٍ۔

مجموعت آپؐ کے مدینہ تشریف لائے اور مسجد کعبہ کی طرف سے نکلا تو اس موقع  
پر سب سے پہلا پتھر آپؐ نے رکھا۔ پھر آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ کے فرمایا تم دوسرا  
پتھر میرے پتھر کے ساتھ متصل رکھو اس کے بعد میرے کہا تم ابوبکرؓ کے پتھر سے متصل  
پتھر رکھو اور اس کے بعد حضرت عثمانؓ سے کہا کہ تم حضرت عمرؓ کے پتھر سے متصل پتھر رکھو  
اس طرح حسب ارشاد اپنے پتھر کے اور اس طرح آپؐ نے ان خیلوں کو اس امر حضرت  
کے لئے مختص فرمایا۔ آپؐ نے بھی ارشاد فرمایا کہ اگر تم لوگ ابوبکرؓ کو خلیفہ بناؤ گے  
تو تم لوگ ابوبکرؓ کے ہاں کے اعتبار سے کرو گے، امرائے میں نہایت قوی پاؤ گے، ماریتیں  
آپؐ منتخب ہونے سے تو لوگوں نے آپؐ سے کہا: شریعت کیا؟ خلیفہ اللہ، تو آپؐ نے فرمایا  
میں خلیفہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور میں اس سے عرض ہوں اور بعد ازاں فرمادے  
پر کوئے پر کہ اسلام ایک یہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ جس نے  
عَلَى الصَّلٰوةِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ بِاخْلَیْقَةِ رَسُولِ اللّٰهِ اِنْ اَفَادَتْ بِكَ  
نَازِلَہُ لَکَ لَیْلَہُ جَوْنِہُ (۱۱۹۷)۔

حضرت صدیق کا اظہار فرمایا جو بجائے خود بمنزل تصریح کے ہے (۱۱۹۳)۔ امارت  
سے متعلق حضرت عباسؓ حضرت علیؓ سے کہتے ہیں: خُلَاکَ تَمِ تَمِ تَمِ تَمِ تَمِ تَمِ تَمِ تَمِ  
جاؤ گے میں خُلَاکَ تَمِ تَمِ تَمِ تَمِ تَمِ تَمِ تَمِ تَمِ تَمِ تَمِ تَمِ تَمِ تَمِ تَمِ تَمِ تَمِ  
پر موت کے آثار دیکھ لے میں جیسا کہ بزرگوار مطلب کے چہرہ پر موت کے  
آثار پہچان جاتا ہوں۔ اس لئے تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے چلو  
اگر یہ معاملہ یعنی خلافت اور امارت تم لوگوں کے حق میں ہے تو میں معلوم ہو جائے  
گا اور اگر چاہئے سدا دوسرے لوگوں کے حق میں ہوگا تو آپؐ اس بات سے میں بھی  
محکم دہیں گے اور ہمارے متعلق لوگوں کو وصیت فرمائیں گے لیکن حضرت علیؓ کہتے  
ہیں کہ خُلَاکَ تَمِ تَمِ تَمِ تَمِ تَمِ تَمِ تَمِ تَمِ تَمِ تَمِ تَمِ تَمِ تَمِ تَمِ تَمِ تَمِ  
خلافت میں میں منع کرو یا تو میرا آپؐ کے بعد کوئی بھی نہیں امارت نہ دینگا (۱۱۹۵)۔  
حسن بن حسن اشجی عبارت کہتے ہیں کہ اگر خلافت و امارت کے لئے لفظ  
تم لوگوں کے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ کو مختص فرما  
چکے تھے اس وقت حضرت علیؓ سے فرمایا: اور تمہارا کوئی دوسرا نہیں ہے کوئی  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا حکم حضرت علیؓ کو دیا تھا اسکی خلاف  
ورزی کرنے والے ہوئے۔ اس موقع پر ایک صاحب کہتے ہیں کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا ہے: "مَنْ كُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلٰی  
مَوْلَاہُ اس پر سنہتے ہیں کہ اگر اس سے امارت و خلافت مراد تھی تو رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم اسکو نہایت وضاحت اور تصریح سے بیان فرماتے جس طرح  
کہ آپؐ نے مولاؓ، زکوةؓ، سومؓ، حج کو نہایت وضاحت اور تصریح سے  
بیان فرمایا۔ اور صاف الفاظ میں ارشاد فرمایا، اے لوگو! میرے بعد حضرت

(۱۱۹۱) الامت حجاب، عبداللہ بن ابی قحافہ، ص ۳۳ (۳)۔ (۱۱۹۵) حیرت ابن ہشام،

جلد ۲، ص ۴۵۴۔ بخاری باب مرض النبی و وفاته ج ۲، ص ۶۳۹۔

## داعی حضرت ابو بکر صدیق ہی تھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور حضرت صدیق عظیم بنائے گئے اور سید کذاب ہاگیا، عظیم شام کی طرف بھاگا، اسودوسی کا گروہ مشتہر ہوا گیا، سہاج بنسٹ الحارث سیدان چھوڑ کر عراق واپس چلا گئے۔ ہانقا فوجی کرنی اربل کے غنیمت اسکان کے تحت واپس ہو گئے۔ یاسر اور دیگر صحابہ کو دوبارہ فتح کیے گئے اور تمام عرب حضرت صدیق کا طبع ہو گیا۔ اب حضرت صدیق نے اللہ کو کرم رکھ کر شام پر لشکر کشی کریں کیونکہ ہنقل حبش اسامہ کے بعد نبی اسلام پر فوج متعین کر چکا تھا ۱۱۸ اور اس طرح اندرونی خلفائے سے اگرچہ سکون ہو چکا تھا لیکن مدینوں کا غزوہ ہر وقت سر پر منظر آ رہا تھا۔ لکن ان کے خلاف عراق کے محاذ پر مشقی جن حارث الشیبانی اور عبد بن خالد بن ولید کی سرکردگی میں جنگ جاری تھی۔ چنانچہ آپ نے صحابہ کو مسجد نبوی میں جمع کیا اور منبر پر کھڑے ہو کر حمد و ثنا کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کیا اس کے بعد فرمایا اے لوگو! واضح ہو کہ اگر اللہ تعالیٰ نے تم کو اسلام کے سبب یہ فضیلت دی ہے اور تم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں کیا ہے اور تمہارے دین اور زمین کو ترقی دیکر حکم کلام قبائلی مدعوں کی اور تمہارے حق میں ارشاد فرمایا "الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا" (۱۱۹) آج میرے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور میرے تم پر اپنا انعام تمام کر دیا، اور میں نے اسلام کو تمہارے دین بننے کے لئے پسند کر لیا۔ اور کو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ و محبت مکہ شام کی طرف تھی مگر لاشہ قاتل نے ان کو کراٹ لیا اور ان کے لئے

اپنا قرب پسند کیا ہے اللہ علیہ وسلم لہذا اب میرا ارادہ ہے کہ تمام مسلمانوں کو مجھ کے شام کی طرف بھیجوں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا وفات سے پہلے مجھ اس کا حکم دیا تھا اور فرمایا تاکہ میں مشرق و مغرب سب میرے لئے پیشانی کی گئے اب اور جس قدر حصہ میں کامیاب ہوں گے میں کیا دواں تک میری امت کی سلطنت ہوگی پس تم اس ہائے میں کیے ہو؟ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے، سب نے اپنی رائے دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، أَطِيعُوا اللَّهَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ۔ یہ سکر حضرت ابو بکر سیدنا بنش ہوئے اور منبر سے اتر آئے اور بادشاہ ابن مروان عرب اور ان کو کئے نام خطوط لکھ کر روانہ کر دیئے۔ ان تمام خطوط کا مضمون یہ تھا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

من عبد الله عتيق بن ابی قحافة الى سائر المسلمين سلام  
عليكم فاني احمد الله الذي لا اله الا هو ونصلي على نبيه  
محمد صلى الله عليه وسلم واني قد عزمتم على  
ان اوجهكم الى الشام لتأخذوها من ايدي الكفار  
فمن عول منكم على الجهاد فليبادر على طاعة الله  
وطاعة رسوله ثم كتب انفقوا خفافا وثقالا۔ الآية۔  
ثم بعث الكتاب اليهم واقام منتظرا حوا بهم و  
قد ومهم فكان اول من بعث الى اليمن انس بن مالك  
خادم رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

عبد اللہ عتیق بن ابی قحافہ کی جانب سے تمام مسلمانوں کے نام سلام  
علیکم، سب سے پہلے میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی

میں مسلمانوں کو ایمان دلایا۔ لَنْ يَصُورُكُمْ إِلَّا آدَمُ وَإِنْ يَقَاتِلُكُمْ  
يُؤْتِكُمْهُمُ الْكَذِبَ أَرَأَيْتُمْ كَيْفَ يَفْضَحُونَ۔ (۱۲۳۱) وہ تم کو ہرگز مرنے پہنچا  
سکیں گے مگر خدا خفیف کی اذیت اور گمراہی تم سے متاثر کریں تو تم کو بیٹھ  
دکھا کر جہاں جائیں گے یہیں تک طرف سے ان کی حمایت کی کہ جاو گے۔ ان دو آیت  
کے ملانے سے جلد پر واضح ہوتا ہے کہ ایمان میں پیرو و نصاریٰ ساری باتیں کریں گے  
لوگوں کو جب پرانا دہا کر دیں گے، لیکن ان کا نام بغیر اہل (جسکی صفات امر بالمعروف  
نہی عن المنکر اور ایمان باللہ نہ ہو) کے ہیں کہ اس پر فراست سے کون مراد  
ہے؟ الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ  
وَآمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ۔ کہ شرک میں گرنے کے بعد  
اس آیت کے پہلے صدق حضرت صدیق تھانے ملو کہ بلا آیت کے بھی صدق  
حضرت صدیق ہونے کیوں کیاں بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اوصاف  
خیر امت کے بیان کئے ہیں۔ لہذا فراست حضرت صدیق قرار پائے۔

حضرت صدیق کی قوت و ہمت سے مسلمانوں کی بڑی مٹی جانتیں کیا اور شفق  
ہوئی اور انھوں نے جزیرہ فاعرب میں امتداد اوافضیہ زکوۃ اور زکوۃ کی کھلی بڑا رکھ  
کی جس کی مزاحمت ختم کر دی اور عراق و شام کی سرحدات پر اسلامی لشکر متنبہ کر کے  
دنیا کے دو پر شوکت مملکتوں کسری و قیس کو لکارا۔ لوگوں کو گمراہ و گمراہی سے  
اسد کی مار اور برگ جوق و جوق اسلام میں داخل ہوئے۔ اس طرح امر بالمعروف و نہی  
عن المنکر کے فریضہ کا انجام دیا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بیان فرما دیا  
کہ ان جگہوں کا مقصد قائل کرنا اور اقلیتوں کو فتح کر کے لوگوں کو اسلام پر ناگزیر کرنا ایک  
پاکیزہ مقصد دعوت الی اللہ اور منکرات سے لوگوں کو بچانا اور دنیا سے شوق فساد کا  
خاتمہ کرنا ہوگا اور ان کی شریعت کو لوگوں میں جاری کرنا ہوگا۔

میں وہ ہیں اور ایمان پر سورتہ بیتا ہیں کہ اگر کراہی تھی اللہ میں کو علم ہے اور میں نے  
ارادہ کیا ہے کہ تم کو ملک شام کی طرف بھیجوں تاکہ تم میں ملک کو گھلا دے تاکہ اسے  
چھوڑو لہذا تم میں سے جو شخص جہاد کا قصد رکھتا ہے وہ جہاد کی کسی نہ جہاد  
اور اس کے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری ضروری ہے اور اس کا بھی تقاضا ہے  
اور پھر کہا اَلْبَغْيُ وَارْخَافًا وَقِيَالًا۔ (۱۲۳۲) اور اس کے بعد یہ خطوط ذکر کر دیئے  
اور انھیں جو بات کے متفرق ہے۔ سب سے پہلے ان میں مالک خادم رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم کو ہیں جیسا اور اس طرح غزوہ یروشلم میں چالیس ہزار آدمی جمع ہو گئے تھے  
تھے ہوئے جو آج تک کسی کو نصیب نہ ہوئے تھے (۱۲۳۲)۔

اس روایت سے ثابت ہوا کہ سَتَذَعُونَ اِلٰی قَوْمٍ کے پہلے صدق اور دلائل  
اول صدق اگر کہ فائز تھے اور اس میں ان واقعات و حوادث کا بیان تھا جو صدیق  
کے دور خلافت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ظہور پذیر ہوئے دلی  
تھے اور صحابہ نے صدیق کو علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تکمیل کی۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ  
وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ  
لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ (۱۲۳۲) تم لوگ خیر امت ہو کہ جو لوگوں کے لئے نیک  
تھے ہے تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور برائی باتوں سے روکتے ہو اور اللہ  
تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو، اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لئے زیادہ چاہا۔  
اسی آیت میں دو وصف کے وجہ سے اس امت کو خیر امت قرار دیا اور ان  
کے بعد اہل کتاب کے ایمان کے ثابت فرمایا کہ اگر یہ لوگ ایمان لے آتے تو اچھا ہوتا۔

یعنی ساری باتیں نہ کرتے اور لوگوں کو قتال پر آمادہ نہ کرتے اور اس کے بعد دلی آیت

(۱۲۳۱) فتحہ اشام، محمد ابوالقدی، جلد ۱، ص ۱۱۱، المطبعہ العثمانیہ، بیروت۔

(۱۲۳۲) آل عمران، آیت ۱۱۰۔

میں ایک جماعت کو نجات کا نذر کج کرنے اور اسکی شان نزول بیان کرنے کی بھی  
قوتیں دیتے رہیں گے۔ ﴿مَنْ أَتَىٰ عَلَيْنَا يَذُنُ لَكُمْ أَنْ يَطَّيِّرُكُمُ الْمَلَائِكَةُ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ (۱۲۳۶)۔ پھر اسکا بیان کیا  
دینا بھی جائے ذمہ ہے کہ مفسرین آیات قرآن کے حکم کا مصلحت بیان کرتے  
ہیں۔ ﴿وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ﴾ قرآن ایک بڑے پائے کا کتاب ہے۔ عبرت ناس کے لئے  
ہے اور ناس کے لئے بھگتا ہے اور پیچھے ہے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ وعدہ  
کرتا ہے کہ تم کو اگر میری طرف سے عذاب پہنچے تو وہاں انسان وغیرہ بڑا ہی عجیب و غریب  
دعا نامے سے قرآن کو عیب کے لئے محفوظ و مضمون رکھے گا۔

سلسلہ نزول وحی جو یکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نمونہ جاری رہا،  
اسلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات قرآن مجید کے تمام سرزمین ترتیب دار  
ایک جہ میں بھیج کر ناممکن نہ تھا۔ لیکن زمانہ نبوت کے ختم ہونے کے بعد جبکہ  
قرآن کو ایک جہ میں بھیج کر دینے کا وہ تمام وقتیں رفع ہو گئیں جو زمانہ نزول قرآن  
قرآن کے لئے لازمی تھیں تو حسب وعدہ الہی حضرت صدیق کے عہد مبارک میں تمام  
مجید کے وہ تمام امتیں اور سرزمین جو طویل و علیدہ ہوں جس کو کچھ مومنین غیر مرتب  
پڑھی تھیں اس ترتیب کے ساتھ کہ جہ میں بھیج کر دی گئیں جس ترتیب پر خود  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو تعلیم دیتے تھے اسی طرح ان کے سینوں میں بھیج  
فرمایا تھا۔ اس طرح بھی قرآن کا وعدہ ہوا اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے ساتھ فرمایا تھا اور جبکہ فرمودہ اللہ تعالیٰ نے لیا تھا اس طرح پر بارگاہ حضرت  
صدیقی سے قرآن کو مصاحف میں بھیج کر لایا و راست نے اس پر اجازت کیا۔

وقد كان النبي صلى الله عليه وسلم اذن في كتابة القرآن  
ونفي ان يكتب معه غيره، فلم يأمر ابو بكر الا بكتابة

بنا شریعت الہیہ کے تبلیغ پر مامور ہوتا ہے اور صدیق نبی کا شریعت کو لوگوں میں  
پھیلانا ہے اور اسکا پختہ پراشتافہ کرنے کے وہ وجہ ہے جو اس نے نبی کے ساتھ  
کئے تھے اور کسی عملیت کے بنا پر وہ بھی کی جات ہیں پورے دہرے کے تھے۔ پس  
کئے جاتے ہیں چنانچہ صدیق کے دل میں ایک داعی و جوش ماز تار تھا کہ احکام نبی  
کو نافذ کرے اور اسکی شریعت کو لوگوں تک پہنچائے۔ یہی حضرت صدیق کا حال  
تھا کہ مائیں ذکرہ، مرتبین اور کلامی کے خلاف لڑنے اور پیش اسلام کروانا  
کرنے کا ایک ایسا داعی تھا جس کے جوش کو صحابہ کسی طرح سے ٹھنڈا نہ کر سکے  
بلکہ حضرت صدیق کے جوش و دلاور کو دیکھ کر صحابہ کی تمام جماعتیں متحد کیا ہوئیں اور  
دشمنان اسلام پر ایسا ہار ی ضرب لگا یا کہ آج تک اس قسم کی غمگینی سراٹھائی نہیں

## قرآن کے تحفظ کا وعدہ

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَنَافِظُونَ﴾ (۱۲۳۶) ہم نے قرآن کو  
نازل کیا ہے اور ہم اس کے مخالف ہر۔ ﴿إِنَّا نَحْنُ ذُو الْأَلْبَانِ﴾ (۱۲۳۷) ہم  
یہی اللہ تعالیٰ جمعہ و قرآن (۱۲۳۸)۔ اسے نبی آپ قرآن پڑھنا زبان  
نہ چاہیے تاکہ آپ اسکو جلدی جلدی لیں، ہمارے ذمہ ہے اس کو بھیج کر اور اس  
کا پڑھنا دینا۔

ان دونوں آیات میں اللہ تعالیٰ نے بولنے والے صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرمایا  
ہے کہ قرآن کو مصاحف میں بھیج کر لایا جائے ذمہ ہے اور آپ کا امت کے قاریوں  
کو ہم قرآن کا دعوت کو ترویج دیں گے اور ان سے قرآن کو پڑھواتے رہیں گے۔ تاکہ  
سلسلہ قرآن لڑنے اور یہ امر ترمیم فرما انجام دے دیں گے اور بعد میں ہر زمانہ

## الحجاز

حجاز شمالی عرب اور مغربی عرب کے درمیان اہم شاہراہ پر واقع ہے اور ظہور اسلام کے وقت دونوں حصوں کو ملانے میں ایک پل کی

حیثیت رکھتا تھا اور اس سبب سے حجاز کو اقتصادی اہمیت حاصل تھی۔ اسکے محل وقوع کی وجہ سے جب حبشہ کو یمن پر غلبہ حاصل ہوا تو اہل عرب نے مکہ پر فوج کشی کی (۱۲۸ھ) اور جب یمنی مسلمانوں کے زیر تسلط ہوا تو اذانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے ظہور کے بعد ان کی سربراہی کو دیکھ کر جب آپ سہری پروردگار کو تبلیغی خطہ قرار کرتے ہیں تو نہایت حقارت آمیز لہجہ اختیار کرتا ہے اور گمراہی کے احکامات صادر کرتا ہے۔ یزان قبیلہ تکمیل کر کے دو آدمی مدینہ روانہ کرتے ہیں اور جب پروردگار کو کیا جاتا ہے اور شہر یورہ بادشاہ ہوتا ہے تو گمراہی کے احکامات کو حکم نامی مغلط کرتا ہے (۱۲۸ھ)۔

غریب حادثہ مکہ کا ایک رئیس خادہ تجارت کے لئے نارس جانا تو وہاں سے شانِ عجم کے قصص اور قرائعِ مولانا اور قریضے کہنا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مادی و مادی کے قصے سناتے ہیں میں کریم و اسفندبار اور اسرار کے قصے سناتے ہیں لوگ اس کو بڑے شوق سے سنتے تو اس پر میراث

نازل ہوئی "وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ يُفْتِنُ بِهِمْ سَبِيلَ اللَّهِ يَفْتَرُونَ عَلَيْهِمْ كَذِبًا عَظِيمًا" (۱۳۰)۔

اور بعض آدمی ایسے ہیں ان باتوں کا خبر دیتا رہتا ہے جو نافرمانی پر ناکارہ کی راہ سے بے گنج ہو گئے گمراہ کہے اور اس کی ہنسی اڑا دے۔

جب اس عوام اور دلدل پر سرکری اور حکومت خارس کا یہ اثر تھا اور ان کو کلمہ کے ساتھ اتنا دلی لگاؤ تھا تب مقامِ اذراعات و لمبر کے مابین وسطیہ اور مسلمانوں کی جنگ ہوتی ہے اور یہ مسلمانوں کو فتح حاصل ہوتی ہے۔ تو اس فتح کو اپنی فتح قرار

ماکان مکتوباً ولذلك توقف عن كتابة الآية من آخر سورة براءة حتى وجدناها مکتوبة مع انه كان يستحضرها هو ومن ذكر معه (۱۳۱ھ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتابت قرآن کی اجازت دے چکے تھے قرآن کے علاوہ کے کتابت سے منع فرما چکے تھے۔ پس حضرت ابوبکر گھسی ہوئی آیات کے پیش کی اور شی کی گھسی کے اجازت نہیں دیتے تھے۔

اسی وجہ سے حضرت زید سورہ براءت کے آخری حصہ کی آیات کے جمع کرنے میں اس وقت تک توقف کرتے رہے جب تک کہ وہ گھسی ہوئی ان کو نہ مل گئیں باوجودیکہ زید اس بات کو جانتے تھے کہ وہ سورہ براءت کی آخری آیات ہیں۔

پس درحقیقت بیچ کرنا اور کام کا نام تھا اور اس کے وعدہ کا نفاذ جو حضرت مرقی کے ہاتھ سے بنا ہوا اور ایک صدیق کا پیکار کام ہونا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ جو نبی سے ہو چکا ہے اور جو امور نبی کے حیات میں ممکن ہو کر ان کی تکمیل صدیق کے ہاتھ ہو کر ہے اور اسی سے ثابت ہوا کہ حضرت صدیق کی خلاف بیعت تھی۔ اور

غصب و ظلم کا جوئی ثابت ہے آپ کا واسن پاک ہے، حضرت علی کا کہتے تھے "اعظم الناس في المصاحف اجرا ابو بكر رحمة الله على ابي بكر اول من جمع كتاب الله" ذائع، تمام لوگوں سے اعتبار اجر مصاحف میں حضرت ابوبکر فرمے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ابوبکر پر نازل ہوں سب سے پہلے آپ ہی سے کتاب اللہ کو جمع فرمایا۔

(۱۳۱ھ) فتح البکری، فضائل قرآن، باب جمع قرآن، جلد ۱، ص ۲۸۶۔

(الف) فتح البکری، جلد ۱، ص ۲۸۶۔

(۱۳۸ھ) تاریخ النبی الاسلامی، المصنوع، ابو سعید خدری، ص ۵۱ (۱۳۸ھ) تاریخ ابن خلدون، جلد ۱۔

ص ۱۴۸۔ کبریٰ، نفیس الیوم، ج ۳، ص ۳۰۱، تفسیر بیان القرآن، لقمان، آیت ۶۔



دیتے ہیں جس پر سورۃ دوم کی آیتوں آیات نازل ہوئیں (۱۳۱) ان وجوہات سے  
ظاہر ہوتا ہے کہ کئی ایسے جہاد کرکے جس کے ماتحت غارتگریاں اور یہاں کے قلم نبوی  
کا ذمہ دارین کا گورنر تھا۔ لیکن جس طرح میں کہ اس بات اور فرس مذہبی تھے  
اور میر اور دشمن پر فخر اور دوم کا ظاہر غلبہ تھا ان کے درمیان حجاز ان پر غلبہ  
کے کسی شے سے ماحول مدہوی کی وجوہات تھا نے بیان فرماتے ہیں۔ ایشواہا  
تھا ہے اَوْمَیْرُوْا اَتَجْعَلْنَآ حَرَمًا اَمِنًا وَتَحْفَظُ النَّاسُ مِنْ حَذَرِ لَہُمْ  
اَقْبَابِ السَّاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ وَیَنْعَمَ اللّٰهُ یُکَفِّرُوْنَ (۱۳۲) کیا ان لوگوں  
نے امن بات پر نیکو نہیں کیا کہ ہم نے امن ماحول حرم بنایا ہے اور ان کے گورنروں کے  
(مقامات) میں لوگوں کو (مار دھا کر کے) ان کے گورنروں سے نکال دیا جا رہے ہیں  
یہ لوگ میر نے مہبودوں پر تو یہاں لاتے ہیں اور ان کی نعمتوں کی ناکھری کرتے  
ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ یہاں ابراہیم کا محل نام رہا اور دشمن بن الحورث نے غارت  
ہو کر کوشش کی تھی کہ قلعہ کے ماتحت ہو کر حجاز کا حاکم بن جائے لیکن حجاز میں  
کے مخالف مل نے اس کو اس میں کامیاب نہیں دیا اور یہ کھڑا ان دونوں  
بڑی طاقتوں کے دست برد سے بالکل آزاد (۱۳۳) جس کے تقدس مقام  
عرب متفق ہے، مگر احترام کرتے تھے اور ذریعہ بی امن و سلامتی کے ساتھ ادا کرتے  
تھے اس کے اثر تھا ان نے سکون بنایا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے بعد مدینہ کے مشرق سے لکھنؤ  
القری اور غیر (مدینہ کے شمال) تک نبیوں کی بستیاں چلیں ہوئی تھیں (۱۳۴) ان  
کے اسلحہ مزہ ہو گئے تھے۔ قید تھی (مشرق میں) اور اس کے ساتھ بھارت اور

(۱۳۵) سورہ دوم، آیت ۱۔ (۱۳۶) قرآن، مکیہ، آیت ۶۷۔

(۱۳۷) تاریخ الاسلامی، احمد علی، ص ۴۲۔ (۱۳۸) جزیرۃ العرب  
ہدائی معر ملحد السعدہ، ۱۹۵۳ء، ص ۳۱۔

مدینہ اسلام پر قائم رہے۔ عثمان بن ابی العاصی الشقی طائف پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے مائل تھے انھوں نے ثقیف کو جمع کر کے کہا "یا معشر ثقیف کمنتم  
اخر الناس اسلاما فلا تکنوا اول الناس سرۃ"۔ کہ اے ثقیف  
تم اسلام سب سے آخر میں لائے ہو اب روضہ میں سب سے پہلے تم ہو اس طرح  
ثقیف ارتداد سے باز آگئے (۱۳۹) اہل مکہ نے بھی ارتداد کا رازہ کیا اور رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم کے مائل قربان بن سید خوف کے مارے رد و پیش ہوئے لیکن سہیل بن عمرو بن  
عبد الشمس العامری جو کہ قریش کے سرداروں میں تھے جنگ میں مدینہ بھی ہوئے  
تھے جو کہ قریش کے غلبہ میں سے تھے اور حضرت عمر فاروق نے آپ سے عرض کیا  
کہ آپ ان کے دانت نکلا دیں تاکہ آئندہ آپ کے خلاف غلبہ نہ دے سکیں لیکن آپ  
نے فرمایا دے دے فحش ان یقوم مقاماً تحمدہ اور آپ نے فدائے کر  
ان کو چھوڑ دیا، صلح حدیبیہ میں بھی سہیل بن عمرو قریش کے قماروں تھے اور ان کے  
ساتھ صلح نامہ پر دستخط ہوئے اور ارتداد عرب کے وقت جب اہل مکہ نے ارتداد کا رازہ  
کیا تو اس وقت کھڑے ہو کر کہا کہ اللہ میں مانتا ہوں کہ یہ دین ضرور دل سورت کے  
مشرق سے مغرب تک طوطی ہوگا اس لیے تم لوگ دھوکہ میں نہ رہو اور خلافت میں  
تھما دے جس میں آگے اس طرح اہل مکہ ارتداد سے باز آگئے (۱۴۰) اس طرح مزینہ  
جینے لگا اور انھیں کلمہ خواہ اور کر، مدینہ اور طائف کے باہر بننے والے قبائل  
اسلام پر قائم رہے اور ان کے علاوہ سارے عرب میں اضطراب برپا ہو گیا اور کھلم کھلا ارتداد  
انتہا کر گیا اور بغاوت برپا کر گئی۔ اندرون عرب یہ حالات تھے۔ جبکہ یروش میں بڑی  
طاقتیں گھات لگاتے تھیں۔

(۱۴۱) الاستیجاب وفد شقی بن ابی العاصی الشقی۔

(۱۴۲) الاستیجاب وفد سہیل بن عمرو بن عبد الشمس العامری، حیرت ابن ہشام

جلد ۲ ص ۲۱۶۔

## ساسانی اور بازنطینی تعلقات

ساسانی اور بازنطینی ظہور اسلام کے وقت دنیا کی دو بڑی عظیم حکومتیں تھیں اور ان کے آپس میں مرہوت متصل ہونے کی بنا پر کبھی ایرانی اور کبھی صلیبی اور دوسری کے معاہدے ہوا کرتے تھے۔ ہرگزین آئشہ وہان کے دور حکومت کے مختصر میں شاہ روم نے اپنے ان شہروں کا مطالعہ کیا جو آئشہ وہان نے دیا رکھے تھے۔ ہرگز نے اپنے میں طاقت، مقابلہ نہ دیکھ کر وہ تمام شہر جو اس کے پاس لے دیا گئے تھے یہی صوم کو واپس کر دیئے اور دوسری کا معاہدہ ہو گیا۔ ہرگز کے بعد جب ہرگز کے خلاف بغاوت ہوئی تو ہرگز نے اپنے بیٹے ہرودیز کو مشورہ دیا کہ شاہ روم سے امداد حاصل کریں گے امید ہے کہ وہ تمہاری پہلی امداد دے گا۔ ہرودیز ہمارے رومیوں سے امداد طلب کرتا ہے۔ قیصر اس کی مدد کرتا ہے اور ہرام کو شکست دے کر ہرودیز کو دوبارہ تخت پر بٹھا دیتا ہے (۱۳۴) اور اپنی لڑکی مریم کو ہرودیز کے نکاح میں دے دیتا ہے۔ شیرویہ اور ہوران دخت بنت ہرودیز اسی کے بطن سے تھے (۱۳۸) اس کے بعد ۱۱۱۱ء میں قیصر کے خلاف بغاوت ہوئی ہے۔ قیصر کاراکا ہرودیز سے امداد طلب کرتا ہے لیکن امداد کے ہانے رومی مقبوضات میں تباہی مچا دیتا ہے۔ یہ وہ جنگ ہے جس کا قرآن میں **الْفَرَجَ غَلَبْتَ الْوُثْمَ وَفِیْ اَدْنٰی الْاَمْرِیْضِ وَهَمَّ مَنْ یَّعْبُدُ عَلَیْهِمْ سَبَّحَ تَلٰوِیْہُ** (۱۳۹) ان الفاظ سے ذکر ہو کر ہو رہے۔ مقام افراعات اور بلوخر کے امین خوب جم کر لڑائی ہوئی ہے

رومی مغلوب ہوتے ہیں اہل کہ رومیوں کی شکست پر خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں اور ساسانی حکومت کے غلبہ کو بال نیک قرار دیتے ہیں مسلمانوں کو افسوس ہوتا ہے لیکن اہل روم کچھ سنبھال لیتے ہیں اور تقریباً ۱۲۳۳ء یا ۱۲۳۷ء میں اہل فارس کو کو ایک ایک کر کے کھال ہار کر لے لیتے ہیں۔ ایرانی عساکر الجریہ میں جمع ہو جاتی ہیں لیکن رومی سال بھی ان کو بچھا کر کے موصل تک ان کو بھگا دیتے ہیں۔ ہرودیز اپنی فوجیں لے کر خود دھماکے لے لے آئے شہر دیو جگ ہوتی ہے لیکن ایرانی بھاگ بھگتے ہیں کیونکہ اب اس جگہ میں عرب ایرانیوں کے ساتھ شریک تھے اور ایران کی ۲ سیالی ہمیشہ عرب ہڈوں کے ذریعہ ہوا کرتی تھی۔ کسریٰ مصر میں گرفتار آراء، اشراف اور سرداران لشکر کو موت کی سزا دینے کی نیت سے قید کرتا ہے اسی دوران آپ کے نامہ مبارک کے چاک کرنے کا واقعہ پیش آتا ہے اور آپ کی گرفتاری کے احکامات صادر کرتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہرودیز پر ان کے لاکھ شہر دیوہ کو مسلط کر کے ۱۲۳۸ء میں ایمان حکومت کے اقبولے گرفتار کر لیتا ہے۔ شیرویہ بادشاہ ہوتا ہے اور رومائے حکومت کے کئے پر اپنے باپ ہرودیز کو قتل کر دیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قتل کی اطلاع یمن کے گورنر فاوان کے فرستادوں کو دیتے ہیں۔ فرستادہ واپس ہوتے ہیں، تو شیرویہ کے احکامات ان کو لے جاتے ہیں، مدینہ کے جس شخص کی گرفتاری کے احکامات ہرودیز دے چکے تھے وہ واپس لے جاتے ہیں اور حکم ثانی کا اظہار کریں (۱۳۴۱) ان ایام میں شہر بلزہ رومیوں سے ہوا تھا تھا شیرویہ اپنے باپ کے قتل کے ۱۷ ہفتہ گزشتہ رہ کر ایک جنگ بھاری سے مر جاتا ہے اور اس کا نام ایف بیلار شیربادشاہ بنتا ہے۔ شہر بلزہ کو جب اس کا علم ہوتا ہے تو

(۱۳۴۱) ایران بعد ساسانیان، ص ۲-۴

۱۳۴۱ انباطول، ص ۳۹-۴۰، تاریخ ابن خلدون، کراچی، نقیص اکیڈمی۔ جلد ۱

ص ۱۳۸-۱۳۹۔ ایران بعد ساسانیان، ص ۲-۴

(۱۳۴۱) ایران بعد ساسانیان، ص ۵۰-۵۱، انباطول، ص ۱۸۹، ۱۹۰، ہشتری آف

پرسیا۔ نام، ص ۱۵۰۔ لندن۔

(۱۳۴۸) تاریخ نوک الارض، ص ۵۲۔ کتاب الذخائر والحق، کامیو غریب و ص ۵۔

(۱۳۴۱) قرآن سورۃ الریم آیت ۱-۱۰ ایران بعد ساسانیان، ص ۱۰-۱۱۔

ساتھ بھی مسلمانوں کے تعلقات خراب ہو چکے تھے مقام موت میں ہر قتل کے افواج  
 سے جنگ ہو چکی تھی، بورانِ دختِ بنت کُشیہ بادشاہِ ہیتی ہے۔ قیدی کی فاسی تھی  
 (۱۳۸) اور صلیب کی لکڑی والپس چمچتی ہے۔ مثنیٰ شیبانی مسلمان ہو چکے تھے۔  
 سرحدِ عراق پر ان کے تعلقات نومان بن منذر کے قتل کے بعد سے کشیدہ تھے، لیس  
 بن قبیہ سلطانِ مسلمانوں کے ساتھ صلح کے زیرِ دین منظور کر لے تو کُشیہ اسے  
 معزول کر دیتا ہے (۱۳۹)۔ سرحد پر جو مسلمان دستے تھے عراق و شام کے لوگ  
 جب ان سے متصادم ہوئے تو قیدیروں اور کُشیہ ایرانِ خسرو دونوں نے اپنے اپنے  
 علاقوں کے لوگوں کی مدد کی اس بنا پر جنگ کا دائرو وسیع ہو گیا اور اسلام کو  
 مشرق و مغرب کی طاقتور حکومتوں سے مجبوراً تقابلاً کرنا پڑا (۱۴۰)۔

سروِ یحییٰ محمد کی رائے اگرچہ عرب کے قبائل کے سات جنگوں کو داخلی بقاؤ  
 قرار دیتا ہے مگر اگر جنگِ موتہ، فزوه، تبوک پر نظر ڈالنا اور مدینہ کے خونِ ہراس  
 پر غور کرنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں مجبور ہو کر حبشہ اسامہ کے راجہ کی  
 فیصلہ کی تھا اور یہاں تک پہنچ کر سیرت پر تو نبی و متبعین کو ہے اس کا ثبوت ہے کہ  
 بارہ لکھنوی خاموش نہیں تھے نیز شہرِ مدینہ کا شامی سرحدات سے مدد مانا اور قبا  
 دوم سے دست کش ہونا قرآنِ عارف بتاتے ہیں کہ رسول اللہ اور ساتھیوں کے  
 مابین کوئی حکومت ہو چکا تھا اور وہ سمجھوتہ اسلام کے خلاف تھا۔ متحارب  
 طاقتوں نے ایک دم سے ایک دوسرے کے سرحدات سے فوجیں ہٹا کر اسلامی  
 سرحدات پر کیوں متعین کیں وہ دو متحارب طاقتیں کبھی بھی ایک دوسرے پر اعتماد  
 نہیں کر سکتیں اسلئے یہ کہنا پریشکارانہ انھوں نے حالاتِ جنگِ فتنہ کرنے پر اتفاق  
 کر لیا تھا اور یہ اتفاق و اتحاد جزیرہٴ فراعرب کے قبیلے ہجرت والے انقلاب کے

باقی ہو کر مسلمانوں کی طرف عائد ہوتا ہے۔ اس پر قتل کر کے خود سخت حکومت پر مبنی  
 ہے اور ایک سال تک حکومت کرنے کے بعد ایمان حکومت اس کے خلاف ہو جاتا  
 ہیں اور اس کو قتل کر کے مسیح (۳۹) میں بورانِ بنت کُشیہ کو بادشاہ بنادیا  
 ہیں (۱۴۱)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس متعدد ارسال کرتی ہے (۱۴۲) اور  
 رومیوں کو صلیب کی لکڑی والپس کر دیتی ہے جو پروردگار کا لیا تھا اور قیدی کے قتل  
 کے درخواست پر بھی واپس کرنے سے انکار کر چکا تھا (۱۴۳)۔ رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کو جب اس کی اطلاع ملی کہ مسلمان حکومت پر ایک معزول اعلیٰ ہے تو یہ  
 فرماتے ہیں "لما بلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اهل  
 فارس قد ملكوا عليهم بنت كسرى قال لن يفلح قوم والوا  
 امرهم امراء" (۱۴۵)۔

بروز کے قتل کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۴ سال ۳۲۰ تک قیدی عیاش  
 رہے ہیں (۱۴۶) ان چار سالوں میں اہلِ روم اور اہلِ فارس کے درمیان مصالحت  
 ہوتی ہے تعلقات معمول پاتے ہیں اور ان کے درمیان معاہدہ ہوتا ہے کیونکہ لکھنوی  
 معاہدہ دو تھا تو شہرِ رازِ سرحدات کو کیونکہ یہ محفوظ حصہ اور شام پر چھوڑ دیا گیا  
 بہت سے علاقہ رومیوں سے واپس فتح کر چکا تھا (۱۴۷)۔ جزیرہٴ فراعرب کا نقشہ  
 پرویز کے قتل کے بعد بدلتا ہے۔ چین میں ہڈان، بحرِ ہندی میں مند بن سادی، عمان میں  
 جندی کے لئے اسلام قبول کر گئے ہیں، ان کا تعلق مدائن سے کٹ کر مدینہ سے جڑا  
 یا مدینہ ہی اسلام پہنچ چکا تھا۔ نجدی اسلام کے زیرِ سایہ آچکا تھا اور رومیوں کے

(۱۴۸) اخبارِ روم، ص ۲۵۔ ایران بعد مسلمانان، ص ۶۷-۶۸۔ طبری، ج ۱، ص ۲۵۰  
 ص ۲۵۱-۲۵۲۔ تاریخ الملوك الارض، ص ۵۲۔ اخبار الطوال، ص ۲۲۰۔  
 بخاری، ج ۱، ص ۶۳۷۔ تاریخ عز السیر، ص ۶۶۔

(۱۴۹) تاریخ ملوک الارض، ص ۱۱۷۔

(۱۵۰) اخبار الطوال، ص ۲۲۵۔

(۱۵۱) تاریخ ملوک الارض، ص ۵۰۔ تاریخ ابی خلوان، عنایت الرحمن، ص ۹۰۔

(۱۵۲) دی کیلافت۔ بیروت، ص ۳۶۔

(الف) ایران بعد مسلمانان ص ۶۷۔

سلاطین اس میں ہے کہ وہ اس ہی پر کاٹھا کھانا چاہتے رہیں اور ان کے سر کے بال کے لئے  
جیسا اسامہ کو روانہ کیا، سرحد عراق پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بیٹا زمانہ تھا،  
ظاہر یہ ان خبروں کا سلسلہ تھا جو واقعہ ذی قعدہ کے بعد قبیلہ بنی شیبان سے شروع  
ہو گیا تھا اس طرح بنی شیبان اور اسامہ بن زید کے بعد قبیلہ بنی شیبان سے شروع  
عرب کے بعد یہ ملک وادیاؤں کے قابل گرفت و زمین رکھا کرتا راستہ مدینہ کے  
پاس جب قبیلہ وادی کے لئے فوج موجود ہے۔ ایسا نہ ہو کہ مدینہ پر  
حملہ کے غرض سے اپنے گھروں سے نکلیں اور مدینہ کے اہل فوج ہمارے گھروں کو  
غارت کر دے، مدینہ کے قریب وجہ کے قابل کے و فوج نے جب مدینہ کو  
خالی پایا تو حکم دیا لیکن صلہ کے شمشیر بیکان نے ان کو بھی ایک ہی وار میں  
تباہ اور نیست و نابود کر دیا اور اس کے بعد مدینہ پر کسی عہد کو آگے اٹھانے  
کی جرات نہ ہو سکی۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مدینہ کو آگے لے کر اپنے کے دس جاعتوں کی  
مدد سے مدینہ پر چڑھ کر مدینہ کے اہل اور ایک دس سرحدوں کی حفاظت پر متعین  
کرتے ہیں کیونکہ مدینہ کے واسطے کے بعد سرحد پر فوج متعین کر چکا تھا۔  
جب فاضل میں رہیں اور اسامہ بن زید کا خفیہ معاہدہ عملی طور سے ظہور میں آتا  
ہے۔ وہی فاضل میں مسلمانوں کے اجتماع کو دیکھ کر اہل فارس کے فوجی چکیوں سے  
نیز قیامی انقلابی اور فرسے اسلام طلب کرتے ہیں اور ان سب نے مدینہ کی کھل  
کر مدینہ (۱۵۱)۔ یہ واقعات اس امر کے نشانہ ہیں کہ مدینہ کے سفین  
ان دونوں طاقتور حکومتوں کے مابین خفیہ معاہدہ اور اتحاد قائم ہو چکا تھا اور اس  
معاہدے کے تحت مدینہ نے حالات جنگ ختم کر کے اپنی فوجیں ایک دوسرے کے

(۱۵۱) اس بات کا بنی مسکن سے مدینہ میں ابوسریہ کے نائبی کر گیا ہے جو آگے آ رہی ہے۔

(۱۵۱) تاریخ، جلد ۳، ص ۲۶ - القادری

خوف تھا۔ چونکہ مزید غار عرب کسری ایران کے ماعت تھا اس لئے وہ خوار  
سرداروں کو آمادہ جنگ کیا اور ان کی ہمدردی پر کاٹھا کر دیا۔

مستبرزان کے قتل کے بعد ایران بادشاہ جنتی سے توسیع کے واسطے کے ذریعہ  
اس معاہدہ کی جو شہرہ راز ہے اسے چکا تھا تو شمشیر کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے پاس متحدہ قبیلہ کا سلسلہ جنباں لکھا ہے کہ اگر آپ اقتدار کے نفوذ کا ہیکل ہے  
قوم آپ کو عرب کا بادشاہ تسلیم کر لیتے ہیں لیکن آپ کا خون سے سب قوت جواب ملے کہ  
جہاں آپ کا زور تھا وہاں کے خوف برتا ہے تو اب علی طور سے اپنے معز کردہ حاکموں  
اور سرداروں کے ذریعہ بنیاد کا سکون برقرار کرتا ہے اور یمن کو مدینہ جنت ہونے کا  
اشارہ بھی کرتا ہے اور ایک مدینہ جنت برتیم میں عراق سے روانہ کرتی ہے۔ غالباً  
تیمیر میں ان کو کوئی مدینہ جنت اس وجہ سے ہاتھ نہیں آیا تھا کہ یہاں شہل خوار پر  
تیمیر کے ذریعہ فوجی اقدامات کر چکا تھا اور مدینہ کو گرفتار کر چکا تھا اس لئے بھی تیمیر  
میدان غلط تھا اور غالباً بھی وجہ تھی کہ یہاں کے سرداروں نے کوڑا دھک کر اپنی نالائمی  
کا اظہار کیا لیکن مسلمانوں کے خلاف تم و غش کے وجہ سے اسلام کا اظہار نہیں کیا  
اب اسلامی ریاست اور مدینہ کا دفاع بنی شیبان اور اسامہ بن زید کے مقابلے میں ایک وقت  
کرنا تھا لیکن اہل سوال اس وقت یہ تھا کہ مدینہ میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر رہ گیا  
کہ مشورے بھی دیتے تھے گئے اور دشمنوں کو مدینہ پر حملہ آور ہونے کی کھلا  
موقع دے، بیسویں صدی کا انداز بھی اس سے اظہار نہیں کر سکتا کہ یہ صورت  
حال گلا گھونٹنے کے مترادف ہوتی، اتفاقاً دیگر مدینہ کا دفاع مدینہ میں رہ کر  
انتہائی ہنگام ہوتا لہذا مدینہ کا دفاع مدینہ سے باہر شہل کو دشمنوں کے طاقتوں  
میں بیک وقت کیوں نہ کیا جائے؟ اس واحد حل کا فیصلہ صرف حضرت صدیق ہی  
کر سکتے تھے۔ یہی وہی حملہ کے ذریعہ مدینہ کا دفاع دشمن کو سونپنے پر مجبور  
کر دیا کہ مسلمانوں کی کشتی بڑی طاقت ہے۔ (دفعہ)

شاہ جلال الدین صغیر نے مدینہ پر حملہ کیا

۲- دشمن تباہی جو قید رکھی ہے چھوٹے سارے باز کرچکے تھے اور میں کا خیال تھا کہ دنیا کی یہ بڑی طاقتیں کبھی بھی عرب کو آزاد نہیں چھوڑ سکیں اسلئے یہ لوگ بہتر زمانہ طاقتوں کے وفادار تھے۔ قبا کی مصیبت، شخصیت آزادی اور خود مختاری کا جذبہ زبان میں بڑی طرح سے کار فرما تھا۔ آپائی عقیدہ ایک منٹ کے لئے چھوٹے کو تیار نہ تھے اور اپنی سرداری اور بادشاہت کا خواب دیکھ رہے تھے قیدیوں کو کسریٰ ان کو اپنے قابل اور دیکار کا بادشاہ بنادیں گے۔ یہودی سبھی اور عسکر ان کو پوری طرح سے درغلجھے تھے۔ دعویٰ نبوت کے ساتھ میدان میں آئے اور کہا کہ اگر قریش میں نبی نہ آسکتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ہمارے قیدیوں میں نبی نہ آئے جبکہ ہم شرف و فضل میں قریش سے اعلیٰ اور اعلیٰ ہیں۔

۳- تیسری جماعت ان لوگوں کی تھی جو اسلام پر قائم تھے اور اسلام سے علیحدگی بھی ان کو پسند نہ تھی لیکن زکوٰۃ مدینہ بھیجوانے کو قریش اور ذلت تصور کرتے تھے چونکہ ان لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و خدمت میں زیادہ ہونے کا موقع میسر نہ آیا تھا اسلئے زکوٰۃ کے اصل روح سے نا آشنا تھے اور یہ مغالطہ افروٹ ان لوگوں کو نہیں ہوا بلکہ صحابہ بھی اس مغالطہ کا شکار ہو گئے۔ لیکن حدیثیت کے سیف قاطع نے زکوٰۃ کی اصل روح کو حقیق الامال کرکے واضح کر دیا اور تمام صحابہ نے حدیث کی راہ سے اتفاق کیا۔ ان میں کئی ایسے لوگ بھی تھے جو مغالطہ مسلمان ہو چکے تھے لیکن ان کا تعلق مولدۃ القلوب سے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو مالِ نبوت میں حصہ دلاتے تھے اور ان کے ساتھ دینی رعایتیں بھی کرتے تھے تاکہ یہ شخص یا خود صحابہ اور یا پھر ان کا مسلمان ہو جائے اور اگر قبیلہ کا سردار اور یا اثر شخص ہے تو مسلمان ان کے شمرے محفوظ رہیں۔ مثلاً عیینہ بن حمن اور اقرع بن حابس غزوہ جندل کے موقعہ پر ان کو سونواونٹ دیے تھے۔ کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ نے جعیل بن سراوق کو چھوڑ کر عیینہ اور اقرع کو سونواونٹ دیے تو آپ نے فرمایا اس میں خشک نہیں

تھا بلکہ یہاں راست مدینہ کے ختم کرنے کا فرض ہے جسے کر دین چاہیے۔ لیکن حدیثیت کے سیف قاطع نے راست مدینہ کا دفاع دشمن سے سرحد میں جا کر کیا اور مشرق و مغرب کی طاقتوں حکومتوں کو اس کا موقع نہیں دیا کہ وہ مدینہ پہنچے اور ہمارا اور مسلمان مدینہ میں بیچہ کو اسلامی راست کا دفاع کریں۔ جب کہ ان تمام بارگاہی خیالات کا لیکن حدیثیت کے سیف قاطع کے ایک ہی واقعہ صحابہ کے خیالات کو یکسر نہ لے رہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی تھی آپ کو وحی اس کے معانی کا فائدہ لے کر پوری طرح مجھے مشورہ دیتے ہوئے کہ میں مدینہ دوں، اگر نہیں ہو سکتا "واللہی نفسی مدینہ لوظننت ان السباع تاكلني بالمدينة (لا نفذت هذا البعث) (۱۵۲)

قید کر کے ان کا مار ڈالوں ہے جزیرہ غار میں وہ ذلیل غوار سردار مدینہ ایک طرف ان پر پاکیزہ تھا اور ان کا مار ڈالوں سے مراد میں ہی مقولہ میں مل گئے تھے ایک ثابت قدم فی الاسلام اور دوسرے معاندین اور سازش کر نیلے کس قابل جن کو کولان سے عداوت اور دشمنی تھی اور تیسرے جو ہر کس قابل کے پرمیگنڈے سے متاثر مزید ہو گئے تھے اور زکوٰۃ دیکھ لی تھ لیکن ہائی اسلام کے احکامات کے پابند تھے۔

۱- مکارہ مدینہ و طائف میں جو لوگ آباد تھے چونکہ ان کا تعلق غزوہ سے راہ راست قائم رہا اسلئے یہ لوگ صلی اللہ علیہ وسلم پر قائم رہے اور یہ لوگ سازشوں کے پرمیگنڈے میں قطعاً نہ آئے اور جو درد دل ظالمین میں مقیم تھے ان میں اسلام پر ثابت قدم مسلمان موجود تھے لیکن خلافت سے دور ہونے کی وجہ سے ان کی آواز دشمن قبائل کے درمیان خوف و ہراس کی وجہ سے دب گئی تھی اور حضرت ابراہیمؑ نے جو پہلی جیس و بیاں کے قابل کا حاکم مدینہ پر نام بنادیا تو دور دراز کے پختہ کار مسلمین میں جان پہچانی اور وہ مدینہ دور تھے ہونے لگے اگے اور اپنی اپنی زکوٰۃ دیا خلافت میں پیش کرتے گئے۔

(۱۵۲) تاریخ ابن عساکر جلد ۱ صفحہ ۱۲۸ - (۱) اس ذات کا قدم جس کے قبضہ میں یہ بیان ہے اگرچہ یہ یقین ہو جائے کہ مدینہ میں دھوکے لگائے گئے تھے تب بھی اس میں کوئی نقصان نہ ہو گا

کہ جلیل اولوں اور ان جیسے دنیا بسر کے انسانوں سے زیادہ بہتر ہے لیکن ان دونوں کو میں نے تالیف قلب کے لئے سوسواونٹ عطا کئے اور جلیل کو میں نے اس کے اسلام کے حوالہ کر دیا (۱۵۳)۔

اسی عینہ بن حصن نے آپ کی دودھ دینے والی اونٹنیوں پر چپا بہ مارا تھا ان کے خلاف آپ نے کاروائی بھی کی تھی لیکن یہ وہاں سے سما چکا تھا اس غزوہ کو غزوہ قرد کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے (۱۵۴) اور جب علیؑ نے نبوت کا دعویٰ کیا تو عینہ بن حصن اس کا دست راس بن گیا اور کہا کہ اے خدا کے حلیفوں میں سے کسی ایک بنی کا اتباع کرنا ہمارے لئے زیادہ محبوب ہے اس سے کہ ہم ایک قریشی بنی کے پیروی کریں (۱۵۵)۔

سنان بن عوف بن قیس کا ایک وفد آیا۔ عینہ بن حصن الغزالی اور اقرش بن سائبس دونوں بھی ساتھ تھے ان لوگوں نے بے ادبی سے جیسے کہ آپ کو آواز دی اور کہا ہم آپ سے حسب و نسب میں مناظرہ کرنے کی عرض سے انکار کر رہے ہیں (۱۵۶) عیاس بن مرداس بھی مؤلفہ القلوب میں سے تھا۔ غزوہ حنین میں اس کو دوسرے مؤلفہ القلوب کے ہم حصہ ملا تو گرفتار کیا اور چننا اشعار کہے۔

اتجعل نفی فی غلب العبید بین عینہ والاقرع  
وماکان حصن ولاحابس یفوقان مرداس فی جمع (۱۵۷)  
کیا اے محمد! میرا اور میرے گھوڑے عید کا لونا ہوا مال میں  
اور اقرش کے دریاں نشیم کرتے ہیں حالانکہ حصن اور حابس دونوں کسی جمع میں مرداس پر فائق نہیں ہو سکتے تھے بنو سلیم کے اس بن جبرائیل بن عبدیہ میں

- (۱۵۳) طبری، جلد ۳، ص ۱۳۷۔ القہرہ۔ (۱۵۴) التبیہ والاشراف، ص ۶۱۔  
(۱۵۵) طبری، جلد ۳، ص ۲۳۰۔ القہرہ۔ (۱۵۶) طبری، جلد ۳، ص ۱۵۰۔ القہرہ۔  
(۱۵۷) القہرہ، ابن جریر، جلد ۲، ص ۲۶۳۔

جو انبیاء کے لقب سے مشہور تھا اور مرتدین کا سرفراز تھا جب انوار سے نائب ہوا تو حضرت ابو بکر سے عرض کرتے ہیں کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور جو لوگ مرتد ہو گئے ہیں ان سے دشمنی چاہتا ہوں۔ آپ مجھے ہتھیار اور سامان دے دیجئے لیکن سامان سے لیں جو کہ مسلمانوں پر ہی ہوتا تھا نہ کہ گناہوں کا۔ اور حضرت ابو بکر کو دوبارہ گرفتاری کے احکام جاری کرنے پڑے (۱۵۸)۔ ان لوگوں کا مقصد صرف اپنی سرکاری کا تحفظ تھا۔ قبائلی معیت کی وجہ سے یہ لوگ اسلام سے دور تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی امت کی حضرت ابو بکر کے ذریعہ کیجی ذی قعدہ حضرت ابو بکر کا کہتے تھے کہ والذی لا الہ الاہو اگر ابو بکر خلیفہ نہ بنائے جلتے تو اشراف خانے کی عبادت نہ ہوتی تین بار اس طرح کہنے کے بعد لوگوں نے کہا کہ آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں تو جواب میں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر میں زیادہ کرات سراء و مدینوں کے ساتھ شام کی طرف روانہ کرنے کا حکم دیا تھا لیکن مقام ذی ثعبث پہنچنے تو آپ وفات پا گئے اور مدینہ کے ارد گرد عرب مرتد ہو گئے۔ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کو رد ممانے سے روک دینے کا مشورہ دیا لیکن حضرت ابو بکر نے کہا والذی لا الہ الاہو لو جرت کلاب با بعل ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مار ددت حیثا و وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا حلت لواء عقدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس امر کو رد کر دیا اب اس امر کا جب ایسے عرب قبائل پر واردہ انکارا وہ کہتے تھے کہ ہر تاجر یہ لوگ آپس میں کہتے ہیں کہ اگر ان لوگوں کے پاس قوت نہ ہوتی تو یہ اس طرح مدینہ سے نہ نکلتے ہر ان کو اور مدینہ کو چھوڑ دیتے ہیں تاکہ مدینوں کے ساتھ ان کی خطرہ نہ ہو جاتے وہیں کوئی نفع نہ ہوتا ہے۔ اس امر کو دم تک جانتے ہیں اور

(۱۵۸) طبری، جلد ۳، ص ۲۳۲۔ القہرہ، جلد ۲، ص ۲۶۳۔  
(۱۵۹) قرآن، سورہ آل عمران، ص ۱۰۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو روک دیا کہ ان لوگوں کے ساتھ نہ جاتے۔

ان کی خاموشی شکل و صورت میں فرق پیدا ہوتا اور حلالہ زہنوں کی بنا پر ایک طرف سے قابل شناخت طریق پر محقق ہوتے تھے، جلد رنگ، بالوں کی قسم اور رنگ اور آنکھوں کے رنگ سے، ان کی وضع کا تعین ہوتا تھا۔ چونکہ احتیاج اور ضرورت محدود تھی۔ بین الاقوامی تعلقات ناہید تھے اسلئے مختلف اقوام کی بنیاد پر ٹپی گئی اور یہ انسان بگڑا اور راہ راست سے ہٹ جاتا قرآن کی ہدایت کے لئے نبی بھی قوی اور عاقبتی ہی ہوتے۔ عالمگیر اور بین الاقوامی نہ ہوتے اور ان کی تعلیم کسی برہمن، کسی غیرینی اسرائیلی یا کسی شیراریہ سے متعلق ہی نہ ہوتی تھی لیکن جب انسان نے تاریخی دور میں قدم رکھا۔ بین الاقوامی احتیاج رفتہ رفتہ پیدا ہوئی اور کسی دیکھی ضرورت کے لئے دوسرے کا محتاج ہوا کہیں غلام نہیں روئے نہیں، کہیں نوکر، کہیں کوئلہ (یا پٹرول)، کہیں کاغذ کا مواد نہیں، اس کے نتیجہ میں انسان بین الاقوامی تعلقات قائم کرنے پر مجبور ہوا اور یہ احتیاج ایک بین الاقوامی نظام کا مطالبہ کرنے لگی اور ایسا نظام جو انسانیت کے آئندہ سدا رہنے والے مسائل کو برائے تمام بنیادوں پر حل کر سکے قرآن تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دوسرے کا غلام نہیں، یَا أَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَلِیْکُمْ حُجَّتِیْ عَلٰی مَا بَیْنَ اَیْمَانِیْ اور ایسا اور مکہ ہی میں اسلام فرمادیا کہ آپ کی رسالت بین الاقوامی ہے اور آپ شخص بالعمان اور شخص بالزمان ہونے کی جگہ عالمگیر حیثیت کے مالک ہیں تاکہ انسانیت کو معطل و مستقل تعلیم دینے کو تمام انسان ایک ہی حیثیت کی خاندان ہیں۔ انسان کا دماغ اور احساس خودی یہ دونوں صفات بنی نوع انسان کی مشترکہ خصوصیات ہیں کوئی گروہ فطرتاً دوسرے گروہ سے افضل نہیں اسلئے سرور ملک ہوں یا گرم، شہری باشندے ہوں یا غلام یا بدکش سب کو ایک مرکز سے دوبارہ جوڑنا اور سب کے لئے ایک دنیاوی مذہب نافذ کرنا تھا۔

دنیا کو ذہنی فطری سے نجات دلا کر انسانی ذہن کی صحت مند تہذیب

ان کو قتل کر کے کامیاب واپس ہوتے ہیں تو یہ قابلِ جواب تھا کہ ارادہ کر کے تھے اسلئے یہ ثابت قدم رہتے ہیں (۱۵۹)۔ یہ پوچھنا دینے والے فیصلے صرف حقیقی ہی کی شان تھی جو آپ نے کئے اور کامیاب ہوئے۔

## انسانیت کے آئندہ مسائل اور انجائی فیصلہ

”يَا أَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَلِیْکُمْ حُجَّتِیْ عَلٰی“ (۱۶۰)۔

اے بنی نوع انسان! میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔

قرآن کا ایک طالب علم اس امر کو تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ کائناتی حقائق اور عالم آرا علمی مسائل جو قرآن نے مسکے سورتوں میں بیان کئے کسی عثمان سے عرب قوم کے منور و روشن کا سامان نہ بن سکتے تھے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی بے نیازی کی ایک شان تھی کہ پیغام الہیادیا جو آگے چل کر تمام بنی نوع انسان کو فطری طور پر مفید ہو سکتا تھا۔ قرآن کا یہ پیغام صرف عرب قوم کی طرف مگر نہ تھا بلکہ تمام بنی نوع انسان کی طرف تھا اور یہ امر یقینی ہے کہ محمد رسول اللہ پوری بنی نوع انسان کی طرف اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔

ایک ہی آدم اور جو ان کی اولاد ہونے کے باوجود انسان قدیم زمانے سے اپنے لئے حوریات زندگی، آرام و آسائش کا سامان حاصل کرنے کے لئے جہد و جدوجہد کرتا رہا ہے اور جب اپنی سے بچھڑنے اور غریب و نادار سے دور دوسری جگہ جا لیتے تو پھر اپنے مرکز سے حلق کرکھن کے مزدور یا موقع بہت ہی کم پیش آتا کیونکہ اس وقت ایک تو رائے عمل و فعل کی کہ تمام دوسرے عقائد یا محضوتوں کے لحاظ سے جو زیادہ تر غلامیہ لباس و پردہ پر مشتمل ہوتی تھیں خود کھانا پینا اور اپنے آپ کو اگلے ماحول سے مطابقت کی بنا پر



پر مشروط اطاعت امیر واجب اور فرض ہے۔ آپ کا ارشاد ہے ”یا ایہا الناس اسمعوا واطیعوا وان امر علیکم عبد حبشی مجدع اقام فیکم کتاب اللہ (۱۶۶) اے لوگو! سنو اور اطاعت کرو، اگرچہ تم پر کون عیب دار حبشی غلام ہی امر کرے کہ نبی و پیغمبر جرم میں کتاب اللہ کو قائم کرے۔“ (۱) اوصیکم بتقوی اللہ والسمع والطاعة وان عبد حبشی فانه من یعیش منکم یرکب اختلافاً کثیراً، وایاکم ومحدثات الامور فانہا ضلالة فمن ادرك ذالک منکم فاعلیہ بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضو علیہا بالمتواجد (۱۶۷) و بآیہ حدیث میں صحیح میں تم کو تقویٰ شیخ اور طاعت کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ کون حبشی غلام ہی کہے کہ وہ جو ایک تم میں جو آئندہ زندہ رہے وہ اختلاف کثیف دیکھ گا اور بدعات سے بچ کر پیکر وہ خرابی سے اور جس سے اس کو پناہ تو وہ میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑے اور اس کو زائد سے بچے مگر اللہ کا نافرمانی کا اگر حکم اور امیر حکم دے تو اس وقت اس کا حکم نہ ماننا ضروری اور فرض ہے۔ ”لا طاعة لمخلوق فی معصیة العالیق“ (۱۶۸) غنائی کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت نہ کی جائے۔ شریعت کی بنیاد پر حکم کا انتخاب کیا جاتا ہے وہ مطلق العنان نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ دنیاوی احکام کا پابند ہوتا ہے کیونکہ شرعی احکام کی اطاعت حکومت اور امیر کا اولین فرض ہوتا ہے۔ وہ شریعت کا پابند ہوتا ہے اور ایسے لوگوں کا وجود زبیر ضروری ہے

کے لئے کہنے والے مواقع دور کر دیئے تاکہ انسان عقل و فکر و لغو و بھروسے، تفکر، تہجد، شعور وغیرہ سے خود کو اپنے پرکاشادہ اس عرض سے ایک اجتماعی، سیاسی اور اقتصادی نظام قائم فرمایا۔

۱۔ سیاسی نظام = قرآن نے اور کچھ آپ نے خود سیاسی نظام کے لئے ہدایت دی۔ قرآن نے اس کے لئے سگڑ اصول متعین کیے۔

(الف) عدالت = اثبات عدالت کے بارے میں قرآن آیات اس قدر واضح ہیں کہ ان میں سے کبھی کبھی شش نہیں ”وَإِذَا حُكِمَ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ“ (۱۶۱)۔ اور جب تم لوگوں کا تصفیہ کرو تو عدل سے تصفیہ کرو۔ ”يَكُفِّرُ الْبَغْضَاءَ لِمَنْ بَاتَ كَيْتُ كُفْرِ بِنْتِ كَيْتِ وَهِيَ أَهْلِي بَعِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى“ (۱۶۲)۔

بیکہ اللہ تعالیٰ استدلال اور احسان اور اہل قرابت کو دینے کا حکم فرماتے ہیں۔ (ب) شوری = رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذات خود شریعت کا حکم صادر فرمایا یا جو جو دیکھ آپ کا حکم وحی الہی کا ترجمان تھا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”وشارواھم فی الامر“ (۱۶۳)۔ آپ در پیش امور میں مجھ سے مشورہ کیجئے اور میں واقعہ کے بارے میں کوئی نص و رد نہ ہونے ہوا اس کے بارے میں شریعت کو ایک عام اصول قرار دیا۔ ”واھمھو شوری بینھم“ (۱۶۴) وہ اپنے امور باہم مشورہ سے طے کرتے ہیں۔

(ج) اولوا الامر کی اطاعت ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ“ (۱۶۵)۔ ہر مومن

(۱۶۱) قرآن، النساہ آیت ۵۸۔ (۱۶۲) انفل، آیت ۹۰۔

(۱۶۳) قرآن، آل عمران، آیت ۱۵۹ پ ۴۔ (۱۶۴) قرآن، الشوری،

آیت ۳۸، پ ۲۵۔ (۱۶۵) قرآن، النساہ آیت ۵۹۔

(۱۶۶) طبقات اکبری جلد ۲، ص ۱۸۵۔ بیروت۔ ۱۹۶۶ قمری، جلد ۲، ص ۹۴۔ (۱۶۸) ترمذی، باب ملجاء لاطاعة لمخلوق، جلد ۱، ص ۲۰۴۔

حضرت ابوبکرؓ ذات حق اسے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ میں پہلے ہووے  
حضرت ابوبکر صدیقؓ قرار پائے۔ صحابہ قرآن و حدیث کے عالم تھے انہیں مرنے  
اشارہ کے مروت حتیٰ بس اب کی خاصا متعلق رائے علم ہوا اور شوریٰ کے فلیہ  
رسول اللہؐ سے اور علیہ وسلم کے جانشین اور پہلے اولاد مکر انتخاب متفقہ طور سے  
ہوا اور اس عالم اصول نے مخصوص ہر زمانہ مخصوص بلکہ ان اور مخصوص ہر زمانہ  
کے ضرورت کو پامال کر کے رکھ دیا اور پیش کے لئے یہ اصول طے پایا کہ مروت کے  
مستحق اور معتد مروت اقلیئے امت ہیں۔

دینی اسلام میں جن کی خدمات سب سے زیادہ ہوں گی وہ غلیظ ہو گئے۔  
علائق قیلا اور عصیت کے جوں کو مصیبت کے سبب قاطع سے تاقیامت پاش  
پاش کر دیتے۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْہِ مَن یَّشَآءُ۔

۲۔ نظام اقتصادی = آپ نے فرمایا لیس بمسلمین بلیت شعبان  
وجارہ جائع وهو یحلم (۱۷) وہ غمیں مسلمان ہیں نہیں ہے کہ ایسے مال میں رات  
گراوے کہ کچھ بڑی ہوگا ہوا داس کہ کچھ کو بھانے ہوئے تو میرے ہوا کہ ساتھ تمام مروتات  
اور نظام کو تمام کیا اور مسلمان پرش صلوة اور دیگر فرض کے لئے کوئی شخص قرار دیا اور مصیبت نے  
اسی صلوة حق میں اور صلوة حق میں کچھ بڑی ہوگا ہوا داس کہ کچھ کو بھانے ہوئے تو میرے ہوا کہ ساتھ تمام مروتات  
بھانے ہوا داس سے اجماع اور صحابہ نے اقرار کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حق پر راجع کر دیا تھا  
اسی بنا پر انھوں نے اعلان کیا کہ اگر کوئی اونٹ باندھنے کی سی جس کو صوفیے کے زمانے میں  
ادا کرتے تھے نہ دیں کہ تو میں ان سے جہاد کر دیتا۔

۳۔ نظام اجتماعی = کوئی ایسی ہی فائز و نسب کے بنا دے ہر ہر شر مار نہیں کیا جائے گا۔  
ارشاد باری تعالیٰ ہے ۞ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَّکْوٍ وَّاُنْثٰی  
وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىکُمْ

جو امیر اور حکومت کو مشورہ دے سکیں۔

حضرت صدیق اکبرؓ جب غلیظ بنا دیئے گئے تو آپ نے پہلے خطبہ میں صحابہ  
سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا "اطیعونی ما اطعت اللّٰہ ورسولہ فاذا  
عصیت اللّٰہ ورسولہ فلا طاعت لی علیکم" (۱۷۸)۔ جب تک میرا ارادہ  
اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کروں تو میری اطاعت کرنا اور اگر میں  
انطا اور رسول کے احکام کی خلاف ورزی کروں تو تم میری اطاعت مت کرو یہ نہیں۔  
شوری کو قرآن و سنت کے باندی کے ساتھ آنا و جھوڑنا یا نہ کرنا اور قوم و قبائل  
مامل اور گرد و پیش کے اقتدار سے تبدیل لیکن ہر اور۔ جماعت کے مطابق اپنے میں  
پاک پیدا کر کے ہر زمانہ اور ہر میں قابل قبول ہوا اور تمام سیاسی امتی میں الا قرابت  
بذکر ہوئے، اکھا آنا و خیال کو ملحوظ فرما کر آپ نے افادات و کنایات بلکہ تقریریں  
فرمادی تھیں، لیکن غلیظ مزہ نہ فرمایا تاکہ امت خود اپنی رائے اور مشورہ سے انتخاب  
خلیفہ کر سکے اور تاقیامت آزادی رائے مجروح نہ ہو، آپ کے وفات کے بعد  
انصار سقیفہ بنی سعد میں جمع ہوئے ان کا خیال تھا کہ ہم اولین امراء و انصار ہیں۔  
رسول اللہؐ سے اور علیہ وسلم اور مدینہ ہجری کے میں ان میں اسلئے خلافت ان کا حق ہے  
لیکن صدیق اکبرؓ نے متفقہ خلافت خود مانتا اور اولیت کی الاسلام سے وابستہ کیا،  
کسی غافل اور غیور سے خلافت کو مختص قرار نہیں دیا۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىکُمْ کے قرآن اصول کے تحت  
خلافت کا حقدار قریش ہیں ان کو اسلام میں مسبقت اور تقدم کا فرض حاصل ہے  
اس طرح قریش کے خدمات انصار سے بڑھ کر ہیں اور ساتھ ہی عرب کی گردن قریش  
کے سوا اور کسی کے گھمے نہیں جسکے کہیں اس اصول بحث کے بعد تمام صحابہ کا تعلق  
ہے اعتبار صدیق اکبرؓ پر کرتیں، وَتَسْبِیْحُنَّ اِلَیَّ اَلْاُتَّقٰی، میں اتھے سے مراد

کوئی نفیث حاصل نہیں اور نہ اگر کسو پر اور نہ اس کو اگر ہر نفیث ہے مگر حقو کے ساتھ کیا میں نے پہنچا دیا تو سب نے کہا ہاں آپ نے پہنچا دیا۔

آپ صہبت کے دشمن تھے۔ آپ نے فرمایا: "لیس منامن دعا بدعوی الجاہلیت وہ شخص ہے جس میں بدعوی جاہلیت سے پکارے اور آپ سے دریافت کیا گیا کہ صہبت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "ان تعین قومک علی الظلم" (۱۵۵) اپنی قوم کا ظلم پر تھا تو ان کے اور تمام انسانوں کی عزت اور کوساری قرار دیا اور اس کا جیسے سرم قرار دیا۔ "ان فی حقہم من ان اللہ حرّ و ربّہم یکتفم دماءہم و اموالہم" (۱۵۶) اللہ تعالیٰ نے تمہارے خون اور اموال کو ہر طرح قرار دیا ہے۔ فان دماءکم و اموالکم علیکم حرام کحرمۃ یومکم ہذا فی شہرکم ہذا، فی بلدکم ہذا، تہاتہم، تہاتہم، تہاتہم سے مال تم پر ایسے ہی حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینہ کی تمہارے اس شہر کی فرمایا میں نے تبلیغ کر دی؟ لوگوں نے کہا ہاں! فرمایا اللہ شگوارہ، میں ہرچہ فرمایا غرور میرے بعد کو کطرف نہ بڑھ جانا کرتی میں سے کوئی کسی کا گردن ماسے (۱۵۷)۔

غلاموں کے حقوق = غلاموں کو کھانے پینے اور سوت صغیف ترین شمار کئے جاتے تھے فرمایا: "ارقاکم اطعموہم و ما تکلون و اکسوہم و ما تلبسون و ان جاؤا بذنب لا تردن و ان تغفروہ و فیہو عباد اللہ" (۱۵۸)۔ اپنے غلاموں کا خیال رکھو، اپنے غلاموں کا خیال رکھو، جو تم کو اس میں سے نہیں پہنچاؤ اگر کوئی یا گناہ کریا جسے تم

ان اللہ علیہ رحمۃً (۱۵۹) اسے لگوا! میں نے تم کو ایک دوا اور ایک محبت سے پہلے کیا ہے اور تم کو مختلف قسمیں اور مختلف غذاؤں نیا یا کر ایک دوسرے کو شناخت کر سکو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم سب میں برائیاں ہیں وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو اور اللہ خوب جاننے والا، پروردگار ہے۔

آپ نے فتح مکہ پر افتخار فرمایا "ان اللہ عزوجل قد اذهب عنکم عبیۃ الجاہلیۃ و فخرہا بالاباء مؤمن تقی، و فاجر شقی، استع بنوادم، و آدم من تریب، اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کی تخت اور اس کا فخر سے دور کر دیا ہے اب میں متقی یا فاجر برکت کو تم سب کو آدم جو اول آدم مٹی کے ہیں۔ اس طرح آپ نے نظام اجتماعی کوسات پر قائم فرمایا اور سب کو اب چودہ رسالہ بیدار متقی تحقیق کے ذریعہ ثابت کرتے ہیں کوئی اگر وہ فطرتاً دوسرے کے سے افضل نہیں نسل فنیل کے نظریے کا تصدیق سانس سے برقی ہے وہ مینکے سے، یہ فطریات استہائی شہاد کی ثابت ہو سکتے ہیں اور ہر کچھ کے ہیں جس میں یہ مذکور نظام حکومت سے فانی نئی کاٹنے کو سیاسی اقتدار میں کیا اور سب کا لکھ کر فرمائی ان اللہ کو نیست و نابود کر دیا لیکن بزرگوں کی عزالت کا تصدیق کسی سائنسی شہادت سے نہیں ہوتی (۱۶۳)۔ انہ مشرق کے وسط میں آپ نے خطبہ دیا "یا ایہا الناس الا ان ربکم واحد، و ان اباکم واحد، الا لافضل لعربی علی عجمی و لا لعجمی علی عربی و لا لاسمر علی اسود و لا لاسود علی احمر الا بالقوی، ابغث قالوا بلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۱۶۴) اسے لوگوں! انگو ہوا جگہ تمہارا رب ایک ہے، تمہارے باپ ایک ہیں آگاہ ہو، عربی کو عربی اور عجمی کو عربی پر

(۱۵۵) ابوداؤد، باب فی العصبیہ، جلد ۲، ص ۶۲۵۔ (۱۵۶) مسند احمد بن حنبل، جلد ۵، ص ۳۱۔ (۱۵۷) طحاوی اکبری، جلد ۲، ص ۱۶۴۔ (۱۵۸) ابوالحسن اکبری، جلد ۲، ص ۱۸۵۔

(۱۵۹) قرآن، المجملہ، آیت ۳۱۔ (۱۶۰) ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی انشاء الاحباب، جلد ۲، ص ۶۲ طحاوی ابن سعد، جلد ۲، ص ۳۴۴۔ (۱۶۱) اجتماعی تعلق۔ بین ذی کربلا و کربلا (۱۶۲) مسند احمد بن حنبل، جلد ۵، ص ۳۱۔



ہوا ہر گز نہ اور آخر میں حضرت ابو بکر صدیق نے اپنے خلیفہ اور جامع خلیفہ میں وہ تمام فکری اسباب و علل اور دلائل بیان کئے۔ آپ ایک باوقار انسان تھے، عوام و خواص میں مقبولیت حاصل تھی، مہاجرین کی تاریخ اور فضیلت، سبقت فی الاسلام، دین میں معاد کا بارداشت کرنا و دیگر بیانیہ، اللہ کا حرف متوجہ ہونے ان کی توفیق کا اور ان کی ایک ایک غلطی کو گناہ کے لئے کوئی اس خصوصیت اور غریب و فقیری جو حضرت ابوبکر کے حضور دی ہو (۱۹) اور علامتیں کے اذان کو قرآن و حدیث کے اشارات و تلمیحات کے عرف و پیر و یا۔ نائب رسول کے کیا اوصاف ہونے چاہئے بیان کر دینے اور دار خلافت انصافیت اور خدمات طے پائے۔

قرآن و حدیث کے حرمیات و اشارات مجرمی و عیب اس وقت میں قریش کے تھے۔ قریش

### خلیفہ کا انتخاب

کاسم ۴۲ھ میں یہ مقدم تھا، انصاف نے اسلام کی راہ میں اذیت اور مصائب اٹھائے اور ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انصاف کو ہدایت و کامیابی و رحمت منات فرمائی کہ ان کو میری راہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف حاصل ہو گا اَلَّذِیْنَ هَاجَرُوا وَآلُوهُمُ حَتّٰی دَارَ الْاٰخِرَةِ وَ اُوْدُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَ قَتَلُوْا وَ قُتِلُوْا اَلَا یُحِبُّوْنَ عَلَیْہُمْ سَبَآءُ لَہُمْ وَ اَلَا یُحِبُّوْنَ جَنَّتْ تَجْرِبُوْنَ مِنْ حَتّٰیہَا الْاٰخِرَۃُ (۱۸) جن لوگوں نے ہجرت کا اور اپنے رسول سے نکالے گئے ان تکلیفیں دے گئے میری راہ میں اور جہاد کیا اور شہید ہو گئے، مرنے والے لوگوں کو تمام خطائیں معاف کر دیں گا اور مرنے والی کو ایسے بدلے دیں گا کہ وہ عمل کرے گا جس سے نیچے نہیں رہے گا ہرگز نہ ان میں ہر گز نہ ان کی متعلق اشارات و دلائل تعالیٰ "اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جَآہَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِہُمْ وَ اَنْفُسِہُمْ اَعَظَمُ دَرَجَۃً عِنْدَ اللّٰهِ وَ اُوْلٰئِکَ هُمُ الْفَآرِقُونَ" (۱۸)۔

(۱۸) طبری، جلد ۳، ص ۲۸۸۔ الفکر ۳ (۵۸) آل عمران، آیت ۱۹۵، پ ۳۔

(۱۸) التوبہ، آیت ۲۰، پ ۱۰۔

غضب ہی نہیں کر سکتے تھے۔ امت کو کس طرح سے برابر اقتدار لانے کی یہ نیند اور طریق کار کا طے ہونا لازمی ضرورت تھی۔

(۱) اگر حضرت عباس اور حضرت علی سمجھتے تھے کہ خلافت ان کا حق ہے تو جرح ہی کیا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ حق بجانب تھے۔

(۲) انصار سمجھتے تھے کہ خلافت ان کا حق ہے تو یہ سمجھنے میں کیا حرج تھا۔ دور کی بات ہے کہ وہ حق بجانب تھے یا نہیں تھے۔ سید قتیبہ نے سادہ کلام اجتماع ان کا

امت پر ہمیشہ کئے احسان ظہر ہے۔ لوگ قبول جاتے ہیں کہ ان کی عمری کے خلاف پتر ملک جنش نہیں کر سکتا۔ جب قرآن کا پڑھا و حدیث کا خواہد ہے تو کوئی یہ نہیں بتا سکتا

مسلے کامل کہے ہر نامیں بنیاد اصول بتائے گئے تھے لیکن (۱) اِنَّ اَكْثَرَ مَنَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰی۔ (۲) مشرہ (۳) سابقین اولین (۴) بیعت (۵) ہمارے ہمارے

اسلام کے بعد کے مومنین کو حاشیہ اُن کی عملی اہمیت ان کی جزیار و توبہ پر مقرر تھا اور طریق کار ان کے تعالیٰ کی خواہش سے کرنا تھا۔ (۱) فاسدہ اجتماع (۲) مختلف آراء (۳) بحث و

تعمیم (۴) آخری نیند (۵) خوف الہی (۶) کامل اتفاق۔ کتب اعلیٰ اصول کتب خوش اصولی سے مرتب ہو رہے ہیں۔

یہ مسئلہ بھی مصیبت ہی نہیں کر سکتی تھی اور وہ لوگ جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ انصاف ہوا اور امت جٹ کا اسلام مصیبت نے ایک طریق کار ہمیشہ کے لئے طے کر دیا اور امتی

مشرک کے بعد حضرت عمر کو نزدیک کے صدقے نے ایک متبادل طریق کار اور تباہی و سرحد عمر نے چھوٹے نامزد کے صدقے کے دو طریقوں میں ایک نمونہ یا ذخیرہ کا نام دیا کہ ان کی طرح اسلام کے تمام مسئلہ اور کئی کئی ایسا کن تین طریق کار سے بہت جرح و طریق کار تجویز کریں۔

صحابہ نے اپنے دلائل بیان کئے۔ وجوہات و اسباب کو تفصیل سے بیان کیا اور خلیفہ کا انتخاب کیسے جو ضروری امر ہونے چاہیے میں سب بیان کئے جو ترجیح میں بیان کیا اہل اور مناسب اسید و اگر نامزد و یکساں ہو کر ہی اور اسباب و علل اور ممکنہ خدشات

تہذیب مشورے کے بغیر طے نہیں ہو گا۔ تمام امور میں ایسے ہی شریک ہو گئے جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حیات میں شریک تھے (۱۸۳)۔

جو لوگ ایمان لائے اور اعدائے ترک وطن کیا اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کیا وہ درج میں اترنے کو ایک بہت بڑے حصے میں اور میں لوگ جو مسک میا بہ ایمان ہی پہنچیں اور میں کہیں اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قتال کی اجازت عطا فرمائی تھی۔ اللہ وہی تعالیٰ ہے "اَلَّذِيْنَ يَلْتَمِسُوْنَ بِاَتْهَمِمْ يَوْمَ الْقِيَامِ" وَلَوْ أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ لّٰهٍ رَّءُوْنٌ کہ ان لوگوں کو اجازت دی کہ تم میں سے طوائف کی جاتی ہے اسوجہ سے کہ ان پر ظلم کیا جا رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کو مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ ان لوگوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے انشاء داری تعالیٰ ہے۔ اَلَّذِيْنَ اَخْرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ يَبْتَغِيْ حَقًّا اَلَا اَنْ يَقُوْلُوْا رَبَّنَا اللّٰهُمَّ جَاعِلِے گزشتہ جہاد کے لئے، محض اتنی بات کر دے ہو کہ میں کہ ہا رب اللہ ہے۔ اَلَّذِيْنَ اِنْ قَتَلْتَهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقْبَلُوْا الصَّلٰوةَ وَاَتُوا الزَّكٰوةَ وَاَمْرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ (۱۸۴)۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں حکومت دیدیں تو یہ لوگ مملوئے قائم کریں، زکوٰۃ دین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں۔

ان آیات کی بنیاد پر نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین اولین میں کوئی شخص ہو گا اور مہاجرین اولین قریش میں تھے۔ ان آیات کے بنیاد پر حضرت ابو جہل صدیق فرماتے ہیں کہ لا فدیۃ من قریش اور اس کے ساتھ تم مجھ سے جاملے ہو، دین میں ہاں ہے شریک ہو تم نے مدد کی، بناہ دی، بنو اہم الشیخ، اسلئے ہم امرا ہیں، آپ وزیر ہیں اور اس کے ساتھ عرب میں قریش کو جو مقام حاصل ہے۔

اس بنا پر جو شخص مہاجر کسی دوسرے شخص کے امانت قبول میں نہیں کرے گا اور انھار اس کے ذریعہ حق میں کر دے چاہے جو اولین مہاجرین پر منافست دیکر یہ کہ اللہ تعالیٰ انھیں عفو لایکے میں اللہ تعالیٰ کا خوف دلا، یوں اور کہتا ہوں کہ تو قریشی اور ہوا اور در اس سبب بنو کلابہم میں کوئی عادیہ نہ رکھ دینے کا کوئی بات نہیں کہ کو ضرر یہی ضرر شریک کیا جائے گا اور کوئی امر حسب سابق

(۱۸۳) انساب الاشراف، بلا ذریعہ، جلد ۱ ص ۵۸۱، ۵۸۲۔ سمت ابن ہشام

جلد ۲، ص ۶۵۹۔ طبری جلد ۱ ص ۲۰۸ القاصد

(۱۸۴) الحج آیت ۲۹، ۳۰، ۳۱۔ پ ۱۷

اے سعد! آپ کو ضرور اس کا علم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت آپ بیٹھے ہوئے تھے کہ قریش اس امکے والی ہیں۔ لوگوں کے اچھے ان کے اچھوں کے تابع ہیں اور ان کے خاجران کے خاجروں کے تابع ہیں۔ اس پر سعد بن عبادہ کہتے ہیں کہ آپ نے صحیح کہا اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق فرماتے ہیں یہ غریب اور یہ ابوجہیدہ ہیں۔ ان دونوں میں جس کے والد بیعت کرنا چاہا ہو کر لاوا۔ قریش میں یعنی ان کے علاوہ مہاجرین میں مثلاً عمر، عثمان اور زبیر بن العوف جیسے بقیل القدر صحابہ موجود تھے لیکن انتخاب غلیظ میں ان امور کو ملحوظ رکھا گیا۔

(۱۱) امارت کی اہلیت (۲) اور دو جاہت الشان (۳) خدمات (۴) تقدم فی الاسلام اور یہ تمام امور حضرت ابوبکر صدیق میں بدرجہ اتم موجود تھے۔ خود اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے خدمات کا اعتراف کر چکے تھے۔ وسببہا الاتقی الذی یؤتی مالہ۔ میں حضرت ابوبکر کو اتنی سے مخاطب فرمایا اور ان کو مکہ میں رخصت شان بیان کر دی۔ غامدانی فضیلت اور مصیبت کا فائدہ فرمایا اور ایک عام قانون بیان فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عرف اتقی ہی اکرم ہے اور اتقی کے پہلے صدقات صرف ابوبکر صدیق ہی اس لئے وعد اللہ الذین امنوا من مختلف اور تمکین ارضی کا وعدہ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق ہی سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ صحابہ قرآن و حدیث کے عالم تھے۔ قرآنی رموز، اشارات و تمکینات سے واقف تھے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما طرے کہتے ہیں واللہ ہم ہرگز آپ کے غیر کو دلی نہیں بنائیں گے، آپ افضل ترین مہاجرین میں، ثانی انہیں ہیں، مسلمانوں میں باعتبار دین کے افضل ہیں، خدمت میں آپ کے سب سے زیادہ ہیں۔ آپ کے خدمات و احسانات کے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معترف تھے۔ صلوات اللہ علیہم اجمعین اپنا قائم مقام بنکر اپنی خوشنودی کا اظہار اور اس امر کی وضاحت کر دی کہ تمام صحابہ میں رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف صدیق اکبر ہی علم ہیں، کیا کوئی آپ کو اس مقام سے جس پر آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے کر چکے ہیں ہٹا سکتا ہے اور حضرت عمر ابوجہیدہ بن الحارث اور بشر بن سعد بیعت کر لیتے ہیں یقین یہ اعزاز نہ ہو سکا کہ کسی نے بیعت کی اور کوئی چھپے رہا اور ہر شخص اس پر نام نہ تھا کہ ہم نے پہلے کیوں بیعت نہ کی۔ یہ تھا سیدتی بنی ہاشم کا مشفق فیصلہ جس کو تمام صحابہ بشمول حضرت علی اور عباس نے قبول کیا۔

### بیعت عامہ

ستیف کے اجتماع کے بعد لوگ دوسرے دن صبح کو مسجد میں جمع ہو گئے۔ حضرت ابوبکر منبر پر بیٹھ گئے۔ حضرت عمرؓ پر کے لئے کھڑے ہوئے، حمد و ثناء کے بعد کہتے ہیں:-

اے لوگو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر تمہارے سامنے ایک تقریر کی تھی جو نہ کتاب اللہ سے ماخوذ تھی اور نہ اس کا وعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا تھا، بلکہ میری ذاتی رائے اور خیال تھا اور اب اللہ تعالیٰ نے تمہارے اہر ظلمات کو ایسے شخص پر ڈالا ہے جو تم میں سب سے بہتر ہیں اور جو آپ کے صحابی اور ثانی انہیں فی الخار اور مسلمانوں کے بڑے ہیں، لہذا سب کھلے ہو کر ابوبکر سے بیعت کرو، سب لوگوں نے بیعت ستیف کے بعد مسجد میں عام بیعت کی (۱۸۵)۔

حضرت علی کے متعلق مروی ہے کہ اپنے گھر میں تھے فوراً تہیض پہنے بغیر بیچارہ اہل انار کے اس خوف سے کہ ان کی بیعت کرنے میں دیر نہ ہو جائے گھر سے نکل کر بیعت کی اور ابوبکر کے پاس بیٹھ گئے اور کسی کو بھیج کر اپنے گھر سے کپڑے منگو کر اپنے اور بھر دیں بیٹھے رہے (۱۸۶) طبری کا یہ واضح انکشاف تمام خرافات پر بھاری ہے۔

(۱۸۵) میرت بن ہشام، جلد ۵ ص ۷۴، القاریہ۔

لیجات ابی سعد، جلد ۱ ص ۳۴، ۲۵، ۲۶، طبری ۲ ج ص ۲۳۔

(۱۸۶) طبری جلد ۲ ص ۲۱، القاریہ۔

(۱۸۷) الجلیہ والنہایہ، جلد ۵ ص ۳۴، طبری جلد ۲ ص ۱۹۹، القاریہ۔



عقلاً بھی حضرت علیؑ جیسے عظیم القدر صحابی کی ہی شان ہو سکتی ہے۔ حضرت علیؑ بذاتِ حق  
اور نہ منافق کہ اپنے ضمیر کے خلاف عمل پیرا ہوتے (نعموز باطلہ)۔

ذہیر بن العوام ان سابقینِ اولین میں شمار ہوتے ہیں جو ابوبکر صدیقؓ کے  
دوست تھے۔ آپ کے پاس آگیا تھا آپ کی وجہ سے اسلام لائے تھا اور آپ کے ساتھ تھے  
یہ کہ وہ ایسے نازک مرحلے پر تکلف کر رہے تھے۔ وہ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پہلے ہی سے  
مراجہ ہیں، ان کا اسلام بھی حضرت ابوبکر کی وجہ سے تھا اور حضرت ابوبکر کے صاحب  
الزینے ہونے کے قائل اور خواری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو مقام ملا وہ بھی  
حضرت ابوبکر کے بدولت ملا۔ سعد بن جادہ کا اقرار بھی ذکر ہو چکا ہے تو کیا کسی صحابی  
سے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محدث ہونے کے بعد  
بھی اپنی بات بدلے تب کہ خود حضرت سعد بن جادہ کی یہ تجویز تھی کہ ہم وزیر  
ہیں اور آپ لوگ امیر ہیں۔ (۱۸۸)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہونے کے ساتھ ہیعتِ عقبہ ثانیہ میں  
شریک اور اسلام کے لئے قریش کی اذیت اٹھا چکے تھے (۱۸۹) اس سے واضح ہوتا  
ہے کہ ان کے اعتقاد کا ذکر باہینیت نہ کرنے کی روایات بعد کے اضافے ہیں اور ہیعت  
سابقہ اور ہیعت عامہ انصارِ جمہور ہیں اور بنی ہاشم کے اتفاق رائے سے ہوئی اور تمام  
صحابہ کا اس پر اجماع منعقد ہوا، حضرت علیؑ اور ذہیر بن العوام نے کبھی بھی حضرت ابوبکر  
صدیقؓ کو نہیں چھوڑا بلکہ حضرت ابوبکر کے ہدایت کے مطابق امور انجام دیتے رہے۔  
نافع بن زکوان کے واقعے کے اخراج کے بعد مدینہ کے تمام ناگوں پر باقاعدہ  
پہرے متعین کر دیئے گئے علیؑ، ذہیر بن العوام، طلحہ اور عبد اللہ بن مسعود اس کام پر

(۱۸۷) سیرت ابن ہشام، جلد ۱ ص ۲۵۰۔ القادری، جامع ابن حجر، جلد ۱ ص ۵۳۵، جلد ۲ ص ۳۹

(۱۸۸) طبری، جلد ۱ ص ۱۹۹۔ القادری۔

(۱۸۹) سیرت ابن ہشام، جلد ۱ ص ۲۵۰۔ القادری۔

مقرر کئے گئے اور ہمیشہ اسلام کی راہی واپسی نہیں ہوئی تھی۔ (۱۹۰) عجیب عمر  
مترجم ہونے اور صدیقؓ کو ملتا رہنے ہونے ذی القدر کی طرف نکلے تو حضرت علیؑ نے پہنچ کر  
سواری کی لگام پکڑ لی اور ہیعت میں اسے خلفہ رسول اللہ کہاں جا رہے ہو ہیں کم سے  
وہی کہتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یومِ احد میں آپؐ کہا تھا کہ اگلے  
اپنی تلوار رگام میں کر لو۔ تم بذاتِ خود لڑنے نہ جاؤ مبادا کہیں کسی مصیبت میں مبتلا نہ  
ہو جاؤ اور اگر ایسا ہوا تو نظامِ اسلام باقی نہ رہے گا۔ (۱۹۱)

## حضرت علیؑ اور زیرِ ابنِ العلوم کی رنجش

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی، آپ دفنانے جا چکے، ہیعت  
سابقہ اور ہیعت عامہ ہو چکی، ہمیشہ اسلام کی راہی بھی تکمیل کو پہنچ چکی تھی۔ اب  
حضرت صدیقؓ کے پاس مختلف فتنا یا پیش ہوتے ہیں لوگوں کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکت تھی۔ دینی کے نزول کو خود صحابہ نے دیکھا تھا اور ہر امر اور معاملہ  
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے رہبری حاصل کرتے تھے اور اگر کوئی مشکل امر  
سامنے آتا تو آپ دینی کا انتظار فرماتے اور اس شکل کو نزول دینی کے بعد حل فرمادیتے  
لیکن اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی و نزول دینی کا سلسلہ ختم ہو گیا تھا۔ حضرت صدیقؓ  
کے لئے نہایت دشوار و عظیم حدیثی اور عقیدتی اصول میں فرق واضح کرنا تھا۔ کس نبی اور خلیفہ  
میں کیا فرق ہے یہ واضح کرنا تھا کہ جو تو قعات نبی سے وابستہ تھیں ان کو خلیفہ کے  
ساتھ وابستہ نہیں کرنا چاہیے۔ مسائل اور مشکلات کا حل حیاتِ نبی میں جس طرح تلاش  
کیا جاتا تھا خلیفہ کی موجودگی میں وہ طریقہ کار یکسر بدل چکا تھا۔ اسی فرق کو واضح کرنے  
کے لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنے پہلے خطبہ میں فرماتے ہیں:

(۱۹۰) طبری، جلد ۲ ص ۱۲۳۔ القادری۔

(۱۹۱) تاریخ ابن خلدون، نقیض، اکبر علی جلد ۱ ص ۱۲۹ البیاض والنبیاء، جلد ۱ ص ۲۳۹۔

## حضرت ابوبکر کا پہلا خطبہ

ایہا الناس قد ولّیت علیکم ولست بنجیدکم فان احسنتم فاعینونی وان اسات فقومونی۔ الصلوق امانة والکذب خيانة والضعیف فیکم قوی عندی حتی اتخذ له حقہ۔ والقوی فیکم ضعیف عندی حتی اتخذ الحق منه ان شاء الله، لایمن احد منکم المهاد، فانه لا یدعہ قوم الاضیہم الله بالذل ولا تشیع الفاحش فی قوم الا عدمہم الله بالبلاء الطیور ما اهلست الله وصرلہ فاذا عصیت الله فلا طاعة لی علیکم قوموا الی صلاکم یرحمکم الله۔ (۱۹۲)۔

ان مختصر مگر جامع کلمات میں حضرت ابوبکرؓ نے نبوت اور خلافت میں فرق کے ساتھ راہِ ماحول کا بھی نشانہ ہی فرمایا۔

(۱) میں اگرچہ تمہارا ولی ہو چکا ہوں لیکن تم سے بہتر نہیں ہوں لیکن نبی امت سے افضل ہوتا ہے کیونکہ اس کے پاس وحی آتی ہے۔

(۲) اگر میں اچائی کروں تو میری مدد کرنا اور اگر میں برائی کروں تو تم مجھے سیدھا کر دینا۔ صدق امانت ہے اور کذب فحاش ہے۔

(۳) تم میں جو ضعیف ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے تاکہ میں اس کا حق سے دلاؤں اور تم میں جو قوی ہے وہ میرے نزدیک ضعیف ہے تاکہ میں اس سے حق کو ادا کر لوں انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۴) تم میں سے کوئی اللہ کی راہ میں جہاد ترک نہ کرے کیونکہ جو قوم جہاد کو ترک کرتی ہے اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کرتا ہے۔

(۵) اور میں قوم میں بدکاری عام ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ اسے معصیت میں مبتلا کر دیتا ہے۔

(۶) جب تک میں اللہ اور رسول کی اطاعت کروں تم میری اطاعت کرنا اور جب

(۱۹۲) طبری جلد ۳، ص ۲۰۳۔ القاهرہ، طبری، لہندہ سن ۱۸۶۹ء ۱۱ھ ابن سعد و ابیہ

ص ۲۲۳۔ نفس الکیفی۔ رمان الفکر، بکرا، ص ۲۹۴۔

میں اللہ اور رسول کے احکام کی خلاف ورزی کروں تو تم میری اطاعت ضروری نہیں۔ اچھا اب صلوة کے لئے کھڑے ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔

حضرت صدیق اکبرؓ کا یہ مختصر اور مگر جامع خطبہ دنیا کے ان خطبات میں سے ہے جو بحیثیت حکمران اعلیٰ کو بھی ماکر یا بادشاہ بطور آئندہ لائحہ عمل اور پالیسی کے طور پر اور

رہلے کے نام دیتا ہے۔ کوئی حکمران آج تک اس مختصر مگر جامع الفاظ میں اپنے آئندہ کا لائحہ عمل پیش نہیں کر سکا ہے یہی مصداقیت کی ایک خصوصیت تھی جو اللہ تعالیٰ نے

آپ میں ودیعت رکھی تھی۔ یہاں آپ نے تفسیر کے اختیارات اور نبی کے اختیارات میں فرق بیان کیا، نبی کی اطاعت ہر حال میں فرض اور واجب ہے۔ غلطی یا نگرانی

نہ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور اس کو قوم کی گمانی کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن تفسیر کی گمانی امت کا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ اصول ہدایت بیان فرما چکے ہیں۔ تفسیر کا فرض

ہے کہ وہ مظلوم اور کمزور کی اعانت کرے اور امت پر تفسیر کی اعانت جب تک وہ راہ حق پر گامزن ہے فرض ہے۔ اگر تفسیر راہ حق سے انحراف کرے تو راہ حق پر

قائم رکھنا بھی امت کا فرض ہے۔ تفسیر تفسیر شریعت کا پابند اور ضامن ہے اور جب وہ اس راہ سے عدل کرنے لگے تو اب تفسیر کی اطاعت امت پر لازم نہ ہوگی

اب حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس یہ اثر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ پیش ہوتا ہے لیکن حضرت ابوبکرؓ لا فخر متارکنا خصوصاً کے فرمان نبوی کے تحت حقارت

فاطرہ کو منہ کرتے ہیں، اہل کے بعد از ولع النبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی وراثت کا کا دعویٰ پیش خدمت کرتی ہیں۔ ان کو بھی حضرت ابوبکرؓ وہی جواب دیتے ہیں جو حضرت فاطمہؓ کو دے چکے تھے۔ (۱۹۳)

یہ تھا اصل واقعہ جس کو مورخین نے کچھ ایسا رنگ دیا جس سے بظاہر محاذ آرائی ظاہر ہوتی ہے۔ راویان حدیث بھی آپس میں مختلف ہو گئے، کسی نے

کچھ بیان کیا اور کچھ کو چھوڑ دیا اس لئے عداایت میں تطبیق دینا نہایت دشوار ہو گیا اور یہاں سے بہت سے راویان حدیث کو یہ شبہ لگا کہ حضرت علیؑ نے چھراہ بعد بیعت کی مالا کہ حضرت علیؑ اور زبیر بن العوامؓ بیعت عام میں صبح کو بیعت کر چکے تھے لہذا غلطی میں کوئی تاخر نہ تھا نہ اپنے کو نہ حضرت بلکہ یہ زیادہ عقار کئے تھے

### حضرت صدیقؑ کا خلافت والپس کرنے کا ارادہ کرنا

گزشتہ سطریں بیان کیا جا چکا ہے کہ زبیر بن العوامؓ اور حضرت علیؑ دونوں دوسرے دن صبح کو بیت کر چکے تھے لیکن حضرت علیؑ شاک تھا کہ اور جب حضرت علیؑ کی طرف سے یہ بات سامنے آئی کہ آپؑ نے مشورہ ام مومنینؓ میں شریک نہیں کیا اور میرے مشورہ کے بغیر آپؑ عقیقہ نہ دے گئے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کہا کہ وقت میں آپؑ لوگوں سے مشورہ کی خواہش نہ تھی اور میں اس کا خوف تھا کہ کہیں خلافت غیر اہل میں نہ چلی جائے اور اگر آپؑ ایسے ہی چند میں کو متبر بہ کوفہ ہو کر اعلان فرمایا، اے لوگو! میرے ساتھ اقبالہ کرو اور خلافت مجھ سے لے کر کسی دوسرے کو دیدو کیونکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں اس پر حضرت علیؑ کہتے ہیں "لا نقبلک ولا نستقبلک" ہم نہ آپؑ سے اقبالہ کریں گے اور نہ اقبالہ طلب کرتے ہیں اور تمام مجاہدین، انصار آپؑ کی خلافت پر متفق ہو گئے اور صحابہ کا یہ فیصلہ اتفاق رائے سے تھا (۱۹۳)

یہ واقعہ جمعہ اتنے صبح کو پیش آیا۔ اس دن ظہر میں آپؑ کی طبیعت کچھ سنبھلی صلوة کے لئے تھی اور آپؑ نے پھر کر صلوة پھر ادا کی اس کے بعد ایک طویل غلبہ دیا۔ انصار کے مناتب اور حضرت ابوبکرؓ کے فضائل بیان کئے اور ابوبکرؓ کے بزرگہ کے کام کم فرمایا۔ امت کو وصیت کی، لیکن حضرت علیؑ کے خلافت سے شعلق ایک لفظ نہیں فرمایا اگر آپؑ حضرت علیؑ

کے خلافت کے متعلق کھوٹا تھا اور حضرت علیؑ کی وجہ سے اس وقت نہ کھوٹا سکے تھے تو اس غلبہ میں آپؑ اس کا اظہار فرمادیتے کیونکہ بنی کی شان یہ نہیں کہ وہ حق کو چھپائے اور خوف کی وجہ سے اس کا اظہار نہ کر سکے اس غلبہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جو کچھ آپؑ صبح کو کھوٹا چاہتے تھے وہی امور تھے جس کا ذکر آپؑ نے اپنے طویل غلبہ میں فرمایا۔ اس کی تائید حضرت عائشہؓ کی روایت سے بھی ہوتی ہے کہ آپؑ نے پھر سے فرمایا کہ ابوبکرؓ اور ان کے لوگ کے پاس کسی کو بھیج دو تاکہ ان کو ایک مہینہ نہ لکھو اور ان میں کوئی کہنے یا متا کر کے والا خواہش نہ کرے۔ پھر آپؑ نے فرمایا یا نبی اللہ ویدفع المومنین اور یدفع اللہ ویدفع المومنین، اللہ تعالیٰ انکار کرے گا اور مومنین اس کو دفع کریں گے، یا اللہ تعالیٰ اس کو دفع کر دے گا اور مومنین اس کی خواہش کا انکار کریں گے (۱۹۵) اور اس کی تائید حضرت علیؑ کی روایت سے بھی ہوتی ہے کسی نے حضرت علیؑ سے دریافت کیا کہ آپؑ کی طبیعت کیسے ہے تو حضرت علیؑ نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے اب اچھی ہے۔ اس پر حضرت عائشہؓ فرماتیں کہ میں نبی محمدؐ الصلوات علیہ وسلم کے بعد ہوں، انت واللہ میرے ساتھ چلو اور اس امر کے بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کریں کہ اگر کہیں ملنے والا ہو تو معلوم ہو جائے اور کسی دوسرے کے پاس جانے والا ہو تو آپؑ مجھے بتائیں ان سے وصیت فرمادیں گے لیکن حضرت علیؑ نے کہا واللہ اگر ہم نے پوچھ لیا اور آپؑ نے منع فرمادیا تو لوگ، ہمیں کبھی بھی یہ امر نہیں کہے لہذا میں ہرگز دریافت نہیں کروں گا (۱۹۶) اس کے ساتھ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپؑ کی وفات میری گود میں ہوئی ہے تو آپؑ نے کس وقت اور کب لوگوں کو وصیت



اٹنے گئے اور اطاعت امام کو فرض اولیٰ قرار دیا (۲۰۲) اس پس منظر میں عباسی دور میں تصنیف و تالیف کا چرچا ہوا اور تاریخ کی کتابیں ان آراء فاسدہ سے بھر دی ہیں کا وہ جو بھی صحابہ کے دور میں نہ تھا اور نہ خود حضرت علیؑ اور اولاد علیؑ ان باتوں کو جانتے تھے اور انھوں نے بھی صحیح کبر کے اس نوع کا کوئی اختلاف کیا تھا۔ صدیقیت کی توارث نے نبوت کا ذبہ کے مدعیوں کو کٹ کر رکھ دیا اور ان اعداء اسلام کو ہر قاذر شکست دی تو امامت کا نظریہ پیش کیا جبکہ اس قسم کا کوئی سوال حضرت صدیق کبر کے دور خلافت میں اٹھا سکتا تھا۔ لیکن یہ نظریہ بھی صدیقیت کی روشنی میں پاش پاش ہو جاتا ہے۔

صدیق کبر کا انتخاب شفق فیصلہ تھا اور آپ کو تمام امت میں افضل سمجھ کر منتخب کیا۔ نبی کے عباس امت کے آپ ہی افضل ترین شخصیت ہیں لیکن آپ نے اپنے پہلے خطبہ میں مائتہ و تین ہزار تک قدس و طہارت کے سوا ساری قوم کے کاس امت میں پیشہ کے لئے ختم فرمایا۔ خلافت و امامت کا موروثی نہ ہونا صحابہ نے باجماع طے کیا تھا۔ اگر خلافت و امامت کے موروثی ہونے کی ذرا برابر بھی نگاہیں ہوتی تو صحابہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس انتخاب پر کسی بھی اجتماع نہ فرماتے جب کہ اس اجتماع کے خلاف ایک قول بھی تلاش کرنے سے نہیں قناعہ کیا تمام صحابہ نے اس فیصلہ کے حق میں تسلیم کر لیا اور جب حضرت ابو بکرؓ نے عمر کو خلیفہ نام کیا تو اس وقت بھی اس کے خلاف ایک آواز بھی نہیں اٹھی۔ یہ سب صدیقیت کے فیصلے تھے جو تاقیامت امت کے لئے مشعل راہ رہیں گے۔

عام اور سادہ لوح مسلمانوں کے اذہان میں جاگزیں کرادی یہ لوگ اسلام کے نور سایہ زندگی بسر کرتے۔ مگر اہل اسلام کے خلاف دیرینہ دواغیوں میں مصروف رہتے ، انھوں نے ان علمی اختلافات کو جو صحابہ کے درمیان بحث و تمحیص میں بھی پیش آئے تھے اور صحابہ ان کو حل بھی کرچکے تھے، جہادی ، خلافت و امامت کا مسئلہ دوبارہ زندہ کرنے کی کوشش کی ، یہ لوگ کفر کی پشت پناہی کرنے والے تھے۔ ان کو حضرت علیؑ اور اہل بیت سے کوئی ہمدردی اور محبت نہ تھی بلکہ اس طرح عقائد میں جاکھینچا کر کے مسلمانوں میں افتراق پیدا کرنا چاہتے تھے، اہل فارس شاہی خانوادے سے تعلق رکھتے تھے اور تمام اقوام پر قافی تھے۔ دیگر اقوام ان کی نظر میں غلام کی حیثیت رکھتی تھیں، عربوں کے یاقوتوں (نواح کی نگاہ میں دیگر سب اقوام) سے فزوتے ، ان کا سیاسی و قدار ہمارا با اس لئے انھیں بڑی تکلیف پہنچی (۲۰۰) چنانچہ حضرت علیؑ کو نبی کے بعد امام کا درجہ دیا جبکہ صدیق کبر کی حیات میں حضرت علیؑ کو کسی نے بھی امام نہیں کہا ، عصمت آئمہ پر اتفاق کیا امامت کو ارکان دین میں سے ایک رکھ کر دیا اور اولاد علیؑ سے امامت صرف غلامی بھی رکھ سکتی ہے ، نبی کو بھی یہ ہرگز جائز نہ تھا کہ وہ امامت کو کسی عام آدمی (یعنی ابو بکرؓ) کے پروردگار سے (۲۰۱) - ویرہ عقائد تک نیا ڈالے۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کے فیروہ طعانی آپ کے بعد آپ کی نایاب کا حق سب سے زیادہ آپ کے چچا زاد بھائی حضرت علیؑ کو پہنچتا تھا لہذا جو لوگ بھی آپ کے بعد خلیفہ ہونے سب غصب خلافت کے مرتکب ہوئے تھے۔ اس کے ساتھ اہل خاص سلاطین کو ابھی یا غلبہ الہی مستیاں سمجھتے تھے اور ان کو تقدس و طہارت کی نگاہ سے دیکھنے کے عادی تھے۔ اس لئے عصمت ائمہ کے قائل ہو کر حضرت علیؑ اور اولاد علیؑ کو مقدس

وفات کی طرف اشارہ فہرستہ میں ہیں جس کو صرف حضرت ابو بکرؓ ہی سمجھ کر رونے لگتے ہیں (۳۱) ان حالات میں بھی آپؐ ہمیشہ اسامہ کی روانگی پر اصرار فرماتے ہیں۔ اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ:

- (۱) آپ کو اپنی وفات کا بخیر یقین ہو چکا تھا۔
- (۲) اندرونی اور بیرونی بغاوتوں کا آپ کو بخوبی علم تھا۔
- (۳) ان بغاوتوں کے پشت پر کیا عوامل اور کون سی طاقتیں کارفرما تھیں اس کو بھی آپ بخوبی طرح جانتے تھے۔
- (۴) آپ مدینہ کی ریاست کا ہر نکتہ طریق سے دفاع چاہتے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ سب سے آخر میں آپؐ نے جو بات کہی وہ یہ تھی کہ جزیرہ العرب میں دو درجن نہیں رہ سکتے (۵) ان الفاظ سے آپؐ نے اشارۃً سازشیوں کو بھی ظاہر فرمادیا اب آپ کی وفات ہوئی اور یہود و نصاریٰ کی بن آئی (۶)۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور میرے باپؐ پر ایسے مسائل ٹوٹ پڑے کہ اگر بڑے بڑے مشیر طیاروں پر بھی نازل ہوتے تو ان کو بڑھ بڑھ کر دیتے ایک طرف مدینہ میں نفاق گھسایا تھا اور دوسری جانب عرب مرتد ہو گئے تھے (۷)۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہم مسلمانوں کو ایسے حالات سے سابقہ پڑا کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم کو ابوبکرؓ کا مصلحتاً فرما کر ہم پر اصرار نہ کرتے تو ہم ہلاک ہو جاتے۔ (۸)۔

(۳۱) طبری، ج ۲، ص ۱۹۲، ۲۱۳ الفہرہ

(۵) ترمذی، جلد ۱، ص ۱۹۳، طبری، جلد ۳، ص ۳۰۹ الفہرہ

(۶) طبری، جلد ۳، ص ۲۱۲ الفہرہ

(۷) فتوح البیان، ص ۱۱۲

(۸) ، ، ، ص ۱۱۲

## الباب الخامس فوجی اور بین الاقوامی فیصلے

**بیش اسامہ** | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج بنی میں فرمادیا تھا، اسے لوگو! میری بات کو غور سے سنو، کیونکہ شاید اس سال کے بعد اس مقام پر پھر کسی میری تم سے ملاقات نہ ہو (۱) اس حج سے واپسی کے بعد آپؐ نے اپنے آزاد کردہ غلام زید بن عارضہ کے بیٹے اسامہ بن زیدؓ کی امارت میں فلسطین کے تمام البقاء اور داروم پر پوریش کے لئے ایک رسالہ تیار فرمایا (۲) لوگوں نے ان کی امارت پر اعتراض کیا لیکن آپؐ نے فرمایا کہ اسامہؓ اس امارت کے الٰہی ہیں اور اگر تم نے ان کے متعلق یہ کہا تو اس سے قبل تم ان کے باپ کے متعلق بھی ایسی قسم کی باتیں کہہ چکے ہو حالانکہ وہ بھی امارت کے لائق تھے (۳) اس میں کسی دوامی شکل کی طرف باطلین حکومت کے خلاف تھی اس دوران جنوبی عرب میں اسود ضعی کا خروج ہوتا ہے۔ نبوت کا دعویٰ کر کے پورے میں پٹائف تک ۲۵ دن میں قابض ہوتا ہے اور آپؐ کے عاملوں کو نکال باہر کر دیتا ہے۔ بنی اسد میں عظیم اور عاصم بن حذیفہ کتاب نبوت کا دعویٰ کر کے خروج کرتے ہیں اور ان کے قبائل ان کا ساتھ دیتے ہیں۔ آپؐ کے پاس اطلاع پہنچتی ہے اور آپؐ تمام صعدوں کے ذریعہ مسلمانوں کو جمع ہونے کا حکم دے کر ان کی سرکوبی کے اقدامات فرماتے ہیں۔ انہی ایام میں آپؐ بیمار ہوئے ہیں۔ اپنی

۵۱ طبری، فتح البیان، جلد ۳، ص ۱۹۸ الفہرہ

۵۲ طبری، وفات، جلد ۳، ص ۱۸۸

۵۳ طبری، وفات، جلد ۳، ص ۱۸۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان حالات کا پختہ یقین تھا اور یہ ناگہان ہمارے  
ان حالات کے مقابلہ کے لئے تیار نہ فرماتے، وہ تیار ہی پیش اسامیٰ رکھائی کتاب  
شمال باز غلیظوں کے خلاف اور بجانب جنوب کا صدوں کے ذریعہ ایک کامیاب کارروائی  
تھی جس کی اطلاع آپ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں پہلی  
خوشخبری کی صورت میں پہنچی (۹۱) اور آپ کو ہندوئی دقت سے قبل اللہ تعالیٰ نے  
دیدہ تھی تاکہ دشمنان اسلام کو ان کے گھروں اور ان کے علاقے میں ہمارے شکست و چمکے  
اور ان کا مقابلہ کیا جائے اور یہی آپ کا دستور العمل تھا کہ آپ دشمن کا مقابلہ ان کے  
علاقے میں جاکر کرتے تھے اور ان کو مدینہ پر حملہ آور ہونے کا موقع ہی نہ دیتے تھے۔  
غزوہ یوک کا سبب یہی تھا کہ آپ کے پاس درویشوں کے مدینہ پر حملہ کی تیاریوں کی اطلاع  
پہنچی تو آپ خود جنگ ان کے مقابلہ کے لئے تشریف لے گئے (۹۲) لیکن صدیقیت کے علاوہ  
کسی دوسرے کو ان معمرات کا علم نہ تھا چنانچہ جب آپ کی وفات ہوئی تو صحابہ کے سامنے  
فیض رسول کے انتخاب کے بعد یہ سوال پیدا ہوا کہ پولشکر آپ اپنے حیات میں تیار  
فرمایا کرتے تھے اس کو جانے دیا جائے یا پہلے اندرونی غلغلہ کو ختم کیا جائے۔ یا غیور اور  
مانعین زکوٰۃ اور مہربان کی سرکوبی کی جائے جو مہینہ نبوت کا مقابلہ کیا جائے۔  
صحابہ کرام اس صورت حال سے گھبرائے ہوئے تھے لیکن حضرت ابو بکر نہایت عزم اور  
استقلال سے وفات کے دوسرے دن منادی کراتے ہیں کہ اسامیٰ ہم پر پادہ تکمیل کو  
پہنچے اور ان کی فوج کے جس قدر افراد مدینہ میں ہوں وہ مقام ہرف پہنچ جائیں (۹۱)  
اب صحابہ حضرت ابو بکرؓ کی اس دولہتے ہوئے آئے، کچھ نہیں کرے دے کے اب یہی  
مسلمان ہیں جو آپ کے سامنے ہیں اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ عرب کا کیا حال ہے وہ

(۹۱) طبری، جلد ۳، ص ۲۱۵، ۲۲۰، القابریہ۔

(۹۲) الر، جلد ۱، ص ۲۳۸۔

(۹۳) طبری، جلد ۳، ص ۲۱۱، القابریہ۔

آپ سے ٹوٹتے جارہے ہیں اس لئے مناسب نہیں ہے کہ آپ ایسے نازک وقت  
میں مسلمانوں کو الگ الگ کر دیں (۹۲)۔ لیکن صدیقیت کی نظر اصل دشمن پر تھی۔  
آپ اچھی طرح جانتے تھے کہ قبائل عرب سامانی اور باز غلیظی مصلحتوں کے آکر کار  
ہیں، یہود و نصاریٰ کے پروپیگنڈہ کے شکار ہو چکے ہیں، ان قبائل کے قلوب میں ان  
عظیم طاقتوں کا رعب بیٹھا ہوا ہے اور ان کے دماغ پر ان طاقتوں کا خوف مسلط ہے  
اگر ہم ان طاقتوں کو ان کے علاقوں میں ہمارے شکست و دے دیں گے یہود و نصاریٰ کے  
کے پروپیگنڈہ کے سدا ببار کر لیں گے تو قبائل عرب پھر اسی طرح سے اسلام کے چھٹنے  
نے آجائیں گے جس طرح یہ قبائل مع کے بعد خود بخود جوق در جوق و فوجی شکل میں  
مدینہ ہکر افکار اسلام کرتے تھے اور اپنے لئے ان کے غلاب ہونے اور تصدیق نبوت  
کر کے واپس ہو جانا کرتے تھے۔ اس لئے قبائل عرب سے ان کی رسد اور ملک کے قطع  
کرنے سے قبل خبر و آواز نا معلومت اور دور اندیشی کے خلاف ہے۔ طاقت کا منیاع  
ہے نیز دشمن کو تیار کا موقع دینا اور اس طرح اس کے مقصد کو پورا کر کے کہ وہ  
ہیں غارتہ جگہ میں مبتلا کر کے اپنے عرب بھائیوں کے باغیوں میں تباہ کر کے نواست مدینہ  
کو ہمیشہ کے لئے نشانہ بناتا ہے۔

چنانچہ یقین کامل اور پختہ عزم و استقلال کے ساتھ صحابہ کو حق طلب کر کے  
رہتے ہی تم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر مدینہ اس طرح خالی  
ہو جائے کریں اکیلا رہ جاؤں اور درندے اور کتے لٹکا لٹکائیں، میں اس وقت بھی اسامیٰ  
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق اس جہم پر روانہ کروں گا (۹۳) دوسری  
روایت میں ہے کہ لو جرئت الکلاب بالرجل ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما دلت  
جیشا وجہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا حملت ولہ عقده رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۹۴)۔

(۹۲) طبری، جلد ۳، ص ۲۱۲، القابریہ۔

(۹۳) طبری، جلد ۳، ص ۲۱۲، القابریہ۔

(۹۴) تاریخ ابن مساکر، جلد ۱، ص ۱۱۴۔



وہابیہ (رشاد) علاقوں کی شمولیت کے بعد صدیق اکبرؓ نے رسول کی سنت کو بین القوا  
شکل دینا شروع کیا جس کی توسیع فاروق اعظمؓ اور امراء ذوقریظؓ نے کی۔ حضرت  
معاویہؓ سے لے کر ہشام بن عبد الملک تک یہ وحشیانہ عقیدہ ہو گئیں اور وحدت  
خلافت اور وحدت امت اور وحدانی طرز حکومت کا طریقہ کار ایک صدی سے  
زیادہ جاری رہا۔ زب کی جنگ کے جس میں بنو عباس کے ذریعہ جی فتنہ کو فتح ہوئی  
(۱۹۱) ان تینوں وحدتوں پر ضرب کاری لگائی اور آگے چل کر بنو عباس کے دور میں  
تین خلافتیں قائم ہو گئیں اور پھر لاتعداد آکر اور دستوں کا قیام وجود میں آیا۔  
اس طرز فکر کی بجائی سنہ ۱۵۱۷ء میں شروع ہو کر جب سلیم اول کو خلافت پہ  
منتقل ہوئی تو سلاطین تک جاری رہی جب مصطفیٰ کمال نے سلطنت و خلافت  
دونوں کا خاتمہ کر دیا۔

مذکورہ بالا طویل بحث سے صرف یہ دیکھا مقصود ہے کہ اگر اسلامی  
تعلیمات کے اعتبار سے وحدت ملی اور وحدت خلافت اور وحدانی طرز حکومت  
اس دنیا کا سیاسی جزء الیافہ تھو رسول کے وصال کے بعد اس فلسفی تشاوری  
میں صدیق اکبرؓ نے کی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ ان تمام حالات اور واقعات کے پیش آنے کو اچھی طرح  
جانتے ہوئے کامل یقین اور پختہ عزم اور استقلال سے بیش اسامہ کے مضمرات کو  
اغناء میں رکھ کر فیصلہ دیتے ہیں اور صحابہ کو تنبیہ کرتے ہیں کہ ان کے پیش نظر رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تیار کردہ یہ خاکسے اور اس کی تعمیل فرض عین اور واجب  
ہے۔

۱۔ آپؐ نے تبلیغی خطوط کے ذریعہ جو کام شروع فرمایا تھا اس کی انجام دہی۔

وحدۃ لاشریک کی قسم اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے پاؤں کے گھسیٹنے  
تو بھی جس لشکر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے ہرگز واپس نہ لوٹاؤ گا۔  
اور جس جھنڈے کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بانٹھا ہے نہ کھولو گے۔  
ان قید الفاظ کو کہتے ہوئے حضرت ابوبکرؓ کو عرب کے حالات کی شکایت  
پورا پورا اندازہ تھا کیونکہ حبشہ میں، یمن اور بنی اسد کے علاقوں سے رسول اللہ صلی  
علیہ وسلم کے فرستادے اور ان اشخاص کے گھرانے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے اسود، مسیلہ اور علیہ کی مدافعت اور مقاومت کا حکم دے کر بھیجا تھا، ابوبکرؓ  
پس مدینہ میں واقعات اور خطوط کے ساتھ آئے اور یہ سب خطرات انہوں نے حضرت  
ابوبکرؓ کو بھی اور زبانی تمام حالات بیان کئے تو اب اس میں فرستے ہیں ابھی ظہر واد  
دیکھو کہ تمہارے امراء اور دوسرے ہمارے ہمارے قاصدان خبروں سے بھی زیادہ پریشان  
کے حالات کی اطلاع لے کر یہاں آتے ہیں گے اور حضرت ابوبکرؓ کے کہنے کے مطابق  
تھوڑی ہی مدت میں بلا منتظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ تمام امراء  
نے اپنے اپنے مستقر سے اطلاع دی کہ ہر گز فتنہ امتداد پر پا ہو گیا ہے کوئی تبدیلی  
ایسا نہیں ہو گا یا اس کے بعض لوگ مرتد ہو کر باغی نہ بن گئے ہوں اور مسلمانوں پر  
ہر طرح کی مصیبت اور پریشانی چھائی ہوئی ہے (۱۱۵) حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پیش  
نظر ایک مرکز اور وحدانی طرز خلافت تھی۔ وحدانی طرز خلافت اور ایک مرکز کے فوائد  
سوائے حضرت ابوبکرؓ کے کوئی نہیں جانتے تھے۔

سیاسی اعتبار سے اسلام کا وحدت امت وحدت خلافت اور وحدانی طرز  
حکومت ایک طرہ امتیاز ہے۔ رسولؐ نے بلاشبہ صبیح حبیبہ یعنی زبید بن حارثہؓ  
سلطان فارس اور ازدرخیز قریش اور دوسرے مسلمانوں کو بھیجے تھے، ان میں  
براعظموں کے افراد پر مشتمل مدینہ کی ریاست کی بنیاد ڈالی۔ ساسانی علاقوں

حضرت عمرؓ کے بیان پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے قائل ہو گئے۔ ان کو غصہ نہ آیا  
 داور بھی نہ کڑا اور کہا کہ خطاب کے بیٹے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امام کو ایسے  
 جیش مقرر فرما چکے ہیں اور تم یہ کہو کہ میں ان کو معزول کر دوں، حضرت عمرؓ اس جواب  
 سے حقیقت حال بوجھتے ہیں تاہم یہ کہہ کر کشمکش واپس جاتے ہیں اور لوگوں سے  
 کہتے ہیں کہ تمھاری وجہ سے مجھے سخت سست منھ پڑا، جاؤ جو حکم دیا جاتا ہے اس  
 کی تعمیل کرو۔ (۲۱)

اسامہ کی امارت کا فلسفہ

اسامہ کی امارت کا فلسفہ  
ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، ابو ایوبؓ جیسے عظیم القدر صحابہؓ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق غزہ قیصر یعنی قسطنطنیہ کا گیارواں دن (۱۳) محمد بن قاسمؓ طارق بن زیادؓ، قتیبہ بن مسلمؓ میں براہِ رُخ کے خارج کس طرح ہوئے یہ کہتے (دیکھو علی الدین کلام) صرف صدِ حقیقت ہی کچھ کسکتی تھی۔ کوئی مذہب

۲۔ دشمن کے علاقہ میں جا کر اسلامی سرحدات کا دفاع کرنا۔  
۳۔ قیصر و کسریٰ کے غریہ معاہدوں کو بغیر موثر بننا اور ان عظیم طاقتوں کے عزائم کو ناکام بنانا اور ان کے ہوس ملک گیری اور توسیع پسندانہ عزائم کو کواکب میں لٹکانا اگر گرجاں شام کی طرف ہمیں روانہ نہ کی جائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث شکی برقی میں اول حیثیت من امتی یغزو من مدینۃ، قیصر مغفور لہم ۱۱۸۰ ق مصلطینہ پر مسلم خلفائے کرام طرح متعدد بار ہمارا دیکھ کر حق کو قہر قہاج نے سنہ ۱۱۸۰ ق م میں سیدنا قیصر کو قہج کیا ۱۱۹۰ آپ علی طرح جاتے تھے کہ آئینہ موت و زبیت کی شمشک شادری اور پودے ہوگی۔ اور نہایت کامنیں اس وقت مصلطینہ تھا۔ اسی طرح ساسانی طاقت کو ان کے سرحدات میں مصور کے پاناں نہیں کیا جانے کا جو بہ قابل پر امن نہیں رہ سکتے کھلتی اندکی سر بلندی اور دھوت دین حق میں یہ لوگ بہت بڑی نکاح ہیں۔  
۴۔ دشمن کو اس طرح خوفزدہ کیا جائے کہ اس کو اپنے طاقتوں اور سرحدات سے کھٹکی بہت اور حرارت نہ ہو سکے۔ اسی طرح حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنے حمل سے بیان فرمایا کہ آئینہ ان کا اور مصاحب کا طریقہ کار کیا ہونا چاہیے اور مسلمانوں کو کس دہو ہوں گا سزا ہونا چاہیے۔ چاہے اس مقدمہ کے حصول میں ان کی اپنی جان بھی جائے یا ازواج و مطہرات کے تقدس کو ٹھیس پہنچے جائے۔ ایک مسلمان اور صحابی کے لئے ازواج و مطہرات کا تقدس ہر شے پر مقدم ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم میں تمام پر مقدم ہے اور اس کی تعمیل ضروری اور فرض عین ہے۔

## قبائلی عصبیت کی بیخ کنی

قبائلی عصیت کی بیخ کنی  
حضرت صدیق کا حبیب یہ فیصلہ صحابہ کو  
معلوم ہوا تو اب انھوں نے حضرت عمرؓ کو  
اپنا غنڈہ غور فرما کر کہا کہ آپ خلیفہ سے امارت اسامہ کے بابت گفتگو کریں۔ اس

(١٣١) طبری، بلدنا، ص ١٨٨، القاهرة، طبری، لیکن ص ١٤٩٥۔

(۲۱) طبری، جلد ۲، ص ۲۱۲ القاهرہ - ابی ہسارہ، جلد ۱، ص ۱۱۷۔

(۲۲) تاریخ ابن خلدون، جلد ۳، ص ۳۸، نفس الکیفہ می۔

(۱۸) بخاری، جلد ۱، ص ۴۱۰ - مطبوعه الجاشی، میرٹھ

۱۹۹۱ دولت شمشیر، جلد ۱، ص ۱۱۱۳، قلمی علی، تاریخ نه تمدن اسلامی عربی زبان، جلد ۳، ص ۲۴۶ -

اور قانوں اس وقت تک بین الاقوامی اور عالمی بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا جب تک اس میں چلک موجود نہ ہو، خاندان اور قبائلی مصیبت ایک حد تک ہمارے وجود کا شکار ہو چکا ہے اور ایک گمراہے کا شرف و سب عام طور پر چار پیشوں تک ملتا ہے۔ شرافت خاندان آج ایک خاندان میں اور قبیلہ کو نصیب ہے توکل اس کا نام لکھ کر نہیں جانتا (۱۲۲) اب اگر اسلام کے عالمگیر اصولوں کو بھی خاندان اور قبیلہ کے افراد میں پابند کر دیا جائے تو اسلام اپنی بین الاقوامیت نہ صرف خود تنہا بلکہ زیادہ سے زیادہ چار پیشوں کے بعد اسلام ہی صفہ ہستی سے مٹ جائے اس لئے آپ نے حجۃ الوداع کے خطبات میں عالمگیر اصول مساوات کا اعلان فرمایا۔

جہالت کی تمام پیچیدہ رسموں اور تمام تازیبا دستوروں کے خاتمہ کا اعلان فرمایا خاندان مصیبت کے بجائے اسلامی اخوت اور قبائلی چارہ پر اسلامی مصیبت کی بنیادیں استوار فرمائیں۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ جان کا پاس، مال کی حفاظت اور آبرو کا احترام ہر مسلمان کا فرض ہے آپ نے فرمایا جہالت کے تمام خون (خون کا بدلہ) آج مٹا رہا ہوں اور اپنے غلاموں کا خیال کھو، گریہ سے بچنے کے لئے تمہارے پاس قرآن چھوڑ دیا ہوں اسے مضبوط پکڑو اور کسی غمی کو غمی پر اور کسی گورے کو کالے پر آقا کو غلام پر کوئی فوقیت اور برتری حاصل نہیں ہے۔ صرف برتری اور فوقیت تقویٰ کے لحاظ سے ہے۔ اس کے ساتھ آپ بھی جانتے تھے کہ میرے بعد دشمن طاقتیں قبائل عرب کو مصیبت کے نام پر بغاوت پر آمادہ کر دیں گی اور اسلام کے خلاف برسرِ پیکار ہو گئی اس لئے آپ نے ایک نوجوان، کم عمر اور آزاد کردہ غلام کے بیٹے کو آپ کو سب سے زیادہ محبوب تھا، ایسا اہم جہم کا ہیتر قرار فرمایا اس طرح آپ نے متنبہ فرمایا کہ جہاد و تبلیغ دین کے فلسفہ کے مطابق اسلامی

آبیاری کے لئے ہمیشہ نئے خون کی ضرورت پڑتی رہے گی اور عمل طور سے عوام و خواص یہ سمجھ لیں کہ اسلام میں سب برابر ہیں اور کسی کو کسی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں صرف غنیمت تقویٰ اور اہمیت کے اعتبار سے ہے اور یہ دونوں وصف اگر جتنی غلام میں ہوں تو وہ بھی مسلمانوں کا میر بن سکتا ہے (۱۲۳) اس طرح آپ نے قبائلی مصیبت کی جڑ کٹی کی اور شخصی آزادی اور خود مختاری کو عربوں میں قدیم سے موجود تھی اس کو دین اور دینی خدمات کا پابند فرمایا۔ اب اگر کوئی شخصی آزادی کو خود مختاری کا طالب ہے اس کو چاہیے کہ قبائلی مصیبت اور قبائلی عقائد چھوڑ کر اس دین حق کی عالمگیر اصولوں کے تابع ہو جائے اس طرح آپ نے اپنے عمل سے مسلمانوں اور خصوصاً قبائلی عرب کو اس ذہنی غلامی سے آزادی دی جو مسلمانوں اور باطنی غلاموں سے قبائلی عرب کے ذہنوں میں ثبت ہو چکی تھی اور اور مسلمانوں کے اس عقیدہ کو بھی پاش پاش فرمایا جو سلطنت و حکومت کو ایک خاندان کی جاگیر اور بادشاہوں کو اپنی یا ایم الہی، استی قرار دے کر ان کے تقدس اور عصمت کے قائل تھے۔ اور اس سے آزاد ہونا سوچ بھی نہیں کھتے تھے۔ صدیق اکبرؓ ان تمام مشرقت کو فوب جاتے تھے لہذا انصار اور دیگر صحابہ کا طالب نہ صرف مسرت و یکسوختہ را فرختہ ہو کر شہر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے دلوں تھے۔ آپ برقی آفتی تھے آپ کا ہر جمل قول معلول اور دہرا اندیشہ پر مبنی تھا اس لئے آپ کے احکام کیسے واپس لے سکتے ہیں۔ حضرت عمرؓ بھی مقصد پر مطلع ہو کر لوگوں کے مطالبہ پر اظہارِ ناراضگی کرتے ہیں اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے اعلان فرمادہ کہ عیش اسام میں جانے کے لئے بن لوگوں کو نامزد کیا گیا ہے اس سے کوئی بھی باقی نہ رہے اور خود مقام جرف میں پہنچے کہ لشکر کو روانگی کا حکم دیتے ہیں۔ لشکر روانہ ہوا، تو خود سپاہ پا اس کی شایانیت کو پہلے۔

(۱۲۲) مقدس ابن خلدون، فضل عزت و شرفت چار پیشوں تک قائم رہتی ہے۔

ص ۱۲۳۔ (کراچی) نور محمد خان تجارت کتب (دہلی)

ان کو بھی طرح یا دکھانا :-

- (۱) خیانت و بد چندی نہ کرنا ، دلوں میں بغض و کینہ نہ رکھنا ، نفاق نہ برتنا ۔
- (۲) مقتولین کو شلی نہ کرنا ، اعضاء و جوارح نہ کاٹنا ۔
- (۳) رعایا کے مویشی اونٹ و غرہ ذبح نہ کرنا ۔
- (۴) درختوں کو نہ اکھاڑنا ، نہ چیلانا ، میوہ دار درختوں کو نہ کاٹنا ۔
- (۵) بچوں ، بڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا ۔
- (۶) راستہ میں تارک الدنیا فاقہاویں میں بیٹھے ہوئے لوگ ملیں گے ان سے تعرض نہ کرنا اور ان کے اطمینان میں خلل نہ ڈالنا ۔
- (۷) بعض لوگ تمہارے لئے کھانے کے خون لائیں گے اگر تم ان میں سے کچھ کھانا چاہو تو اللہ کا نام لے کر کھانا ۔

(۸) حصین ایسے لوگوں سے بھی ساجد ہونے کا جو دویان میں چند یا بڑھانے اور گروں کے بال بڑھانے ہیں (یہ رومی فوجی یا دریوں کی پہچان تھی) ان کی تلواریں سے خوب خبر لینا ۔

(۹) اس بہر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات پر پوری طرح سے عمل کرنا اور جو تائید ہوئی ہے اس کی وجہ سے محبت نہ کرنا ۔

(۱۰) میدان جنگ میں جو تم سے لڑے اس سے بہادری سے لڑنا اور اگر صلح کی طرف جھکے تو صلح کر لینا کیونکہ صلح جنگ سے ہر حال میں بہتر ہے اور اب اللہ کا نام لے کر روانہ ہوا (۲۸) :-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت پر امرا اقصیٰ بن حبیب الکلبی اور قین بن عمرو بر الحکم اور سعد بنیزم پر معاویہ بن فلان الوافی آپ کے عامل تھے ،

(۲۸) طبری ، جلد ۳ ، ص ۲۱۳ القاهرہ

## عوام الناس پر ہم کی اہمیت بتانا

حضرت اسامہؓ گھوڑے پر سوار تھے اور آپؐ پیادہ تھے ، اسامہؓ نے کہا یا تو آپؐ گھوڑے پر سوار ہو جائیں یا میں پیادہ ہو جائوں لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : آپؐ صحابہؓ کو اس ہم کی اہمیت بتانا چاہتے تھے کہ اس ہم کی کامیابی ہی میں اسلام کی کامیابی کا ماز مضرب ہے ۔ ریاست مدینہ کا دفاع ممکن ہے اس ہم میں اصل دشمن پر وار کرنا ہے اور جب یہ دشمن مغرب ہو جائے گا اور اس پر اسلامی قوت کا مکمل بیٹھ جائے گا تو اندرونی خلفشار خود بخود ٹھنڈا ہو جائے گا اس ہم میں بنیادوں کا رمد اور لنگ منقطع کرنا ہے اور ان کو جہلی سے شرم ہی رہے اس کو خاموش کرنا ہے ۔ لیکن انتہائی رازداری سے کام لیتے ہوئے حضرت اسامہؓ نے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں تم ہرگز نہ اتنا اور میں بھی سوار نہ ہونگا میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی ماہ میں کچھ دیر کے لئے میرے پاؤں تیار آ کر دوں (۲۹) کیونکہ آپؐ کا ارشاد ہے : ما اغنیت قدما عبدی حیل اللہ فتمسکنا الناک (۳۰) اس کے ساتھ ساتھ صحابہؓ کو متنبہ فرماتے ہیں کہ وہ مسلمان کا ضرر دیاں نہ رہے کیونکہ کامیابی کا راز صرف اسی میں ہے کہ لشکر اپنے امیر کا مطیع ہو اور اسی کو کم و بیش تصور نہ کرے ۔ چنانچہ آپؐ حضرت اسامہؓ سے فرماتے ہیں کہ اگر تم مناصب سمجھو تو میرے پاس چھوڑ جاؤ ۔ مجھے ان کے شہرہ کی ضرورت تھی ۔ حضرت اسامہؓ نے بخوشی اس کی اجازت دے دی ۔ (۲۷)

جیشِ اسامہؓ کو ہدایات حضرت ابو بکرؓ نے لشکر کو روک کر نہایت قیمتی ہدایات دیں ۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ میں تم کو چند نصیحتیں کرتا ہوں

(۲۵) طبری ، جلد ۳ ، ص ۲۱۲ القاهرہ

(۲۶) بخاری ، جلد ۱ ، ص ۳۹۳

(۲۷) طبری ، جلد ۳ ، ص ۲۱۲ القاهرہ ، طبری ، لیکن ، ص ۱۸۵۰

اس طرف نہ تھی اور یہی وجہ تھی کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا مل یقین پورے عزم و استقلال سے آپ کے اقدامات کو جاری رکھنے پر امر ادا کرتے ہیں۔

**بنو قضاہ پر حبش اسامہ کا حملہ** قبائل قضاہ ابھی پہری تول پہے تھے کہ یہ متوقع طور پر نہایت سخت

کے ساتھ حضرت ام سلمہؓ کے ذی المرحہ پہنچے ہیں اور یہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق قبائل قضاہ اور اہل پر حملہ آور ہوتے ہیں اور وسط قضاہ میں جا کر مخالفین کا قلع قمع کرتے ہیں اور اس علاقہ سے ابھرنے والی شائش کو ختم کرتے ہیں (۳۰) اس کے بعد مقتدین پر حملہ آور ہوتے ہیں جہاں کے بنی الضحیب میں اور علم کے بنی قلیل اور ان کے قواقع میں نہایت سرعت کے ساتھ اچانک حملہ کرتے ہیں (۳۱) کامیابی سے ہچکارہ ہوتے ہیں چاہدین کا جاتی نقصان بھی نہیں ہوا اور نہایت شاندار کامیابی کے ساتھ مجمع و سالمہ واپس آتے ہیں قیام اور واپسی کی مدت کے علاوہ یہ مہم صرف چالیس دن تک چلی گئی دکان فوافہ فی اربعین یومہا صوی ہقاہد و منقلبہ ورجعا (۳۲)۔

**مہم کے اثرات**

پچھری دن پہلے بازنطینی سلطنت سلسلہ میں پریشانہ فرخ حاصل ہوئی تھی اور اس وقت حبش اسامہ اس مہم میں مصروف تھے قیصر روم فرخ کی خوشی میں اپنے نذر کو پورا کرنے کی غرض سے جس میں جو جو تھا ساسانی طاقت شکست خوردہ تھی رومی فتح کے نشتر میں ست تھے، ایسے حالات میں حبیب اسامہ روانہ ہوئے تو قبائل عرب کو ہجرت ہوئی، عقب سے گشت بدشان تھے کہ اب مسلمان اتنے طاقتور ہو چکے ہیں کہ اتنی بڑی طاقت کے حملہ داری میں حملہ

امرا القیس اور عمرو بن الحکم اسلام پر قائم تھے ہیں اور دولہا الکلبی اپنے قبیلہ کلب کے متبعین کے ہمراہ اور زمیل بن ظہیر العنزی اپنے قبیلہ ثقیف کے متبعین کے ساتھ اور حادہ الوائی سعد ہذیم کے متبعین کے ہمراہ مرتد ہوئے ہیں۔ (۲۹۱)

جنوب میں اسود صبی اور سیلہ اور عیجر اسدی ساسانیوں کے اشارہ پر بغاوت کرتے ہیں تو شالین قضاہ کے بغاوت سے بخوبی اطلاع لگایا جا سکتا ہے کہ ان کی بغاوت باقیوں کے اشارہ پر تھی، شمال و جنوب میں بازنطینی اور ساسانیوں کے بیک وقت شورش کرنے سے اس امر کی واضح نشاندہی ہوتی ہے کہ ان دونوں طاقتوں کے باہمی کوئی بغیر معاہدہ طے پا چکا ہے اور انہوں نے آپس میں ملے کر لیا ہے کہ ہر حکومت اپنے زیر اثر قبائل کو ریاست مدینہ کے خلاف حملہ کے لئے تیار کر کے اس ابھرتی ہوئی ریاست کو نیست و نابود کرادیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں طاقتوں کے توسیع پسندانہ زعم کو پسے سے بے جا بچکے تھے اور آپؐ نے اس غلط فہم کو محسوس کر لیا تھا۔ چنانچہ جنوبی خطہ کے لئے وہاں کے مقرر مسلمانوں سے خلافت بٹ فرماتے ہیں اور شالین خطہ کے خلاف ایک عظیم لشکر ترتیب دیکر بازنطینیوں کی شائش کی سرکوبی کے لئے روانہ فرماتے ہیں اس طرح اسلامی سر دات کا دفاع اندرون ملک نہیں بلکہ دشمن کے اپنے علاقے میں گھس کر فرماتے ہیں تاکہ دشمن کو خوفزدہ کر کے اس کو مدینہ پر حملہ کی ہمت اور جرأت نہ ہو سکے، جس طرح ان دونوں طاقتوں نے بغاوت کا وقت آپؐ کی وفات کو مقرر کیا تھا کہ جو بھی آپؐ کی وفات کی خبر پہنچا تو قبائل عرب شمال و جنوب کی ایک شورش اور بغاوت کے مسلمانوں کو سوچنے کا موقع تھی نہ دین اسی طرح آپؐ نے بیک وقت شمال و جنوب میں فوجی اقدامات کر کے متوقع بغاوت، شورش اور ابتداء کے سدباب اور جھلنے کے انتظامات فرمادیئے تھے لیکن اس کو صرف صدیقیت ہی جان سکتی تھی اور دیگر صحابہ کی توجہ

(۲۹۱) طبری، جلد ۲، ص ۲۱۳۔ القاہرہ۔

(۲۹۲) طبری، جلد ۲، ص ۲۲۲۔

(۳۰) طبری، جلد ۳، ص ۲۱۳، حیدت ۱۸۵۱۱۔ (۳۱) ابن ہشک جلد ۱ ص ۱۴۳۔

(۲۹۱) طبری، جلد ۲، ص ۲۲۲۔ القاہرہ۔

## اسلامی سرحدات پر افواج متعین کرنا

عیش اساطین کے اچانک اور  
بروقت حملہ اور کامیاب

واپس نے مدینوں پر یہ اثر ڈالا کہ ہر قتل نے بھائی کی تجویز پر مدنی سرحدات کے حفاظت کے بھانے مسلمانوں کے خلاف مستقل فوجی دستوں کو متعین کیا اور قضاہ کے قائل اپنے گھروں کو چھوڑ کر دوسرے منتقل ہو گئے اور دلوں پر دلیہ کے پاس جمع ہو گئے (۳۵) اور یہ فوجی دست مسلمانوں کے دوبارہ بازیونیوں پر حملہ تک مسلسل بٹھا رہے تھے۔

## مسلمانوں کے دلوں میں نیا جوش پیل ہونا

اس حملہ سے مسلمانوں کے دلوں میں ان عظیم طاقتوں کا خوف و ہراس بالکل ہٹا رہا یہود و نصاریٰ کی سازش ناکام ہو گئی۔ دشمن کو اپنی سرحدات کی تحفظ کی فکر لاحق ہوئی، قبائل عرب سے وہ دہشت اور خوف دور ہوا جو ان عظیم طاقتوں کی کئی صدیوں کی غلامی کی وجہ سے ان پر طاری تھا۔ مسلمانوں میں ایک نئی روح پھول گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے فوراً بعد حالات کی خرابی کی وجہ سے جو ان پر مایوسی طاری ہوئی تھی وہ ایک نئے دلولہ اور جوش میں بدل گئی۔ دشمن اپنے اپنے طاقتوں کے خلاف فتنی انتقامات میں مصروف ہوا دوسرے مسلمانوں کو اس اقدام کی کامیابی سے متدین، مانعین و کوفہ، جھوٹے مدعی نبوت اور قیصر و کسریٰ کے وظیفہ خوار سرداروں کی بغاوت کو فرو کرنے اور ان کے سرکوبی کے لئے نئے جوش و خروش سے تیار کیا موقوف باہر آجاتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت ابوہریرہؓ کی زبان سے ایک موقع پر یہ اختیار نکلتے ہیں "والذی لا املہ الاہو لولا ابو بکر استخلف ما عابد اللہ"۔ حدیث الاثر یہ کہ قسم اگر ابو بکر خلیفہ نہ بناتے ہاتے تو اللہ کی عبادت ہرگز نہ کی جاتی (۳۶)

کی تیاریوں کے روانہ ہو چکے ہیں۔ حضرت اسماعیلؓ راستہ میں جس قبیلہ پر گزرتے اور وہ قبیلہ ارتداد کا ارادہ رکھتا تھا تو اس کو دہشت بھائی اور آپس میں کتے کران میں طاقت نہ ہوتی تو ایسے وقت میں دوسروں پر کبھی لشکر کشی نہ کرتے اس لئے ہم ان کو مدینوں سے اڑنے دیتے ہیں اگر وہاں شکست کھا جاتے ہیں تو خود بخود ختم ہو جائیں گے ورنہ ایسے لوگوں سے مقابلہ کرنا جو اتنے طاقت ور ہیں خلاف عقل ہے (۳۷) یہ اندرونی اثر تھا قیصر جو اس وقت حصن میں تھے اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے ملک کے بھارتہ (شپ پادری) کو جمع کیا اور کہا ہذا الذی حد زکمر فا بیضکم ان قبلوہ منی قد صارت العرب تاتی من مسیرۃ شعر فتعین علیکم ثم تخرج من ساعتہا دیکھو وہی لوگ ہیں جن سے تم کو خبر دار کرتا تھا لیکن تم نہیں مانتے تھے تم ان لوگوں کی ہمت اور عزت کو دیکھو کہ ایک مہینہ کی مسانت ہر گز تم پر چھاپے مانتے ہیں اور صبح و ساءم اسی وقت واپس بھی چلے جاتے ہیں۔

## دشمن کے منہ سے صدیقیت کا اعتراف

یہ صدیقیت کا عظیم کاغذ ہے اس وقت کے خارج اور عظیم طاقت کے سربراہ سے غیر انتہائی دیر اورادی طور پر اعتراف کراتی ہے ہر منطق سلطنت میں آہلک و عیال ہے مدینوں کے قلب اسلام اور مسلمانوں کے رب اور دین ہے خوفزدہ ہوئے ہیں۔ اس کا اثر مسلمانوں اور پڑوس کے دیگر قبائل میں ان کے انجمنوں اور وظیفہ خوار سرداروں پر یوں بھی لازمی اثر ہے۔ انہوں نے مندرجہ فہرستوں کی ہوا کہ مسلمانوں کی اتنی جڑی طاقت ہے کہ ان سے کسی عظیم اور خارج طاقت (جو بھی بھی ماسائیل پر فتح حاصل کر چکی ہے) بھی مرعوب اور خوفزدہ اور اس قدر دہشت زدہ ہے کہ اب ان کو اپنی سرحدات کے تحفظ کے لئے مسلمانوں کے سرحدات پر فوج کی تعینات کی ضرورت پیش آتی ہے۔

(۳۳) تاریخ ابن عساکر جلد ۱، ص ۱۷۵۔

(۳۵) طبری، جلد ۳، ص ۲۲۲۔ القاہرہ۔

(۳۶) تاریخ ابن عساکر جلد ۱، ص ۱۲۴۔

(۳۷) تاریخ ابن عساکر جلد ۱، ص ۱۲۴۔

وفات سے قبل ہی پورے جزیرہ مغرب میں مسلمانوں کو سازشوں کے خلاف مقابلہ کیلئے تیار فرما دیا تھا۔

مثنیٰ بن عمارشہ اشجیہا بن یحکمہ آپ کے باقرہ مسلمان ہو چکے تھے کوئی بعید نہیں کہ آپ نے ان کو بھی سرحد ایران پر سرگرم عمل کر دیا ہو کیونکہ انہی الام میں علیہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے داخلہ بغدادوں سے خبردار تھے مثنیٰ بن عمارشہ سرحد عراق پر ایرانیوں پر شہب خون مارتے رہے اور ابلہ جو کہ سترہ سالہ ادراج مرکز تھانفت و تاراج کر کے جنگل میں چھپ جایا کرتا تھا ۱۳۹) اس طرح دونوں محاذ پر قیصر و کسری کے خلاف اسلامی لشکر موجود تھا۔ دشمن بھی سوچتا رہا کہ اگر گھروں سے نکلتے ہیں تو ابو بکرؓ ہمارے گھروں کو تاخت و تاراج کر دیں گے۔

### غزوہ موتہ کا انتقام

حضرت ابو بکرؓ نے روایت کی کہ وقت اسامہ کو تاکیدی کی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عمل کریں، جیسا کہ آپ نے فرمایا دیکھا کرتا اور اس حکم کی تعمیل میں خدا برابر تو تھی نہ کرنا آپ نے فرما کر کو وصیت کی تھی ان یوطی الخیل تعوم البقیع والد ادرم من ارض فلسطين۔ فلسطین کی سرزمین میں بقاء اور ادرم کے طوطے ہیں ان کو ایچے طرح پال کرنا ۱۴۰) دوسری روایت میں ہے انفاظہ کہتے ہیں وہ وامرہ ان یوطی من ابلہ الزیت منت مشارف الشام الارض بالاردن، اردن کی سرزمین جو شام کی سرحدوں میں آبل الزیت کے طوطے ہیں ہے اس کو پال کرنا ۱۴۱)۔

جیش اسامہ میں ہزار مجاہدین اور انصار پر مشتمل تھا۔ قبائل قضاعہ پر مدینہ کے شمال میں اچانک وارد ہوا۔ یہاں سے وادی القریٰ پہنچ کر آپ کے حکم کے

منہکری واٹ لگتے ہیں کیونکہ اسلام نے اس بات کو محسوس کر لیا تھا کہ جب تک شام کی طرف ہمیں روانہ نہیں کی جائیگی۔ عرب قبائل پر اس نہیں رہ سکتے ہیں ابو بکرؓ اس کی سیاسی اہمیت سے واقف تھے اسی وجہ سے بلوچ و شہیدہ قحطاف اور عورت غلزار کے انھوں نے اساتذہ کی زیر قیادت ایک بڑا لشکر شام کو روانہ کیا ۱۴۲)۔

ولیم مور لکھتا ہے کہ ابو بکرؓ کا عمل انتہائی سیاسی و دانشمندی پر مبنی تھا کیونکہ اس نے اسلام کے اندرونی ادبیرونی دشمنوں کے دل پر اسلام کی سیاسی طاقت و قوت کی دھماک بٹھادی (۱۴۳) حضرت ابو بکر صدیقؓ اس ہمہ کی اہمیت کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں والذی نفسی بیدہ لولفت ان الصباغ تاکلفی بالمدينة لا افذلک هذا البعث ولاد ان یذوب منه، کیف و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یغزل علیہ الوسی من الصباغ یعول افذلک و جیش اسامہ جس کے ہاتھ میں بھی ہاں ہے اس ذات کی قسم اگر میں یقین کروں کہ مدینہ میں ورنہ مجھے کھا جائیں گے تب بھی سرحد اس ہم کو جاری رکھوں گا۔ اور اس کو ضرور مدینہ پہنچا کر دیکھنے نہ کھواری کروں جیسا کہ روایت ہے نازل ہوئی تھی تو کہتے ہیں کہ جیش اسامہ کو روانہ کر دے صدیقؓ کا یہ مقام اور شان ہے کہ وہی کے مضرت کچھ کر جاتا تو اس کی تصدیق کرتے ہیں اور اہمیت و اعلیٰ شک و شبہ کے باوجود قریب ہی نہیں جاتے صدیقؓ کا یقین کامل ہوتا ہے اور پورے عزم و استقلال سے جی کے بقول و فعل اور عمل کی عمل تصدیق کرتا ہے اور دوسرے راہیں اور دلائل سے اس کی حمایت واضح کرتا ہے۔ کیونکہ صدیقؓ جی کے بہت قریب ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقدامات اس کا واضح ثبوت ہیں آپ اپنے وفات کے بعد کے حالات سے پوری طرح باخبر تھے اور آپ قیصر و کسری کے سازشوں سے واقف تھے یہ لوگ آپ کے بعد لڑ کر کیا کچھ کرنے والے ہیں۔ ابھی طرح جلتے تھے، اس لئے آپ نے

۱۳۹) فتح البیان ص ۲۹۵۔ ۱۴۰) حضرت ابو بکر صدیقؓ کے مکاری خطوط، خیر شہد صدیق ص ۹۱

۱۴۱) ابن مسعود جلد ۱، ص ۳۲۔ طبری جلد ۳، ص ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶

۱۴۲) طبری جلد ۳، ص ۱۸۸۔ ۱۴۳) ص ۵۔

۱۴۴) انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ۱۵۰ ص ۸۱۔

۱۴۵) دی غلالت۔ میور۔ ص ۳۲۔



پردہ صہابہ کرام ۱۲ اور قرآن کے استقبال کے لئے مدینے سے باہر موجود ہوتے ہیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام اس شان سے داخل ہوتے ہیں کہ اپنے باپ زید بن حارثہ کے گھوڑے پر سوار تھے اور ان کے آگے آگے حضرت بریرہ دہی پریم اٹھائے ہوئے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دفات سے چند روز قبل اسامہ کے پیرو کیچے تھے۔ اور جس کے متعلق روایتی کے وقت فاطمہ کے جواب میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا تھا کہ جس پرچم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاندھ چکے ہیں اس کو ہرگز نہ کھولو گنا (۳۲) یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی پہلی کامیابی تھی اور جو فخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاننا تھا اسکا کامیابی کے ساتھ سرانجام دیا۔ اور صدیقیت کے سیف کا طلع سے اعداء اسلام کے ہر سازش کو ناکام اور باطل کے ہر دار کو ناکارہ بنادیا۔

### خليفة کی حیثیت سے جہاد کا اصل مفہوم اور اسکی اہمیت اور توضیح

صدیق اکبرؓ نے اپنے دور خلافت میں اپنے مل سے یہ ثابت کیا کہ دین اسلام دین فطرت ہے، اس کا راجع صلح و سلاطین ہے۔ امن و سلامتی کا تصور اسلام میں ایک بنیادی تصور ہے جو اسلام کے مزاج سے گہری وابستگی رکھتا ہے۔ اسلام بیع کائنات اور بنی نوع انسانی کو ایک وحدت کی طرف بلا کر ہے اور ایک وحدت کو ایک مرکز پر جمع ہونے کی دعوت دیتا ہے۔ انفرادی اور اجتماعی فتنہ پر داری سے منع کرتا ہے اور صلح معاشرہ کے قیام کو انسانی فلاح اور کامیابی کے لئے ضروری قرار دیتا ہے۔ لیکن جب امن و سلامتی کے نام راستے سدود ہو جائے ہیں تو اسلام اپنے دفاع، حریت، دعوت اور آزادی ضمیر کے دفاع میں ہتھیار اٹھانے کی اجازت دیتا ہے۔ جس طرح افراد جس طرح سے مغلوب ہو کر اپنی حدود سے تجاوز کر گئے ہیں اسی طرح جماعتوں اور قوموں میں بھی یہ اخلاقی مرض پیدا ہو گیا کرتا ہے۔ لہذا جس طرح افراد کو قابو میں

مطابق حقیقت کے لئے دو جاسوس روانہ کر دیئے۔ یہ جاسوس حقیقت کے بعد اپنی تک جو وادی انقری سے دودن کی مسافت پر پہنچے ہی تھے کہ حضرت اسماعیلؓ نے شکر کے پہنچ گئے اس سے حالات معلوم کر کے حملہ کر کے حکم دے دیا اور ساتھ ہی مجاہدین سے خطاب بھی فرمایا کہ حملہ کے لئے تیار ہو جاؤ، دشمن کو ہلکا بگڑھو اس کا بیچان کرنا، آپس میں اتحاد قائم رکھنا، مل جل کر آواز نہ بولنا، اللہ کو اپنے دلوں میں یاد کرنا اور کوا میں جب ایک بار پیام سے باہر نکال لو تو یہ جہنگ تم اپنے دشمن کا جو تم پر ہتھیار اٹھائے ہوئے ہے مرقم نہ کرو ان کو تاروں کو ناپیں مت رکھنا، اب حملہ شروع ہوتا ہے، دشمن مقاومت نہ کر سکا اور فتح کا اعلان کر دیا اس وقت حضرت اسماعیلؓ میرا بی اس گھوڑے پر سوار تھے جس پر ان کے والد حضرت زید بن حارثہ شہادت کے وقت غزوہ موتہ میں سوار تھے۔

**باپ کے قتل کا انتقام** غزوہ موتہ سے خالد بن ولید کی امارت میں مدعو ہونے کے بعد سے مکہ کر جب مسلمان مدینہ واپس ہوئے تھے اس وقت اہل مدینہ اس غباری غمگست پر غمت براؤں تھے جیش پر مٹی ڈالتے اور کہتے تھے یہ انرا نوحی ہے یہ اللہ کی جگہ پر اس میں جہاک کر پڑے ہوئے ہو لیکن آپؐ نے فرمایا تھا لیسوا الفجار و لکھم الذکر انون ان شاء اللہ تعالیٰ (۳۳) لیکن آج حضرت اسماعیلؓ مقامی لوگوں کی نشان دہی پر اس شخص کو پکڑ کر قتل کر اتے ہیں جس نے اسی کے والد حضرت زید بن حارثہ کو شہید کیا تھا اور اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی اور موت کا انتقام صدیق کے عزم اور استقلال کے بدولت پورا ہوتا ہے۔

**مجاہدین کا استقبال** اس پوری مہم میں ایک مسلمان کا بھی جانی نقصان نہیں ہوا، واپسی پر وادی انقری پہنچ کر مہم کی کامیابی کی اطلاع مدینہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں پہنچا تے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ اطلاع ملنے

تعدی سے باز رکھنے کے لئے قصاص کے ذریعہ خون ریزی ناگزیر ہوتی ہے اسی طرح  
جراحوں اور قوتوں کی برہمتی ہوتی حرم و طبع اور بدکاری کو روکنے کے لئے بھی جنگ  
ناگزیر ہوتی ہے۔ نوعیت کے اعتبار سے انفرادی اور اجتماعی فتنہ میں کوئی فرق نہیں مگر  
کیفیت کے اعتبار سے عظیم الشان فرق ہے۔ جماعتیں جب سرکش پڑ آتی ہیں تو وہ  
کوئی ایک تعداد پر یا نہیں کرتیں ان میں طرح طرح کے شیطان غم شامل ہو جاتے ہیں،  
اور اس طوفان میں کئی قسم کی شیطانی قوتیں اور عوامل ابھر آتے ہیں اور ہزاروں قسم  
کے فتنے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں ایسی حالت میں جنگ ہمارا نہیں بلکہ دھن ہو جاتی ہے۔  
ایسے وقت میں انسانیت کی سب سے بڑی خدمت یہی ہے کہ ان ظالموں کے خون سے  
زمین رنگیں کر دی جائے اور مفسدوں، فتنہ پردازوں کے شر و فساد سے اللہ کی مخلوق  
اور بے کس خلق کو نجات دلانی جائے جو شیطان کی امت بن کر اولاد آدم پر اخلاق رکھائی  
اور مادی تہابی کی حیثیتیں نافذ کرتے ہیں، یہ لوگ کسی قسم کی انسانی ہمدردی کے متقی  
نہیں ہوتے بلکہ انسان کے لباس میں شیطان اور انسانیت کے بدترین دشمن ہوتے  
ہیں ان کے ساتھ حقیقی ہمدردی یہی ہے کہ ان کے شر کو صفحہ ہستی سے حرف غلط کی  
طرح مٹا دیا جائے۔ وہ اپنے کرتوتوں سے اپنے حق میات کو خود کھو چکے ہوتے ہیں  
انہیں اور ان لوگوں کو جو ان کے شر کو باقی رکھنے کے لئے مددگار بن رہے ہیں ان کا  
دنیا میں زندہ رہنے کا کوئی حق باقی نہیں رہتا، وہ حقیقت پریم انسانیت کا ایسا عضو ہوتے  
ہیں میں میں نہ ہر مٹا اور فاسد مادہ بھر گیا ہو اور جس کے باقی رکھنے سے تمام مہم کے ہلاک  
ہو جائے گا اندیشہ ہو۔ اس لئے عقل و مصلحت اور دور اندیشی کا تقاضا یہی ہے کہ اس  
فاسد اور زہر بھرے عضو کو کاٹ کر پھینک دیا جائے۔ جہاد کے معنی عوامی قتال کے  
لے جاتے ہیں مگر مفہوم کے اعتبار سے اس کے معنی محنت اور کوشش کے ہیں اور  
اصطلاحی معنی حق کی پابندی، حق کی اشاعت اور مخالفت کے لئے ہر قسم کی جدوجہد  
قریبی اور اُشار کو مارنا، اور ان تمام جہانی و ملی، دینی قوتوں کو جو اللہ تعالیٰ کی طرف  
سے بناموں کوئی ہیں۔ اللہ کی راہ میں صرف کرتا یہاں تک کہ اس کے لئے اپنی، اپنے

عز و افتادہ کی، اہل و عیال کی، خاندان و قوم کی جان تک کو قربان کر دینا، حق کے  
خاندانوں اور دشمنوں کی کوششوں کو توڑنا، ان کی تمیزوں کو امیگاں کرنا ان کے عملوں  
کو روکنا اور اگر اس کے لئے میدان جنگ میں لڑنا پڑے تو اس کے لئے پوری طرح تیار  
رہنا یہی پارہ ہے جو اسلام کا ایک بڑا دکن اور بہت بڑی عبادت ہے اور انسان کا بڑا جہاد  
اپنے ہوائے نفس سے لڑنا قرار دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین جہاد یہ  
ہے کہ انسان اپنے نفس اور اپنی خواہش سے جہاد کرے اور اس کو جہاد کا بڑا قرار دیا۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابہ سے جو ابھی لڑائی کے میدان سے واپس  
ہوئے تھے فرمایا تمہارا آنا ہمارا جہاد (مصر و خروہ) سے جہاد اگر کسی طرف آئے ہو  
بندے کا بڑا جہاد ہوئے نفس سے لڑنا ہے (۳۳) اور شاد باری تعالیٰ ہے وَ اَلَّذِينَ  
جَاهَدُوا فَاِنَّا لَنَكْفِيْهُمْ مِّمْلًا ۖ وَ اِنَّا لَنَكْفِيْهُمْ مِّمْلًا ۖ وَ اِنَّا لَنَكْفِيْهُمْ مِّمْلًا ۖ وَ اِنَّا لَنَكْفِيْهُمْ مِّمْلًا ۖ  
اور تکلیف اللہ کی ہم مزدور ان کو اپنا دستار پ دکھائیں گے "وَمَنْ جَاهَدْنَا فَآنَا لَنَجَاهِدْ  
لِغَيْبِهِ" (۳۴) اور جو کون جہاد کرتا ہے وہ اپنے ہی نفس کے لئے جہاد کرے "وَجَاهِدْ  
فِي الْاَلَمِ حَتَّىٰ تَجَاهِدَ هَؤُلَاءِ جَنَّتُمْ وَمَا جَعَلَ لَكُمْ فِي الْقِيَمَةِ مِنْ شَيْءٍ وَ جَاهِدْ اَنْتُمْ  
اَبْرَاهِيْمَ كَمَا" (۳۵) اور محنت کا اللہ میں پوری محنت اس نے تم کو بزرگوار بنایا ہے اور کھلے  
زمین میں تم پر کوئی ٹکلی نہیں کی، تمہارا سب اب ابراہیم کا دین ہے۔ حق کی راہ میں دیش  
و آرام اہل و عیال اور جان و مال ہر چیز کو قربان کر دینا سب سے بڑا جہاد ہے۔ ایک دفعہ  
آپ نے فرمایا کہ چلو ان کس کو کہتے ہو من کیا میں کو بچاؤ نہ سکیں فرمایا نہیں بلکہ بیٹھو ان  
وہ ہے جو غم میں اپنے نفس کو قابو میں رکھے۔ (۳۶)

(۳۳) کنز العمال، کتاب الجہاد، جلد ۲، ص ۲۸۵، حیدرآباد

(۳۴) حکوت، آیت ۹۹، پ ۲۱۔

(۳۵) حکوت، آیت ۶، پ ۲۰۔

(۳۶) الحج، آیت ۸۸، پ ۱۷۔

بقیہ صفحہ اگلے صفحہ پر

اسی طرح ہر نیک کام اور ہر فرض کی ادائیں اپنی جان و مال اور دماغ کی قوت صرف کرنے کا نام بھی اسلام میں جہاد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غور توں سے فرمایا کہ تمہارا جہاد حج ہے (۵۲) جس کے ان باپ نصیحت اور تنبیہات ہوں ان کی خدمت کرتا بھی جہاد قرار دیا (۵۳) ظالم حاکم کے سامنے حق کا اظہار کا سب سے بڑا جہاد ہے۔ "ا من اعظم الجهاد كلمة عدل عند سلطان جائس" (۵۴) بے شک حق کا اظہار کرنا ہر سلطان کے سامنے بھی بڑا جہاد ہے۔

صدیق اکبرؓ نے علم و دانش، عقل و معرفت اور من تدبیر سے مرادین انعین زکوة اور کذا بین کے خلاف جہاد کیا۔ ان پر واضح کیا کہ اسلام ساری زمین میں عدل و انصاف قائم کرنا چاہتا ہے۔ اور تمام انسانوں میں عمومی انصاف قائم کرنے آیا ہے اسن و سلامتی کو بروئے کار لانا اس کے مقاصد میں داخل ہے۔ اجتماعی عدل و کافونی عدل اور سیاسی عدل قائم کرنے، ظلم و بغاوت کو ختم کرنے کے لیے آیا ہے اور جو شخص انصاف کے تقاضے سے ہٹ جائے تو ہی کلمہ اللہ کا مخالف ہے اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ حکمت اللہ کی سر بلندی اور اس کے دفاع کے لیے قتال کرے اور اس سے انحراف کرنے والوں کو اس پر آمادہ کیا جائے کہ وہ حکمت اللہ کی سر بلندی کا فاضل بن جائے، جب تک زبانی تلمیذ و تبلیغ شوریہ سے رجحانوں کو اخلاق و انسانیت کے حدود کا پابند بنانے میں کارگر ہو سکتی ہو، ان کے خلاف تلوار استعمال کرنا، ناجائز اور حرام سے ملگری جماعت کی شرارت و بد بختی ان حدود سے گزر چکی ہو کہ اسے خطہ و تلمیذ سے ماہ پر ن لیا جاسکے اور اس کو دوسروں پر دست درازئی کرنے ان کے حقوق غصب کرنے ان کی عزت و حرافت کو پامال کرنے اور ان کے اخلاقی و روحانی اور مادی و دنیوی کوتاہ کرنے سے باز رکھنے کی

جہاد یا عالم اگر ایک انسان کے پاس عقل و معرفت کی اور علم و دانش کی روشنی ہے تو اس کا فرض ہے کہ وہ اس سے دوسرے تملک دلوں کو فاشہ پہنچائے اس کو جہاد یا عالم یا جہاد بالقرآن کہتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے اذْعِزِّي سَبِيلَ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَعْنَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادْ لَعَلَّ يَنْفِي عَنْكَ الْخُسْفَانِ (۱۴۹) لوگوں کو اپنے رب کے راستہ کی عزت اور دنیا کی باتوں کے ذریعہ بلائیں اور ان سے متاثرہ کرنا ہو تو وہ بھی اپنی اسلحتیں کریں فَكَذَّبَ الْكَافِرِينَ وَجَاهِدْهُمْ يَدْءُجُوا فَجَاهِدْ أَكْبَرُ (۱۵۰) کافروں کا کہنا نہ ادا اور بڑھایے قرآن ان سے جہاد کرو بڑا جہاد۔

جہاد یا مال۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے جو مال و دولت عطا کی ہے اس کو اللہ کی رضایت میں خرچ کرے اور حق کو سر بلند کرنے کے لیے اپنی ہر ملکیت کو قربان اپنی ہر دولت کو نثار اور اپنے ہر سرمایہ کو وقف کرنے کو تیار رہے۔

جہاد بالنفس حق کی حمایت کے لیے ہر قسم کی مادی تکلیف بے خطر اٹھانے میں ان تک اپنی جان کو تیر اور نیز سے میں جہد ہانے اور توارے کٹ جانے کے لیے ہر وقت تیار آلودہ اور مستعد رہے۔ جہاد فی سبیل اللہ اور قتال فی سبیل اللہ میں عام و خاص کی نسبت ہے ہر جہاد قتال نہیں بلکہ جہاد کے مختلف قسموں میں سے ایک قتال فی سبیل اللہ ہی ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (۵۱) ہے شک وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔

(۵۲) مسلم کتاب البر باب من یبک نفر عند الغضب جلد ۱۰ ص ۱۶۱، الفہم ۵۰

بخاری، جلد ۲، ص ۹۰۳۔ باب الخمر من الغضب، میرٹھ۔

(۵۳) امل، آیت ۱۲۵۔

(۵۴) فرقان، آیت ۵۲۔

(۵۵) انفال، آیت ۴۶۔

(۵۲) بخاری کتاب الجہاد، باب جہاد النساء، جلد ۱ ص ۳۰۴۔

(۵۳) إبدادہ کتاب الجہاد، باب یل یغزو والواء کار بان، جلد ۱ ص ۱۰۰۔ الفہم ۵۰۔

(۵۴) ترمذی ابواب الفتن، جلد ۲، ص ۳۰۔

اور قومیت جدیدہ متحدہ کو صفحہ ہستی سے ناکارہی تھائی۔ قیصر و کسری کے یہ غیہ و راجہ تھے اور صدیقیت سے بہرہی حاصل کر کے پہلی فرصت میں کلمہ میں مرتدین اور انصافین کے (جو در حقیقت ان طاقتوں کے آکر تھے) ہنگامہ آرائی کو پیش پیش کر کے قیصر و کسری کی غیر اسلامی حکومتوں پر ریاست مدینہ کے دفاع کے خاطر حملہ آور تھے ہیں اس طرح ان کے غیہ و راجہ اور مادہ پرستی کو فیروز مٹا کرتے ہیں اور فیڈیکل حیثیت سے عملی طور سے یہ واضح فرماتے ہیں:-

- (۱) قیصر و کسری عداوت میں نہایت سخت اور لوگوں کے دلوں اسلام سے مانع ہیں۔
- (۲) علمائے ان دونوں عظیم طاقتوں کی پالیسی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف متحدہ ہے۔
- (۳) ان کا عالم اور پیرایہ حکومتوں سے ان کے مظلوم عوام کو بھٹائی، روحانی دونوں اعتبار سے آزاد کرنا اور ان کو مساوی حقوق دلانا تبلیغ اسلام کے لئے نہایت ضروری ہے۔
- (۴) اگر ان کے خلاف فاموشی اختیار کی گئی تو قیصر و کسری خود موقع پا کر اس متحدہ قومیت کو نیست و نابود کر دیں گے۔

(۵) عوام الناس کو ان کا عالم شائشہ بہتوں کے غلامی سے نجات دلانا اور ان کے عقول کو ادبام پرستی سے آزاد کرنا ایک اسلامی فریضہ ہے اور یہی عہدہ اور ایثار کو اوارہ حق کی اشاعت اور مخالفت کے لئے ہر قسم کی جدوجہد، قربانی اور ایثار کو اوارہ کرتا، اور ان کا عالم بھائی و ملی و دماغی قوتوں کو بوجہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو عطا کی ہیں اس کے راہ میں صرف کرنا۔ یہاں تک کہ اس کے لئے اپنی جان تک کو قربان کر دینا۔ اور حق کے مخالفوں اور دشمنوں کو فتنہ کار اور ان کی تعزیروں کو ختم کرنا ان کے حملوں کو روکنا یا کسری قریح انسانی کے روج و بدین دونوں کو توہمت سے آزاد کرنا اور اعلیٰ دوسروں کی غلامی سے چھٹکارا دلا کر رب و امداد کی بندگی کے مواقع فراہم کئے جا سکیں یہی وجہ ہے کہ تمام اسلامی حروب میں قتال سے قبل یہ اعلان کیا جاتا تھا (۱) اسلام میں داخل ہوجاؤ، اس سے رہو گے (۲) یا عقد و مدہ قبول کرو، اس وقت تمہارے وہی حقوق ہو گئے جو ایک مسلمان کے ہوتے ہیں۔

کوئی صورت باقی نہ رہے تو ہرچیز ہی خواہ انسانیت کا اولین فرض ہے کہ اس جماعت کے خلاف کوار اٹھائے اور اس وقت تک آرام و چین نہ لے جب تک اللہ کی مخلوق کو اس کے کھولے ہوئے حقوق نہ مل جائیں اور یہی قریح انسانی کو آزادی کے ساتھ اپنے رب و امداد کی عبادت کے مواقع میسر نہ ہوں جائیں اور اس مقصد کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اطراف کے مالک کو اپنے مسک و اموال کی دعوت دی تھی اور اس کے قطع کے لئے رومی سلطنت سے تقاضا شروع ہوا تھا حبش اسلام کو آپ نے اس عرض تیار کے لئے تیار فرمایا تھا۔ صدیق اکبر نے اپنے پہلے خط میں جہاد کی اہمیت ان الفاظ سے بیان کی۔ اسے لوگو! جہاد کرو، کیونکہ جو قوم جہاد ترک کر دیتی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔ اس حقیقت کا احساس صرف صدیق اکبر کو تھا کہ عمل اسلام عرب متحد تھے اور قبا کی زندگی بدوہ منہر تھے اور ان پر فارس و روم کا تسلط تھا اور ان طاقتوں کو دب سے کوئی خواہ نہیں تھا۔ قبائل عرب آپس میں اترتے رہتے تھے۔ لیکن جب اسلام آیا۔ کچھ مسلمان اور کچھ غیر مسلم ہوئے اور ان کے مابین نزاع شروع ہوا تو اس مرحلہ پر بھی فارس اور روم کا خیال تھا کہ عرب کی اندرونی تحریک ہے۔ سپہ و دشمنی جو بھی قبائل عرب کے ساتھ مل کر ان کو ختم کر دیں گے اور قبا کی نزاع ختم کر دے اور اس تحریک کے ملحد قاتلوں نے اور اپنی موت آپ مرنے کی آس لگائے ہوئے تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائل عرب میں کالیانیاں حاصل کر لی، یمن، بحریہ اور دیگر طاقتوں کے قاری گورنر مسلمان ہو کر مدینہ کے اطاعت گزار بن گئے، مدینوں کے زیر نگرانی علاقے بھی اسلامی ریاست سے مل گئے۔ اس طرح پورا جزیرہ مغرب متحد ہو گیا۔ اور اس آقا و کی بنیاد بھی دین جدید تھا اور اس دین نے ایک عرب میں یہ جوش اور دلہل پیدا کر دیا کہ شہید کی موت مر گیا اسلام کا دفاع کرے گا اس جذبہ اور دلہل نے فارس اور روم کے ٹکڑے کو بھیج دیا۔ دونوں طاقتوں کو یہ ٹکڑے لاقی ہو چکی تھی کہ جزیرہ عرب متحد ہو کر ایک ایسی ریاست یہاں قائم ہو چکی ہے جو ایک دین اور ایک بنیاد رکھتی ہے۔ لہذا یہ دونوں اس پر اتفاق کر چکی تھیں کہ اس دین جدید

کیا یہ تمام جنگیں اقتصادی اور معاشی مقصود ہیں؟

وَأَقْرَبَ أَهْلًا وَأَعَزَّ نَحْوًا تِلْكَ أَوَّلَ دَلِيلٍ عَلَى أَنَّ اللَّهَ يَنْزِعُ الْكِبَرِيَّةَ عَنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ وَتُعِزُّهَا لِمَنْ يَشَاءُ إِنَّ اللَّهَ يُنْزِلُ الْإِنشَارَ عَلَى مَنْ هُوَ شَاةٌ (۵۵) اور تم ایسے  
قتر یعنی دال سے بچو جو خاص انہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں ان گناہوں کے  
مکرب ہوتے ہیں۔

اس آیت میں فقہ سے مراد الشکلاں فی الہیاد ہے (۵۹) جہاد فی سبیل اللہ  
میں سستی اور الشکلاں سے کام لینے سے بچو۔ اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ امر بالمعروف اور  
نہی عن المنکر مت چھوڑو (۵۹) مدعو اللہ پر خود قائم رہو اور دوسروں کو بھی مائل بناؤ رنہ  
عقاب سب پر ہونے کے گا (۵۸) اس طرح اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
اولی الامر اور مسلمانوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا جہاد بنایا کہ دنیا کے عوام کو غلطی  
سے نجات دلائی اور ان کے عقول کو اوہام پرستی سے آزاد کر لیں اور ای کے درجہ پر  
بدی دو فوں کو ظاہر بھی اور باطنی نجاست سے پاک کر لیں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے حکم  
نہیں اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اس کے حواس کی عبادت نہ کی جائے ارشاد باری تعالیٰ  
ہے **إِنَّ أَوَّلَ الْفَعْمِ أَلَّا تَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَرَأْسَ الْوَعْدِ الْوَعْدِ الْوَعْدِ الْوَعْدِ** (۶۰) حکم قدری کا  
ہے اس نے یہ حکم دیا ہے کہ بجز اس کے اور کسی کی عبادت مت کر دہی سیدھا  
طریقہ ہے۔

لہذا ایسے حالات پیدا کرنا اسلامی فریضہ ہے جس کے تحت بنی نوع انسانی کا

۱۵۱ قرآن ، انفال ، آیت ۲۵۔

(۱۵۶) تفسیر ابی السعود ہاشمی تفسیر رازی، آیت ۲۵ سورہ انفال - جلد ۱ ص ۵۳۳ -

(۵۷) المد المشدود آیت ۲۵ - انقال جلد ۳ ص ۷۷۱

(۵۸) تفسیر ابن کثیر ، انفال آیت ۲۵۔

(۵۹) قرآن، یوسف آیت ۴۰۔

ہر د آزاد می غیر کے نعت سے بہرہ اندوز ہو اور آزادی کے ساتھ دین حق پر  
غور و فکر کا موقع نصیب ہو یا یہاں الذین امنوا علیکم السلام لا یجزم من ضل اذا اقلدتم  
(۶۰)



اس کے لئے سر دھڑکے بازی لگا دینے اور جان توڑ کوشش کرنے کا نام جہاد ہے جو  
بر اعلیٰ الامر پر فرض اور واجب ہے۔ دین اسلام کو روکنے زمین پر قائم کرنے کے لئے  
اڑی چوٹی کا قہر لگانا، اسے قائم کر کے دم لینا، یا اس کوشش میں جان دے دینا  
ہر مسلمان کا اولین فرض ہے عیساکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے **وَقَاتِلُوا حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةً**  
**وَيَكُونَ الْإِسْلَامُ ظَاهِرًا** اور ان کے ساتھ اس جنگ لڑو کہ شاد کا عقیدہ نہ رہے، اور دین  
اللہ کا بھی ہو جائے۔ چنانچہ صدیق اکبرؓ اپنے پیچھے نبیؐ میں فرماتے ہیں: تم میں سے  
کوئی اللہ کی راہ میں جہاد ترک نہ کرے کیونکہ جو قوم جہاد کو ترک کر دیتی ہے اللہ تعالیٰ  
اسے ذلیل کر دیتا ہے“ (۱) دینا سے ظلم کو مٹا دو مظلوم کے حق کی دفاع کے قہار جہاد  
جاری رکھو، ظلم سے نہ صرف اپنے آپ کو بچاؤ بلکہ مظلوم جو خود ظلم کا مقابلہ نہیں کر سکتا  
اس سے بھی ظلم کو دور کرو، اس دسلامت کی خاطر ہر قسم کی تیاری و قوت عیساکہ رو، اور  
کمزوری کے باعث دسست ہوا فاضل دشمن سے صلح کرو، عیساکہ عیض اسامہ کی  
روائی کے وقت صحابہ نے مشورہ دیا تھا اور آپ نے اس کو سختی سے مسترد کیا ارشاد  
باری تعالیٰ ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا مَعَ كُفَرَاءٍ عَهْدًا إِنَّهُمْ عَنِ الدِّينِ أَعْمَانُ** (۲) پس سست نہ رہو اور دشمن  
کو کمزوری کے باعث صلح کی دعوت مت دو کیونکہ تم ہی غالب رہو گے۔

حضرت صدیقؓ کی تمام جنگیں فانی، قومی لالچ اور نادبی منافع کے بنا پر  
نقصیں اور نہ تو آزادی کی، استعمال، تجارتی منڈیوں کے خاطر تھیں، بلکہ آپ کے  
پیش نظر اعلیٰ الابرار اور غلیظ ہونے کی حیثیت سے **يُظَاهَرُ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا** (۳) اور  
**يَكُونُ الدِّينُ كَلِمَةً لِلَّهِ** (۴) تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا جو سب سے پہلے

(۱) قرآن، البقرہ، آیت ۱۹۳۔

(۲) طبری، جلد ۳، ص ۲۳۳۔ انفارہ۔

(۳) القرآن، سورہ محمد، آیت ۳۵۔

(۴) سورہ التوبہ، آیت ۳۲۔

(۵) سورہ انفال، آیت ۲۹۔

ان کے اموال و فرائض واپس کر دیے۔ جب کلمہ تکبیر کی شہر کو فتح کرتا ہے تو خون کی  
نہریں بہنا ہے۔ شریف اور ذلیل اور شریفیت بنا دیتا ہے لیکن آپ نے ان ہراساں  
اور خوفزدہ لوگوں کو آزادی اور استقلال ملنے بخشا اور انسانی خون کی صحت کا احاطہ  
فرمایا، ہیبت اور برہمت کو کسر کیا مال کیا اور انسان کو آزادی دی (۶)۔

عشر مسلمانوں کے بہت ہی قریب تھا اور ایک وقت میں وہاں عیساکہ مسلمانوں  
نے امن بھی طلب کی تھی لیکن مسلمانوں نے اس ملک کا بھی جی دین نہیں کیا اور اس  
کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ اگر صدیقؓ کا مقصد حصول اقتدار تھا تو عشر فارس  
اور روم سے کمزور طاقت تھی، مسلمان جب کہ تسلط پر قائم ہو سکتے ہیں بحر وسط  
پر قبضہ کر سکتے تھے، تو عشر پر بھی حملہ آور ہوتا مشکل امر تھا اس سے واضح ہوتا ہے کہ  
مسلمانوں کی اور خصوصاً حضرت صدیقؓ کی اڑیاں دفاعی نوعیت کی تھیں اور جن طاقتوں  
سے اسلام کو خطرہ لاحق ہوا ان سے دفاعی جنگ لڑی گئی۔

(۲) کمزور اور ضعیفوں کو جو دین اسلام میں داخل ہونا چاہتے تھے ان کو آزاد کرانا  
تھا کیونکہ بہت سے عرب اسلام میں داخل ہونا چاہتے تھے لیکن ان کو خوف تھا کہ کہیں  
ہم پر بھی وہ سختیاں نہ کی جائیں جو قریش شروع میں مسلمان ہونے والوں پر کر چکے تھے۔ خود  
قیصر اپنے زیر فرمان راستہ کے رومی عامل ذرہ بن عمرو الجبالی کو صرف مسلمان ہونے  
کے جرم میں سہم سولی دے چکا تھا (۶)۔

(۳) حریت، دعوت اور آزادی ضمیر کے ساتھ اس اجتماعی، اقتصادی اور سیاسی نظام  
کا دلائل قسوتیہ دین میں ہونا، اعلیٰ اعلیٰ و علم قائم رہا، یہیں صدیقؓ نے تعلق کی حیثیت  
سے اپنے کلمہ کو دینے جہاد کی عرض و قیامت اور اس کی اہمیت بیان کی اور اس امر کی  
وضاحت کی کہ انسان پر غیر اللہ کی حکومت مٹا کر صرف اللہ کی حاکمیت قائم کی جائے اور

(۶) تاریخ ابن خلدون، جلد ۳، ص ۱۹۸۔ کلمہ باریکی و دفاعی ۵۱۲۔

(۶) سیرت ابن ہشام، جلد ۱، ص ۵۹۱۔ انفارہ۔



## الباب السادس

### مانعین زکوٰۃ، مرتدین اور کنزائین

#### الزکوٰۃ

حضرت صدیقؓ کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے پورا کیا اور اس راز کو صرف حضرت صدیقؓ ہی ہی جانتے تھے۔ مستشرقین کی نظریں اگر ان آیات پر پڑیں تو ہرگز حضرت ابو بکر صدیقؓ کی ان جگہوں کے بابت ان کو غلط فہمی نہ ہوتی اور نہ ان حیرت انگیز کامیابیوں پر حضرت زدہ ہوتے کیونکہ یہ تمام اللہ تعالیٰ کو دنیا میں نافذ کرتا تھا اور اس کے لئے عظیم طاقتوں کی قوت اور زور کو پامال کرنا اشد ضروری تھا ورنہ یہ تمام تاقیامت دنیا میں نافذ نہیں ہو سکتا تھا۔ اور یہی حضرت صدیقؓ کے نرم رسانی کے باوجود اس سختی اور کمال عزیمت اور جرات و استقلال کا راز تھا کہ وہ دیگر صحابہ بھی سمجھنے میں غلطی کر جاتے تھے اور بعد میں ان کو اپنی غلطی کا اقرار کرنا پڑتا تھا۔

الزکوٰۃ کے اصل معنی اس نور افزونی کے ہیں جو برکت الہیہ سے ہو، اس کا تعلق دنیاوی چیزوں سے بھی ہے اور فخری امور کے ساتھ بھی چنانچہ (ذکا الزرع و الزکوٰۃ) کھیتی کے زمینے اور پہنے پونے پر بولا جاتا ہے اور آیت ایہا الزکی طعنا۔ (۱) میں ازکی سے مراد ایسا کھانا ہے جو طلال اور خوش انجام ہو اور اس سے الزکوٰۃ کا لفظ مشتق ہے یعنی وہ حصہ مال جو حق الہی کے طور پر نکال کر مستحقین کو دیا جاتا ہے اور اسے زکوٰۃ یا قوس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں برکت کی امید یعنی ہے اور اس لئے کہ اس سے نفس پاکیزہ ہوتا ہے۔ خیرات و برکات کے ذریعہ اس میں موجود ہے اور یہی ہو سکتا ہے کہ اس کے تسمیہ میں ہر دو امور کا لحاظ رکھا گیا ہو کیونکہ یہ دونوں خیرات زکوٰۃ میں موجود ہیں (۲) اس کے ساتھ قرآن میں مولود کے ساتھ میں مقامات پر زکوٰۃ کا بھی حکم دیا گیا ہے یعنی - وَكَيْفَ الْمُصَلَّةُ وَأَتَى الزَّكَاةَ (۳) اسلام اور قرآن میں مولود کے ساتھ جو چیز سب سے اہم نظر آتا ہے وہ زکوٰۃ ہے۔ صدیقؓ نے اس اہمیت کے پیش نظر مانعین زکوٰۃ سے جہاد کیا اور دنیا لومعنی عقلا قاتلہم (۴) لیکن کیا اس زکوٰۃ سے مراد وہ چالیسواں حصہ ہے

(۱) قرآن، کہف، آیت ۱۹، ۱۵۔

(۲) مغرقات القرآن، راجع مہتمل لفظ زکوٰۃ۔

(۳) قرآن، البقرہ، آیت ۳۳۔

(۴) تفسیر البیان، ص ۱۱۳۔ القامحہ۔

زکوٰۃ در حقیقت دو قسم ہے فرض مثلاً مال کی زکوٰۃ اور واجب مثلاً صدقۃ الفطر اور زکوٰۃ مال سے سونا چاندی، اموال تجارت، سواحم، عشا یا نصف مشرود (۹) اس طرح خراج اور جزیہ اور جس وغیرہ سب زکوٰۃ مال میں داخل ہو جاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ فقہاء اور محدثین کتاب الزکوٰۃ کے زیر عنوان عشا، خراج، معادن السواحم، سونا، چاندی اور صدقۃ الفطر، اموال تجارت کو مختلف ابواب قائم کر کے بیان کرتے ہیں اور ایک باب من یرعی العاشریں قائم کرتے ہیں۔ امام شریعی فرماتے ہیں کہ العاشر من یخصه الإهام علی الطريق لیاخذ الصدقات من التجار وتامن التجار بمقاعدہ من الصدقات (۱۰) عاشرہ شخص کہتا ہے مجھے امام تاجردوں سے صدقات وصول کرنے کے لئے ماستر پر متعین کرتے ہیں اس کی وجہ سے ماستر بھی خودوں وغیرہ سے محفوظ ہو جاتا ہے اس سے واضح ہو تا ہے کہ زکوٰۃ سے مراد پورا اتمام حاصل ہے جو مانعین زکوٰۃ کی وجہ سے سو فیصد متاخر ہوا تھا اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی اصل پریشانی تھی۔ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ جو اسلام کے آزار کے باوجود زکوٰۃ سے انکار کرتے ہیں تو کیا جو لوگ ذاب تک مسلمان ہوئے یا جو کھل کر اسلام کی خلاف صفت اہرام ہوئے تھے زیادہ لوگ حاصل اور کرنے کے پابند ہو سکتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ نہ مال کا انتظار تھا لیکن وہ حضرت صدیق اکبرؓ کے دور خلافت میں پہنچا، جب ہجرت دالے علم بنا واثبات تھا بچے تھے تو کہاں کے سود و فساد، اور جو اس اپنے آپ کو کس طرح خراج اور جزیہ کے پابند سمجھتے ہو گئے۔ در حقیقت یہ تمام شورش و فساد نہیں بود و فساد اور جو اس کی وجہ سے تھی۔ ہجرت بھی شورش کا مرکز تھا، اسودھنی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں کو یہاں سے نکال دیا تھا (۱۱) جب صدیق اکبرؓ خلیفہ ہوئے تو ہجراتی اس صلح کی

جو اموال باطن یعنی سونے اور چاندی میں سے ادا کیا جاتا ہے یہ مراد ہرگز نہیں بلکہ یہاں زکوٰۃ سے مراد پورا نظام زکوٰۃ ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں یہ حکم دیا تھا کہ مسلمان سے مال کا پالیسیوں حصہ زکوٰۃ کی جائے اور دینی سے بیسواں حصہ اور دینی سے دسواں حصہ (۱۲) دہم اور دینی کے مال تجارت سے بیسواں اور دسواں حصہ کیا وہ زکوٰۃ ہجاس کو آٹھ مصاص میں صرف کیا جاتا ہے و ذی اور دینی مسلمان ہی نہیں اور زکوٰۃ صرف مسلمان پر واجب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عین کے الحارث بن کلال وغیرہ کو تحریر فرمایا والقتم الصلوۃ واتیمم الزکوٰۃ من الغنائم خمس اللہ وسهم النبی وصفیہ وما لکب اللہ علی المؤمنین من الصدقة من الفکار العشر (۱۳) اس حدایت میں ثبت کہ زکوٰۃ میں شمار فرمایا۔ قال ابو بکر بن العربی تطلق الزکوٰۃ علی الصدقة الواجبة واللذیۃ والنفقة والعضو الحق (۱۴) ابو بکر بن العربی فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ کا حصہ واجبہ اور مندرجہ اور نفقہ، عفو اور دینی پر اطلاق ہوتا ہے بیت مال میں چار قسم کے اموال جمع ہوتے ہیں۔

(۱) جائداد اور جائز کی زکوٰۃ اور دہ مال جو مسلمانوں کے اموال تجارت میں سے عاشر پر گرتے وقت وصول کرتے ہیں۔

(۲) غنائم و معادن اور کارخانے۔

(۳) خراج اور جزیہ اور دہ مال میں پر بنو ہجران اور بنو تغلب نے صلح کیا تھا اور عاشر اہل دہمادستان کے مال تجارت سے وصول کرتے ہیں۔

(۴) ایسے شخص کا ترکہ جس کا کوئی وارث نہ ہو (۱۵)۔

(۱۵) باب کتاب الزکوٰۃ باب من یرعی العاشریں، ص ۱۴۹، شرح المبسوط کتاب الزکوٰۃ، باب العشر، جلد ۲، ص ۱۹۹۔

(۱۶) فتوح البلدان، ص ۸۵۔ انصار، مکتبہ التبلیغ العربیہ۔

(۱۷) نیل الاوطار، جلد ۴، ص ۱۲۲۔

(۱۸) جرائع الصنائع، جلد ۳، ص ۹۸۔

(۹) جرائع الصنائع جلد ۲، ص ۲۔

(۱۰) المبسوط شریعی، جلد ۲، ص ۱۶۹۔

(۱۱) طبری، تفسیر الکبریٰ، جلد ۲، ص ۳۲۔

ریاست اور صلح معاشرہ کے لئے ضروری قرار دی ہیں ان میں نظام زکوٰۃ کو بھی غلطی اور ریاست کے خرافات قرار دیا **الَّذِينَ لَا يَتْلُونَ كِتَابَهُمْ** میں بھی خطاب اس حقیقت کو منکشف فرمایا کہ اقامت الصلوٰۃ، نظام زکوٰۃ اور المعروف بہ من النکر غلطیہ اور معاشرہ اور تقسیم خرافات میں ہیں۔ قرآن کے رو سے اگر نظام زکوٰۃ بربا ہوگا تو اس کے لئے ریاست اور معاشرہ کی بھی ضرورت ہوگی۔ کیونکہ زکوٰۃ ریاست کا بڑا اور لائق ہے دنیا میں جس قدر سلطنتیں ہیں سب میں مال و سپاہ کا وجود ہوگا بغیر ان دونوں کے سلطنت اور ریاست کا وجود ہی قائم نہیں رہ سکا، ابھی حال ہی میں جب لوگوں نے، رابطہ مشرق کے حکام آسمان کے خلاف بطور احتجاج حکومت پاکستان کو ٹیکس دینا بند کر دیئے تو حکومت نے مارشل لا کے ذریعہ یعنی بڑے دشمن اور موٹے (بڑے) دیوبند کے اسلام میں صلوٰۃ کے بعد جس کا اصل تعلق خلق و معبود کے باہمی سلسلہ اور رابطہ ہے اور جس کا بڑا فائدہ نظام جماعت کا قیام ہے۔ اہم کن ہے۔

زکوٰۃ اسلام کا دوسرا کون ہے جو آپس میں انسانوں کے درمیان ہمدردی اور باہم ایک دوسرے کی امداد و معاونت کا نام ہے اور جس کا اہم فائدہ نظام جماعت کے قیام کے لئے مالی سرمایہ فراہم کرنا ہے اس طرح نظام جماعت مستحکم بنیادوں پر استوار ہوگا غنائق و غلوغی مابعد و معبود کو ملائے کے لئے امر بالمعروف اور نہی عن النکر کا اہم ترین نہایت حسن و خوبی کے ساتھ انجام دیا جائے گا لہذا آیت میں اقامت صلوٰۃ اور ایتانہ الزکاۃ کے بعد امر بالمعروف و نہی عن النکر کو بیان فرمایا اقامت صلوٰۃ کے فرد کا اصلاح اور ایتانہ زکوٰۃ سے معاشرہ کا اصلاح مقصود و مطلوب ہے لیتانہ الزکاۃ کے بغیر صلح معاشرہ، ریاست و خلافت کا قیام ناممکن اور محال اور لاعمل ہے۔ صلوٰۃ ترک کیے نفس اور زکوٰۃ ترک کیے مال کے علاوہ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اسلام کی تعلیمی زندگی دو دنیاؤں پر قائم ہے۔ ایک دنیوی اور دوسری مادی، اسلام کا روحانی نظام صلوٰۃ جماعت سے (جو کسی مسجد

تجدید کرتے ہیں جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تھی (۱۲) لہذا ان دونوں بات سے واضح ہوتا ہے کہ زکوٰۃ شروع اسلام سے دو وقتوں میں استعمال ہوتا ہے۔ زکوٰۃ بمعنی صدقات جن کے مصارف آیات الصدقات میں بیان کر دیئے گئے ہیں اور فقہاء اس کو زکوٰۃ کی تشریف و فی الشرح اعطاء جزو من انصاب الی الفقہاء (۱۳) کے الفاظ سے بیان کرتے ہیں اور زکوٰۃ بمعنی نظام زکوٰۃ جو اسلامی ریاست کے پچھلے حاصل کو شامل ہے شہ صدقات فنی، غنیمت وغیرہ تمام ذرائع آمدنی مراد ہیں لیکن عام طور پر زکوٰۃ بمعنی صدقات نے زیادہ شہرت حاصل کی اور نظام زکوٰۃ دوسرے ناموں سے شعاع ہوا مثلاً امام ابو یوسف کی کتاب الخراج سے مراد نظام حاصل ہے۔ اصطلاحی خراج ہرگز مراد نہیں رہتا اس میں عشر، صدقات، غنیمت، فنی کا قطعاً ذکر نہ فرماتے۔ اسی طرح المادوری نے نظام سلطانہ کے عنوان سے نظام زکوٰۃ کی تشریح کی اور اس طرح نظام زکوٰۃ جو حقیقت کے مطابق کی اصل وجہ تھی لوگوں کی ضرورت سے اوپر ہوا، قرآن میں جب مصارف کا بیان ہوتا ہے تو **أَجْمَلُ الصَّدَقَاتِ وَالْمَعْرُوفَاتِ** **أَجْمَلُ الصَّدَقَاتِ** **أَجْمَلُ الصَّدَقَاتِ** **أَجْمَلُ الصَّدَقَاتِ** **أَجْمَلُ الصَّدَقَاتِ** کے مختلف ترانوات سے ذکر ہوتا ہے اور جب صلوٰۃ کے ساتھ اس کا ذکر ہوتا ہے تو زکوٰۃ کے نقطہ سے اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتے ہیں اس سے صاف واضح ہے کہ قرآن میں زکوٰۃ سے مراد نظام زکوٰۃ ہے۔

**اسلام میں زکوٰۃ کی اہمیت قرآن کی روشنی میں**

زکوٰۃ کے بغیر قائم نہیں رہ سکا ارشاد باری تعالیٰ ہے **الَّذِينَ لَا يَتْلُونَ كِتَابَهُمْ فِي الْأَرْحَامِ** **أَتْلَوْا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَآمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ** (۱۵) چار باتیں

(۱۲) غزوة المہدی ص ۸۸ الفہرہ، مکتبہ التبلیغ العربیہ۔

(۱۳) نیل الاوطار جلد ۴ ص ۱۲۳

(۱۴) اتقان آیت ۱۱ - ۹ - توبہ آیت ۴۰ - المیزان ۴

(۱۵) الخ آیت ۳۱ - پ ۱۰۰

(۱۰) دیکھئے رابطہ مشرق کے بعد کے اخبارات - جگہ حریت خان خیرہ -

اسلام کبھی کسی زمانہ میں ایسی دو چیزوں سے خالی نہیں رہا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی مثل کے انبیاء کرام کا ذکر کرنے کے بعد ارشاد ہوتا ہے **وَجَعَلْنَاهُمْ جُنُودًا لِّمُؤْمِنِيكَ وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ جَزَاءً ثَوَابًا** اور ہم نے ان کو مقدمات بنایا کہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور ہم نے ان کے پاس نیک کاموں کے کرنے کا ملوث کیا یا ہندی اور ذکوۃ ادا کرنے کا حکم بھیجا۔

بہینہ دی اور بیان کئے جو الدین ان مکنتھ میں بیان کئے تھے تمکین فی الارض کو ملتیں جہوں سے بیان کیا۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر کو فعل الخیرات سے باقی ملوث ذکوۃ کے الفاظ میں بھی کوئی تبدیلی نہیں فرمائی۔ یہاں بھی صراحہ معاشرہ ریاست و خلافت کے لئے نظام ذکوۃ کو لازم قرار دیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے متعلق ارشاد ہے **وَكَانَ يَأْمُرُ بِالْعِلَّةِ وَالزَّكَاةِ** (۱۹) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خطاب فرمایا۔ **فَسَلِّطْنَاهُ عَلَىٰ فِرْعَوْنَ وَطُفُوهُنَ** اور ذکوۃ و فرائض کی تعلیم دی۔ تو وہ رحمت ان لوگوں کے نام ضرور کھنکھاتا جو اللہ تعالیٰ نے ہر دے میں اور ذکوۃ دیتے ہیں اور جو کہ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے واضح اعلان فرمایا کہ اگر امت ذکوۃ کی یا ہندی کرے گی تب اس کے لئے ہر رحمت کا قاعدہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بھی ہر نبی کو یہ تنبیہ کی جاتی رہی اور ان سے ملوث ذکوۃ کی یا ہندی کا وعدہ لیا جاتا رہا اور اپنی رحمت اور امداد کے وعدے کو مشروط رکھا کہ **إِنِّي مُعَذِّبُكَ بِذُنُوبِكَ وَأَتُوبُكَ** اور اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا کہ میں تمہارے

میں ادا ہوا قائم ہوتا ہے اور اسی نظام ذکوۃ سے قائم ہوتا ہے جو کسی بیت المال میں جمع ہو کر تقسیم ہو لہذا یہ دونوں باتیں اسلام میں ساتھ ساتھ نظر آتیں ہیں اور ان کی انفرادی حیثیت کے ساتھ ان کی اجتماعی حیثیت پر بھی اسلام نے خاص طور پر میں طرح ملوث جماعت اور مسجد کے بغیر بھی انجام پا جاتی ہے لیکن اپنی فرضیت کے بعض مقاصد سے دور ہوا جاتی ہے یا ملوث ذکوۃ بیت المال کی مجتمع صورت کے ملوث بھی لایا جاتی ہے مگر اس کی فرضیت کے بعض اہم مقاصد فوت ہو جاتے ہیں یہی سبب ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بعد خلافت میں بعض قبلوں نے یہ کہا کہ وہ ذکوۃ بیت المال میں داخل نہ کریں گے بلکہ بطور خود اس کو صرف کریں گے تو حضرت ابوبکرؓ نے ان کی اس تجویز کو رد کیا اور بزرگ ان کو بیت المال میں ذکوۃ داخل کرنے پر مجبور کیا (۱۹) اور اس طرح صدیقیت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور رسول کی سنت کی امت سے پیروی کروائی کیونکہ بغیر ذکوۃ کے سرکاری اور کسری دفتر اور دیگر فرائض کے مرکز قائم نہیں رہ سکتے، صدیق کو نہ خوف تھا نہ حزن اور ملاہاں فکر تدبیر اور استقام و ہمت خلافت کا حصہ ہے۔ بے شمار ارشاد ماری تعالیٰ ہے **يَكُنْ مِنْ أُمَّةٍ أَخَذَهَا اللَّهُ وَهُوَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ** (۲۰) جو کوئی شخص بھی اپنا دھرم تعالیٰ کی طرف بھگا دے اور غفلت میں ہو تو ایسے شخص کو اس کا عوض ملتا ہے۔ پھر دیکھو کہ پاس پہنچ کر اور نہ ایسے لوگوں میں کوئی خوف ہے اور نہ ایسے لوگ ترک کرنے والے ہیں۔

انبیاء سابقین اور نظام ذکوۃ کے قیام کا حکم قرآن مجید کے مطابق کہ قدیم زمانہ سے تمام انبیاء کرام کو ملوث ذکوۃ کا حکم لازمی طور پر دیا گیا ہے اور دین

(۱۸) الانبیاء، آیت ۴۴، پ ۱۷۰۔

(۱۹) مريم، آیت ۵۵، پ ۱۹۔

(۲۰) الاعراف، آیت ۱۵۰، پ ۹۔

(۲۱) المائدہ، آیت ۱۰۲، پ ۶۔

(۱۹) نيل الاوطار، جلد ۴، ص ۱۲۸۔

(۱۵) قرآن، البقرة، آیت ۱۱۲۔

سے پہلے جن آیات پر نظر پڑتی ہے اس میں صلوٰۃ کے بعد اتفاق کا ذکر ہے ارشاد  
 رِی تَعَالٰی ہے، ذٰلِكَ الْکِتٰبُ الَّذِیْ فِیْهِ هُدًی لِّلَّذِیْنَ یُعِیْنُ اللّٰهُ اَلْغَیْبَ وَیُضِیْضُ  
 شَکُوکَهُمْ وَیَهْدِیْهِمْ لِنَجَاتٍ کَبِیْرَةٍ (۲۳) یہ کتاب ایسی ہے جس میں کوئی شبہ نہیں رہا بتائے والی  
 ہے اللہ سے دُشمنے والوں کو۔ وہ اللہ سے دُشمنے والے لوگ ایسے ہیں کہ یقین لاتے  
 ہیں یہی کبیر بدل پر اور قائم رکھتے ہیں صلوٰۃ کو اور دُشمن کہنے ان کو دُشمن ہے اس میں سے  
 نزع کرتے ہیں۔ اور اس کے بعد ارشاد باری ہے اُولٰٓئِکَ عَلٰی هُدًی مِّن رَّبِّهِمْ وَ  
 اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۲۴) جو صلوٰۃ و زکوٰۃ کے پابند ہیں وہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔  
 بن اسرائیل سے خطاب ہے اَلِیْسَ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّکٰوةِ وَ تِلْکَ اُمُوْعَ الشَّرَکِیِّیْنَ (۲۵) اور تم  
 لوگ صلوٰۃ کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور عابری کرو۔ عابری کہنے والوں کے ساتھ۔

اللہ تعالیٰ صاف اعلان فرماتے ہیں کہ مشرق اور مغرب کی طرف مندر کر لینا کوئی  
 کمال نہیں ہے بلکہ صلوٰۃ کی پابندی اور زکوٰۃ ادا کرنا کمال ہے۔ قِیْسُ الدِّیْنِ قَوْلًا وَفِعْلًا  
 قِیْلَ الْمَشْرِیْقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَکِنَّ الدِّیْنَ اَمِنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ وَالْکِتٰبِ وَالنَّبِیِّ وَالْغَیْبِ  
 وَ اُولٰٓئِکَ اَعْمَالٌ عَلٰی حَبِیْبَةٍ ذٰلِیْقُوْنِ وَالْکِیْفِ وَالْکَلْبِ وَالْمَسْجِدِ وَ اُولٰٓئِکَ اَعْمَالٌ  
 وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتٰی الزَّکٰوةَ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ یَعُوْذُ بِهَا مِنْ اَهْلِ الدِّیْنِ فِی السَّالٰةِ وَ الْعَتَرَةِ  
 وَ عِیْنِ الْبَیْسِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْعَمَقُوْنَ (۲۶) بلکہ سارا کمال اسی  
 میں نہیں کہ تم ہمیشہ مشرق کو کر لو یا مغرب کو، لیکن کمال تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ پر  
 یقین رکھے اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور کتب پر اور غیبوں پر اور مال دینا  
 ہو اللہ کی محبت میں، رشتہ داروں کو اور غیبیوں کو اور عیبیوں کو اور مسافروں کو اور

(۳۱) قرآن، البقرہ، آیت ۲۱۲۔

(۳۲) قرآن، البقرہ، آیت ۲۱۲۔

(۳۳) قرآن، البقرہ، آیت ۲۱۲۔

(۳۴) قرآن، البقرہ، آیت ۲۱۲۔

پاس ہوں اگر تم صلوٰۃ کی پابندی رکھو گے اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو گے اور میرے سب  
 رسولوں پر ایمان لاتے رہو گے اور ان کی سزا کرتے رہو گے اور اللہ تعالیٰ کو اپنے طور  
 پر قرض دیتے رہو گے تو میں جزو تمہارے گناہ تم سے دور کروں گا اور ضرور تم کو ایسے  
 باتوں میں داخل کروں گا جن کے کچھ نہیں باری ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی صلوٰۃ  
 و زکوٰۃ کا ساتھ ساتھ حکم دیا۔ وَیُعَلِّمُنِ الْمَعْنٰکَ اَیْمٰنًا لَّکُنْتَ اَوَّلَیْنِ بِالْصَّلٰوةِ وَ الزَّکٰوةِ  
 مَا دُمْتَ حَیًّا (۲۷) اور تم کو برکت والا بنانا میں تمہیں کہیں بھی ہوں، اور اس نے  
 مجھ کو صلوٰۃ و زکوٰۃ کا حکم دیا جب تک میں زندہ ہوں۔ یہ حکم اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ  
 کو اس وقت دیا تھا جب وہ ان کی گود میں تھے اور ثانیات یہ حکم باقی رہا۔ اس سے  
 یہ بات سامنے آجاتی ہے کہ صلوٰۃ اور زکوٰۃ دونوں اللہ تعالیٰ کے دین کے ایسے ارکان ہیں  
 جو کبھی اور کسی زمانے میں ساقط نہیں رہے اور سبھی کے زمانہ میں صلوٰۃ اور زکوٰۃ کے دو  
 بڑے ستونوں پر اللہ کا دین قائم ہوا۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والی امت کو کبھی بھی ان دو فرضوں سے معاف نہیں  
 کیا گیا کیونکہ نظامِ انجیلی صراطِ معاشہ، ریاست و فلاحت نظامِ زکوٰۃ کے ساتھ ساتھ  
 لازم و ملزوم ہیں اور اس کو زیرِ حکم کی ہر ایک حیثیت حاصل ہے۔ قرآن مجید میں  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواجِ مطہرات کو اپنے گھر میں رہنے کا حکم اور قدامت  
 زمانہ پابیت کے دستور کے موافق پھر نے سے منع کرتا ہے وہاں ان کو صلوٰۃ و زکوٰۃ کی  
 پابندی کا بھی حکم دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَ قِیْلَ فِیْ یٰحٰجِیْہِمْ وَ اَلِیْسَ  
 اَلْجَاحِلِیَّةُ الْاُولٰٓئِیْ بِاللّٰہِ الصَّلٰوةِ وَ لَیْسَ اَلْزَّکٰوةُ وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا رَسُوْلَہٗ (۲۸) اور تم اپنے گھروں میں  
 قراوتے رہو۔ اور قدیم زمانہ پابیت کے دستور کے موافق مت چھو دو کہ صلوٰۃ پابندی  
 رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ کا ارادہ اس کے رسول کا پکڑنا، قرآن مجید میں سب

(۳۱) قرآن، البقرہ، آیت ۲۱۲۔

(۳۲) قرآن، البقرہ، آیت ۲۱۲۔

(۳۳) قرآن، البقرہ، آیت ۲۱۲۔

(۳۴) قرآن، البقرہ، آیت ۲۱۲۔

سوال کرنے والوں کو اور گردن چڑانے والوں کو اور صلوٰۃ کی پابندی رکھتا ہو اور زکوٰۃ ادا کرتا ہو اور غرض اپنے جہدوں کو پورا کرنے والے جو حب محمد کر لیں اور وہ لوگ جبر کرنے والے ہوں تنگدستی میں اور کیا اسی اور مثال میں یہ لوگ ہیں جو بچے ہیں اور یہی لوگ ہیں جو سستی ہیں۔

دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے اَلَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّلَاةَ وَيَدْفَعُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ ذَاكِرُونَ (۲۸) تمہارے دوست (دلی) تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور ایماندار لوگ ہیں جو کہ اس حالت سے صلوٰۃ کی پابندی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں کہ ان میں شعور ہوتا ہے۔ وَمَنْ يَتْلُ اللَّهُ ذِكْرًا وَلَا يُؤْمِنُ اٰمَنًا فَلْيَنْزِلْ جَنبَ اللّٰهِ هُمْ الْغَافِلُونَ (۲۹) اور جو شخص اللہ سے دوستی رکھے گا اور اس کے رسول سے اور ایماندار لوگوں سے۔ سو اللہ کا گردہ بلا شک غالب ہے۔

ان آیات میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ اہل ایمان، متقی اور اللہ تعالیٰ سے خوف کرنے والے وہ لوگ ہیں جو صلوٰۃ قائم کرتے ہوں اور زکوٰۃ دیتے ہوں اہل ایمان ایک مستقل تنظیم، ایک جماعت اور ایک پارٹی ہے اور ایماندار آدمی کا کام یہ ہے کہ سب سے الگ ہو کر اس تنظیم، گردہ اور پارٹی میں شامل ہو جائے اور جو مسلمان اس تنظیم اور معاشرہ سے باہر والے کسی شخص خوارہ وہ اس کا باپ ہو، بھائی ہو، بیٹا ہو، ہمسایہ ہو یا ہم وطن ہو یا کوئی بھی ہو اگر اپنا دوست، دلی بنائے گا اور اس سے محبت اور مدد کا تعلق پسند کرے گا تو ایسے شخص کو یہ امید نہ رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس سے مدد کا تعلق رکھنا پسند کرے گا اور اس کو غلبہ دے گا۔ اہل ایمان کو صرف اسی وقت غلبہ حاصل ہو سکتا ہے جب وہ کہو کہ اللہ اور رسول اور صرف ان اہل ایمان کو جو صلوٰۃ کے پابند اور زکوٰۃ دیتے ہوں) اپنا دلی مددگار دوست اور ساتھی بنائیں۔ مگر دشمنوں سے قتال

کا حکم دیا گیا ہے لیکن جب وہ صلوٰۃ کے پابند اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو وہ اہل ایمان کے بھائی ہیں اور ان سے قتل منع کر دیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ فَاِنَّ تَابُوا وَ اَقَامُوا الصَّلَاةَ وَ آتَوْا الزَّكَاةَ فَارْجِعْ اِلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ (۳۱) سو اگر یہ لوگ توبہ کر لیں اور صلوٰۃ قائم کرنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہو جائیں گے فَاِنَّ تَابُوا وَ اَقَامُوا الصَّلَاةَ وَ آتَوْا الزَّكَاةَ فَارْجِعْ اِلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ (۳۱) پھر اگر توبہ کر لیں اور صلوٰۃ قائم کرنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔ یعنی کفر و شرک سے توبہ کرنا اور ایمان کے اقرار کے بعد صلوٰۃ و زکوٰۃ کی پابندی کریں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور ان سے قتال مندر کرنا۔ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۤءُ بَعْضُهُنَّ بِالْعَرَفِ وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ الْمُشْكِرِ وَ مُعْتَصِفِ الصَّلَاةِ وَ يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَ يُحِبُّونَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ اُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ (۳۲) اور مسلمان مرد و مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دینی (دلی) ہیں نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کا کتنا مانتے ہیں، ان لوگوں پر ضرور اللہ تعالیٰ رحم کرے گا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ قادر ہے حکمت والا ہے۔

زکوٰۃ نہ دینا مشرکوں اور کفار کا کام ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے وَ دَلِيلٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ اٰتَوْا زَكَاةً وَ هُمْ لَا يَخْلِفُوْنَ (۳۳) اور ایسے مشرکوں کے لئے دلی قرینہ یہ ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور کثرت کے شکر ہی رہتے ہیں۔

اس طرح ایمان، صلوٰۃ، زکوٰۃ یہ تینوں چیزیں ہی کرنا ایمانداروں کی جماعت بناتی ہیں۔ ایک تنظیم اور معاشرہ جو دین اسلام ہے ریاست و خلافت کی بنیادیں استوار

(۳۱) القرآن، التوبہ، آیت ۱۱، پ ۱۰۔

(۳۲) القرآن، التوبہ، آیت ۴۵، پ ۱۰۔

(۳۳) القرآن، التوبہ، آیت ۱۱، پ ۱۰۔

(۳۴) القرآن، حم السجد، آیت ۴، پ ۲۴۔

(۳۸) قرآن المآخذ، آیت ۵۵، پ ۶۔

(۳۹) قرآن، المآخذ، آیت ۵۹، پ ۶۔

ہوتی ہیں۔ رحمت است و رحمت خلقت اور حمدانی طرز حکومت معزز و دویم آتا ہے۔ اور جو لوگ ان تینوں کے پابندیوں کو اس تنظیم اور صالح معاشرے کے افراد اور اس جماعت میں داخل ہیں اور جو زکوٰۃ کے پابند نہیں ہیں وہ اس جماعت سے خارج ہیں۔

## سُنّت نبوی کی روشنی میں زکوٰۃ کی اہمیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کسی نے اسلام کے احکام دریافت کئے تو آپ نے ہمیشہ صلوٰۃ کے ساتھ زکوٰۃ کے ادا کرنے کا حکم دیا۔ بخاری و مسلم اور دیگر کتب احادیث کے کتاب الایمان میں اس قسم کی متعدد روایات مذکور ہیں۔

جریر بن عبد اللہ بخلی سے مروی ہے کہ میں نے آپ کے پاس گزرتین باتوں پر بیعت کی تھی۔ صلوٰۃ کی پابندی، زکوٰۃ دینا اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنا (۳۴) وفد عبد القیس نے جب آپ سے شیعہ میں اسلام کی تعلیمات دریافت کیں تو آپ نے ایمان و اقامت صلوٰۃ کے بعد زکوٰۃ کو بیان فرمایا (۳۵) اور جب معاذ بن جبل کو آپ نے اسلام کا داعی بنا کر شیعہ میں روانہ فرمایا تو آپ نے فرمایا کہ پہلے اہل میں کو تو میم کی دعوت دینا جب وہ یہ جان لیں تو پھر ان کو دین رات میں صلوٰۃ شیعہ کی دعوت دینا جب وہ یہ بھی جان لیں تو پھر ان کو بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ بھی فرض کی ہے جو ان کے دولت مندوں سے لے کر ان کے بچوں کو دی جائے گی (۳۶)

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ خَيْرٌ لِّكُم مِّنْ أَن تَأْخُذُوا بِالْحَمُولِ وَالْحَمُولُونَ يُنْفِقُونَ (۳۷)

## زکوٰۃ کی فرضیت

اور صلوٰۃ کو پابندی سے قائم کرو اور زکوٰۃ دیتے جاؤ اور تو نیک کام بنو اپنی عیالنی کے واسطے جمع کرتے رہو گے، حق تعالیٰ کے پاس انکو پالو گے کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب کچھ ہونے کا مال کو دیکھ بھال رہے ہیں۔ اس آیت میں اقامت صلوٰۃ اور ادا کرنے زکوٰۃ کا حکم ہے میرے فقرہ میں جامع بشارت ادا کرنے والوں کے لئے ہے اور چوتھے فقرہ میں وعدہ و وعید ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تمہارے اعمال کوئی نہیں ہیں۔ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَابْتَغُوا الْوَسِيلَةَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (۳۸) اور صلوٰۃ کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رسول کی اطاعت کیا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جاوے۔

اس میں صلوٰۃ و زکوٰۃ اور اطاعت اور احکام مکمل بعضی امر دیا گیا ہے اس کے بعد ہم پر اللہ تعالیٰ رحمت و رحمت نازل فرمائے گا۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقِمْ ثَلَاثًا مَّا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ (۳۹) اے ایمان والو! توجہ کیا کرو عمدہ چیز کو اپنی کمائی میں سے اور اس میں سے جو کہ تمہارے لئے زمین سے پیدا کیا ہے۔

اس آیت میں احوال کی دو قسمیں کی ہیں۔ اموال مسکوبہ مثلاً ملازمت، تجارت، صنعت و حرفت سے حاصل کیا ہوا مال دوسرے پیداوار زمین عکس مل کی شکل میں حاصل کیا ہوا مال اور ان ہر دو قسموں کے اموال سے خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے لیکن طیب کی شرط لگا کر حلال ذریعہ سے حاصل کیا ہوا مال ہونا چاہیئے۔ اس طرح حرام اور منوعہ ذرائع سے حاصل کیا ہوا مال اس سے خارج کر دیا۔

عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بنى الاسلام على خمس شهادة ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و اعقام الصلوة و ايتاء الزكاة و الحج و صوم رمضان (۴۰)

(۳۸) قرآن، النور آیت ۵۹، پ ۱۸۸۔

(۳۹) قرآن، البقرہ آیت ۲۹۷، پ ۲۰۳۔

(۴۰) بخاری، جلد ۱، ص ۱۰۷، کتاب الايمان بان قالوا و اتوا و اتوا الصلوة۔

(۳۲) بخاری کتاب الزکوٰۃ، جلد ۱، ص ۱۸۸۔

(۳۳) بخاری کتاب الزکوٰۃ، جلد ۱، ص ۱۸۸۔

(۳۴) بخاری، کتاب الایمان علی الجہد، جلد ۲، ص ۱۰۹۔

(۳۵) البقرہ آیت ۱۱۰، پ ۱۰۷۔





فالدلیل علی فرضیتها الکتاب والسنة والاجماع والعقول۔ (۳۵) زکوٰۃ کی فرضیت کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور اجماع اور عقل سے ثابت ہے۔

فاما معرفة وجوبها فمعلوم من الکتاب والسنة والاختلاف فی ذلك۔ (۳۶) زکوٰۃ کی فرضیت کتاب اللہ اور سنت سے ثابت ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ ہر ایسے میں ہے اما الوجوب فلفعلی لقائی واقوال زکوٰۃ وفقرانہ صلی علیہ وسلم ادوا زکوٰۃ اموالکم وعلیہ اجماع الائمة والعلماء بالوجوب الفرض لانه لا شبهة فیہ۔ (۳۷) وجوب زکوٰۃ اللہ تعالیٰ کے قول اتوا الزکوٰۃ اور رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے قول ادوا زکوٰۃ اموالکم سے ثابت ہوتا ہے اور اس کا اس پر اجماع ہے اور وجوب سے اور فرض ہے کیونکہ فرضیت زکوٰۃ کے حکم میں کوئی شبہ نہیں، اور جو اہر یہ نہیں ہے۔

قولہ الزکوٰۃ واجبة ای فرضیة بحکمة ثبتت فرضیتها بالکتاب والسنة المتواترة وبالاجماع المتواتر۔ اما الکتاب فقوله تعالیٰ واقوال الزکوٰۃ واما السنة فقوله علیہ السلاسل بنی الاسلام علی خمس و ذکر فیہا الزکوٰۃ۔ والاجماع معتقد علی فرضیتہا من لدن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی حبشہ اھد ۱۱ (۳۸) مصنف کا قول الزکوٰۃ واجبة یعنی زکوٰۃ فرض ہے اس کی فرضیت کتاب اور سنت متواترہ اور اجماع متواتر سے ثابت ہے کتاب اللہ میں ہے۔ اتوا الزکوٰۃ اور سنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بنی الاسلام علی خمس والی حدیث صحیحہ میں زکوٰۃ کو آپ نے ذکر فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک زکوٰۃ کی فرضیت پر اجماع قائم ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں زکوٰۃ فرضیة بحکمہ است کا فرضیہ مشرود منکروا

وہاں کہہ شود بالسیکہ منع نماید وہ نہ دھڑکونہ (۳۹) زکوٰۃ فرضیہ فخر ہے اس کا منکر کا فرض ہوتا ہے اور ایسے لوگوں کے ساتھ چہا دیا جائے جو زکوٰۃ کو منع کرے اور ادا نہ کرے۔ یہ بات حضرت شاہ ولی اللہ نے صدر حق کے عمل سے ہی کی ہے۔

## زکوٰۃ کب اور کن حالات میں فرض ہوئی

کے ابتدائی آیات کے بعد تازی ہوئیں اس میں صلوة کی تمام تفصیلات کو درپیش فکیر اور ولہ تمنن میں زکوٰۃ کو اشعار بیان کیا اس کے بعد سورۃ نزل کا نزول ہوا (۵۰) اس میں تصریح سے دو لوگوں کو بیان کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَافْقِمْو الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَاقْبُولُوا الْحَقَّ مِمَّا رُسُلُكُمْ س (۵۱) اور صلوة کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ کو اپنی طرح فرض دو جس طرح عام صلوة کا آغاز اسلام کے ساتھ ساتھ ہوا اور واقعہ اسراء میں پانچ اوقات متعین کئے گئے اور درپیش اگر جمعہ کی فرضیت غافل نہ کر تکمیل کو پہنچی۔ اسی طرح زکوٰۃ کی ترتیب ابتداء اسلام میں شروع ہوئی اور پورا نظام فتح مکہ کے بعد قائم ہوا، اسلام کا پیغام صرف دو لفظوں سے مرکب ہے۔ حق اللہ اور حق العباد یا صلوة و زکوٰۃ یعنی حق بن اور حق مال، صلوة حق اللہ اور حق بدن کا سطر اعظم ہے تو زکوٰۃ حق العباد اور حق المال کا سطر اعظم ہے اور وجوب اسلام کی حکومت حق بلند ہوئی تو اس کی پکار اور آواز ان دونوں کی تفصیل اور تشریح تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل بعثت فارحانیں اللہ کی یاد اور صلوة میں مصروف رہتے تھے۔ اسی طرح بیکس و لاپار اور ضرورت مندوں کی اعانت (زکوٰۃ) بھی فرمایا کرتے تھے (۵۲)

(۳۹) صفی شرع جلد ۵، باب التنازل من منہ الزکوٰۃ، جلد ۲ ص ۲۰۰۔

فخر ہے شاہ ولی اللہ کے اس فتوے کو مصیبت کے فوری اثر سے ہی روشنی حق ہے۔

(۵۰) اتقان سیوطی جلد ۱ ص ۲۳۔ الفاہر مصطفیٰ البانی البانی، ۱۹۵۱ء

(۵۱) مزمل، آیت ۲۰ و ۲۱۔

(۵۲) بخاری جلد ۱، باب کیف کان بدء الوحی، جلد ۱ ص ۱۔

(۳۵) برائے اصناف، علماء الدین، کتاب الزکوٰۃ، جلد ۲ ص ۲۰۰۔

(۳۶) برائے المجتہد و نہایت المتقدم، ابن رشد، کتاب الزکوٰۃ، جلد ۱ ص ۲۳۲۔

(۳۷) حیات، کتاب الزکوٰۃ، ص ۱۷۹۔

(۳۸) جوہر شریہ، کتاب الزکوٰۃ، ص ۱۳۹۔

اور جب مدینہ میں تشریف لاکر معاشرہ اور ریاست کی بنیاد پر دلچسپی کو رکھنے کی تفصیلی  
اہتمام نزل ہوئے۔

## حاصل بحث قرآن و سنت کی روشنی میں حاصل بحث یہ ہے

(الافتی) کے معنوں میں اجتہاد نے اسلام ہی سے شروع تھا۔ کچھ دنوں کے بعد جب مسلمانوں  
کو فتوحات نصیب ہوئیں، زمینیں جاگیریں ہاتھ آئیں، تجارت کی آمدنی شروع ہوئی۔  
مٹی اور غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آئی تو اس کا پورا نظام نفع کے بعد اس سہارے والوں  
نظام (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عرب اور اطراف کے ملکوں میں رائج تھا،  
کی کج شریعت میں قائم ہوا اور غرض مسلمانوں میں زکوٰۃ کے تمام قوانین و احکام مکمل طور پر ناپاک ہو گئے  
۱۵۹) کیونکہ اس وقت تک تمام عرب (اسلام) کے جھڑے سے جمع ہو گئے تھے اور ایک  
مترتب سیاسی معاشرتی اور اقتصادی نظام قائم ہو گیا تھا۔ زکوٰۃ ایک مالی ضمیمہ اور اسلام  
کا اقتصادی نظام ہے۔ دنیا کے رائج تمام نظاموں سے بالکل مختلف ہے اور اس سے  
ایک عادلانہ اور صالح معاشرہ وجود میں آتا ہے جو قوم و ناسانی سے بالکل پاک ہے  
اور قرآن صاف آواز میں اعلان کرتا ہے کہ نظام زکوٰۃ کو چھوڑ کر کسی دوسرے  
نظام کو اپنایا، اللہ کی رحمت کی خلاف ہے اور جو لوگ نظام زکوٰۃ کی پابندی کریں گے اللہ  
کی مرضی کے عین مطابق ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَآتَوْا الزَّكَاةَ**  
**وَالَّذِينَ آمَنُوا وَآتَوْا الزَّكَاةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خِيفَةَ عَلَيْهِمْ يَوْمَ الزَّهْرَةِ (۵۸)** بیشک تو  
لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کئے اور ملوکہ کی پابندی کی اور زکوٰۃ دی ان کے  
پے ان کا اجر ہوگا ان کے رب کے نزدیک اور ان پر کوئی خطرہ نہیں ہوگا اور نہ وہ  
مغموم ہوں گے۔

اس بنا پر یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ ملوکہ درگاہ توام ہے اور ان کی دو اجتماعی حقیقتوں  
کی تفریق دراصل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور مٹی و زرعی ہے۔

## مٹی اور مٹی کی زندگی کا فرق

کے پہلے سال زکوٰۃ کا حکم ہوا اور شریعت میں ملوکہ پھیلنے سے دو دن قبل صدقہ الفطر  
کا حکم ہوا (۵۹) اسی طرح و ذمہ اللہ (جو قرآن مجید میں آیا تھا) کے سوال  
کے جواب میں آپ نے بن احکام کی تعلیم دی اس میں زکوٰۃ کی بھی تعلیم موجود ہے  
(۵۴) لیکن آپ کا طریقہ تعلیم صرف نظر یا پیش کرنا تھا بلکہ امت کو ملوہ اس کی  
تعلیم پر کاربند بنانا تھا اور جب معاشرہ اور ریاست تکمیل پا جاتے ہیں اور اس کو  
آسانی ہے تو انھیں اس کے مالی قربانی کا وقت شروع ہوتا ہے اور مٹی کی زندگی میں کوئی  
ریاست اور اسلامی معاشرہ موجود تھا۔ مسلمان پریشانی پر آگندہ اور مستحال تھے۔  
اور غربت و مسکین کی کیفیت تھی اور ان کے ہاتھ میں نہ ریاست تھی اور نہ خلافت،  
اور نہ کوئی تنظیم، اس بنا پر انداز ہی بہت تھا کہ وہ کسی تیم و مسکین اور بھوکے کو کھانا  
کھلا دیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **وَأَوْفُوا بِعَهْدِكُمْ إِذَا قُلْتُمْ لِلرَّحْمَةِ تَبَتُّ إِذَا**  
**عَقَرْتُمْ وَأَوْفُوا بِعَهْدِكُمْ إِذَا قُلْتُمْ لِلرَّحْمَةِ تَبَتُّ إِذَا قُلْتُمْ لِلرَّحْمَةِ تَبَتُّ إِذَا قُلْتُمْ لِلرَّحْمَةِ تَبَتُّ إِذَا**  
کسی ناک نشین قحط کو۔ اور اس بنا پر حضرت صدیق اکبرؓ کی اللہ تعالیٰ سے حد درجہ قربانی  
الذی یوقی ماله یسرقی (۵۶) جو اپنا مال اس شخص سے دے جاے کہ پاک ہو جائے

(۵۳) عہدیت کے ۱۵ سال، ۱۲۳۲/۱۲۳۱، محمد باقر سندھی ترجمہ ج ۱ ص ۱۰۱  
حیدر آبادی ٹرسٹ، لاہور، ج ۱ ص ۱۰۱  
ان سیرۃ الناس، القادری، کبیر القادری ص ۱۰۱

(۵۴) بکارتی کتاب الایمان جلد ۱ ص ۱۰۱ باب اداء الخس من الزکاة، جلد ۱ ص ۱۰۱، کتاب الزکاة

(۵۵) قرآن، البقرہ، آیت ۱۴۲ - ۱۴۱

(۵۶) و دلیل آیت ۱۸ -

تکمل اور نفع حاصلات ہو اور اس کے مندرجہ شدہ ہونا کے لئے صرف یہ ذمہ داری کام  
کری ہو کہ انفرادی اور اجتماعی اہتمامات کو پورا کیا جائے نہ کہ زیادہ سے زیادہ سے  
نفع کو پیش نظر رکھا جائے اس لئے جن کے پاس کسی نہ کسی طرح سے دولت جمع ہو جائے  
ان کے مال میں سے ایک حصہ کے اتفاق کو معاشرہ کے فلاح و بہبود کے لئے فرض قرار دیا۔  
اور معاشی نظام میں اس کو اتنی اہمیت دی گئی کہ اس کو ارکان اسلام میں شامل کر دیا گیا۔  
مسئلہ کے بعد سب سے زیادہ اہم کی تاکید کی گئی۔ یہ نظریہ پیش کیا کہ دولت مند کے پاس  
جو دولت جمع ہو جاتی ہے وہ اسلام کی نگاہ میں اس وقت تک نجس اور ناپاک ہے  
جب تک اس کا مالک اس میں سے مال شیعین مقدار میں اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرے  
ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا** (۵۹) آپ اُن کے  
مالوں میں سے صدقہ لے لیجئے جس کے ذریعہ آپ ان کو پاک صاف کریں گے۔

زکوٰۃ کا ایک بڑا نامہ یہ بھی ہے کہ لوگ اپنے جمع شدہ دولت کو تجارت کے  
ذریعہ گردش میں رکھیں گے تاکہ صدقات کی ادائیگی کو دیر سے ایک مدت کے بعد مال  
ختم نہ ہو جائے اور اس طرح بنگاری کی اس پر شاندار فائدہ خود سدا بہا ہو جائے کہ اگر  
بیک میں جمع شدہ رقم بھروسہ و ادانہ کیا جائے تو لوگ خزانہ میں رقم جمع نہیں کریں گے  
اور نہ از قالی ہو جائے گا کہ کوئی شخص خود تجارت کر سکتا ہو تو وہ خود تجارت کر کے  
منافع حاصل کرے گا ورنہ اس کو معناریت پر تجارت کر اور کاروباری اداروں کو دے کر  
جمع شدہ رقم کو گردش میں رکھنے پر مجبور ہوگا اور صنعت و تجارت کو فروغ ہوگا ملک  
و قوم کے افراد خوش حال اور فارع المال ہوں گے **وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ** (۶۰) والی  
آیت میں پیش کردہ اصول اور نظریہ کے تحت دولت میں اضافہ ہوگا۔ کمی واقع  
نہ ہوگی۔

اس طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے وعدہ فرماتے ہیں کہ دنیا و آخرت دونوں  
میں ان پر کوئی خطرہ نہ ہو نہ غریب اور نہ امیر کا ہوگا اور نہ وہ مغلوب ہوں گے۔ زکوٰۃ ادا  
کر کے محض بھی نہ ہونگے جس طرح موم کا معاملہ اللہ اور بندے کے درمیان بلا واسطہ  
ہے بعینہ زکوٰۃ کا معاملہ۔ اگر کوئی شخص چھپ کر رکھا جائے دیکھیں بنو عباس کے خلاف  
کیا کرتے تھے، تو سوائے اللہ کے کسی اور علم نہیں ہو سکتا تھا یہ ہے اپنی عاقبت  
خراب کرنے کے مترادف ہے۔ بالکل اسی طرح اگر صاحب نصاب ہو کہ کوئی زکوٰۃ ادا نہ  
کرسے اور مال و غیرہ کو غنی کر کے تو حکومت اموال باطن میں لاپارہے لیکن خوف الہی اور  
عذاب الہی اور یوم الدین کے پیش نظر فاسل کی ادائیگی اسلام کا عام طریقہ کار ہے۔ انھیں  
زکوٰۃ کی یہ ہمت نہ ملے گی کہ وہ سمجھیں کہ ہم صاحب نصاب نہیں لہذا زکوٰۃ کیونکہ دیں۔  
اس وقت خوف الہی کا سبق تازہ تازہ تھا جو آج لوگ بھلا چکے ہیں۔

اب اگر کہہ سکیں زکوٰۃ مرکزی فرشتہ میں جمع نہ کریں (اس وقت بھی قریب  
قریب میں پائیس مسلم آزاد مالک ہیں مگر کہیں بھی قابل زکوٰۃ کا نظام قائم نہیں) یا ادا  
نہ کریں، علماء فقہاء اور اولی الامر اور ارباب علم و عقیدہ کریں؟ اس کا جواب صرف  
صدقیت ہی دے سکتی ہے۔ زکوٰۃ قرآنی اور نبوی صاف کے مطابق معاشرے پر پیرائے کو  
دیکھو اس سے افراط و تفریط رکھنا۔ اہل طلال کو مزید فروغ حاصل ہوتا ہے۔

جماعت کے جن افراد کو ان کی ضرورت سے زیادہ دولت سیر ملتی ہے وہ اس کو  
نسیب کر نہ سکیں بلکہ فروغ کریں تو دولت کی گردش میں معاشرے کے بقیہ افراد کو بھی  
حصہ نصیب ہوگا سلام! اس فرض کے لئے ملحد اخلاق اور رنجیب و رنجیب کے نہایت  
موثر طریقوں سے غیاضی اور حقیقی امداد یا ہی کا دلولہ پیدا کرتا ہے تاکہ لوگ انکار  
دولت کو کرنا سمجھیں اور اتفاق کے طرف راغب ہوں اور معاشی نظام اس فرض کے لئے قائم  
نہ کیا جائے کہ اس کے ذریعہ سے زیادہ سے زیادہ نفع کمایا جائے اور اس کو لین دین اور  
سود کی اسیرت میں نہ رکھا جائے اور ہلے میں مزید کاروبار یا زکوٰۃ فطری کسی حد پر تاکہ  
ختم نہ ہو سکے اس معاشی نظام کا فکر اور منش نفع پسندی نہ ہو بلکہ ضرورت زندگی کی

رکھنا ہو یہ صنف مصارف زکوٰۃ تعلیم یا مسکن مقاصد کے لئے مفید ہے۔

وہی عقوبت، غلوں کو آزادی دوانے کی طرف ایک قدم ہے۔ عقلی انسان کے قدیم تمدن کی سب سے بوجھل نہ نچر بھی اور یہ نہ نچر صرف اسلام نے کہاں کہاں کر دی چونکہ غلوں کو آزاد کرنے کی پوری قیمت یا اس کی آزادی کا پورا زخمیہ ہر شخص برداشت نہیں کر سکتا تھا اس لئے غلوؤں کو کبھی کبھی قہراً جبری طور پر اس حق کو ادا کرنے کی صورت تجویز کی، اس طرح اسلام نے غلامی کی لعنت کو دنیا سے ہمیشہ کے لئے مٹ کرنے کا اپنے معاشی اور اقتصادی نظام کا ایک بڑا اور دنیا اور اپنے مندرجہ صاف اعلان کیا کہ جب تک دنیا کے تمام غلام آزاد نہ ہو جائیں اور اس دم کا تمام دنیا کی تمام قوموں سے قائم نہ ہو جائے اس وقت تک مسلمانوں پر ایک داخلی قہر واجب نہیں رہا۔

والغالبین۔ قرضداروں کا قرض چکانا بھی مسلمانوں پر انتہائی طور سے واجب قرار دیا جیسے اس کے کہ قرض دار کے علم کا سامان قرق رکھا جائے اسلام نے قرض خواہ پر قرض قرار دیا کہ وہ اس قرض کو زکوٰۃ میں محبوب کرے اور قرضدار کو معاف کر دے اور اگر قرض نہ لائے استطاعت نہ رکھتا ہو تو دیگر مسلمانوں کو اس کا باند بنایا کہ وہ اس کے قرض کو ادا کر دے۔ قرضدار نے کو کوئی چیز دین بھی ہے تو قرض خواہ اس کی آمدنی کو قرض کی رقم میں محسوب کرے تاکہ قرضدار قرض نہ ادا کر سکے اور اس کا قرض جلد سے جلد بھانچا ہو جائے۔

[illegible]

اتفاق فی سبیل اللہ کے مصارف کو بھی بیان فرمادیا

”أَمَّا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَمِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَمَّرِينَ وَالْمُرْتَاقِ وَالزَّكَاتِ وَالْغَرَامِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَبَيْنَ أَيْدِي النَّاسِ يَتَنَبَّهُونَ لَهَا وَلِلَّهِ عِلْمُ الْخُفْيَةِ“

صدقات کو صرف حق ہے غریبوں کا اور محتاجوں کا اور جو کس کی صدقات پر متنبہ ہیں اور جن کی گردن چھلانے میں اور قرضہ داروں کے قرضہ میں اور جہاد میں اور مسافروں میں یہ علم اللہ کی طرف سے عطا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں۔

یہ اہل حق صرف ان کو بتائی کہ انھوں نے غلط کی کہ جس اور حضرت محمد علیہ السلام سے  
 قہر اور سزا میں ہیں وہ تمام اہل عبادت و اطاعت جو اپنا رزق ان کے کی رعایت میں سمجھتے ہیں ان کی کفایت و بخشش  
 کے لئے اور جو اپنی روزی کا مالان پیدا کرنے سے قاصر ہے اور ناکار کرتے ہیں اور وہی دال  
 ہیں جو اپنی روزی کے لئے کی خدمت میں پاتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **لَقَدْ آتَيْنَا الْاِنْسَانَ**  
**اَحْسَنَ وَاَفْضَلِ شَيْءٍ لِّلْاِنْسَانِ لِيَسْتَغْنِيَ** **فَرَأَى الْاَرْضَ فَسَاءَ** **وَرَجَعَ عَوْدًا**  
**اَلْاَوَّلُ اَفْضَلُ لِمَا بَدَا لَهُ** **وَلَا يَنْصَرِفُ اِلَّا فَسَادًا** **وَرَجَعَ عَوْدًا** **اَلْاَوَّلُ اَفْضَلُ**  
**لِمَا بَدَا لَهُ** **وَلَا يَنْصَرِفُ اِلَّا فَسَادًا** **وَرَجَعَ عَوْدًا** **اَلْاَوَّلُ اَفْضَلُ** **لِمَا بَدَا لَهُ** **وَلَا يَنْصَرِفُ اِلَّا فَسَادًا**  
 اصل حق ان عبادت مندوں کا ہے جو عقیدہ ہو گئے ہیں اللہ کی ماہر وہ لوگ کہیں  
 ملک میں چلنے پھرنے کا اسکان نہیں رکھتے۔ تا اذق ان کو تو نگیناں کرنا ہے ان کے  
 سوال سے بچنے کے سبب سے تم ان کو ان کے طراز سے پہچان سکتے ہو وہ لوگوں سے  
 لیٹ کر کھٹکے نہیں پھرتے اور جو مال خرچ کر دے بیشک حق تعالیٰ کو اس کی خوب  
 اطلاع ہے۔

وَالْوَقْفَةُ قُلُوبُهُمْ، جن کی دلوں کو ان کو اسلام کی طرف مائل کرنا ہو یا جن سے اسلام کے لئے کوئی خدمت لی گئی ہو یا جن کے پروردگار نے اسلام کو محفوظ

مناظرت کرنے والے ملک کے اندرونی محاذوں وغیرہ ان تمام امور کو شامل ہے۔

ولین السبیل - مسافروں کی ذاتی و مادی ضرورتوں کی رعایت کے سامان کی قربانی  
مستحقین کی درستی و برائیوں اور مسافر خانوں کی تعمیر و ترمیم کے اس طرح اسلام نے اس  
عام ملکوں کے طول و عرض میں جو مسافر خانوں کے قبضہ میں آئے مسافر و سیاحات کی بہت  
قراچی کی، مراٹوں، مسافر خانوں، کمزوں اور چھان خانوں کا وسیع سلسلہ قائم کیا اور  
ایک عجیب انسان اسپین کے کمارے سے چل کر ہندوستان کے ایک گاؤں میں  
آکر کاش مکت پڑھاتا تھا۔

نظام زکوٰۃ کی ضد سودی نظام ہے

کیونکہ نظامِ زکوٰۃ کے توسط سے دولت گروہوں میں رتھتی ہے لیکن سودی نظام سے ایک ایک گروپ یا چند افراد کے غریبوں میں بچھائی ہے۔ باقی ملک اور افراد تو مفلکین ہو جاتے ہیں۔ غربت بڑھتی ہے۔ انجمن میں روز بروز اضافہ ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **يَتَقَيَّ اللَّهُ الْغَنَىٰ وَالْغَنَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (۶۳)** اللہ تعالیٰ مومن کو مٹاتا ہے اور غنی کو بڑھاتا ہے۔

ایک سو خود اور بیکہ شخصی دولت کے اعزاز کی فکر ہی رہتا ہے لیکن مہاراجہ  
دولت کو برباد کر کے پوری قوم کو مطلق کر دیتا ہے اور انجام کار کو بھی اس کا سدھار  
کا شمار ہوتا ہے۔ ملک و قوم کو غلامی کی زنجیروں میں بکڑ دیتا ہے لیکن نظام مذکور  
سے قوم کے کمانے والے افراد کی اور بچے جو قوم کو مستعد نظام قائم ہوتا ہے  
ماری قوم خوشی اور برکت کی زندگی بسر کرتی ہے۔ سو خود اور دیگر فریض اور مصداق  
ہوتے ہیں اور کثیر مقدار بھی ان کو قبول معلوم ہوتی ہے۔ لیکن صدقہ اور ذکوۃ  
والے مستحق اور کالج ہوتے ہیں اور قلیل مقدار بھی ان کو کثیر معلوم ہوتی ہے۔

استقامت اور قناعت کی فضا پیدا ہوتی ہے اور ہر شخص اعلیٰ اخلاق کا نور بن جاتا ہے۔  
 عروں اور لہجہ کا کوئی باقی نہیں رہتا۔ ایسے شخص میں کثرت العیض، لیکن الخفی غنی  
 الحفیضہ (۱۶۶) کثرت مال سے کوئی شخص غنی نہیں ہوتا کیونکہ اصل غنی دل کی ہے  
 نیاز کی لانا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بعض افراد اسے ادا کر دیا اور بعض کہتے تھے کہ زکوٰۃ نکالیں گے لیکن اس کو مدینہ نہیں بھیجیں گے اور بعض برین خیال زکوٰۃ کے ادا کرنے سے رک گئے کہ انھوں نے اپنے اتاد و سر کا حکم جو وہ جاہلیت کے زمانہ میں ادا کیا کرتے تھے۔ (۶۵) اس طرح آپ کے بعد عرب میں گروہ میں تقسیم ہو گئے (۱) صحابین نبوت کا ذیہ اور اس کے پیروکار (۲) متراودہ کشر خاص جو عرب سے اسلام کے انکشاف کے اپنے آبائی دیں کی طرف رجوع کر گئے اور (۳) یک جماعت وہ یحییٰ جو اسلام کی مرکز بیت المقدس میں زکوٰۃ اور اسے زکوٰۃ الی اللہ لاکر جاتی اور ان میں قبیلہ ہونے کی حیثیت سے بطور خود اپنے قبیلہ میں زکوٰۃ تقسیم کر دی اور حضرت ابوبکرؓ کے پاس مدینہ نہیں بھیجی۔ بنی ربیعہ والوں نے اپنے صدقات جمع کئے تھے اور وہ ابو بکرؓ کے پاس نہیں چاہتے تھے مگر مالک بن نویرہ نے بھیجنے سے منع کیا اور اپنے قبیلہ میں تقسیم کرادی۔ صحابہ کا اختلاف انھیں زکوٰۃ کے متعلق واقع ہوا لیکن جس حدیث سے صحابہ نے عدم قائل ثابت کیا ہے اسی حدیث سے حضرت ابوبکرؓ نے نامعین زکوٰۃ سے قائل کا جواب ثابت کیا (۶۷) یہاں سے امر قابل توجہ ہے کہ اگرچہ شیخ نے کہا ہے کہ یہ روایت ضعیف و بیاض ہے لیکن بنا پر بقول میں مصروف تھے لیکن

(۶۴) بخاری کتاب الرقاق، باب الغنى ففى النفس، جلد ۲، ص ۹۵۲ میرٹھ

(٤٥) طبري، جلد ٣، ص ٢٢٣، تاريخ التمدن الاسلامي، جرجي زيدان، جلد ١

ص ٩٨ - القاهرة ، دار الهلال -

(۹۹) نیل الاوطار، جلد ۴م، ص ۱۷۸۔

ارکان میں شامل ہے۔ اس کی حالت بعض اسی ہے جیسے مصلحتوں میں مال کا مصرف  
لیکن صدقہ اکبر سے پیش اسامی روایت کے بعد صرف مدینہ کے قضا پر  
اکتفا کیا اور جنوب کے فتنوں کا مقابلہ خطوط کے ذریعہ کرتے رہے اور جب ناخین زکوٰۃ  
نے مدینہ کو غالی پا کر حملہ کی برات کی تو ان کا منہ توڑ جواب دینے پر تیار ہوئے اور جب  
آپ نے پیش اسامی واپس پر راجہ روایت کی سزا دی بعد میں صلی اللہ علیہ وسلم نے  
کل کرنے تو ان مرتدین ناخین زکوٰۃ اور کذابین کو تصدیق القصد تصور فرما کر گیارہ بڑے  
گروہ میں تقسیم کر کے گیارہ دستے ان کے مقابلہ پر روانہ فرمائے اور ان کے تفرق انیسال  
ہوئے کا خطی خیال نکلیا۔ لہذا اس باب میں جہاں مرتدین اور ناخین زکوٰۃ کذابین کا اپنا  
مستقل شخص ہو گا وہ ملحدہ بیان کریں گے۔ لیکن جہاں صدقہ اکبر ان کو تصدیق القصد  
تصور کے اہمائی اہمیت فرماتے ہیں تو وہ ان پر مجبور ان کا ذکر ساتھ ساتھ ہو گا۔

**ناخین زکوٰۃ کے دلائل**  
ان کوئی کا استعمال یہ تھا کہ قرآن میں ارشاد ہداری اطلاق  
ہے، خُذْ مِنْ أَثْوَارِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا  
وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ (۱) آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجئے جس کے ذریعہ  
سے آپ ان کو پاک صاف کریں گے اور ان کے لئے دعا کیجئے بلاشبہ آپ کی دعا ان  
کے لئے موجب المینا ہے۔

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں ہے  
جس کی صلوة صدقہ دینے والوں کے لئے باعث المینا ہو اس لئے اب ہم کسی کو زکوٰۃ نہیں  
دیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سادہ بن میل کو یا مردانہ فرماتے وقت فرمایا تھا  
کہ تم اہل کتاب میں سے جس قوم میں پہنچو پہلے اس سے یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر درنات  
میں پانچ وقت کی صلوة فرض کی ہے اور جب وہ یہ بات سنے تو پہنچ کر کہنا کہ اللہ تعالیٰ

مالک ان کا وعدہ تھا لیکن ریاست مدینہ کے اقتدار کے خلاف مجدد ہدیٰ اس لئے پہنچا  
گروہ انجام کار جمیع نظر آتے ہیں اور جب ناخین زکوٰۃ نے شکست کھائی تو طریقہ کے  
پاس باکرہ جم ہوئے حضرت صدق اکبرؑ ماہرہ مالا دار کا کردار ادا کرتے ہیں اور سرکشی  
عناصروں کو میدان جنگ میں اپنی مرضی کے مطابق آنے پر مجبور کرتے ہیں۔

## ناخین زکوٰۃ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نبوت الوداع سے واپس  
ہوئے آپ بیمار ہو گئے اور تمام ہجرہ نمازے عرب میں آپ کی  
بنیادی کی قبر مشہور ہو گئی تو میں نے اسودہ صبی و یا میں میں سیدہ کذاب نے علی نبوت  
بنی کربلاء کردی اور آپ کے پاس ہرینا اطلاع پہنچی۔ ان کے بعد بنی اسد میں علیہ  
اسدی مدنی نبوت کا قہور ہوتا ہے لیکن آپ صحت غالب ہو چکے تھے۔ پھر آپ غم  
میں دوبارہ بیمار ہوئے جس میں آپ کی وفات ہو گئی (۶۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
پاس یہ تشویش ناک خبریں مدینہ پہنچی تو آپ شمال کی جانب سے حملوں کا سہا باب کرنے  
کے لئے مدینوں پر حملہ کرنے کی تیاریوں میں مصروف تھے جنوب کے فتنوں کا مقابلہ آپ  
نے خطوط سے فرمایا اور شمال کی جانب پیش اسامی کو ترتیب دیا لیکن اس دوران آپ کی  
وفات ہوئی تو حضرت ابوبکر صریق نے بیعت خلافت کے بعد آپ کی وفات کے دو حصہ  
دن صبح کو اعلان کیا کہ پیش اسامی مدینہ روانہ ہو گا اور اس پیش کے تمام افراد کو مقام  
برف میں جمع ہونا چاہیئے اور اس کے بعد صدقہ شام کی طرف پیش کو روانہ فرمایا (۶۸)  
آپ کی وفات کے بعد تمام عرب تریش اور تکیف کے علاوہ اسلام کے خلاف کوشش ہو گئے (۶۹)  
قبائلی بھی خیال نہ ہو گا کہ خطان اور غزوہ بودولی مدینہ میں آباد تھے اس کا اقرار کرتے  
تھے کہ صلوة کی پابندی کریں گے لیکن زکوٰۃ نہیں دیں گے جبکہ زکوٰۃ اسلام کی ابتدائی

(۶۵) جبری بلدیہ ص ۱۹۷، القاهرہ۔

(۶۸) طبری جلد ۲، ص ۲۱۱، القاهرہ

(۶۹) طبری جلد ۲، ص ۲۲۱، القاهرہ

(۷۰) البیہاقی والہامیہ، جلد ۶، ص ۳۰۲۔

(۷۱) قرآن التوبہ آیت ۱۱: ۱۱۔ البیہاقی والہامیہ، جلد ۶، ص ۳۱۱



لوگ زکوٰۃ میں اوفیٰ نہ دینے کی کس بھی نہ دیں گے تو میں ان سے جہاد کروں گا صحابہ کرام کا خیال تھا کہ ان اہل اب کا ایمان ابھی نہ آیا ہے۔ مکمل طور پر جب ایمان ان کے قلوب میں راسخ ہو جائے گا تو پھر یہ لوگ خود بخود زکوٰۃ دینا شروع کر دیں گے۔<sup>(۷۷)</sup> ابن حزم ان لوگوں کے بابت لکھتے ہیں "وطلقة بقیت علی الاسلام ایضا الا انهم قالوا، فقیم الصلوة وشراعی الاسلام الا ان لا نؤدی الزکوٰۃ انی ابی بکرو ولا نعطي لاحد بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم"۔<sup>(۷۸)</sup> ایک جماعت اسلام پر قائم رہی لیکن انھوں نے کہا کہ ہم صلوة اور شرائع اسلام کی پابندی کریں گے مگر زکوٰۃ ادا نہیں کریں نہ ابوبکرؓ اور نہ کسی دوسرے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زکوٰۃ دیں گے۔

حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا غلیبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ لوگوں کی تالیف قلوب کیجئے اور ان سے نفی برستے یہ تو وحشی قوم ہیں آپ نے فرمایا میں تم سے عدلی امیر کروں گا تم ان کی تالیف قلوب کیجئے اور ان سے نفی تو میری ہی تباہی کی نگر ہے۔ زمانہ جاہلیت میں تو تم بڑے مسعد تھے، اسلام میں تم سب سے کم بول پڑ گئے، کس ذریعہ سے میں ان کی تالیف قلوب کروں معاذ اللہ! میں بناؤں یا مباد کروں، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشغال فرما گئے، وہی بنہ ہو گئی، واللہ جب تک میرے ہاتھ میں تلوار کا قبضہ ہے ان سے جہاد کروں گا اگر مجھے کوئی منع کرے<sup>(۷۹)</sup>۔ "اجبار فی الجعلیہ وخوار فی الاسلام قد انتفع الی وجہ الذین یقتضون انی"۔ جاہلیت میں تم بڑے مسعد تھے اور اسلام میں سب سے کم بول پڑ گئے۔

(۷۷) البدایہ والنہایہ، جلد ۲، ص ۳۱۱۔

(۷۸) الملل والنحل، ابن حزم، جلد ۲، ص ۷۹، وابدؤا وکتیر الشیء۔

(۷۹) تاریخ الخلفاء، سیوطی، ص ۸۱۔

(۸۰) قرۃ العینین فی تفسیر الشیخین، شاہ ولی اللہ، ص ۸۱۔

نے تجھ پر سال بھر میں رمضان کے روزے فرض کیے ہیں اور جب وہ یہ بات بھی مان لے تو پھر یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے اہل استقامت پر ہدایت اللہ کا کج فرض کیا ہے اور جب وہ یہ بات بھی ان لے تو پھر یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے سوال پر مسئلہ فرض کیا ہے جو تمھارے امراء سے کر تمھارے ذریعہ کو دیا جائے گا اور جب وہ یہ بات بھی مان لے تو پھر تم پر اس کی قیمتی جائیدادوں کی حفاظت اور اس کے مطلوبوں کی داد دینی فرض ہے کیونکہ پھر اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی قباب اور پردہ نہیں ہے<sup>(۸۱)</sup> اس بنا پر یہ لوگ کہتے تھے کہ ہم لوگ زکوٰۃ نکالیں گے تو اس کو مدینہ نہیں بھیجیں گے بلکہ خود اپنے قبیلہ کے فخرامی ہیں تقسیم کریں گے اور ان لوگوں نے اپنے وفود مرزہ لشکروں کے لئے بھیجے شروع کئے اور تقریباً سب مدینہ والوں نے ان کو اپنے یہاں جہان رکھا انھوں نے اپنے مدینہ کے دوسرے ذمہ دار حضرت سے لشکری اور ان کو لے کر حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے انھوں نے یہ شرط رکھی کہ صلوة کی پابندی کریں گے جتنی کہ زکوٰۃ معاف کر دی جائے۔ ان وفود کا تعلق بنی امیہ، غطفان، ہوازن اور طے کے قبائل سے تھا۔ صحابہ تقریباً اس شرط کو مستحضر تیار ہو گئے تھے لیکن صدیق اکبرؓ میں دو مسئلتیں کمال درجہ کی تھیں ایک صدق العزم اور دوسری رقت قلب۔ آپؓ پر ہدایت کے ساتھ پختہ عزم کے مالک تھے اور مدینہ کی جنگی کا ثبوت جس طرح حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الوفا میں اور حبش اسلام کی روانگی کے وقت دیا تھا اس موقع پر بھی پختہ عزم اور کمال یقین کے ساتھ ان قبائل کے وفود کے شرط کو مسترد کرتے ہیں<sup>(۸۲)</sup>۔

صحابہ کرام اور حضرت ابوبکرؓ کی گفتگو

(۸۱) حق پر راسخ نہ ہونا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کو

(۸۲) حق پر راسخ نہ ہونا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کو

(۸۳) حق پر راسخ نہ ہونا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کو

کی پابندی کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان سے تعرض نہ کرو، اس آیت میں صلوة اور زکوٰۃ کی پابندی کی صورت میں تعرض نہ کرنے کا حکم ہے۔ اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر دونوں میں سے کسی ایک کا انکار کریں تو قتال و جہاد فرض ہو جاتا ہے بہر حال اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ صدیق اکبرؓ نے جو فیصلہ دیا تھا تمام صحابہؓ اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اور اپنی عقلی کا اعتراف کیا اور انھیں زکوٰۃ کے خلاف جہاد کرنے پر اجماع منعقد ہوا حضرت عمرؓ خود اعتراف فرماتے ہیں: «ما ملنا الا قد شرح الله صدر ابی بکر فضولاً» (۸۲) واللہ! اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا شرح صدر کر دیا تھا اور میں نے بینات لیا کہ آپ حق پر ہیں صدیق اکبرؓ جانتے تھے کہ ان مانعین زکوٰۃ کو کھنچ کر دے کیا مقام صدیق کیونکہ دنیاں کوئی سلطنت اور نظام خلافت بغیر مال اور سپاہ کے قائم نہیں رہ سکتی۔ وہ عقیدت تہمت الخاض اور ابن یونس پر جنگ نہیں بلکہ اسلام کے ایک اہم رکن کے انکار سے ریاست مدینہ کو مفلوج اور بے بس کیا ہے اور یہ ان کے خیالات نہیں بلکہ دشمنان اسلام کے خیالات اور خبیث عزائم ہیں اس سازش کا ایک حصہ ہے جو دشمنان اسلام ریاست مدینہ کے خلاف تیار کیے ہیں یمن اور حجازی عرب میں مدی نوبت کے ذریعہ بغاوت کا بیج بٹا رہا تھا جو باطنی حکومت اسلام پر کاری ضرب لگانے کے لئے پرتول رہی تھی جن کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حیات میں خطوط اور پیش اسار کے ذریعہ اقدامات فرما چکے تھے اور غالباً عرب میں انھیں زکوٰۃ کے ذریعہ شومش پر بار کرنے کی کل تیاری کی جا چکی ہے۔ لیکن صحابہؓ اس کو بہت خفاں اور ابن یونس کی جنگ تصور کرتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے ابوبکرؓ کو ان سے جنگ کرنے کی ہمت عطا فرمائی اور اللہ وہ ان سے مدد کرنے والے طریقہ یا جلا وطن کرنے والی جنگ کے سوا کسی طرح کی صلح پر راضی نہ ہوئے سوا کرنے والا طریقہ یہ ہے کہ وہ یہ مان لیں کہ ان میں سے جو ارا جا جائے گا وہ جہنم میں جائے گا اور ہمارے احوال جو انہوں

بیشک وہی بند ہو گئی ہے اور دین کامل ہو چکا ہے کیا دین میں نقص پیدا کیا جائے گا اور میں زندہ ہوں گا میری حیات میں دین اسلام کے کسی رکن یا فریضہ میں کمی یا نقصان پیدا کرنا ممکن نہیں ہے حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کو اس امر سے اپنے سے زیادہ حسرت اور مستعد پایا (۸۸) اہل ٹوکانی فرماتے ہیں: «ما فاضل اهل البغی» یہ لوگ درحقیقت جانتے تھے اور ان کو مرتد مرناس وجہ سے کہا گیا ہے کہ یہ لوگ مرتدین اور کفار ہیں کی جماعتوں میں ہمارے گھس گھسنے تھے (۸۹) بعض متاخرین جو اہل علم سے یہ نقل ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جن لوگوں سے قتال کیا تھا وہ سب مرتد تھے، تسامح پر مبنی ہے کیونکہ یہ تاریخ کے بھی خلاف ہے اور امام ارباب علم و فقیہین کے بھی خلاف ہے۔ حضرت عمرؓ اور ابوبکر صدیقؓ کے اس حکم کے بھی خوف ہے حضرت عمرؓ نے کہا تھا کہ آپ ان سے کسی طرح جنگ کر سکتے ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں حکم دیا گیا ہوں کہ میں لوگوں سے یہاں تک جنگ کروں کہ وہ نہ لالہ نہ لالہ نہ لالہ اللہ محمد رسول اللہ جتنے لگیں اور میں نے یہ کھڑ پڑھا تو ان کا مال اور خون ہم پر منع ہو گیا۔ مگر اب وہ اوائے حق کے اور اس کا صاحب اللہ ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا واللہ میں صلوة اور زکوٰۃ میں فرق کرنے والوں سے لڑوں گا۔ کیونکہ زکوٰۃ بیت المال کا حق ہے اور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مگر اب وہ اوائے حق کے (۸۸) اس حکم کا تعلق مرتدین سے نہیں ہے البتہ وجہ یہ ہے کہ اب میں حضرت ابوبکرؓ نے جواز جہاد کی دلیل میں ان کے مرتد ہونے کو نہیں بیان فرمایا بلکہ فان الزکوٰۃ حق المال۔ فرمایا (۸۹) لیکن اگر کسی کا اعتقاد ہے کہ حق ثانیاً و اقاراً الصدقات وانما الزکوٰۃ هذا ما سئلکم (۹۰) میں گریہ لوگ تو بکر لیں اور صلوة

(۸۸) تاریخ الخلفاء مسیوٹی ص ۱۷

(۸۹) نیل الاوطار، جلد ۱ ص ۱۱۹، القاموس۔

(۹۰) تاریخ الخلفاء مسیوٹی ص ۲۴۔

(۹۱) کتاب العشر والزکوٰۃ، ص ۳۹۔

(۹۲) فرقان، التوبہ، آیت ۵ پ ۱۰۔

یہ قہاقی اگر حسد سے انکار کے ساتھ باقی ارکان اسلام کے اقرار کرنے والے تھے لیکن ان کی اعداد و اعداد کذاب اور اسلامی قہاقیت ہی کا منکر تھا کر رہا تھا۔  
 درحقیقت مانعین زکوٰۃ تبصرہ کے اعتبار سے مرتدین اور کذابین ہی کے منوا  
 تھے یہ لوگ ایک دن کے پردہ میں اسلام سے انکار کرنے والے تھے۔ صدیق اکبرؓ  
 ان کی اس پال کو بھی طرح سمجھ گھٹے تھے۔ صحابہؓ کے پیش نظر دینی مصلحت تھی ان کی نظر  
 اتنی وسیع نہ تھی جتنی صدیق اکبرؓ کی تھی۔ ان کے انکار کے منبر سے اسے بھی ملے واقف  
 تھے اور ان قبائل کی تیاری اور حملہ سے بھی واقف تھے۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے ان  
 قبائل کے وفود کو بے نیل مراء واپس بلج دیا اور تمام اہل مدینہ کو حکم دیا کہ وہ مسجد میں  
 جمع ہوں اور تنبیہ فرمادی کہ ان کے وفود تمہاری قلت تعداد دیکھ چکے ہیں، اپنے قبائل  
 میں ہمارے حالات بیان کریں گے اور دن و رات کے کسی حصہ میں ضرور ہمارے قہاقی  
 ہم ان کے شرائط مسخر کر چکے ہیں۔ یہ لوگ مدینہ سے صرف ایک منزل پر ہیں لہذا ان  
 کے مقابلے کے لئے تیار رہو (۸۸) اور مدینہ کے تمام ناگوں پر باقاعدہ نگرانی کے طور  
 پر علیؓ، زبیرؓ، طلحہؓ اور عبداللہؓ میں مسودہ کو متعین فرمایا۔ چنانچہ صرف تین راتیں گزری  
 تھیں کہ مرتدین نے رات بھر ہی مدینہ پر حملہ کیا، صدیق اکبرؓ کو آگاہ کیا گیا اور  
 نہایت جرات و استقلال سے ان لوگوں سے مقابلہ کرنے کا حکم دیا اور خود ان لوگوں  
 کے ساتھ جو مسجد میں پہلے سے جمع تھے اونٹوں پر سوار ہو کر مدافعت کے لئے روانہ  
 ہوئے دشمن کا مقابلہ کیا اور ذی حجہ کی ان کا تعاقب کیا۔ یہ لوگ یہاں بطور ملک  
 ایک جماعت چھوڑے ہوئے تھے ان کے ساتھ حملہ آور مل گئے ان لوگوں نے اپنی مدافعت  
 میں شہکوں میں ہوا بھر کر اور رسولؐ سے باندھ کر اپنے پیروں سے ضرب لگائی اونٹوں کا  
 دستہ اس حرکت سے ہدک کر فرار ہوا اور مدینہؓ گران اونٹوں نے دم لیا۔ دشمن اس  
 میلے سے اگرچہ محفوظ ہو گیا اور ذی القعدہؓ میں اپنی جماعت کو اطلاع بھی دے دی کہ ہم نے

نے لئے ہیں، ہمیں واپس کر دیں گے اور بلا وطن کرنے والی جنگ یہ ہے کہ انہیں اُنکے  
 گھروں سے نکال دیا جائے گا (۸۹) صدیقؓ مزاحمت شناس نبوت تھے نبی کے بعد وہی  
 کی حقیقت اور منشاء صدیقؓ ہی سمجھتے تھے اور مرتدین کی ہر بات کی حقیقت آپ کی  
 دور رس نگاہیں تازہ جاتی تھیں اور اسی لئے آپ کا ہر فیصلہ دور رس نتائج کا حامل ہوتا تھا  
 حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں "واللہ ایک چیز ایسی تھی جس میں مرتدوں نے اختلاف  
 کیا ہو اور میرے والد اس میں اسلام کے فوائد اور مصالح پوری طرح محفوظ نہ رکھتے  
 ہوں" (۹۰)

## قبائل کا اجتماع

بیش اسامہ کی روانگی سلمہ ریح الاول کے آؤس کوئی  
 قی ۹۱) ان کے بعد ایک طرف قبائل کے وفود مدینہ میں  
 گفتگویں مبروف تھے۔ دوسری طرف خاص لوگوں کے علاوہ تمام قبائل غلفان، اسدہ  
 طے طلیحہ اموی مدنی نبوت کے ساتھ ہو گئے، بنی اسد سبیل میں اور بنی خزاعہ امدان کے قریب  
 کے غلفان طلیحہ کے جنوب میں جمع ہوئے بنی طے اپنے ملاوٹوں کی سرحد پر اور طلیحہ بن  
 سعد اور ان کے قریب دوسرے قبائل مرہ اور بنی ربیعہ کے مقام ابرق پر جمع ہوئے  
 اور بنی کناد کے کچھ لوگ بھی ان سے آئے چونکہ یہاں کے باشندے اس قدر لوگوں  
 کے بارے میں متحمل نہ ہو سکے اس لئے ان لوگوں نے اپنے آپ کو دو گروہوں میں تقسیم کر لیا  
 ایک مقام ابرق اور دوسری ذی القعدہ محل گئی۔ اس طرح مدینہ کے غلفان ابرق اور  
 ذی القعدہ دو مرکز قائم ہوئے طلیحہ مدنی نبوت نے حیاں لایٹ، الدیل اور مدیج کو ذی  
 القعدہ والوں کی مدد کے لئے بھیج دیا تاکہ ابوبکرؓ مرعوب ہو کر ان کے شرائط مان لیں (۹۲)

مظالم کہے ہیں ان سے ان کا بدلہ لیا جائے گا اور میں قدموں شہید کئے گئے ان کا انتقام ان قبائل سے لیا جائے گا۔

(۲) مسلمانوں کی عزت قائم ہوئی اچھے مسلمان کا خون سے خوفزدہ تھے اور کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے تھے میدان میں نکل آئے اور اسلام سے وفا داری کا اعلان کیا اور زیادہ غلوں اور انتقامت سے اپنے اپنے قبائل میں جم گئے۔

(۳) دشمن کے قلوب میں عجب جم گیا اور ان میں خوف و ہراس اور افزائری پیدا ہوئی اور ہر تبدیلی اپنے کام سے انحراف کرنے لگا اور ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ مدینہ پر بھی حملہ کرنے کی ان کو حاجت نہ تھی بلکہ زندہ کئے لئے میدان جنگ کا تعین صرف حضرت صدیق اکبرؓ کی مرضی سے ہونے لگا۔

(۴) مسلمانوں کے مالی قبائل کے سردار اور افراد کی صداقت نے کہ مدینہ میں آمد شروع ہو گئی سب سے پہلے صفوانؓ، زہرکانؓ اور عدی بن عاتکہؓ بنی جاعفوں کے ساتھ مسلمانوں کی حمایت کے لئے صداقت نے کہ رات میں آئے اور صدیق اکبرؓ کا وقار و حمایت کے دل میں اور مزید مستحکم ہوا اور غیر امتیازی طور سے کہنے لگے "طلال ما بشرت بالقیوم (۹۱) آپ تو ہمیشہ خوشخبری ہی دیا کرتے ہیں یہ انتہائی سخت وقت تھا مسلمانوں کے بہترین آزمودہ کار فاراد بیضی اسلام میں تھے مدینہ میں نہایت قلیل مقدار مسلمانوں کی موجود تھی ان کو نہایت کامیاب انداز سے دشمن کے خلاف استعمال کر کے شکست دینا مصدقیت کی ایک ادنیٰ جھلک کی نشاندہی کرتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ کا ہر اقدام ان کی مصدقیت، ا فوقی العظمت و صلاحت اور نبی انداز کا پتہ دیتی ہے، بیضی اسلام کی روانی، انعمین نکوۃ کے شرائط کو مسترد کرنا اور ان کے مدمل کا مدد اندازہ لگا کر مقابلہ کی تیاری کرنا ان کی خیریت سے شکست کھانا اور وقت ضائع کئے بغیر اسی رات میں دوبارہ تیاری کے دشمن کی

ابو بکرؓ کو شکست دے دی اور وہ خوشی میں حتیٰ جی بھی آگئے اُن کے حوصلے بڑھ گئے اور مدینہ پر دوبارہ حملہ کرنے کا خواب دیکھنے لگے لیکن حضرت ابو بکرؓ نے ایک خوبصورت کئے بغیر رات کے آخری حصہ میں مدینہ سے دشمن پر اس شان سے حملہ کیا کہ خود زیادہ تھے اور میں خود اور ہونے سے قبل ہی دشمن کے سروں پر غیر متوقع طور پر گرنے لگے اور طور و شمس سے قبل دشمن شکست کھا کر او و فرار اختیار کر چکا تھا۔ ذی القربىٰ تک ان کا تعاقب کیا، نھان بن مرقیٰ کو ان کے دستہ کے ساتھ ذی القربىٰ میں متعین کر کے خود مدینہ واپس تشریف لے آئے (۸۹) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے ساتھ دن بھر جاری الٹری مشق میں صدیق اکبرؓ کے کامیاب غلبہ کی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ کامیابی نصیب فرمائی (۹۰)۔

**صدقہ فیصلہ کے دور رس نتائج** (۱) محمد صدیقؓ میں ارتداد اور بغاوت کے بعد یہ پہلی فتح تھی۔ صدیق اکبرؓ حضرت اسامہؓ کی واپسی کے منتظر تھے اس جنگ کے چند دن کے بعد واپس ہوئے اس لئے مرتدین کھڑا بن اور سازشیوں کے نفاق اقدامات نہیں کرنا چاہتے تھے لیکن مدینہ کے قریب دیوار کے قبائل مسلمانوں کو کمزور سمجھ کر مدینہ کا قاصرہ کر کے حملہ آور ہوئے تاکہ اس کو زبردستی سے فائدہ اٹھایا جاسکے لیکن صدیق اکبرؓ کے بجز عزم اور یقین کا ان کے سامنے ٹھہر نہ سکے۔ شکست کھا کر پاش پاش ہوئے۔ مدینہ کا قاصرہ ختم ہوا اور ان کے شر و فتنہ مسلمان محفوظ ہوئے یہ لوگ شکست کھا کر اس قدر ذلیل ہوئے کہ جھلا کر قلم پر کرنا بدیہی اور استقامتی کا روانی شروع کی، بنی ذہیان اور میں اور ان کے تقلید میں دیگر قبائل نے اپنے پیادوں سے مسلمانوں پر ایک حملہ کر کے ان کو شہید کیا۔ صدیق اکبرؓ نے ان مظالم کی اطلاع پا کر قسم کھائی کہ جن قبائل نے مسلمانوں پر

بڑا خفا ایک دفع حضرت ابو بکرؓ کے پاس آیا، آپ نے ان کو بلا دیا کرتے والی جگہ یا رسوا کرنے والی صلے میں سے کوئی ایک بات قبول کرنا اختیار دیا، ورنہ نہ کہا تم بلا وطن کرنے والی جگہ کا مطلب تو سمجھ گئے مگر رسوا کرنے والی صلے کیا ہے؟ آپ نے کہا کہ ہم تم سے گھوڑے پھین لیں اور تمہارے اموال میں سے جو کچھ تمہارے ہاتھ آئے وہ غنیمت کے طور پر رکھ لیں گے اور جو کچھ ہمارے پاس سے تمہارے پاس ہائے وہ تمہیں واپس کر دو اور تمہارے متقولین کی دیت ادا کر دو اور یہ مانوں کہ تمہارے متقولین ایک ہنگ میں جا میں گئے۔ (۹۳)۔

کال یقین اور پختہ عزم کے ساتھ آپ نے مسلمانوں کو شہید کا درجہ صحابہؓ سے تسلیم کر دیا اور مانعین زکوٰۃ سے کہا کہ تمہارے متقولین کی دیت بھی دینی ہوگی اور تمہیں یہ عقیدہ بھی رکھنا ہے کہ جتنے آدمی تم سے مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے ہیں وہ سب جہنمی ہیں اور تمہارے اموال ہمارے لئے مال غنیمت ہے چنانچہ جنگ کے بعد جو قبائل دوبارہ مسلمان ہوئے انھوں نے اپنے اموال اور ارضی کا مطالبہ کیا تو آپ نے اس کو تسلیم نہ کیا اور ابرق اور اس تمام علاقے کو اس جنگ کی وجہ سے جو منکرین زکوٰۃ اور مسلمانوں میں ہوئی تھی زکوٰۃ کے جانوروں کی چراگاہ بنادیا اور ان چراگاہوں کو دوسروں کے لئے ممنوع قرار دیا۔ (۹۴)۔

یہ شان صدیقی ہے۔ اس حقیقت کو صرف حضرت ابو بکرؓ ہی سمجھے اور دیگر تمام نقیبہ صحابہؓ اس کے سمجھنے سے قاصر رہے اور انھوں نے اپنے اس غرور اور تفسیر کا بعد میں بڑا ننگ دہلی قرار کیا اور بعض اوقات مانعین زکوٰۃ کا وہ بیہوش قتل ہونا اگر ترک پر امرار ہوتا ایک اجتماعی مسئلہ قرار دیا اور اس میں کسی کے لئے اختلاف کی گنجائش باقی نہ رہتے دی۔

کامیابی کو خفاک میں ملا دیتا ہے وہ اموال سے جن میں حضرت صدیقؓ نے پختہ عزم یقین کامل، نہایت بہادری، استقلال، جرأت، دلیری، شجاعت اور استقامت کا ثبوت دیا اور ان میں اکثر مواقع پر صحابہؓ نے آپ سے اختلاف کیا لیکن صحابہؓ کو اپنے دلائل سے اپنی راہ کی کثرت کا متوا کلام کیا اور مزید بنایا اور صحابہؓ سے اختلاف کرنا چاہیے ہر نقیبہ صحابہؓ نے اپنے رائے کی غلطی کا اقرار کیا اور یہ تسلیم کیا کہ صدیقؓ کی رائے حق تھی۔ اور ہم غلطی پر تھے۔ اگر ہماری رائے پر عمل کیا جاتا تو اسلام کمر خور ہوتا۔ صرف صدیقؓ نے اسلام کو تقویت بخشی اور ان اسلام کے دوزخ اور صحابہؓ پر صدیقؓ ہی غی کے بعد زیادہ واقف تھے۔

خلافت کے بعد صرف ساتھ دن کے تلیل عرصہ میں نہایت کامیابی سے تمام صحابہؓ کے قلوب میں اپنی رائے کی عظمت قائم کی اور آئندہ کے لئے ہر قسم کی توقعات اور ہر مسئلہ کا حل صدیقؓ کی ذات میں صحابہؓ کو نظر آنے لگا۔ مانعین زکوٰۃ سے قتال کرنا نہایت نازک مسئلہ تھا لیکن صدیقؓ نے نہایت خوبی سے اس مسئلے میں صحابہؓ کا اجماع منعقد کر دیا اور تمام صحابہؓ کو ان کے خلاف جہاد پر نہ صرف آمادہ کیا بلکہ ان سے یہ بھی اقرار کیا کہ مانعین زکوٰۃ کے تمام متقولین جہنم میں ہوں گے اور مسلمانوں کے تمام متقولین شہید ہوں گے اور دیت میں جا میں گئے (۹۵) اس طرح یہ بھی اقرار کر دیا کہ مانعین زکوٰۃ سے قتال مسلمانوں کے دو جہاد حق کے مانعین فتنہ جہنمی نہیں بلکہ کفر اور اسلام کی جنگ ہے حق کی جنگ ہے اور تا قیامت اس مسئلہ کو اجماع صحابہؓ کے مانعین نے کر دیا کہ نظام زکوٰۃ تا قیامت قائم رہے گا اور جو اس کو ناقابل عمل کہہ کر انکار کرے گا وہ نہ صرف دائرہ کھلے خارج ہوگا بلکہ اس کے خلاف جہاد و قتال کرنا ہر مسلمان کا اس یقین کے ساتھ فرض ہے کہ اگر منکر نظام زکوٰۃ قتل ہوگا تو جہنمی ہوگا اور اگر اس نظام کے نفاذ کیلئے جہد و جد کرنے والا قتل ہوگا تو وہ شہید کہلائے گا اور جنت میں جائے گا۔

میں آپ سے وہی کہوں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے عز و احد کے موقع پر فرمایا تھا کہ آپ اپنی نوازیں میں کیجئے اور اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر ہمیں درد مند نہ کیجئے (۹۸) لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا لا اؤلف ولا اؤلیسکم بنفسی، اللہ کی قسم میں ایسا نہیں کروں گا اور میں اپنے نفس کے ساتھ تمہاری تم خواہی قبول نہیں کروں گا۔ چنانچہ ٹھکرے کر دی مٹی اور ذی القعدہ روانہ ہوئے مقام اہق میں اہل نینذہ پر حملہ کیا، عمارت و خوف یہاں کے سردار تھے ان کو شکست دی۔ یونکر اور یوحسب خود فوج ہو کر بھاگے۔ یوحیان کو مغلوب کیا جن مسلمانوں کو انہوں نے شہید کیا تھا ان کا انتقام کے کر چند دن اہق میں قیام فرما کر مدینہ واپس ہوئے (۹۹) اسید ان سرکش قبائل نے جو نافعین زکوٰۃ کے روپ میں آئے تھے اسلام قبول کرنے کے بجائے اسلام کی مصنوعی نقاب اپنے چہرے سے فوج کر چھینک دی اور حکم کھلا باقی اور کافروں کی صفوں میں ہا کر مل گئے، علیہ اس وقت مقام براخس میں مقیم تھا ان سے ہائے (۱۰۰) اس طرح ان روپ نے ایک نئی صورت اختیار کی اور وہ اشکال پرمحاربہ کو پریشان کیے ہوئے تھا کہ آپ کھد گوسے کس طرح جاد کریں گے غم ہوا، تفریق ٹٹ گئی۔ نافعین زکوٰۃ مرتدین اور کذاہین حول مقدس کے لئے ایک پیٹ قائم پر تھیں جوئے ان کے درمیان مکمل اتحاد پیدا ہو گیا لیکن صدیقیت یہاں بھی ان کو متحد نہیں ہوئے تھی اور خود ہی دو بارہ ذی القعدہ تشریف لاتے ہیں اس وقت تک اسامہ اور ان کے ساتھی آرام کر چکے تھے اپنی فوج کو گیارہ دنوں میں تقسیم فرماتے ہیں۔ یہ حقیقت حل کر سامنے آگئی کہ یہ قیام شورش اور فتنہ انگیزی سامانی اور باطنی سازش کا نتیجہ ہے اور دنیا کی بڑی طاقتوں سے بالواسطہ خبردارائی تھی جنہوں نے غفلت مہزوانوں

(۹۸) البدایہ والنہایہ، جلد ۴، ص ۳۱۵۔

(۹۹) طبری، جلد ۱۳، ص ۷۲۲۔ القاہرہ۔

(۱۰۰) ص ۲۲۵۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے "فعی فریضۃ حکمتہ یکفر جملہما، ویعتزل مانہما لکن ذی محیط السرخسی۔"

(۹۵) زکوٰۃ فریضہ عکمر ہے اس کا انکار کرنے والا کافر ہے اور اس کا منع کرنے والا مکمل کیا جائے گا امام شافعی فرماتے ہیں۔ "والواجب علی الوالی ان یمنع وجہ من السلبان شیئا فی مالہ ان یجہاد علیہ؟" (۹۶) والی پر واجب ہے کہ اگر کوئی مسلمان اپنے مال میں سے کچھ روک دے تو اس سے جہاد کرے۔

اس طرح اس باب میں فقہ کے اصول حضرت ابوبکرؓ کے مہزون مت ہیں اور یہ اسلام پر حضرت ابوبکرؓ کا بہت بڑا اور عظیم اسباب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی بھی صانع معاشرہ اور مملکت کی بقا زکوٰۃ کے مرکزی نظام پر قائم ہے اور زکوٰۃ کے بغیر اسلام ایک غیر موثر دین برہ جایا ہے۔

نافعین زکوٰۃ کی مصنوعی نقاب

مسلمانوں کو شکست کھانے کے بعد شہید کرنا شروع کیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے قسم کھائی تھی کہ ان کے عقلم کا بدلہ ان قبائل کو ضرور دیا جائے گا اسی اثنا میں حضرت اسامہؓ اپنے ہم کو مکمل کر کے جادی اکثر مشرک ہیں اپنے ہم کی روانگی کے شروع بعد واپس ہوئے ہیں۔ آپ حضرت اسامہؓ کو مدینہ پر اپنا قائم مقام بھیجا کہ خود ذی القعدہ کی مدد کی کا ارادہ کرتے ہیں تاکہ ان قبائل سے معلوم مسلمانوں کا انتقام لین، صحابہ کرامؓ نے اس موقع پر آپ کو منع کیا کہ آپ خود نہ بھیجیں اور کسی کو اس کام کے لئے مامور نہ فرمائیں لیکن حضرت ابوبکرؓ کو تدار نکالنے مدینہ سے ذی القعدہ کی طرف روانہ ہونے حضرت علیؓ آپ کی سوار کی باگ روک کر کھنے لگیں ہا رہے ہیں، اسے خلیفہ رسول اللہؐ

(۹۵) فتاویٰ عالمگیری، کتاب الزکوٰۃ جلد ۱، ص ۱۴۔

(۹۶) کتاب المغر والزکوٰۃ ص ۵۱۔





[illegible]

اسود و سفید میں یہ سیکر لکڑیاں ہمارے میں طبعی اسد میں بنی اسد اور عطفان میں مدی نبوت میں (۱-۴) اس کو یہ یقین تھا کہ ہم لوگ ہر گز فی نہیں ہیں بلکہ عصبیت کی وجہ سے اعلان نبوت کر بیٹھے تھے اور متعدد صورت نبوت عبادت کا مذاق اڑاتے تھے لوگوں کو ہر گز نہ تھا۔

سبحان بنت الحارث التمیمیہ کو الجزائر سے دعویٰ نبوت کے ساتھ مدینہ پر  
 حملہ کی غرض سے روانہ کیا گیا (۱۰۸) کیونکہ انگریزوں پر کسریٰ کی حکومت تھی۔ بنی قریظہ  
 کے عظیم لشکر کے ساتھ قتل و حرکت کرنا اور بنی قریظہ میں سب کے کا آنا یہ سب کچھ کسریٰ

- [illegible]

## حضرت صدیق دفاعی لائن نمبر ۳ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے

حیات مبارکہ میں جو دفاعی قدم پیش اسامہ بن زید کے ذریعہ اٹھایا تھا اسی نواز پر حضرت صدیقؓ تیسرا دفاعی قدم اٹھاتے ہیں اور ٹکس باقی قاتل کو کچلنے کے لئے دوبارہ ذی القعدة تشریف لاتے ہیں۔ ذی القعدة مدینہ سے ایک منزل کی مسافت پر بحجاب نجد واقع ہے یہاں اپنی فوج کو گیارہ دستوں میں تقسیم کر کے گیارہ نشان دے کر ہر دست ایک امیر کی قیادت میں حیدر اور سب کو م دیا کہ جہاں جہاں سے گزریں وہاں کے طاقتور مسلمانوں کو اپنے ساتھیوں اور کچھ کو ملا توں کی حفاظت کے لئے متور کر کے چھوڑ دیں۔

یہ قدم اس وقت اٹھایا جب اسامہ اور اس کی فوج نے اپنے ساتھیوں کو آمنا دے لیا اور تازہ دم ہو گئے اور صدقات مدینہ میں اس قدم وصول ہوئے کہ مسلمانوں کی ضرورت سے بچ گئے چاروں اطراف ان گیارہ دستوں کو روانہ کر دیا۔

(۱) ایک نشان کلر بن ابی جہل کو دیا اور حیدر کے مقابلے میں روانہ کر دیا۔

(۲) ایک نشان خالد بن ولیدؓ کے تفویض ہوا اور طلحہ کے مقابلے میں روانہ کیا اور حبیبہاں سے فارغ ہو جائیں تو انک بن نوہہ سے لڑیں۔

(۳) ایک نشان ہمارے بن ابی امیر کو ملا اور حسی کذاب کی فوجوں کی طرف روانہ کر دیا نیز قیس بن مکشوعہ اور دوسرے اہل یمن کے مقابلے میں ہوا اتمام سے ہر پیکار تھے اثناء میں ہر کس اور اس سے فارغ ہو کر گندہ کے مقابلے کے لئے حضرت موت پہلے بائیں۔

(۴) ایک نشان خالد بن سید بن العاصؓ کو دیا گیا جو اسی زمانہ میں یمن سے اپنی خدمات چھوڑ کر آئے تھے ان کو حقیقتیں تو شام کی سرحد پر پہنچا دیا۔

(۵) ایک نشان عمرو بن العاصؓ کو دیا اور قضاہ، ودیہ اور عمارش کی جمیعتوں کے مقابلے پر جانے کا حکم دیا۔

(۶) ایک نشان مزید بن یحییٰ العنقانی کو دیا اور ان کو اہل دہاکہ کے مقابلے پر بھیجا۔

(۷) ایک نشان عوف بن ہرثہ کو دیا اور ان کو مہرہ جانے کا حکم دیا اور ہایت کی کہ دونوں مہر میں ایک صاحب ہو جائیں لیکن جو علاقہ ان کے سپرد کئے گئے ہیں ان میں ایک دوسرے پر امیر ہوں گے۔

(۸) ایک نشان طریف بن عازب کو دیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ بنی سہم اور ان کے ساتھی ہوازن کے مقابلے پر لڑیں۔

(۹) ایک نشان سوید بن مقرن کو دیا اور حکم دیا کہ وہ بنی کے علاقہ تہامہ میں ایک نشان ملاء الحضری کو دے کر کہیں جانے کا حکم دیا۔

(۱۱) فرجیل بن حسنہ کو مکرمہ بن ابی جہل کے پیچھے روانہ کیا اور حکم دیا کہ یہاں سے فارغ ہو کر قضاہ کے مقابلے پر جانا اور مدینہ سے جنگ کے موقع پر غریب اپنے رسالہ کے آڈو امیر ہوں گے۔

یہ امراء ذی القعدة سے اپنی اپنی سمت روانہ ہو گئے اور ہر سردار کی فوج اس سے جاملی (۱۱۲) اس طرح کذا بین اور مدینہ سے عام جنگ کے آغاز کے لئے اسلامی لشکر کو مدینہ کے شرقی شمال، شرقی اور جنوب کی طرف روانہ کیا، کذا بین اور مدینہ کے دس گروہ تھے ان کے مقابلے میں لشکر اسلام کو گیارہ دستوں میں تقسیم فرماتے ہیں ان میں خالد بن سیدؓ کو مدود شام میں بازنطینیوں کے مقابلے میں روانہ فرمایا اور ہایت فرادی کے مہجرات کی نگرانی کرنی اور جنگ میں لڑ کر بنی۔ حبیش اسامہ کے کامیاب حملہ اور واپسی کے بعد ہر قس سے سرحد اسلام پر فوج ڈال دی تھی۔ دوسری طرف ایرانی اپنی عملداری میں اسلام کو کچلنے کے لئے مرکز حمل تھے۔ جیسا کہ پہلے وضاحت کر دی گئی ہے۔ جریرہ عرب کو سری ایران اپنے عملداری میں شمار کرتا تھا۔ البتہ شمالی عرب

ہم ان تمام چیزوں کا افراد کرتے ہیں جو آپ لے کر آئے اور جو شخص اس  
لا شکر ہے ہم اس کی تکفیر کرتے ہیں اور اس سے جہاد کرتے ہیں۔ الماعجد: اللہ تعالیٰ

جوں کر کیا اور میں نے اس سے پس پھری اور میں نے اس کے خلاف میں داخل ہو کر اس کے حکم سے اس پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ میری طرف سے اسلام کے خلاف میں داخل ہو کر اس کے خلاف میں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا سے اٹھایا۔ آپ اللہ کے امر کو نافذ کر کے تھے اور آپ پر جو کچھ فرض تھا اس کو پورا کر کے تھے، اللہ اس بات (واقعات میں) کو اپنی کتاب کے ذریعے محمد رسول اللہ اور تمام اہل اسلام کو صاف طور پر

پس یوحنا عرضِ خود کو پورا کرتے تھا تو اسے معلوم ہوتا چاہیے کہ غم و غصے کو کب کی اس کو  
تخصیص دینا کہ وہ بتا ہے جس کا کوئی شریک نہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی نگرانی کرنے والا ہے  
وہ کبھی زندہ رہنے والا ہے وہ دیکھ ہے اور اس کو کبھی موت نہیں آئے گی ،

**اعلان عام**  
ایک اعلان عام فوج کے ہر دستہ کو الگ الگ دیا اور ہدایت فرمادی کہ بائیسوں اور دشمنوں کو جنگ سے پہلے اس کو اتار کر جمت کے طور پر پیسہ دیا جائے، سرکار یہ لوگ تاج و باجیں اور اسلام کی اطاعت قبول کریں تو اس سے جنگ نہ کی جائے ورنہ پھر جنگ ہی فیصلہ کرے گی۔

حضرت صدیقؓ کی یہ تحریر نہایت اہم ہے جس سے آپؓ کی سماجی بصیرت  
عوام دوست پر روشنی پڑتی ہے۔ اسلام کی اصلاحی اس میں سمودی ہے اور یہی  
صدقہ کا کام بنوٹا ہے۔ لوگوں کی نگاہیں معاملہ پر یوں ہیں لیکن صدیقؓ کی نگاہ معرفت  
حق اور ظلم نبوت پر ہی کوئی ہے۔ یہی وہ حق ہے کہ حضرت صدیقؓ کے دور خلافت میں  
ایک بھی فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعین کردہ اصولوں سے ہٹ کر  
نہیں کیا گیا۔ اور تمام انتظامی امور انہی خطوط پر رہتے دیتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
تمام فرما سکتے تھے اور آپؓ کے ایک عامل کو بھی نہیں بڑھایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم نے ان کو اہل سمجھا تو دوسرے کو کوئی حق نہیں پہنچا کس کو وہاں سے بڑھا دیا  
جائے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

ابوبکر عظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان تمام عام و خاص لوگوں کے نام جن کے پاس میری یہ تحریر پہنچے اور جو اسلام پر قائم ہوں یا اس سے روگردان ہو گئے ہوں سلام ان پر بخون سے ہدایت کی پیروی کی اور ایک مرتبہ ان کو

اس کو نہ غنہ کی آتی ہے اور نہ نیند، وہ اپنے امر کی حفاظت کرنے والا ہے اپنے دشمنوں سے بدلہ لینے والا ہے اور وہ اس کو اس دشمن کی سزا دے گا اور میں تم لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو، اس سے جو تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں اس سے اپنا حصول، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کا اتباع کرو، اس کے دین کی کسی کو مضبوطی سے پکڑو، کیونکہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا وہ گمراہ ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ صاف نہیں کرتا وہ مصائب میں مبتلا ہو جاتا ہے جس شخص کی مدد اللہ نہیں کرتا وہ رسوا ہوتا ہے جس کو اللہ نے ہدایت دی وہ راہ راست پر آیا اور جس کو اللہ نے گمراہ کر دیا وہ گمراہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہے۔ مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

اور نہ اس کے برابر کی کوئی چیز۔  
تم میں سے جو لوگ اسلام کا اقرار کرنے اور اس پر عمل کرنے کے بعد اپنے دین سے پھر گئے ہیں پھر کو ان کی اطلاع پہنچی ہے۔ ان لوگوں نے ایسا اس لئے کیا ہے کہ وہ اللہ کے متعلق غلط فہمی میں ہیں اس کے امر سے جاہل ہیں اور انھوں نے شیطانی کلمات پر لپک کہا ہے۔

اب میں انصار و صحابہؓ اور تابعین باہمان کے لشکر کا نالان فلاں کو امیر بنا کر تمہارے پاس بھیجتا ہوں میں نے ان کو مکہ بھیجا ہے کہ وہ اس وقت تک کسی سے قتال نہ کریں اور نہ قتل کریں۔ جب تک کہ اللہ کی طرف اس کو دعوت نہ دے دیں، اس دعوت کو جو شخص لپک بکے گا، اقرار کرے گا، اپنی شرارت اور فتنہ انگیزی سے باز آجائے گا اور نیک عمل کرے گا، میرا فائدہ اس کو قبول کرے گا اور اس کی مدد کرے گا لیکن اس کے برخلاف جو شخص انکار کرے گا تو میں نے حکم دیا ہے کہ اس سے قتال کرنا ہے پھر جب یہ دشمن با توکل ہو جائیں تو ان کو اگست میں جھلاسنے، ان کو قتل کرنے ختم کر دے اور ان کی مدد نہ کرو اور اولاد کو گرفتار کرنے اور اب سوائے اسلام کے ان سے کوئی چیز قبول نہیں کی جائے گی۔ پس جو لوگ ان میرے فائدہ مند کا اتباع کریں گے تو وہ ان کے

لئے بہتر ہوگا اور جو ان کی پیروی نہیں کرے گا وہ اللہ کو ذرا عاجز نہیں کر سکتا میں نے اپنے نام رسول کو مکہ دیا ہے کہ میری یہ تحریر تم لوگوں کے ہر شخص میں پڑھ کر سنائی جائے (۱۱۳)

**عہد نامہ**  
لشکر روانہ ہوا تو ان کے آگے آگے یہ نامہ راجل رہے تھے جو اس تحریر کو لئے ہوئے تھے۔ حضرت صدیق کا یہ اعلان کو مرتدین کے نام تھا جس سے قتال کرنے کے لئے یہ لشکر روانہ ہو رہا تھا اس کے علاوہ خاص امرائے فوج کے نام آپ نے عہد نامہ الگ تحریر فرمایا تھا جس میں ان کے فرائض و واجبات بتائے گئے تھے اور جنگ کے سلسلہ میں ان کو خاص خاص احکام و ہدایات دیئے گئے تھے اس میں میری بات بالکل صاف صاف کہی گئی تھی کہ ان مرتدین سے اسلام کے سوا کوئی دوسری چیز مقبول نہیں ہوگی اور خود مسلمانوں کے ساتھ نرمی و مہلطفیت کا برتاؤ کرنے کی تاکید کی تھی (۱۱۴)۔

**احکام جنگ**  
یہ فرمان ابو بکر علیہ السلام کی طرف سے فلاں شخص کے لئے لکھا گیا ہے جب انھوں نے اسے مسلمانوں کی فوج کے ساتھ مرتدین سے لڑنے کے لئے روانہ کیا ہے یہ امر ان کو بھی اس شرط پر یہ منصب دیا ہے کہ وہ دلیں اور اطاعت جہانگاہ کے معاملہ میں اللہ سے ڈرے رہیں گے اور مرتدین کے مقابلہ میں غلو سے نیت کے ساتھ قتل نہ کریں گے اور ان سے اللہ کے لئے لڑیں گے۔ مگر اس سے پہلے وہ ان کو اپنی اصلاح کا موقع دیں گے اور اسلام کی دعوت دیں گے مگر اگر وہ اسے قبول کریں تو ان سے تعرض نہ کیا جائے گا اور اگر وہ انکار کریں تو تو ان پر پور کش کر دی جائے یہاں تک کہ وہ پھر اسلام لے آئیں تب ان کو ان کے حقوق اور فرائض بتائے جائیں جو ان پر واجب الادا ہو وہ رسول کیا جائے اور میں کے وہ سختیوں وہ ان کو دیا جائے

اس مقابلے میں ان کو ہرگز جہالت نہ دی جائے اور جب تک یہ اعراض حاصل نہ ہو سکیں  
مسلمانوں کو جہاد سے واپس نہ بلا دیا جائے جو شخص اللہ عزوجل کی بات کو تسلیم کر کے  
اس کا اقرار کرے اس کے ایمان کو قبول کرے چنانچہ کے ساتھ دین پر قیام کے لئے اس کی  
مدد کی جائے ان لوگوں سے بھی جہاد کیا جائے جو بعض اللہ کے پیام کا اقرار کرتے ہیں اور  
اللہ کے حکم سے انکار کرتے ہیں۔ البتہ وہ اگر ہادی و جوت کو قبول کر لیں تو ان سے کوئی  
ترحم نہ کیا جائے۔ ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ ان سے آخرت میں حساب لے گا اگر  
انھوں نے نفاق سے کام لیا ہوگا۔ البتہ جو ظالمہ طور پر اللہ کی وجت کو رد کرے اسے  
جہاں اوس میں طرح سے ہو سکے ذلت سے محال کر دیا جائے اور اسلام لانے کے سوا  
کوئی دوسری شرط اس کی قبول نہ کی جائے جو اسلام کا اقرار کرے اسے مسلمان سمجھا  
جائے اور اسی طرح کاسموک کیا جائے اور جو اسلام لانے سے انکار کرے اس سے جنگ  
کی جائے، اگر اللہ فتح دے تو مرتدین کو تلوار اور آگ سے بڑی طرح ہلاک کر دیا جائے  
اور جو مال غنیمت و مہتاب ہو اس میں سے پانچواں حصہ پیغمبر کے بانی کو شکر کا جہاد میں  
تقسیم کر دیا جائے اور پانچواں حصہ میں بھیج دیا جائے۔

ختم نبوت قرآن اور حدیث کی روشنی میں

قرآن میں اللہ تعالیٰ انبیاء  
اور صل کے بیوٹ بھیجے ہیں  
ہر ایک نے لانے والوں کے لئے صحت عقاب مقرر فرماتے ہیں۔ انبیاء اور صل کی اطاعت کو فرض  
قرار دیتے ہیں اس طرح بہت سے صل اور انبیاء بیوٹ فرماتے اور ہر نبی نے اپنے بعد  
و اسے نبی اور صل کی بشارت سنائی کہ وہ زمانہ آگیا جبکہ اسرائیلی سلسلہ کے آخری  
صل نے آخری نبی کی بشارت سنائی کہ اس اسم مبارک احمد ہے (۱۱۶) چنانچہ یوحنا کی  
انجیل مترجم عربی مطبوعہ لندن ۱۳۳۵ھ کے چودھویں باب میں ہے کہ تمہارے لئے میرا  
جہاد بھی بہتر ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو فارقیہ تمہارے پاس نہ آوے، پس اگر میں جاؤں  
تو اس کو تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ قادیان احمد کا ترجمہ ہے اہل کتاب کی عادت ہے کہ وہ  
ناموں کا بھی ترجمہ کرتے ہیں۔ حسی طبع السلام نے عربی میں احمد فرمایا تھا۔ جب یونانی میں  
ترجمہ ہوا تو بہر کو طوس لکھ دیا جس کے معنی احمد کے ہیں۔ ہر عرب یونانی سے عربی میں

اس مقابلے میں ان کو ہرگز جہالت نہ دی جائے اور جب تک یہ اعراض حاصل نہ ہو سکیں  
مسلمانوں کو جہاد سے واپس نہ بلا دیا جائے جو شخص اللہ عزوجل کی بات کو تسلیم کر کے  
اس کا اقرار کرے اس کے ایمان کو قبول کرے چنانچہ کے ساتھ دین پر قیام کے لئے اس کی  
مدد کی جائے ان لوگوں سے بھی جہاد کیا جائے جو بعض اللہ کے پیام کا اقرار کرتے ہیں اور  
اللہ کے حکم سے انکار کرتے ہیں۔ البتہ وہ اگر ہادی و جوت کو قبول کر لیں تو ان سے کوئی  
ترحم نہ کیا جائے۔ ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ ان سے آخرت میں حساب لے گا اگر  
انھوں نے نفاق سے کام لیا ہوگا۔ البتہ جو ظالمہ طور پر اللہ کی وجت کو رد کرے اسے  
جہاں اوس میں طرح سے ہو سکے ذلت سے محال کر دیا جائے اور اسلام لانے کے سوا  
کوئی دوسری شرط اس کی قبول نہ کی جائے جو اسلام کا اقرار کرے اسے مسلمان سمجھا  
جائے اور اسی طرح کاسموک کیا جائے اور جو اسلام لانے سے انکار کرے اس سے جنگ  
کی جائے، اگر اللہ فتح دے تو مرتدین کو تلوار اور آگ سے بڑی طرح ہلاک کر دیا جائے  
اور جو مال غنیمت و مہتاب ہو اس میں سے پانچواں حصہ پیغمبر کے بانی کو شکر کا جہاد میں  
تقسیم کر دیا جائے اور پانچواں حصہ میں بھیج دیا جائے۔

امیر کو لازم ہے کہ وہ اپنے ہر ایمان کو حلیہ بازی اور ضاد سے روکے اور  
ان میں کسی غیر آدمی کو تادیف نہ کرے کی صلاحت کا پورا علم ہو جائے شامی نے فرماتے ہیں  
کیونکہ مبادا وہ دشمن کا ہوسوں ہو اور اس طرح بے خبری میں مسلمانوں پر کوئی حملہ  
ہو جائے سزا اور قیام میں مسلمانوں کے ساتھ رقی اور میا نہ دینی اختیار کرے ان کی خبر  
گیری کرتا رہے اور ایسا نہ کہ ایک جماعت کو دوسری جماعت سے پیچھے دشمن کے مقابلہ  
میں لڑا دے۔ اور مسلمانوں کے ساتھ برتاؤ اور گفتار میں ہمیشہ خوش خلقی اور ظالم لہجہ اختیار  
کرنے (۱۱۵)۔

ان ہدایات سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی دور اندیشی، بلند خیالی اور قابلیت

ترجمہ ہوا تو اس کو فارغیہ کر دیا گیا اور بعض عربی نسخہ میں اب تک نام مبارک احمد بن محمد ہے (۱۱۷۱) اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے سے پہلی وحی کی تصدیق ادا پہنچے بعد اس کے والے رسول کی بشارت دیتے ہیں لیکن قرآن مجید کو شروع سے آخر تک پڑھا لیا جائے تو اس میں کہیں کسی بعد میں آنے والے نبی کی بشارت نہیں ملے گی۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال میں کوئی اشارہ بعد کے آنے والے نبی کی طرف نہیں صرف وحی سابقہ کی تصدیق اگان کیلئے ضروری قرار دیتے ہیں اور اپنی اتباع کا پابند فرماتے ہیں اور آپ کے بعد کسی وحی کے جاری رہنے کی کوئی نشانہ نہیں فرماتے (۱۱۷۲)۔

اگر آپ کے بعد کوئی نبی یا رسول خواہ مشرقی ہو یا مغرب مشرقی ظلی ہو یا باریکی مبعوث ہوتا تو ضروری تھا کہ ان اس کی صفات الظاہر والباطن جیسے مسلمانوں کو اس پر ایمان لانے کی تاکید کرتا، لیکن قرآن میں ایسا انداز قطعاً اختیار نہیں کیا گیا بلکہ یہ حکم ہوتا ہے کہ اس کتاب میں قرآن پر ایمان لاؤ جو میں نے نازل کی ہے۔ جو اپنے سے قبل کیا گیا تھا کی تصدیق کرنے والی ہے (۱۱۷۳) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو تمام انسانیت کے لئے عام قرار دیتے ہیں۔ آپ نہ صرف عرب کے لئے بلکہ تمام عربی اہل فارس، روم، کالے گورے اور سرخ و سفید صوبہ کے لئے مبعوث ہوئے ہیں (۱۱۷۴) حدیث بخاری میں آخرین ہنیم کی تفسیر فادس سے کی گئی ہے اسی وجہ سے آپ نے سلسلہ میں فادس اور روم اور دیگر ممالک میں عالم کی طرف دعوت لائے ارسال فرمائے حضرت فہاد اور دوسرے بہت سے علما فرماتے ہیں کہ آخرین ہنیم سے غلی اور غیر عرب میں سے وہ لوگ جنہوں نے آپ کی تصدیق کی ہے مراد یہی ایک دوسری روایت میں ہے کہ بیشک میری امت کے

مردوں اور عورتوں کے پشت در پشت ایسے لوگ ہوں گے جو بعثت میں پیڑ صاحب و امن ہوں گے اور آپ نے اسکی شہادت میں دآخرین ہنیم پر کسی کو آخرین سے مراد وہ لوگ ہیں جو امت محمدیہ میں قیامت تک آنے والے ہیں (۱۱۷۱) لہذا آپ کا دائرہ نبوت و بعثت قیامت تک آنے والے تمام نسلوں پر محیط اور شامل ہے اور آپ کے بعد کسی اور نبی کی ضرورت اور گمانش نہ رہی۔ اگر کسی نبی یا رسول کی گنجائش باقی رہتی تو آپ پر ہند اس کی بشارت امت کو دیتے مگر امت اس سے انکار کرے گمراہ نہ ہو جائے لیکن اس کے برعکس آپ فرماتے ہیں، احدثوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر۔ (۱۱۷۲) میرے بعد ابو بکر و عمر کی اقتدار اگر اگری اور رسول کی آمد کی گنجائش ہوتی تو یہ حرمت ضرور اپنی نبوت اور رسالت کا علان فرماتے کیونکہ ان کے ناموں کی بعد میں یہ تعزیر صحیح موجود ہے اور اس زمانے کے عام فضا کے تحت نبوت کا دعویٰ بھی کر سکتے تھے لیکن ان حضرات نے صرف یہ بیان نبوت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ ان جھوٹے نبیوں کے خلاف جہاد کیا اور ان کو قتل کیا یا قتل ہوئے پر مجبور کیا اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کے وہم و خیال میں بھی کسی بعد میں آنے والے نبی کا تصور موجود نہ تھا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک امت کو پیش آنے والے تمام اہم معاملات کو ایک ایک کر کے نہایت وضاحت و مراعات کے ساتھ سمجھایا اور آیت وہ آنے والے فقہوں اور ان کے بڑے بڑے قائدوں کے پورے نشانات اور پتے بتلا کر ان سے محفوظ رہنے کی تدبیروں کی تحقیق فرمائی۔ وہ جانوں کے آنے کی خبر اور ان کے شر سے محفوظ رہنے کی تدبیریں بیان کیں۔

عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انه سيكون لعتي كذب ليوث  
لثيون كلهم يزعمون انه نبي وانا خاتم الانبياء بعدي - (۱۱۷۳)

(۱۱۷۱) تفسیر بیان القرآن، اشرف علی تھانی، الصف آیت ۶۔

(۱۱۷۲) قرآن، آل عمران، آیت ۳۱ - النساء آیت ۱۳۶ - البقرہ آیت ۲۸۵۔

(۱۱۷۳) البقرہ، آیت ۱۳۶۔

(۱۱۷۴) المجید، آیت ۲۔

(۱۱۷۵) ابن کثیر، مجید آیت ۶۔

(۱۱۷۶) ترمذی، مناقب ابی بکر الصدیق، جلد ۲، ص ۲۰۰، دہلی، الجبائی۔

(۱۱۷۷) ابوداؤد، کتاب الفتن، جلد ۲، ص ۱۲۳، القاہرہ۔

کہ وہ خاتم الانبیاء ہو گئے اور اس کا نام انبی احمد ہوگا (۱۱۶۰) آیت میں محمد فرمایا اور پہلی کتابوں میں احمد کے نام سے آپ کو یاد فرمایا۔ دونوں ایک ہی کسی کے نام ہیں جو کہ خاتم الانبیاء ہو گئے۔ اب ایسے اہام اور دینی کا امکان انہیں نہیں ہے جس سے انھیں کفر کو مستلزم ہو یا تمام افراد انبیاء کے بعد نبوت ہوئے ہیں اور نبوت کا استحکام اور مزین حمل بالکل مکمل ہو چکا ہے اور کسی غیر تشریف علی اور برتری نبی کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی انسان کو دینی اور کفری غلامی سے ہمیشہ کے لئے قرآن کے ذریعہ نجات مل چکی ہے طواغوت کی مدد میں ہر شخص آزاد ہے اور یہ دین میں عرف نہ ہوگا بلکہ ہمیشہ لوگ اس میں داخل ہو کر ہدایت حاصل کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا آخری پیغام ہے جو بنی نوع انسانی کے پاس اللہ تعالیٰ کے آخری نبی نے کر مبعوث ہوئے ہیں اس کی اتباع ضروری ہے۔ اور دین دنیا، معاش و معاد میں اس سے رخص حاصل کرو۔ **هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَذَكَرَهُ فِي الْفُرْقَانِ** (۱۱۶۸) اس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر مبعوث فرمایا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے گو شرک کیسے یہ تاوش ہوں۔ **هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ**۔ دیکھو یا اللہ شہید ۱: (۱۱۶۹) اس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر مبعوث فرمایا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب فرماوے اور اللہ گواہی کے لئے کافی ہے۔

ان آیات میں دین اسلام کو تمام ادیان و ملل اور تمام مذاہب پر غالب کرنے کا وعدہ فرمایا اور بشارت اور گواہی دیتے ہیں کہ یہ غلبہ ضرور متحقق ہوگا۔ اب یہ وعدہ جب ہی پورا ہوگا کہ دین اسلام کے بعد کوئی دوسرا نبی نہ ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تو ان سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا آئندہ میری امت میں کسی سخت جھوٹے پیدا ہو گئے ان میں سے ہر ایک اپنے متعلق گمان کرے گا کہ وہ بنی ہے حالانکہ میں سب نبیوں کے آخر میں آیا ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ سیدہ کذاب کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر فرماتے سے قبل بیشتر لوگوں میں بڑی بے یوگیاں ہو رہی تھیں۔ ایک دناپ نے غلبہ دیا اور محمد و تلامذہ کے بعد فرمایا میں شخص کے بارے میں تم زندگی کر رہے ہو۔ وہ ان میں جھوٹوں میں سے ایک ہو گا۔ پچھلے جو دھال سے پہلے آچکی تھیں (۱۱۶۴)۔

نبوت کا دعویٰ دوجہ سے ہوا، ایک نجی سازش اور دوسرے وہ سمجھتے تھے کہ نبوت تو ہی نفع بخش چیز ہے۔ متبعین نے بڑی بڑی قیمتوں کے لالچ میں ان کی تصدیق کی حالانکہ یہ قبول کرنے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی نے اسلام کے لئے تکلیف نہیں اٹائی اور آپ کے بعد صحابہ نے ناکفہ بہ تکالیف برداشت کئے کتب میں ہر عرب میں اسلام کا چراغ روشن ہوا اور ایک اسلامی ریاست کی بنیاد پڑی اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ آئندہ چل کر لوگوں میں تنہا کیوں نہ تھیں کہ (۱) اولاد ذکر کے ذریعہ دراثہ بائینی، حکومت (۲) سنت پر عمل کر کے زمانہ کی گلدھبی (۳) نبوت کا دعویٰ، امامت ہدایت بھی اس میں شامل ہے قرآن ص ۱۱۱ میں اس کی گواہی ہے

**قُرْآن کا اعلان ختم نبوت**  
**أَتَيْنَكَمُ مُحَمَّدًا مِّنْهُم مَّا كُنْتُمْ تَدْعُونَ لَكُمْ وَلَكُمْ فِي اللَّهِ حُكْمٌ وَأَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ**  
**الَّذِينَ ذَكَرَهُ اللَّهُ تَعَالَىٰ فِي الْقُرْآنِ الْعَلِيمِ** (۱۱۶۱)

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باب نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم ہیں۔ قرآن میں ختم نبوت کی اہمیت کا لحاظ رکھتے ہوئے تقریباً سو سے زائد آیات ہیں اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے (۱۱۶۲) حضرت یعقوب علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے وحی بھی

(۱۱۶۱) مشکل الآثار، الطحاوی، جلد ۲، ص ۱۰۴۔

(۱۱۶۲) قرآن الطراب، آیت ۴۰۔

(۱۱۶۳) ختم نبوت۔ مفتی محمد شفیع ص ۸۲۔

(۱۱۶۴) تھامس کی، مسیوٹی، جلد ۱، ص ۲۵۔

(۱۱۶۵) قرآن التوبہ، آیت ۱۰۲، نصف آیت ۹۔

(۱۱۶۶) الحج، آیت ۲۸۔



تمام ادیان و مل کے بعد تشریف لائے ہوں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: **بَعَثْنَا الْأَنْبِيَاءَ وَكَفَّلْنَا فِيهِمُ الْأَخْيَرِينَ (۱۳۱)** اور **لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ وَأَلَّا يَقُولُوا مَا كَانُوا كَاذِبِينَ (۱۳۲)**۔ دونوں آیات میں انہیں سے مراد امت محمدیہ ہے جو مہرِ حقیمِ نبوت کا اعلان کرتی ہیں **أَلَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لِلَّذِينَ تَحْسَبُهُمْ أَلْيَحْيَ الْأَخْيَرِينَ (۱۳۳)** اس آیت میں اولین سے مراد پہلے امتوں کے کفار اور آخرین سے اس امت کے کفار مراد ہیں اس طرح یہ واضح ہو جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی اور آپ کی امت آخری امت ہے اور آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا (۱۳۴) اور آپ اپنے زمانہ اور بعد میں آنے والے سب مسلمانوں کے لئے یکساں رسول ہیں۔ **قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا رَسُولُ مَنْ أَدْرَكَ حَيَا وَمَنْ يُولَدُ بَعْدِي (۱۳۵)** آپ نے فرمایا کہ میں ان کا بھی رسول ہوں جو اب زندہ ہیں اور ان کا بھی جو میرے بعد پیدا ہوں گے۔

## ختم نبوت کی اہمیت اور ضرورت تاریخی اعتبار سے

ہر دین ایک خاص تاریخی ماحول میں ابھرتا ہے خصوصاً اور متعین حالات کی روشنی میں ترقی کرتا ہے۔ اب اگر یہ تاریخی ماحول بدل جائے اور ان اقدار کی اہمیت میں فرق آجائے۔ جس کی روشنی میں اس نے تخلیق کی منزل پر ملے گی تو ظاہر ہے کہ اس کے ساتھ ارکان اور بنیادی تصورات کی قدر و منزلت از خود ختم کرنا پڑے گی۔ معاشرہ چونکہ بایں نہیں ہوتا اور تہذیب و تمدن ہر دور میں نئے نئے پوپ اختیار کرتا رہتا ہے اس کا لائق

(۱۳۱) القرآن، الواقعة، آیت ۱۲-۱۳۔

(۱۳۲) "آیت ۲۹-۳۰۔

(۱۳۳) "الرحمت آیت ۱۹-۲۰۔

(۱۳۴) تفسیر ابن کثیر، الرحمت، آیت ۱۹-۲۰۔

(۱۳۵) منزل الطال، جلد ۱، ص ۱۰۱۔

تغیر یہ ہوتا ہے کہ ہر تہذیب اپنے لئے بنیادی اصول کے لئے پہلے وضع کرتی ہے دوسری طرف دین کی استوار بنانا ایک خاص طرح کا تعین چاہتی ہیں اور ایمان و مل کی جنگی اس بات پر موقوف ہے کہ جس شے کے ساتھ ہو اور اسلئے قائم کر دی گئی وہ قیامت تک مل جاتا رہے اس طرح دین و شریعت جس دور میں ابھرتی ہے اور ترقی کرتی ہے اور جس معاشرہ کی اصلاح دہرائی کی خاطر قائم و رسوم کا نقشہ پیش کرتی ہے۔ اس کی رعایت خاص طور سے کی جاتی ہے۔ تمام رسول اول سے قائم انبیاء و ملات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین کے بنیادی مقاصد و بحث تین امور رہے ہیں۔ **دَعَا إِلَى اللَّهِ وَبِأَحْسَنِ طَرِيقٍ هُوَ إِلَى اللَّهِ** اور بیان حال مدعوین بجد و صلواتہم الی اللہ۔ **اللَّهُ تَعَالَى فِي طَرَفِ لَوْكُونٍ كَوَلَّاهُ** اور وہ راستہ بیان کرتا ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ تک پہنچا جائے اور اس دعوت کے قبول کرنے والوں کے انجام کا بیان کہ اس دعوت پر عمل کرنے کے بعد ان کو کیا حاصل ہو گا یہ تین بنیادیں ہر علم میں ہر رسول کی زبان مبارک سے بیان کئے گئے ہیں اور بیان شافی وانی کے ذریعہ لوگوں نے اپنے رب میں اللہ تعالیٰ کو مع صفات و افعال کے مفصل طور پر پہچاننا، گو کہ بار حاد حقیمانہ و تعالیٰ کو جیانا شاید وہ گئے (۱۳۶) لیکن ایک ہی آدم و خوالی اور وہ ہونے کے باوجود انہیں پہچاننے والی مثل انسانی قدیم زمانے میں ذرا حق معیشت کی ضرورتوں سے جب پہچانیے تو پھر حق اور شر و دلوں سے دور کسی دوسری جگہ جاسکتی تو پھر اپنے قدیم وطن سے تعلق رکھنے کی ضرورت یا موقع بہت ہی کم پیش آتا تھا کیونکہ تو ذرا نکل و دخل کی حق دوسرے مہر مقام اپنی ضرورتوں کے لئے جو زیادہ تر لباس و غذا پر مشتمل ہوئیں تو دکھائی دیتا اور آج کی طرح ایسا نہ تھا کہ ہر کوئی اپنی کسی نہ کسی ضرورت کے لئے دوسروں کا قنجان ہو کہیں نہ ہو کہیں لباس نہ ہو کہیں لوبا کو کمر یا بیدیں نہ ہو کہیں کاغذ کا نوادہ نہ ہو اس کا نتیجہ تھا کہ قدیم انسان میں بین الاقوامی اور بین الملک تعلقات ناہید تھے۔

دوسری طرف چین و ایران و ہند کو کاروان لے جایا کرتے تھے۔ بڑے جہاز بنانا انسان  
 سیکھ چکا تھا مشرق کا سامرا مل تجارت مصلح خاص اور مگر عرب کی عربی بندرگاہوں سے مگر  
 پہنچ کر یورپ جاتا تھا اور یورپ سے مشرق کی طرف مگر ہی سے گزرتا۔ کسی بیک کاری  
 کا یہی بین الاقوامی مرکز بن چکا تھا (الف) اس طرح اب نظام اجتماعی نے دوسری شکل اختیار  
 کی اور ایک بین الاقوامی اصول و احکامات کا نظام بنا کر نئے لگے تاکہ ان ملک و مملکتوں کے  
 مابین عدل و امن قائم ہو اور انسان انسان کا استعمال نہ کرنے پائے یہ عمارت ایک ایسے  
 بین الاقوامی مضابطہ حیات کا نظام بنانے لگے جو کل ہو، ناقص اور نام نہ ہو، وائی ہو وائی نہ  
 ہو تاکہ انسانی زندگی جو اقوام و ملک کے اختلاط سے منسوب تھی اور فقر و فساد کی ذریعہ بننا  
 کے دروازے پر کھڑی پریشان و سرگردان تھی سکون و اطمینان کا سانس لے اب جی کو بھی  
 نقصان لیا مکان اور فقر با زبان ہونے کے بجائے ایسا ہونا ضروری تھا جو معتدل اور مستقل  
 دے۔ مرد ملک ہوں یا گرم ملک، شہری یا ہندوستان کے سب کو ایک مرکز پر دو بارہ چوڑا اور  
 یا کالے، عربی یا چینی، روسی یا ہندوستانی سب کو ایک مرکز پر دو بارہ چوڑا اور  
 سب کے لئے بنیادی دین، لانا مکن جو تعلیم میں یک ہو اور اقل قلیل بنیادی فرائض و  
 ارکان دین، کالام دے سکے اور سب کے لئے یکساں ہو دنیا کو اس ذہنی خلق سے  
 نجات دلا کر انسانی ذہن کی صحت مند بائبل کی لئے کہنے والے مواقع کو دور کر دیا جائے۔  
 اور انسان کو شعل، نگر، نظر، بصر، سم، تنقہ، تعبیر، شعور، مزہ سے خود کام لینے پر  
 آمادہ کیا جائے کیونکہ اب حق قوانین یا مکل مضابطہ حیات انسانیت کے مضطرب  
 کامل نہیں بن سکتا تھا نہ اس کے ذہنی علم و فہمی سے بچاؤ مکن تھا۔ انسانیت کے اس  
 کرب پیچ و پکار پر رب العالمین کے رحمت ابدی موج زن ہوئی اور رحمت عالمین  
 کے ذریعہ اپنی دائمی رحمت اور مکل مضابطہ حیات سے انسانیت کو نوازا قرآن نازل فرمایا  
 جو خود وحی ہونے کے ساتھ اپنی ذات پر خود گواہ ہے۔

بنیادی مقصد متحد ہونے کے باوجود جی بقی اور ملاقاتی ہوتے تھے بین الاقوامی  
 اور عالمگیر نہیں۔ اس طرح ہر دین ایک خاص تاریخی یا قومی یا جغرافیہ خصوص و متعین  
 حالات کی روشنی میں ترقی کرتا اور ان کی تعلیم کسی برہمن، کسی نصرانی، کسی مسلمان، کسی  
 سے متعلق ہی نہ ہوتی تھی اور ہر نئی معاشرہ اور نظام اجتماعی کے اصلاح اور تربیت کے لئے  
 اپنے زمانہ اور حالات کے مناسب سے اللہ تعالیٰ کے پاس سے ایک خاص شریعت لاتے  
 رہے معاشرہ چونکہ جاہد نہیں ہوتا اور اجتماع انسانی ایک ضروری اور ناگزیر ہے انسان  
 کو بغیر اجتماع کے چارہ نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایسی صورت بخش ہے جس کی  
 حیات و بقا بقیر خدا کے تصور نہیں اور اس میں غفلت سے ایسی ایسی قدرت و ولایت فرمائی  
 ہے۔ جس سے وہ اپنی فزائی تلاش اور اس کے حصول کے اسباب مہیا کر سکے۔ لیکن تہا انسان  
 اس سے قاصر و عاجز ہے کہ وہ خود اپنی فزائی ضروریات کو بچہ پہنچائے اور اپنی حیات کو قائم رکھے  
 اس لئے انسان اپنے ہم جنسین کی کثیر تعداد کے ہمراہ مل کر رہنے اور ان کی اور اپنی مددنی  
 حاصل کرنے کا سامان مہیا کرنے اور ایک دوسرے کے تعاون و مدد کو قیام ہے۔ اس لئے  
 نوع انسانی کے لئے اجتماع لازمی ہے (۳۹) اور اس کے بغیر نہ اس کا وجود ممکن ہو نہ  
 اللہ تعالیٰ کی منشاء و شہیت آبادی۔ عالم اور خلقت انسانی کا تصور ممکن ہے اس نظام  
 اجتماعی کی اجتماع آدم علیہ السلام سے ہوئی اور قدر قدر اس کے حدود میں وصوت  
 آتی رہی اور ایک نقطہ پر آکر یہ نظام اجتماعی بڑا بڑا ملک و دونوں کا نظام بن کر وجود میں  
 اقوام کے درمیان انصاف و امن کا فضا بن جو مختلف اقوام کے درمیان ربط و رابطہ رکھے لیکن یہ  
 تعلقات اس وقت اور زیادہ است کے حامل ہوئے بیکہ پر قبیلہ اپنے عروج پر پہنچ کر  
 طاقت ور بنا اور دوسرے قبیلہ کے مد مقابل کھڑا ہوا اس طرح ایک ملک دوسرے ملک اور ایک  
 مملکت دوسرے مملکت کے مقابل آگئی۔

جمہوری کے آغاز پر جمہات پسند عرب تاہر ایک حرف حبش و مرشام کو تو

میں نے اسلام کو تمہارے دین بننے کے لئے پسند کیا۔

آیت میں اکمال دین سے مراد یہ ہے کہ فرائض و منہن اور حدود و احکام، طہار و حرام کو مکمل بیان فرما دیا گیا اور اس کے بعد کوئی طہار و حرام نازل نہیں ہوا (۱۳۳) یہ آیت جتہ الوداع یوم غزوہ اور جدہ کے دن نازل ہوئی اور آپ اُس کے نزول کے بعد اکیاسی دن بقید حیات رہے اور اس عمر میں آپ پر کوئی حکم علت و حرمت و غیر ذل نہیں ہوا (۱۳۴) صرف دو دین آیات جن کا نزول اس آیت کے بعد بیان کیا جاتا ہے نزل ہوئی ہیں اور بعض نے اسی آیت کو آخری آیت قرار دیا ہے (۱۳۵)۔

ایک یہودی حضرت عمرؓ سے ایک مرتبہ کہا کہ اے امیر المومنین تمہارے قرآن میں ایک آیت ہے جس کو تم چھپے ہو اگر وہ ہم پر نازل ہوگی تو ہم اس آیت کے نزول کے دن حیدر مناتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا وہ کون سی آیت ہے اُس نے کہا اَلْقَبْرُ الْاَكْبَرُ لَمْ يَلْمِذَ الامیہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہم اُس دن اور اُس کی جگہ کو خوب جانتے ہیں یہ آیت آپ پر جدہ کے دن اُس وقت نازل ہوئی جبکہ آپ میدان عرفات میں کھڑے ہوئے تھے (۱۳۵)۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس دن پانچ عیدیں جمع تھیں، جدہ، عرفہ، حیدر و حیدر ضاری، حیدر نخوس اور دنیا کی تاریخ میں تمام مل دنیا کی عید بھی آج تک جمع نہیں ہوئی (۱۳۶) اس آیت کے صاف بیان کر دیا کہ دین اسلام اور نعمت نبوت و وحی وغیرہ

(۱۳۲) جامع البیان، سورہ المائدہ آیت ۳۔ معین الدین محمد بن عبدالرحمن الانبلی الشافعی

۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳۔ ۱۴۰۴۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۰۶۔ ۱۴۰۷۔ ۱۴۰۸۔ ۱۴۰۹۔ ۱۴۱۰۔ ۱۴۱۱۔ ۱۴۱۲۔ ۱۴۱۳۔ ۱۴۱۴۔ ۱۴۱۵۔ ۱۴۱۶۔ ۱۴۱۷۔ ۱۴۱۸۔ ۱۴۱۹۔ ۱۴۲۰۔ ۱۴۲۱۔ ۱۴۲۲۔ ۱۴۲۳۔ ۱۴۲۴۔ ۱۴۲۵۔ ۱۴۲۶۔ ۱۴۲۷۔ ۱۴۲۸۔ ۱۴۲۹۔ ۱۴۳۰۔ ۱۴۳۱۔ ۱۴۳۲۔ ۱۴۳۳۔ ۱۴۳۴۔ ۱۴۳۵۔ ۱۴۳۶۔ ۱۴۳۷۔ ۱۴۳۸۔ ۱۴۳۹۔ ۱۴۴۰۔ ۱۴۴۱۔ ۱۴۴۲۔ ۱۴۴۳۔ ۱۴۴۴۔ ۱۴۴۵۔ ۱۴۴۶۔ ۱۴۴۷۔ ۱۴۴۸۔ ۱۴۴۹۔ ۱۴۵۰۔ ۱۴۵۱۔ ۱۴۵۲۔ ۱۴۵۳۔ ۱۴۵۴۔ ۱۴۵۵۔ ۱۴۵۶۔ ۱۴۵۷۔ ۱۴۵۸۔ ۱۴۵۹۔ ۱۴۶۰۔ ۱۴

اسلام وحدت انسانی کو مہداحیات قرار دیتا ہے۔  
 ارشاد باری تعالیٰ ہے: **يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَخْلَقُكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَفَلَنْ يَهْتَمَزَ وَجْهًا وَبَشَرًا مِثْلَ الْآخَرِ وَلَا كَثِيرٌ مِنْكُمْ يَفْقَهُونَ** اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو نفس واحد سے پیدا کیا اور اس نفس واحد سے اس کا جوڑ پیدا کیا اور دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں بیٹھیں۔  
**يَا أَيُّهَا النَّاسُ فَاعْبُدُوا اللَّهَ قَدْ ذُكِّرْتُمْ وَلَكِنْ يَتَذَكَّرُ إِلَّا قَلِيلٌ** اے لوگو! تم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تم کو مختلف عورتیں اور مختلف فائدان بنایا تاکہ ایک دوسرے کی شناخت کر سکو اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں بڑا شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے اس طرح اسلام انسانیت کو ایک سرسبز نفی کرتا ہے اور اپنی بنیاد مخلص مذہبی قبیل پر رکھتا ہے۔

جنی آدم اعضائے یکدیگر اند کردار فرخیش زیک جو سر اند  
 چو عضوے بدو کا درد در نگار دگر عضو را منہ قدسار (۱۵۱)  
 اس میں جنگ نہیں کہ اسلام سے بہت پہلے یہاں نے بھی انسانی مساوات کا  
 سبق دیا لیکن یہ امر کہ نوع انسانی ایک جسم نالی ہے۔ سب کو دعا کی کھم بھی نہ آیا۔ وحدت  
 انسانی کا ایک جز تصور موجود تھا۔ مگر وہی مہد سے کہ اب تک بھی صورت حال کچھ ایسی ہے  
 کہ یہ تصور پرپ کے دل و دماغ میں جاگزیں نہیں ہو سکا۔ ہر کس اس کے دفنی قومیت کے  
 نشوونما سے جس کا سارا زور نام نہاد قوتی خاص پر ہے دینے انسانیت کا جو عنصر مغربی دنیا  
 اور فنی میں کام کر رہا تھا بدو پر دبا ہے لیکن اس سے کسی قدر مختلف عالم اسلام کی تاریخ  
 یہاں وحدت انسانی کا خیال نہ تو محض کوئی فلسفیانہ تصور تھا نہ شاعرانہ خواب، اتحاد انسانی

آپ پر تمام ہو چکی ہے۔ آپ کے بعد کسی نبی کی گواہی نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے بعد انہوں نے مسلمانوں کو ایسا قانون عطا کیا ہے جو منہج انسان کی گہرائیوں سے ظہور پذیر  
 ہوتا ہے۔ ایسی آزادی کا تہذیب دکھایا ہے کہ کسی اور انسانی ہستی کے آگے روحانی حیثیت  
 سے سر نیزا تم نہ کیا جائے اور وہ اجتماعی اور سیاسی تنظیم جسے اسلام کہتے ہیں مکمل اور ابدی  
 آپ کے بعد کسی ایسے امام کا امکان ہی نہیں ہے جس سے انکار کو کٹر و مستحکم ہو۔ اس لیے  
 کہنا کہ دراصل اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دو بعینیں مقرر کر رکھی ہیں  
 ایک بعینہ اسلام کے دوران کے ساتھ خصوصاً قحی جو بولانی رنگ میں ظاہر ہوئی اور بعینہ  
 کی شان کی منظر قحی اور دوسری بعینہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جہان نام احمد کے  
 ساتھ وابستہ تھی۔ آخری زمانہ میں حضور در کائنات کے ایک خادم اور نائب کے ذریعہ  
 مقرر تھی۔ یہی وہ بعینہ ہے جسکی طرف آرا کی قید کی سورۃ جو میں آیت آخرین مضمون  
 لعلایحقوقا عجم کے الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے (۱۶۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے پیغمبر فیض روحانیت میں ایک نبی کے پیدا کرنے کی صلاحیت تھی۔ اگر آپ کے بعد کوئی  
 دوسرا نبی پیدا نہ ہو سکے تو آپ کی روحانیت نامکمل رہ جاتی۔ ان الفاظ میں درحقیقت یہ  
 مدعی ہوتا ہے اعلان کرتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں ہیں آخری نبی ہوں اور محمد  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت پھر فتح ہو گئی اور ان کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 روحانیت سے کوئی دوسرا نبی پیدا نہیں ہو سکا اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 تخلیق قوت کو صرف ایک نبی کی پیدائش تک محدود کر کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے آخری نبی بننے سے انکار کرتا ہے لیکن خود ہی کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی ختم نبوت پر تشرف ہو جاتا ہے (۱۶۸) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعین و تیسس کرتا ہے

(۱۶۷) طحی عہد، کراچی، مجلس فہام احمدیہ۔ گیارہواں سال، اجتماع، سوئٹزر  
 ۱۹۹۷ء، ص ۱۳۔

(۱۶۸) اقبال اور سیاست ص ۳۳۱۔

(۱۶۹) قرآن، النساء آیت ۱

(۱۷۰) قرآن، اہزاب، آیت ۱۳۔

(۱۷۱) گلستان سعدی۔ باب اول، سیرت بادشاہان، بحایت ۱۰۔

مقرر ہے کہ اَلْغَيْبُ الْغَلْبُ الْغَلْبُ الْغَلْبُ حکم کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے دین کو بہر دوہ کامل فرمایا۔ دینی اور دھرمی غلامی سے آزادی دی اور آپ کے بعد اس امت کو نہ کسی نے نبی کی ضرورت ہے اور نہ کسی نے دین کی یہ آیت امت پر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی رحمت اور احاطہ ہے دین کو کامل فرمایا امت محمدیہ نہ اور کسی دین کی محتاج ہے اور نہ کسی نبی کی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے تمام الانبیاء بڑیا اور تمام دین و دھرمی طرف مبعوث فرمایا (۱۵۵)۔

دین الہی کبھی ناقص نہیں تھا، بلکہ بیشتر سے کامل تھا اور تمام شرائع الہیہ اپنے وقت کے لحاظ سے باطل کا کافی اور مکمل تھیں مگر اللہ تعالیٰ پہلے ہی جانتا تھا کہ وہ شریعت پر آج کا دل ہے وہ کل کا کافی نہ رہے گی اور اس لئے وقت متزید پہنچ کر اس کو منسوخ کر دیا جاتا تھا۔ لیکن آخر زمان بخت میں اللہ تعالیٰ نے اسی شریعت کا طے بھی جو ہر زمانہ کے اعتبار سے کامل ہے اور اس کے قیامت باقی رہنے کا حکم فرمایا۔ حاصل کلام یہ کہ پہلی شریعتیں بھی کامل تھیں مگر ایک وقت مخصوص تک کے لئے اور یہ شریعت قیامت تک کے لئے کامل اور کامل ہے۔ اور اسی معنی کے بنا پر اَلْغَيْبُ الْغَلْبُ الْغَلْبُ الْغَلْبُ فرمایا گیا (۱۵۶) یہ رحمت آخر الزماں ہے اور اس کا زمانہ آخر زمان بخت ہے کہ اس کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ کیا جائے گا۔ ہر دین الہی اور شریعت الہیہ بیشتر اپنے اپنے زمانہ کے لحاظ سے کامل تھے اور اس زمانہ کے لوگوں کی ہدایت کے لئے باطل کا کافی دشمن تھے البتہ اللہ تعالیٰ جانتے تھے کہ آئندہ کس زمانہ میں کونسا انقلاب حالات ہے شریعت اور قانون آئندہ نسلیں کے لئے کافی ہوگی اور اس کو منسوخ کیے کے بعد مراد دین اور شریعت بھی جائے گی ہمدردی کا شرف اور ان کا وہی کہ کمال مرث اپنے اپنے زمانہ کے لحاظ سے تھا اور یہ دین تینوں میں کو تمام انبیاء علی اللہ علیہم السلام کے مبعوث ہونے قیامت تک کے لئے ہدایت دہرہری کا حقیقہ ہے

کے لئے کسی خاص نفسانی اساس کی متوجہ ہی کا یہاں ہو سکتی ہے جب اس حقیقت کا ادراک ہو جائے کہ نوع انسانی ایک جہت ہے اور اس کی زندگی اس قدر عانی ہے ۱۵۷۱ اسلام کا ظہور اس قدر عانی مقل کا ظہور ہے اسلام نے خوب سمجھ لیا تھا کہ انسان بیشتر سے ہلکا پر زندگی بسر نہیں کر سکتا اس کے شعور ذات کی تکمیل ہوگی تو وہ اپنی وہ اپنے سامنے سے کام لینا سیکھے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اگر دینی حیوان کو تسلیم نہیں کیا یا عورتوں یا دشمن کو جائز نہیں رکھا، یا بار بار مقل و مجرب پر زور دیا یا عالم فطرت اور تاریخ کو علم انسانی کا سرچشمہ بھرا یا اس لئے کہ ان سب کے اندر ہی نکتہ مقرر ہے کہ انسان اپنے وسائل سے کام لے اس کے قولے فکر و عمل بیدار ہوں اور وہ اپنے افعال کا آپ جواب دہ ٹھہرے۔ کیونکہ سب تصور فاعلیت ہی کے تحت پہنچوں (۱۵۵۲) اس لئے اگر ہم نے عقیدہ ختم نبوت کو بلی لیا تو گویا یہ عقیدہ بھی ان لیا کہ اب کسی شخص کو اس دینی ماقب نہیں پہنچا کہ اس کے علم کا تعلق چونکہ مافوق الفطرت مرتبے سے ہے لہذا میں اس کی بات لازم آتی ہے۔ فاعلیت کا تصور ایک طرح کی نفسانی قوت ہے جس سے اس قسم کے دعووں کا قلع قمع ہوتا ہے اور انسان کے باطنی واردات اور احوال کی دنیا میں بھی علم کے نئے نئے رستے کھل جاتے ہیں کہ ہم ان کا مطالعہ عقل و فکر اور تعلیمات نبوت کی روشنی میں کریں اور عقل و فکر سے کام لیتے ہوئے اس پر آزادی کے ساتھ عقیدہ کریں۔ اس طرح عقیدہ ختم نبوت نے دہن اور دھرمی غلامی سے انسانیت کو آزاد کیا۔ انسان کے اندر دلی تجربہ باتیں علم کی غزرائیں محمول دین۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے لالہ فطرت کی تمام قوتوں سے الوہیت کا لباس اترتا ہے اور انسان کے بیرونی تجربات میں تہذیبی شاہدہ کی روح پیدا کرتا ہے (۱۵۵۳)

(۱۵۷۱) تفہیم مدیر الہیات، پانچ نظریہ، ص ۲۲۳۔

(۱۵۷۲) اقبال، پانچواں خطبہ، ۱۹۳ - ۱۹۴۔

(۱۵۷۳) اقبال اور سیاست فی ص ۲۱۹۔

(۱۵۵۱) ابن کثیر سورہ مائدہ، آیت ۲۔

(۱۵۵۲) تفسیر کبیر فرالدین رازی، سورہ مائدہ، آیت ۲۔

”وَأَرْسَلْنَاكَ بِالْبَيِّنَاتِ وَرَسُولًا“ اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف  
بغیر ہمارے بھیجے۔ ”إِنَّ هَؤُلَاءِ لَكُلِّكُمْ شِقَاقِي“ یہ قرآن دنیا جہاں والوں کے  
لئے ہیں ایک نصیحت ہے۔ ”تَذَكُّرُكَ الَّذِي مَزَّلَ الْقُرْآنَ عَلَىٰ خَلْقٍ لِّمَنْ لَّا يَكُونُ لَهُمْ قُلُوبٌ  
تَذَكُّرُونَ“ (۱۹۳) بڑی مالی شان ذات ہے جس نے یہ فیصلہ کی کتاب اپنے بندہ خاص پر  
تازل فرمائی تاکہ وہ تمام دنیا جہاں والوں کے لئے ڈرانے والا ہو۔ ان آیات سے واضح  
ہوتا ہے کہ آپ کی نبوت و رسالت تمام انسانوں کے لئے ہے اور آپ ان کی طرف مکمل  
ہمارے بھیجے گئے ہیں۔ خواہ وہ کلمے ہوں یا کورسے، شرح ہوں یا سفیر، جن ہوں یا ان  
حرلی ہوں یا غیبی، شمرقی ہوں یا غریبی، خواہ آپ کے زمانہ حیات میں موجود ہوں  
یا قیامت تک پیدا ہوں اور آپ کے بعد اب کسی اور نبی کی ضرورت نہیں، خواہ  
وہ تشریفی ہوں یا مردوزی اور نہ کوئی اب مبعوث ہوگا آپ کا ارشاد ہے انا رسول  
من ادركه حيا ومن يولد بعدى (۱۹۴) میں ان لوگوں کے لئے ہوں رسول ہوں  
جن کو اپنی زندگی میں پاؤں اور ان کے لئے ہی جو میرے بعد پیدا ہوں گے آپ  
کی بعثت عامہ ہے۔

”وَأَوْحَىٰ إِلَىٰ هَٰذَا الْقُرْآنِ لِتَشِيرَ بِهِ وَمَنْ يَتَّبِعْ  
يَأْسِرْ فِي قُرْآنٍ بَلُورٍ وَحْيٍ كَمَا كُنَّا نَبْعَثُ فِي قُرْآنٍ كَمَا كُنَّا نَبْعَثُ فِي قُرْآنٍ  
جس میں کو یہ قرآن پہنچے سب کو ڈراؤں۔ اس طرح اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی  
شریعت موجود اور حاضر لوگوں کے لئے مخصوص نہیں بلکہ قیامت تک جن لوگوں تک

اس کا کمال فہم و قدرت اور بصیرت کے لئے ہے جس طرح پہلے انبیاء خاص خاص مدت اور خاص  
خاص لوگوں کے لئے مبعوث ہوئے تھے ان کی بعثت نہ باعتبار زمانہ کے عامتی اور باعتبار  
انسانوں کے طبقات کے عام اور سب پر محیطی۔ اسی طرح ان کی شریعتیں بھی ہر بشر کے  
لئے تھیں لیکن اس سے نہ انبیاء کی توہین ہوتی ہے اور نہ پہلے اہل ان و شراعی کا  
ناقص ہوتا لازم آتا ہے البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے تمام جن دانس کی طرف  
قیامت تک کے لئے مبعوث ہوئے اسی طرح آپ کا دین بھی قیامت تک کے لئے کمالی  
اور کمال ہوا۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عام ہے

قُلْ لَّيْسَ الْبَشَرُ إِلَّا رِجْسٌ وَمَا كُنَّا إِلَّا رِجْسٌ وَمَا كُنَّا إِلَّا رِجْسٌ وَمَا كُنَّا إِلَّا رِجْسٌ  
وَالَّذِينَ (۱۵۸) آپ کہہ دیجئے کہ اسے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا رسول  
ہوں جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین پر ہے۔ ”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ“  
(۱۵۸) اور ہم نے تو آپ کو تمام لوگوں کے واسطے بغیر بنا کر بھیجا ہے۔ خوشخبری سنانے والے  
اور ڈرانے والے۔ جیسا کہ ارکانہ سے یہ بیان کرنا مطلوب ہے کہ آپ دنیا کے تمام موجود  
نسلوں اور زندہ نسلوں سب کے لئے رسول ہیں اور اب آپ کے بعد کوئی نبی پیدا ہوگا  
آپ کا ارشاد ہے ”بعثت انا الناس كافة“ (۱۵۹) میں تمام نبی نور انسان کی طرف  
مبعوث کیا گیا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ“ (۱۶۰)  
آپ تمام عالم والوں کے لئے رحمت ہیں اور آپ کی نبوت و رسالت تمام انسانوں کے لئے عام ہے

(۱۶۱) قرآن، النساء، آیت ۴۹۔

(۱۶۲) قرآن، الاحزاب، آیت ۱۵۸۔

(۱۶۳) سہار، آیت ۲۸۔

(۱۶۴) قرآن، الزمر، آیت ۱۔

(۱۶۵) تفسیر الاحزاب، ج ۱، ص ۱۰۱۔ ملاحظہ فرمائیے علی السبق۔

(۱۶۶) قرآن، الانعام، آیت ۹۹، پ ۷۔

(۱۶۷) قرآن، الاحزاب، آیت ۱۵۸۔

(۱۶۸) سہار، آیت ۲۸۔

(۱۶۹) تفسیر الاحزاب، ج ۱، ص ۱۰۱۔ ملاحظہ فرمائیے علی السبق۔

(۱۷۰) قرآن، الانعام، آیت ۹۹، پ ۷۔

ایک راہ تجویز کریں۔ ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں۔

اس آیت کے تحت کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء اور رسولوں پر بلا فرق ایمان نہ لائے اور اسی وجہ سے انبیاء سابقین ہمیشہ اپنے بعد آنے والے نبی کی اطاعت کا حکم دیتے تھے۔ اب اگر آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث ہوتا تو خدا تعالیٰ ہی ہوا یا فرشتہ نبی، برہمچاری یا غلطی اس کی اطاعت تمام امت کے لئے ضروری ہوتی امت کی نجات اس پر ایمان لانے اور اس کی اتباع پر منحصر ہوتی اور آپ ایمان لانا نجات کے لئے کافی نہ ہوتا۔ بلکہ آیات سابقہ آپ پر ایمان لانے کو نجات کے لئے کافی قرار دیتے ہیں لہذا جو شخص بھی آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی دینا میں تجویز کرے گا وہ آپ کی توہین اور قرآن کی آیات کی تکذیب کرنے والا ہوگا اور وہ آپ کو رذت للعالمین کے بجائے عالم والوں کے لئے باعث رذت قرار دیتا ہے اس طرح مدعی کا کذب خود غافران بتاتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ فَسَاءَ مَا يَحْكُمُ بِهِ** (۱۶۹) واضح ہدایت کے بعد جو رسول کی نافرمانی کرے گا مومنین کی راہ کے علاوہ کوئی دوسری راہ اختیار کرے ایسے شخص کو ہم نہ وصول کیا جائے گا۔ کیونکہ رسولوں کو ہمیشہ اسی سے چاہا ہے کہ لوگ اس کا اتباع کریں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ سبیل مومنین کی اتباع کا حکم دیتا ہے اور اس سے پہلے پرست ترین و عہد فرماتے ہیں لہذا اب آپ کے بعد آنے والے نبی کی ضرورت باقی نہیں اور نہ مبعوث ہو سکتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ محمد رسول اللہ پر ایمان لانے کا عہد و میثاق اپنے رسولوں اور انبیاء سے لیتے ہیں کہ اگر ان کی حیات میں محمد رسول اللہ مبعوث ہو جائے تو ان انبیاء اور رسولوں پر آپ کی تصدیق فرض ہے اور ایمان لانے کا پابند ہیں اور ان کی امتوں پر واجب ہے کہ وہ بھی آپ پر ایمان لائیں، اسی بنا پر آخر زمان میں حضرت مسیحؑ آپ کی شریعت پر آئیں گے اگرچہ حضرت مسیحؑ اپنے حال پر نبی اور رسول ہوں گے (۱۷۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن پہنچے ان سب کے لئے جت ہے اور آپ کی دعوت تمام اقوام عالم کے لئے ہے اور آپ بین الاقوامی اور بین المللی نبی اور رسول ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **وَمَنْ يَشْكُرْهُ بِنِيعَةِ الْكَفَرِ فَكَانَ كَالْخَيْلِ** (۱۶۹) جو شخص دوسرے (زقوں میں سے) اس قرآن کا انکار کرے گا تو دوزخ اس کے وعدہ کی جگہ ہے۔ اس آیت میں ازواج سے مراد تمام اقوام عالم ہیں اور آپ کی دعوت بین الاقوامی اور بین المللی ہے اور اس سے انکار کرنے والوں اور مل کر کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی یہاں سخت سزا ہے **يَا أَيُّهَا النَّاسُ فَذْكُرُوا أَنَّمَا كُنْتُمْ بَالِغِينَ مِنْ رَبِّكُمْ فَأَمَّا مَنْ أَشْرَأَ أَنْ يُلْقَىٰ** (۱۷۰) اے لوگو! تمہارے پاس یہ رسول کبھی بات نہ کرے کہ تمہارے رب کی طرف سے مبعوث ہوئے ہیں سو تم ایمان لے آؤ یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ اس سے مراد تمام اقوام عالم ہیں اور عہد بعثت سے فتح جوت کا بھی ثبوت ہوا ہے۔ ان آیات سے ثابت ہوا کہ آپ تمام عالم والوں کے لئے رحمت ہیں اور آپ پر ایمان لانا نجات کے لئے کافی ہے اب اگر کوئی دوسرا نبی آپ کے بعد مبعوث ہوگا تو اس قاعدہ کے مطابق کہ ہر نبی پر ایمان اور اس کی اطاعت کرنا فرض ہے۔ انکار کرنے والے کافر ہوتے ہیں۔ پہلے اگر آپ کی امت اس نبی کی اطاعت سے انکار کر دیں گے تو پھر انکار کے کافروں کے اس طرح آپ کی امت کے لئے آپ پر ایمان لانا اور آپ کی پیروی کرنا نجات کے لئے کافی نہ ہوگا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **أَلَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ نَبِيٌّ بَلَغَ فِيكُمْ ذِكْرًا وَهُدًى وَنُورًا لِّقَوْمٍ يُذَكِّرُونَ** (۱۷۱) اے لوگو! کیا تمہاری امت میں سے ایک نبی نہیں آیا جو تم پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہے اور تمہاری امت کے لئے ہدایت اور نور ہے؟ **أَلَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ نَبِيٌّ بَلَغَ فِيكُمْ ذِكْرًا وَهُدًى وَنُورًا لِّقَوْمٍ يُذَكِّرُونَ** (۱۷۲) اے لوگو! کیا تمہاری امت میں سے ایک نبی نہیں آیا جو تم پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہے اور تمہاری امت کے لئے ہدایت اور نور ہے؟ **أَلَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ نَبِيٌّ بَلَغَ فِيكُمْ ذِكْرًا وَهُدًى وَنُورًا لِّقَوْمٍ يُذَكِّرُونَ** (۱۷۳) اے لوگو! کیا تمہاری امت میں سے ایک نبی نہیں آیا جو تم پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہے اور تمہاری امت کے لئے ہدایت اور نور ہے؟

(۱۶۹) قرآن، ہودہ آیت ۱۷۰، ۱۷۱

(۱۷۰) النساء، آیت ۱۷۰، ۱۷۱

(۱۷۱) النساء، آیت ۱۷۱، ۱۷۲

(۱۶۹) قرآن، النساء، آیت ۱۷۰، ۱۷۱

(۱۷۰) قرآن، النساء، آیت ۱۷۱، ۱۷۲



سے قبل کوئی ایسا نبی مبعوث نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ عہد و پیمان لیا ہو (۱۵۱)۔

**عہد میثاق**  
وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ رَسُولٍ أَنْ تَقُولُوا بِهِ وَكُنْتُمْ شَاقِينَ  
قَالَ أَقْبِرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ أَصْرًا ثَقِيلًا فَأَلْقَا قَوْلَهُمْ تِلْكَ ذُرِّيَّتُكُمْ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَيْهَا أَلْفًا مِائَةً مِنْ النَّبِيِّينَ (۱۵۲) اس آیت میں اس عہد و میثاق کا تذکرہ ہے جو اللہ تعالیٰ تمام انبیاء و رسل طیبہ السلام سے ازل میں قائم الانبیاء و الرسل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لے چکے ہیں اس میں عذاب اگرچہ انبیاء و رسل سے ہے لیکن اس میں ان کی امتیں بھی شامل ہیں کیونکہ جب نبی کو حکم دیا گیا ہے اور اسے عہد و پیمان لیا گیا ہے تو ان کی امت بعد از اولیٰ اس التزام و پیمان میں داخل ہوگی جس طرح اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کی ارواح پیدا کیے ان سے اپنے رب ہونے کا عہد و اقرار لیا اسی طرح تمام انبیاء سے یہ عہد لیا کہ اگر آپ میں سے کسی کی حیات میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو کر تعریف لے آئیں تو آپ ان پر ایمان لائیں اور ان کی مدد کریں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے انبیاء میں سے جس کی کو مبعوث فرمایا تو یہ عہد ان سے ضرور لیا کہ اگر ان کی زندگی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو وہ ان پر ایمان لائیں اور ان کی مدد کریں (۱۵۳) اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل بہت سے رسول آئے مگر کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میں وہ آخری نبی ہوں جس کا عہد ازل میں اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں اور نبیوں سے لے چکا ہے بلکہ ہر رسول نے اپنے بعد دوسرے رسول کے آنے کی بشارت سنائی حتیٰ کہ وہ زمانہ آگیا جبکہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے بعد اس

- (۱۵۱) خدائیں بکری • جلال الدین سیوطی، طبرہ، ص ۲۳۔  
(۱۵۲) قرآن، آل عمران، آیت ۸۱، پ ۳۔  
(۱۵۳) ابن کثیر، تفسیر ابن جریر، طبری، آل عمران آیت ۸۱۔

آخری نبی کی بشارت دی کہ میرے بعد وہ آخری نبی مبعوث ہوں گے۔ عالم متفق تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں ہر اعلان کیا کہ میں ہی وہ آخری نبی ہوں اور عالم کا زمانہ بھی آخر ہے اور با تو کہ دو اٹھویں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ میں اور قیامت اس طرح قریب قریب ہیں (۱۵۴) عالم بڑے عروج کو پہنچ چکا ہے ضرورت میں ایک ہی اینٹ کی کسر باقی تھی وہ میری آمد سے پوری ہو گئی۔ دونوں تمیزیں مکمل ہو گئیں (۱۵۵) اب صلاح و تقویٰ دیکھنے کا زمانہ آیا ہے۔ وَمَنْ يَطِيعِ الرَّسُولَ فَذَٰلِكَ عَاقِبَةُ اللَّهِ وَمَنْ يُؤْتِهَا فَمَا آتَيْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَبِطًا (۱۵۶) رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور جو شخص اس میں روک دے گا اس کی گمراہی آپ نہیں۔

وَمَنْ يَطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رِجَالًا (۱۵۷) اور جو اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرے گا تو وہ نبیوں، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا اور یہ حضرات بڑے اچھے رفیق ہیں "وَمَنْ يَتَّبِعِ عِزًّا وَلَا يَفْشَا فَلَنْ يَقْبَلَ وَجْهَهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ" (۱۵۸) قیامت تک پیدا ہونے والی نسلوں کی نجات اور دخول جنت کے لئے صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور آپ کی اطاعت کرنا کافی ہے۔ اب روکڑی نبی مبعوث ہوگا اور نہ کسی سے اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کو قبول کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ تمام عالم میں قیامت تک پیدا ہونے والی نسلوں کے لئے ہے۔

- (۱۵۴) بخاری، کتاب التفسیر سورہ و امازعات، طبرہ، ص ۳۵۵ کتاب القاد طبرہ ص ۹۴۔  
(۱۵۵) بخاری، طبرہ، ص ۵۱۔ کتاب الشاقب، باب قائم النبیین میرٹھ۔  
(۱۵۶) النساء، آیت ۸۰۔  
(۱۵۷) قرآن النساء، آیت ۶۹۔  
(۱۵۸) آل عمران، آیت ۸۵۔

بعثت عامہ اور ختم نبوت کا ربط

بہشت عامہ اور ختم نبوت میں  
ڈاکٹر اربط سے اگر اس کا بہشت

عالم نہ ہوئی اور نبوت ختم ہو جاتی تو اسے والی نسلیں بلا رسول اور نبی کے نہ جانتیں اور  
جہانے نعمت کے ایک رحمت ہوئی اور اگر آپ اپنے دوسرے نبوت ہوئے کہ جس  
میں آپ کی تعلیمات کا تحفظ نہ ہوتا اور آپ کی تعلیمات میں دین اسے والی نسلیں نہ  
پہنچ پاتی اور وہ بے خبر مرد جہانے تو یہ بھی جہانے رحمت کے زحمت ہوئی اور اللہ تعالیٰ علیہ  
بمعدل کو تکلیف حلالہ مطلق نہیں دیتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے تاریک دور  
کے ایسے سنگ میں نبوت فرمایا جس کے سرے قدیم و جدید دونوں سے ملے ہوئے تھے۔  
اور جو آپ کی بدولت مروج کو اپنے حق سے قطع اور اوقات کو اپنے  
کا اصول بھی قرآن نے دیا ہے کہ آپ کی بعثت سے قبل ہی مشرق و مغرب کے درمیان  
ایک پل کی عیثیت اختیار کر چکا تھا۔ تمام کاردار بین دین تجارت کریش کر کے توسط  
سے ہوتا تھا۔ اہل عرب کے نہایت قریبی تعلقات مشرق و مغرب کے ساتھ وابستہ تھے  
(۱۷۸) لہذا جب نبوت کا ختم ہونا ضرور ہوا تو آپ کی بعثت کا واسطہ قیامت تک تمام انسانوں  
پر پھیلا دیا گیا اور اس کے تحفظ کا انتظام اس طرح فرمایا کہ آپ کو قرآن کا مفتاح تاریکی دوسرے  
نبوت فرمایا اور آپ کی تعلیمات اور دور کو اپنے حق سے قطع اور اوقات کو اپنے  
(۱۷۹) فرما کر قیامت تک تحریف سے محفوظ فرمایا تاکہ دینی دنیا تک تمام انسان اس کا مل و  
اکمل رسالت اور دین کے زیر سایہ آسکیں اور کسی دوسرے نبی اور رسول کے تمام زہدیں  
اس اتحاد دین کی بدولت دینی مصیبت کی بنیاد پر عرب کو ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ یہ  
آپ کی رحمت للعالمین کی دوسری مثال ہوئی۔ اگر آپ کی بعثت علم ہوئی اور نبوت ختم نہ  
ہوئی اور کینہہ اگر کوئی کامل رسول نبوت ہوتا اور آپ کے جہانے اس کی اقباع لازم ہوئی

(۱۷۹) عربیہ بے نور محمد ص ۱۸۲۔

(۱۸۶) قرآن المجرایت و پ ۱۳۰

آپ کا نقص ثابت ہوتا۔ دینی صحبت کی بنیاد پر اتحاد قائم ہوتا، دنیا میں ہم دُعا دے کر آپ کا ہوتا مگر کوئی ناقص رسول آتا تو کون کہے ہوتے تھے ناقص کے واسطے میں آپ کا بنائے رحمت کے زعمت بن ماما (ایضاً بابا) جس طرح <sup>۱۹۸۷ء</sup> پاکستان میں نکلا نہایت کی بنیاد پر ایک طوفان کھڑا ہوا تھا، اوس کے اثرات اب بھی باقی ہیں۔ یہ فساد دینی صحبت کے بنیاد پر وقوع پذیر ہوا تھا۔

صہبی کے کہنے کا یہ نکتہ کہ غلاف جہاد کے مسلمانوں کو دینی بصیرت کی بنیاد پر علم و فہم سے غفلت کیا اور اتحاد اسلامی کی وہ روح جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں میں پیدا کر چکے تھے اس کو دوبارہ زندہ کیا۔ بعد ازاں امت مامر کے بعد ہم نبوت کا ہونا بھی ضروری اور لازم ہو گیا اس کے ساتھ آپ کی سیرت طہیر کے مختلف پہلوؤں کو محفوظ کر کے مسلمانوں میں سیرت نگاری کا بھی معرض وجود میں آیا۔ عزات، مریا کی تفصیل قلم بند کرنے کے علم مغازی کی ابتداء ہوئی۔ ایران اور یونان میں کتابت کے دیر تار مع کو محفوظ کرنے کا رواج ضرور تھا لیکن سند کا کوئی اہتمام نہ تھا۔ دونوں قوموں کے یہاں تاریخ محض عیسائیوں کے مستند واقعات سے عبارت تھی۔ مگر دنیا کا ثقافت اور ہر قسم کی نالی اور کثرت و لغت شریک لیکن قرآن سے تاریخی تنقید کا ایک بنیاد پیش کیا اور امداد داری تعالیٰ ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوهُ** (۱۸) اے ایمان والو! اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لاوے تو خوب تحقیق کر لیا کرو۔ ہمیشہ نے مزید اس کی تشریح کی۔ **لَنْ هَذَا الْعِلْمُ دِينٌ** فافظ و اذن من تاحذون دینکم۔ یہ علم دین ہے تو دیکھو کہ شخص سے علم دین مامل کرتے ہو اس طرح تاریخ بھی جوئے کی بات ہے اعتبار ہے اور قبول کے لائق نہیں (۱۸) بطور ایک

(۱۸۱) قرآن البزات ، آیت ۶ -

مسلم . باب في ان الاسناد من الذين قبلوا من ٨٣ باب وجوب الرواية

من الثقات، مجلد ١ ص ٦١ -

میں ممکن نہیں۔ گویا آپ کی بعثت انسانیت کے تاریخی دور کے لئے ایک عہدِ ماضی ہے مسلمانوں نے آقاؐ اسلام ہی سے آپ کے اقوال، افعال اور تقریر کو اپنے امتیازی اصول اور مخصوص پہنچ پر منضبط اور مرتب کرنے کا اہتمام کیا اور جب تاریخ کے نام سے کتب کی ابتدا ہوئی تو اس میں بھی مقتصد میں نے خبر مع سند (جو کتابت حدیث کی امتیازی شان تھی) ملحوظ رکھا۔ مگر رفتہ رفتہ یہ طریقہ آہستہ آہستہ قبول ہوا اور پھر آپ میں ایسے مورخ پیدا ہوئے جنہوں نے خود آپ کے ازمنہ و سہلی کو بحالتِ ادوار تاریخی کا دور کیا۔ ان مورخوں نے تاریخ کو داستان گوئی سے الگ رکھا اور کھینچے والوں میں ایک مقتدی (۱۸۵) درج پیدا کی اور اسے ایک مقتدی روح کو تحقیق و تہ تحقیق کا نام دیا جانا۔ اور ماضیات میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جانا ہے اور کام کرنے والوں کو دورِ قریب میں رہنا نہ کیا جانا۔ یہ صرف محمد رسول اللہ ﷺ التین والصلین کی بعثت کا کرشمہ ہے جس طرح آپ کا دین اکمل ہے آپ کا دور بھی اکمل قرار پایا۔ آپ سے قبل دیگر انبیاء اور صلین کے دور کو یہ خصوصیت حاصل نہ تھی۔ ان کا دین تحریف کے نذر ہوا اور ان کی تعلیمات صحیح شکل و صورت میں دنیا کے سامنے موجود نہیں لیکن قرآن آپ کا سن و عمر ہی طرح لوگوں کے سامنے موجود ہے جس طرح آپ کی وفات سلسلہ میں ہی موجود تھا اور ایک زہر یا زہر کا زہا تھا نہ اور نہ کسی ہوسکی یہ تمام تحفظات علوم بعثت اور ختم نبوت کی ہر گزیر ہمت کے تقاضے ہیں اسلام کا تعلق صرف تاریخی مجبوریوں ہی سے نہیں بلکہ حال اور مستقبل کے تقاضوں سے بھی ہے۔ اسلام اگرچہ اہل کے ایک متعین دور میں آیا ہے تاہم اپنے مزاج ترتیب اور خواص کے اعتبار سے اس کی وسعتیں اور پس منظر انسانی تہذیب و تمدن کی تمام رنگ و بناؤ کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہیں۔ صدیقیت کی دور میں نگاہیں اس دانش و حقیقت سے بخوبی واقف تھیں جب مدحین نبوت کا ذہن یهودی اور نصرانی سازشوں سے اسلام کے خالقیت کے

علم کے تاریخ کا دار مدارِ اربعین پر ہے کہ اس کا مواد وحی و افعات سے تیار کیا گیا ہے ان کی صحت کا یقین ہوا اور اس کا انحصار اس امر پر ہے کہ اہل کے رادی کلن ہیں۔ لہذا تاریخی تصدیق کا اولین اصول یہ ہوا کہ ہم ان کی بیعت اور کردار کا ٹھیک ٹھیک اندازہ کر سکیں۔ بغیر اس کے بغیر ممکن نہیں کہ رادی نے جس امر کی شہادت دی ہے ٹھیک تھا یا غلط، اس طرح فیض نے اس اصول کا اطلاق سب سے پہلے رادیان حدیث پر کیا اور رفتہ رفتہ تاریخی تصدیق کے قوانین مرتب ہوتے گئے۔ قرآن کا بار بار حقائق زور دینا اور اس امر کی ضرورت اور احساس کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انبیاء صحت کے ساتھ متعین ہوں صحابہؓ اور ان کے بعد آنے والے مسلمانوں کی یہ آرزو کہ ان کی کہندہ سسلوں کو ان کتاب فیض کے دوائی شریعت میں لایں (۱۸۳) اس طرح اسلامی ادوار میں تاریخ نگاری کی تمام ضروری شرائط کو ملحوظ رکھا۔ ابنِ حاتم، ابنِ شامہ طبری، مسعودی، ابنِ کثیر وغیرہ ایسی ہستیاں پیدا ہوئیں اور انہوں نے صدیوں پہلے اس نقصان زدہ روش کو اپنایا ہے آج بعض مغربی مصنفین امتیاز رکھتے ہوئے ہیں۔ اسلام میں دین و شریعت کے غلط فہم سے مزینہ حریف کو سب سے پہلے حدیث کے لئے استعمال کیا گیا اور اس کا بھی دہی میار رکھا جو شریعت میں قابلِ اعتماد ہو، اس میار کو بردنے کا ر لائے کے لئے کئی اور علوم (جن میں تاریخ اور اہل الرمال خاص طور پر قابل ذکر ہیں) اور ج میں آئے اور اس میزان کے ذریعہ دلوں میں علم حدیث کے بیان علم اصول حدیث کے ہم سے موجود ہے، واقعات و روایات کی صحت و عدم اور صدق و کذب پر کاغذ کا دھوکہ اور فن تاریخ نگاری کو مزاح کمال تک پہنچا (۱۸۴)۔

یہ سب علوم بعثت اور خالقیت کے مختلف پہلو ہیں اس امتیازی اصول اور خصوصیت نے جس تحقیق و تہ تحقیق کی ضمانت دی کسی اور قوم یا کسی اور دور کی تاریخ

أَنْ يَتَنَلَّوْا أَوْ يَصْلَحُوا أَوْ يَنْقَطِعَ إِلَيْهِمْ وَارْتَجِعُوا مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُبْعَثُوا  
مِنَ الْأَرْضِ ذَلِكَ لِمَنْ خَرِئَ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ  
إِنَّ الَّذِينَ تَابُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَقْرَأَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ  
يُؤْتِي مَنْ يَشَاءُ اللَّهُ تَعَالَى أَدْرَاسَ كَے رسولؐ سے لیتے ہیں اور ملک میں شاد مچھلاتے ہیں ان کی  
ہی منزلہ ہے کہ تل کے ہائیں یا رسولؐ دیکھ جائیں یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف جانب سے کاٹ  
دیکھ جائیں یا نہیں پرے نکال دینے جائیں یہ ان کے لئے دنیا میں سخت رسوائی ہے اور ان  
کو آخرت میں عذاب عظیم ہوگا۔ ہاں مگر جو لوگ قبل اس کے کہ تم اپنی کوتاہی کو نہ کر لو، تو بہ کر لیں  
تو جان لو کہ ایک اللہ تعالیٰ بخش دیں گے ہر بانی فرشتے کے۔

آیت میں چار سزاؤں تجویز کی گئیں۔ قتل، سولی، مخالف جانب سے ہاتھ پاؤں  
کاٹنا اور جلاوطن کرنا۔ ان میں اس کے جرم کو دیکھتے ہوئے کوئی ایک سزا دی جاسکتی ہے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قبلہ مکہ کے کچھ لوگ مسجد کے سامان میں پاکتے  
تھے ان کو مدینہ کی ہونا موافق آئی اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو  
دودھ منگوائیے۔ آپؐ نے فرمایا دو جگہاں سے لائیں البتہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے اونٹوں میں پہلے گاؤ یہ لوگ صدقات کے اونٹوں پر چرے گئے اور دودھ اور بیشاب  
پیتے گئے۔ یہاں تک کہ تندرست اور ترمسند ہو گئے، چرواہے کو قتل کیا اور اڑھ ہلک  
کرے گئے۔ آپؐ کے پاس شکایت پہنچی آپؐ نے ان کے یہ جیسے حالش کرنے والوں کو روک دیا  
کیا اور دن چڑھے سے قبل ہی ان کو پکڑ لائے۔ آپؐ نے سلاطین گرم کرنے کا حکم دیا چنانچہ  
سلاطین گرم کی گئیں اور ان کی آنکھوں میں پیرادی گئیں اور لئے مسجد سے باقہ پاؤں  
کوٹائے اور ان کو داغائیں پھر مدینہ کی چٹری زمین میں ڈال دیئے گئے، پانی ڈالتے تھے  
کیوں کسی نے ان کو پانی نہیں دیا یہاں تک کہ وہ سب مر گئے۔ ابو قلابہ بیان کرتے  
ہیں کہ ان لوگوں نے پھوری کی اور قتل کیا اور اللہ اور اس کے رسولؐ سے رشے تھے (۱۸۸)

اس تصور کے خلاف صف آراء ہوئے۔ صدیقیت نے ان کی صفوں میں گھس کر ان پر  
ایسا وار کیا جس سے عوم بکشت اور تصور قنایت کا منظر تاقیامت انسانیت بالیسا  
عیان ہوا کہ جب بھی کسی نے تصور قنایت اور عوم بکشت پر کسی قسم کی رہنمائی کی  
کوشش کی مسلمان ان ہرزوں کے خلاف صدقیت کی شیر بران کے سر میدان  
جہاد میں نکلے اور ان کو صف ہستی سے مٹا دیا۔ پاکستان میں ماسٹر علی قوٹی  
اسمبلی کے مقتدر فیصلے کے تحت (۱۸۹) مرزائیت اور قادیانیت کو اقلیت قرار دینا  
صدقیت ہی کے فیصلے کی ایک کڑی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی بس بھیں مشیت تھی کہ حضرت  
صدقیؑ کے درمیں ایسے مسائل اٹھیں تاکہ صدقیت کے خدیو اس کو ہمیشہ کے لئے  
علی کر دیا جائے۔ صدقیت نے اس کو علی کا اور قادیانیت مسلمانوں اور امت پر احسان  
عظیم فرمائے درہ اس امت کا شیرازہ سلجھ ہی میں بکھر چکا تھا۔ دینی اور قبائلی وحدت  
مراٹھانے لگی تھی اور انسانیت مختلف تصبات میں بٹ چکی تھی۔ صدقیت نے آئندہ  
کے آنکھوں کو علی کا، تار سبز و ابدیت، ماضی، حال، مستقبل کے درمیان ایسا توازن  
قائم کیا جو پودہ سو سال لمبے اور طولی ترین قابض کے باوجود آج بھی قلب و ذوق  
کے قریب تر لمس ہوتا ہے۔ انسانیت کو ایک وحدت قرار دے کر دینی و قبائلی  
سے اللہ تعالیٰ کے اہل فیصلہ کے مطابق آکر اور کیا اور آج بھی عوم بکشت اور قنایت  
کا عقیدہ اسلام کا بنیادی متنازع اور شدہ مسئلہ ہے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم اپنے حیات طیبہ میں صحابہ کے سامنے پیش فرماتے تھے۔

اسلام میں مسئلہ ارتداد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل

«إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا

(۱۸۹) اعلان رٹریو پاکستان، ۱۷ ستمبر ۱۹۷۹ء۔ انجارات دسمبر ۱۹۷۹ء۔

(۱۸۸) جنگ، حریت و جدوجہد۔

الزَّكَاةَ وَالْمَالَ هَ آیت ۳۳-۳۴  
(۱۸۸) محمد عبدالمجید، طبع فیضی بیروت

وَيَسْتَأْذِنُوا فَاُولَٰئِكَ مُؤَذَّنُونَ عَلَيْهِمْ وَأَمَّا أَهْلُ الْاِثْمِ (۱۹۲) مگر جو لوگ توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں اور ظاہر کر دیں تو ایسے لوگوں پر توبہ ہو جائے گی اور میری بکثرت عادت ہے توبہ قبول کر لینا اور ہر بائی (معاذ اللہ) ان لوگوں کی توبہ قبول نہ کرنا یہ عدم ایما ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا بَعْدَ اٰمَانِهِمْ ثُمَّ اُنْزِلَتْ اِلَيْهِمْ الْبُكُورُ فَهُمْ لَا يَخْشَوْنَ اللَّهَ وَلَا يَحْشَوْنَ النَّاسَ اُولَٰئِكَ هُمُ الصَّانِعُونَ (۱۹۳) بیشک جو لوگ کافر ہوئے اپنے ایمان لانے کے بعد پھر مرتے ہے کہ لوگ ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی اور ایسے لوگ گمراہ ہیں اور کفر کی وجہ سے ان سے قدر بھی قبول نہ ہوگا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفْرًا فَلَنْ يَغْفَلَ عَنْ اَعْدَائِهِمْ مِنَ الْاَنْفِثِ ذٰلِكَ هُوَ الَّذِيْ تَقْتَضِيْهِ اُولَٰئِكَ لَمْ يَخْشَوْا اللَّهَ وَلَا يَحْشَوْنَ النَّاسَ (۱۹۴) بیشک جو لوگ کافر ہوئے اور وہ بھی حالت کفر میں مر گئے سو ان میں سے کسی کا زمین پر سنا بھی نہ لیا جائے گا اگرچہ وہ معاشرہ میں اس کا دنیا بھی چاہے ان لوگوں کو سنا نہ چھٹک ہوگی اور ان کے کوئی عافی بھی نہ ہوں گے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفْرًا اُولَٰئِكَ عَلَيْهِمُ لعنةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ خَلْقِيْنَ فِيْهَا لَا يَخْفَعُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يَنْصَرُونَ (۱۹۵) جو لوگ اسلام نہ لادیں اور اس حالت میں غیر اسلام پر مر جائیں ایسے لوگوں پر لعنت اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور آدمیوں کی بھی سب کی وہ ہمیشہ کھٹے کھٹے رہی حالت میں رہیں گے ان سے عذاب بچا ہوئے پائے گا اور نہ ان کو رحمت دی جائے گی اور نہ ان کو اہل کتاب میں سے جو نصاریٰ کی اطاعت کے مرتبہ نہ ہونا چاہیے اِنَّ تَقِيْلُوْا اٰخِرَ فَاوْتِ اَ الَّذِيْنَ اٰوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اٰمَانِكُمْ كُفْرِيْنَ (۱۹۶)

اس طرح یہ سزا کی وجہ بیان کر دی کہ ان کو اتنی سخت سزا کیوں دی گئی تھی اس واقعہ کے دوسرے طریق میں قارئین کے الفاظ آتے ہیں یہ لوگ مرتد ہو گئے تھے اس وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے زخم زدہ دماغ کو پانی پلایا۔ ان کی آنکھوں کو پھیرا تاکہ ان کو بہرہ برکرا جائے۔ مقصد ان کو تکلیف اور اذیت دے کر قتل کرنا تھا تاکہ آئندہ کسی کو ان ... جرائم کے ارتکاب کی جرأت نہ ہو کہ اگر مرتد ہو کر اللہ اور رسول کی مخالفت اور دشمنی اختیار کرے۔

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ اٰمَانِهِمْ وَشَهِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ (۱۸۹) اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو کیسے ہدایت کریں گے جو کافر ہو گئے، ایمان لانے کے بعد اور اپنے اس اقرار کے بعد کہ رسول سچے ہیں اور اس کے بعد کہ ان کو واضح دلائل پہنچ چکے تھے اور اللہ تعالیٰ ایسے بے دھنگے لوگوں کو ہدایت نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے۔ اُولَٰئِكَ جَزَاؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمُ لعنةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ خَلْقِيْنَ فِيْهَا لَا يَخْفَعُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يَنْصَرُونَ (۱۹۰) ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی بھی لعنت ہوئی ہے اور فرشتوں کی اور آدمیوں کی سب کی، وہ ہمیشہ عیشہ کواسی میں رہیں گے ان پر عذاب بھی لگا ہی نہ ہوئے پائے گا اور نہ ان کو رحمت دی جائے گی، البتہ جو اللہ تعالیٰ سے تاب ہو جائیں۔ وَالَّذِيْنَ تَابُوْا اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا صَالِحًا اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ رَّحِيْمٌ (۱۹۱) مگر ان جو لوگ توبہ کر لیں اس کے بعد وہ ایسے خوشنواں اور بیشک اللہ تعالیٰ بخش دینے والا رحمت کرنے والا ہے۔ وَالَّذِيْنَ تَابُوْا وَاصْلَحُوْا

(۱۹۲) قرآن، البقرہ آیت ۱۹۰ پ ۲۔

(۱۹۳) آل عمران آیت ۹۰ پ ۳۔

۵۹۳ . . . ۹۱ پ ۲۔

(۱۹۵) البقرہ آیت ۱۹۲-۱۹۱ پ ۳۔

(۱۹۶) آل عمران آیت ۱۰۰ پ ۳۔

(۱۸۹) قرآن، آل عمران آیت ۸۹ پ ۳۔

(۱۹۰) . . . ۸۸-۸۹ پ ۳۔

(۱۹۱) . . . ۸۹ پ ۳۔



اسلام سے بغاوت اور کفر کی وجہ سے مرتد کی یہ مزامت رکھ گئی ہے اسلام کی  
کو مجبور نہیں کرتا کہ وہ اسلام کو ضرور اختیار کرے بلکہ لا اکرارۃ فی الذنوب۔ (۳۸۱)  
دین میں کوئی بر نہیں ہے۔ کے ذریعہ بنی نوع انسانی کو مکمل آزادی دیتے اور اس  
کو اس کا حق دیتے کہ اپنی مرضی اور عقل سے جو دین اختیار کرنا چاہے اس کو اختیار کر سکتا ہے  
اس کے ساتھ اسلام یہ بھی اعلان کرتا ہے۔ اِنَّ الدِّیْنَ حُذِّثَ لِلنَّاسِ بِمَا رَآوا (۳۸۲) بلاشبہ  
دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے اللہ تعالیٰ اس کی گواہی دیتا ہے کہ جس  
دین کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں اول سے آخر تک تمام انبیاء  
کا دین ہے (۳۸۱) اور اس دین کے علاوہ اور کوئی دین نہیں ہے اور نہ کسی نے اللہ تعالیٰ  
کسی دوسرے دین کو قبول کیے گا۔

وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْاِسْلَامِ فَيَنَاقِلْ فَيُقْبَلْ يَسْتَفِمْ وَهُوَ فِي الْاُخْرٰفِ مِمَّن  
الْفٰسِقِیْنَ۔ (۳۸۰) اور جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو طلب کرے گا تو وہ اس  
سے قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا اس طرح یہ واضح کر دیا گیا کہ  
دین ایک ہے اللہ تعالیٰ ہی ایک ہے اور تمام انبیاء و رسل کا مقصد بھی ایک ہے حضرت آدم  
سے لے کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء ایک مارت بنائے میں گئے ہوتے تھے ابتدائی  
دور کے انبیاء نے بنیادی استوار کیں (۳۸۱) اور بعد کے انبیاء نے اصل مارت کھڑی کی، قرآن  
کا حکم عالم انسانیت کیلئے ہے جسے تمام انبیاء پر ایمان لاکر وحدت انبیاء کا قرا کر کیا جائے نیز ان  
ان کتابوں پر جو ان پر نازل ہوئی ہیں ایمان لاکر وحدت مقصد کا اعلان کیا جائے اور اس کے

اس فرض سے کہ اگر تباہی پادیں تو تم کو تمہارے دین سے پیسہ دین اور جو شخص تم میں  
سے اپنے دین سے پیسہ دے پھر کاز ہونے کی حالت میں رہائے تو ایسے لوگوں کے اعمال  
دنیا اور آخرت میں سب مارت ہو جاتے ہیں اور ایسے لوگ دوزخی ہوتے ہیں۔ یہ لوگ  
دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

مرتد کا نکاح ختم ہو جاتا ہے، اسلامی کا دارت نہیں بن سکتا اور حالت اسلام  
میں صلوة و زکوٰۃ و صوم کو پکڑا دیا گیا تھا۔ سب کا حکم ہو جاتا ہے اور مرنے کے بعد اس  
کی صلوة جنازہ بھی نہیں ادا کی جائے گی۔ مسلمانوں کے مقابر میں دفن نہ ہوگا اور آخرت  
میں اعمال صالحہ اور عبادات کا ثواب بھی نہیں ملے گا اور ادا کیا دے لے دوزخی قرار  
پائے گا (۳۸۱) اگر وہ اپنے اعتقاد قائم رہے گا تو مسلمانوں کے قبضہ میں اگر گرفتار ہو جائے  
اور آزاد ہوے تو یہ نہ کرے تو ایسا مرتد تسلیم کر دیا جائے گا۔

حضرت علیؓ کے پاس کچھ زمانہ ملائے گئے آپ نے اُن کو بلا دیا اور حضرت ابن  
عباس کو اس کی اطلاع پہنچی تو فرمایا کہ اگر میں جوتا تو نہ جاتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے منع فرمایا۔ لا تعذبوا بعدد اللہ الیکے عذاب سے لوگوں کو عذاب مت دو البتہ  
میں ان کو قتل کر ڈالنا ہو مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمان میں بدل جیسہ فاقنتوہ  
جس نے اپنا دین بدل ڈالا تو اس کو قتل کر ڈالا (۳۸۰) اور حضرت معاذ بن جبلؓ میں  
ابو موسیٰ اشعریؓ کے پاس پہنچے تو ابو موسیٰ نے ان کے لئے گدھا پکڑا دیا اور کہا کہ سواری سے  
اترو، اچانک ان کے پاس ایک شخص کی شکایت کسی عورت تھیں معاوضہ کیا ہے؟  
کہا کہ یہودی تھا۔ اسلام سے آیا ہے یہودی ہو گیا اور پھر ابو موسیٰ نے کہا کہ تم لوگ حضرت معاذ  
نے کہا کہ نہیں بیٹھو گناہ جب تک اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے موافق قتل نہیں کیا جاتا  
تین! کہا کہ آخر ابو موسیٰ نے حکم دیا اور وہ قتل کیا گیا (۳۸۱)۔

(۳۸۰) قرآن، البقرہ آیت ۲۵۶، ۳۔

(۳۸۱) القرآن آیت ۱۹، ۳۔

(۳۸۲) مدارع السالکین، جلد ۳، ص ۴۴۵۔

(۳۸۰) قرآن، آل عمران، آیت ۸۵، ۳۔

(۳۸۱) بخاری، باب مقام النبیین، جلد ۵، ص ۵۰۱۔

(۳۸۲) بیان القرآن، البقرہ آیت ۲۱۴، ۲۔

(۳۸۰) بخاری، جلد ۲، ص ۱۰۲۳۔ میرٹھ، جلد ۱، ص ۱۰۲۳۔

(۳۸۱)



بعد یہ تعلیم دی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی اور آخری رسول میں اور وہ  
 عمارت مکمل ہوگئی، تمام انسانوں کے درمیان ایمان، انصاف، غفلت انسانی کے گھما بازیم  
 کی بنیاد پر ہم آہنگی پیدا کی اور پورے عالم انسانیت کو ایک یونٹ قرار دیا اور جس  
 طرح پروردگار عالم کی اولویت عام ہے اور اس کی ربوبیت سے کوئی ایک چیز بھی بے جا  
 نہیں اور نہ کسی چیز سے سہارا لینے کی حاجت اور ضرورت ہے۔ اسی طرح محمد رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و تعلیمات سب کے لئے اور سب کے فائدہ کے لئے ہیں  
 اور کوئی غلطی بھی آپ کی رحمت عام سے خود کو مستغنی ثابت نہیں کر سکتی آپ رب العالمین  
 کی طرف سے رحمت عالم ہیں اب نہ کوئی غیر آپ کی نبوت میں شریک اور نہ کسی غیر سے  
 نبوت میں سہارا لینے کی حاجت و ضرورت، آپ کی تعلیمات عام اور مکمل ہیں اور آپ کو کامل و  
 مکمل بنا کر بھیجا، انسانیت کو فکری آزادی عطا کی، کائنات میں انسان کی حیثیت صرف  
 حیاتیاتی ضروری کی نہیں بلکہ اس سے سوا اور اس سے زیادہ یہ ایک بڑی حقیقت کی تیسرے  
 ایسی حقیقت میں کی جس پر اگر ایک طرف زمین میں گری ہی نہیں تو دوسری طرف اس کے امکانات  
 ارتقاء کی شاقیں آسمان کی پاکیزہ اور مقدس فضا کو چھو رہی ہیں۔ اس کے اطلاقیات کی سیر میں  
 ایک ایسے انسان سے پیدا ہیں جس کا اللہ تعالیٰ سے کوئی رابطہ نہیں جس کے پیش نظر یہ ہو کہ  
 انسان آنا دے سے کھلے پیٹے اور بیسی ہڈیوں کی تسکین پا رہے اور کچھ سے موت کے خوف  
 میں جاسوئے بلکہ نبی نوح انسانی کو ایسے تہذیب و تمدن سے روشناس کروا کہ وہ اللہ کا  
 نائب ہے اللہ کا عزیز ہے اور اس تہذیب اور نظام اخلاق سے فکری طور پر آزاد و بلند و  
 برتر ہے جو سراسر جو انبیت کی بنیاد پر استوار ہو اور جو زندگی کا نصب العین یہ نظر آ  
 ہو کہ انسانی اس دنیائے فانی میں جس قدر ہو سکے نفع و فائدہ سے ایسا دامن طلب کرے۔  
 مَا خَلَقْتُ خَلْقًا فِيَّ الْغَيْبِ مِنْ خَرَجٍ (۲۱۲) دین کے متعلق ارادہ الہی یہ  
 نہیں کہ وہ انسان کو تکلیف اور دشواری میں رکھے بلکہ ارادہ یہ ہے کہ وَكَذَلِكَ يُرِيدُ اللَّهُ لِيُخْرِجَ

وَلِيُخْرِجَهُمْ مِّنْ ظُلُمَاتٍ إِلَىٰ نُورٍ (۲۱۳) ارادہ الہی یہ ہے کہ انسانوں کو پاک و  
 و صاف بنائے اور ان پر تمام نعمت بھی فرمائے۔ اس کا ذہن لوہات اور بیت پرستی  
 کے تمام پردوں کو پاک کر دے اور مطلق حلقہ فکر اختیار کرے اور اس روشنی کو پائے کہ یہ  
 کائنات نظم و قاعدہ کے مطابق ہی ڈھلی ہوئی ہے اور اس میں طغی و اسباب کی ہم آہنگی اور  
 استواری ہے اس میں ایک قانون کا ملین ہے ایک ہی غفلت کی کا فراموشی ہے اس کا کائنات  
 معاشرہ اور اس کی تہذیب، آدمیوں میں جو ایک طرح کی دلی اور انبیت و محبت ہے وہ  
 دور ہو جائے، اور اپنے گرد پیش اور حالات و ظروف کو اپنا قافلہ جسے کھانے پناہ و روت  
 بچھے، یہ کائنات نہ صرف یہ کہ معاندانہ انداز و اسلوب سے بھی بے گھر اس کے وجود کی  
 غرض و غایت ہی ہے کہ اس سے تعاون کر کے اس کا پورا پکا رکن اس سے فائدہ حاصل  
 کرے۔ وَتَحَرَّكَ لَكُمْ تَفَاتِي السَّحَابِ وَفَاتِي السَّحَابِ كَيْفَ تَأْتِي السَّحَابٌ بِرَحْمَةٍ مِّنْ رَبِّكَ (۲۱۴) اور میں تیرے میں آسمانوں  
 میں ہیں اور میں تیرے میں ہیں اس میں سب کو اپنی طرف سے تمہارے سفر بناؤ وَتَحَرَّكَ  
 لَكُمْ الْبَلَدُ وَالْأَنْهَارُ وَالْأَنْهَارُ وَالْأَنْهَارُ وَالْأَنْهَارُ وَالْأَنْهَارُ وَالْأَنْهَارُ (۲۱۵)  
 اور اس نے تمہارے لئے رات اور دن اور سورج اور چاند کو سفر بنایا اور تمہارے اس  
 کے حکم سے سفر میں کارا ز اس پر عیاں ہو اور یہ یقین کرے کہ ہماری عبادت میں اللہ تعالیٰ  
 ہمارے ساتھ ہے اور اگر وسائل و ذرائع اختیار کرنے میں صحیح چلے تو کامیابی قطعی طور  
 پر قدم پونے گی۔ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَمْرًا خَيْرًا (۲۱۶) عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِئْنَاكَ  
 نَبِيًّا رَّحِيمًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَمْرًا خَيْرًا (۲۱۷) واقعی تو

(۲۱۳) القرآن، المائدہ، آیت ۹، ۹۔

(۲۱۴) القرآن، الحجر، آیت ۱۳، ۲۵۔

(۲۱۵) القرآن، النحل، آیت ۱۲، ۱۲۔

(۲۱۶) القرآن، التوبہ، آیت ۱۳۰، ۱۰۔

(۲۱۷) القرآن، الزمزم، آیت ۹۰۔

دخو اذ الفلاح باہلیت میں تم بہت تیز تھے اور اسلام میں سمت ہو گئے جو بزرگ کی  
منقطع ہو چکی ہے اور میں مکمل ہو چکا ہے کیا میرے زندہ رہتے ہوئے اسلام کی کلگی  
آجائے گی؟ (۲۱۸)

صدیقؓ کی ذمہ داری تھی وہی جانتے تھے کہ ادلی الہامی یہ ہیں وہ  
داری ہے کہ لوگوں کو فاضل اسلام کا پانڈا کریں اور دن کو مجبور کریں کہ فاضل اسلام  
پر عمل پیرا ہوں۔ انتقل دینی کے بعد اب دین میں زیادتی و نقصان نہیں آ سکتا۔  
دین مکمل ہو چکا ہے اور ادلی الہامی کے امور میں کسی یا زنی اختیار کرتا ہے یہ  
اسلام کے ساتھ خیانت ہے۔ صدیقؓ جن شہنشاہ نبوت ہوتے ہیں ان کی نظر صرف  
وہی پر ہوتی ہے اور وہی صدیقؓ کا کمال ہے دوسرے لوگ مصالح و مفاد دیکھتے ہیں لیکن صدیقؓ  
جی سے براہ راست علوم افتد کرتا ہے اس لئے صدیقؓ خود دیکھتا ہے اسی کو دوسرے نہیں  
دیکھ پاتے۔ صدیقؓ کے فیصلے نہایت صحیح اور برکت ہوتے ہیں وہی وجہ ہے کہ حضرت  
میرزا علی قاسم شہان کے باوجود ذہنی اور تالیف الناس کا مشورہ دیتے ہیں اور حضرت صدیقؓ جمال  
خان کے باوجود نہایت سخت رویہ اختیار کرتے ہیں حضرت محمد علی بن مسعود فرماتے ہیں  
قال اہل دعوہ کو ابتدا ہم تمام صحابہؓ ناپسند کرتے تھے لیکن ابھام کلمہ میں حضرت ابوبکرؓ  
کو اپنے فیصلہ میں صحیح اور درست پایا اور ہم ان کی تعریف پر مجبور ہوئے (۲۱۹)

عرب میں جو اہل توحید و باغوات کا طوفان یکسبک اٹھ اٹھا اس کی بہری و  
قیادت پانچ شخص (چار مرد اور ایک عورت) کر رہے تھے ان کے علاوہ سینہ بہ سینہ  
الفراری، مالک بن نویرہ و دیگرہ قسم کے لوگ انھیں میں سے کسی نہ کسی کے اعوان و  
انصار تھے ان پانچوں اسودہ بنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیات میں آ رہا تھا جو آپ  
کے بیات میں کسی جھوٹے نبی کا پہلا نقل تھا اس قبل کے متعلق آپؐ نے فرمایا قل لہ

شخص بچا ہے اور میر کرتا ہے واللہ تعالیٰ ایسے کام کرنے والوں کا اجر عظیم نہیں کرتا  
اس طرح اسلام انسان میں ایک جوش و ولولہ پیدا کرتا ہے۔ ایک رب العالمین کا بندہ  
جو کہ جہان کے دیگر طاقتوں سے آزاد ہوتا ہے اس کا ٹھکانہ تدبر و احتیاط سائنسی اور علمی  
اسلوب اختیار کر لیتا ہے اب اگر یہ انسان دو خداؤں اور حق و باطل اور حقیق و افتراء کے  
اختیارات دوا اس سے زیادہ طاقتوں میں انھیں پیروی سے انکار کرنے کے بعد پھر  
توہات اور کفری غلامی میں مبتلا ہو، خون، نسل و زبان، رنگ یا تاریخ جزا کر کے انہ  
تقریبات کو تسلیم کر لیتا ہے جو معاشرہ کو اعلیٰ و ادنیٰ کے درجہوں میں بانٹ دیتا ہے  
بھکہ اللہ تعالیٰ ایک ہے کائنات ایک ہے اور اس میں کار فرما بھی واحد ہے وحدت و یکسا  
ہے ہوتے ہیں۔ ایسا شخص پورے بنی نوع انسانی کا قاتل اور معاشرہ کے زہر ملاہل  
ہے اس کا بانی رکھا انسانیت کے ساتھ دشمنی، لوگوں کو گمراہی اور ذہنی و فکری غلامی  
میں از سر نو مبتلا کر دیتا ہے۔ یونہی بنی نوع انسانی کا خدا ہے اور ایسے شخص کو معاشرہ  
کا دشمن قرار دے کر اس کے شر سے بنی نوع انسانیت کو محفوظ رکھنے کے لئے اس  
کی زندگی کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ معاشرہ میں جو مرامات اور محظقات اسے حاصل  
تھے واپس لے لیتا ہے اس کا کلچر ختم کر دیتا ہے، مسلمان کا وارث بننے کی  
صلاحیت ختم ہو جاتی ہے اسلام کی حالت میں صلوة، صوم، زکوٰۃ، حج جو کچھ ادا  
کیا تھا سب کچھ کا عدم قرار دیتا ہے اور مرنے کے بعد اس کی صلوة نمازہ بھی ادا  
کرنا ممنوع قرار دیتا ہے۔ مسلمانوں کے مقابر میں دفن نہیں کیا جائے گا اور آخرت  
میں اعمال صالحہ اور عبادات کا ثواب نہیں ملے گا اور اہل آبادی و کتب اللہ تعالیٰ کے  
قرابک مستوجب ہوگا۔

ابوبکر صدیقؓ کی ذمہ داری، ان کی تدبیر اور فتح

ارتداد عرب کے وقت حضرت عمرؓ نے کہا کہ اسے خلیفہ رسول اللہؐ لوگوں کی  
تالیف کریں اور ان سے نرمی برتیں اس پر حضرت ابوبکرؓ نے کہا جابل فی الجاہلیہ



اور عیسیٰ بن مسزہ کی سرکردگی میں چار افواج روانہ فرماتے ہیں جس طرح جنگ عظیم دوم میں مشرقی سرحد پر جرمن کے خلاف روس اور مغربی سرحد پر ترکی، برطانیہ، فرانس وغیرہ مختلف قاذوین پر لا رہے تھے نیز اس طرح مشرقی سرحد پر ساسانی اور شمال مشرق میں بازنطینی مختلف قاذوین پر اسلامی ریاست سے بیک وقت ہوا کرتا تھے اس طرح مسلمانوں اور رومیوں کا ملل اتحاد دساتے آتا ہے اور یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ جاتی ہے کہ روم ارتداد میں یہ دونوں عظیم طاقتیں براہ راست لوٹ تھیں۔ خالد بن ولید کو عراق میں تیزی سے کامیابی ہو رہی تھی اس کی رفتار سست چمباتی ہے اور صرف دفاعی جنگ پر اکتفا کرتے ہیں اور خالد بن ولید کو مجبوراً رستہ ۱۲ کے چ کے بعد شام کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

شقی بن عاصم غزوہ بدر میں حیرہ کا انتقام سنبھالتے ہیں (۱۲۵) اور خالد بن ولید مختلف مقامات پر فتوحات حاصل کرتے ہوئے شام میں دبیع الکفر سلسلہ میں اسلامی لشکر سے ہائے (۱۲۶) لیکن اللہ تعالیٰ نے رومی اور ساسانی سازش اور ان کے عملی اتحاد کو ناکام بنایا۔ مقام ابنہ دین پر ۱۷ جمادی الاول ۱۲۷ کو مقابلہ ہوا اور ہرقل کا نائب مارگاریا پھر ہرقل خود مسلمانوں سے لڑنے آیا اور واقعہ پر مقابلہ ہوا اسی آٹھ حضرت ابوبکرؓ کی وفات کی اطلاع اور ابوبکرؓ کی امارت کا حکم پہنچا (۱۲۷) سواد کا نصف حصہ ابوبکرؓ کے قتل اور چچکا تھا (۱۲۸) اس طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پورے حرم و استقلال کا ثبوت دیا اور وہ آگ جو پورے بڑیرہ عرب میں اٹھی تھی۔

اور وہاں کے دوسری اقوام کی تالیف خوب کرتے ہو (۱۲۸) دشمن کی تسلیم افواج کو اپنے پیچھے چھوڑ کر ان کے حاکم میں نہ گھسنا، اہل نارس کا ایک لشکر العین میں دوسرا انبار میں تیسرا فراض میں تھا پورے ایک سال حضرت خالد بن ولیدؓ یہاں مقیم رہے اسی اثنا میں خالد بن سعیدؓ سے رومیوں کی جہز پیشی شروع ہو گئیں، شمالی سرحد پیش اسامہؓ کے کامیاب واپسی کے بعد پر سکون تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے رومیوں کے سرکوبی کے وقت شمالی سرحد پر قیام کے مقام پر خالد بن سعیدؓ کو امدادی دستہ پر متعین فرمایا تھا۔ اس وقت سے برابر یہاں مقیم رہے لیکن اب رومیوں سے براہ راست جہز پیش شروع ہوئی (۱۲۹) اور قاذوین پر اسلامی فوجیں کھڑی ایران کے خلاف نبوآزناہیں، جنگ فنی پر (جو ذیقعدہ ۱۲۷ کا واقعہ ہے) رومیوں اور قاذوین کا مسلمانوں کے خلاف ملل اتحاد ہوتا ہے (۱۳۱) اور رومی اپنے زیر اثر عربوں سے شام کی جنگ کے لئے فوجیں طلب کرتے ہیں۔ بہراء، کلب، سلج، تنوخ، لخم، ہذام اور عمان کے قبائل مقام ٹحٹ میں مسلمانوں کے خلاف جمع ہوتے ہیں ۱۳۲ ایک رومی پادری باہان سے مقابلہ ہوتا ہے ان کو شکست ہوتی ہے لیکن خالد بن سعیدؓ کو کمک کی ضرورت پیش آتی ہے اور حضرت ابوبکرؓ کی توجہ عراق کے بجائے شام کی طرف ہوتی ہے لوگوں کو شام کی جنگ کے لئے امداد دے دی لیکن اس کے لئے آپ نے سخت مشقت برداشت کی (۱۳۳) اور سلسلہ کے چ سے واپسی کے بعد فوجیں بھیجے کا انتظام فرماتے ہیں عمرو بن العاصؓ یزید بن ابی سفیانؓ، ابوعبیدہ بن الجراحؓ

(۱۳۶) طبری، جلد ۴ ص ۲۸ القاهرہ۔

(۱۳۵) " " ۳۲

(۱۳۶) " " ۳۲

(۱۳۷) " " ۳۶

(۱۳۸) " " ۳۳

(۱۳۸) طبری، جلد ۴ ص ۱ القاهرہ

(۱۳۹) " " ۱۹

(۱۴۰) " " ۲۸

(۱۴۱) " " ۲۶

(۱۴۲) " " ۲۶

(۱۴۳) " " ۲۶

دین اسلام کے خلاف بقاوت اور سرکشی ہے اور تحفظ دینے والا واجب (نقل ہے) (۳۷)  
نظام زکوٰۃ کا کھنڈ واجب (نقل ہے) اور حکومت نظام زکوٰۃ کے قیام کی پابند ہے اور اس  
کو ناقابل عمل کہنے والا سنی مزار اور قتل ہے۔

اس باب میں فقہ کے اصول اور حکم کے معنی منت ہیں قرآن و حدیث میں  
اشارات و نکات سے جو بت کا ذب کے معنی نشان پیدا کرنا مرعاً کفر ہے کیونکہ اگر ان  
امور میں کوئی گناہ نش ہو تو صحابہ سے زیادہ سنت کا علم امت میں کسی کو نہ تھا۔ وہ  
یقیناً حضرت صدیقؓ سے اختلاف فرماتے اور ان ہیوں کے خلاف قتال پر اجماع نہ فرماتے  
اور نہ ان ہیوں کو قتل کرتے، یہی صدیق کے قوت عزیمت کا کارنامہ ہے۔ نظام فوجی کو  
حملے کے ساتھ ترتیب دینے کا تیجہ اور مردانہ جیش کے ساتھ سکا تیب و مرسلت کی  
مرعت، صدیقؓ کے ایمان کا درجہ ظاہر ہے۔ انبیاء کے مشابہ احکام انسانیہ کے افضل  
اس صورت میں روحانی بعیرت (ولایت) سیاسی دلی بعیرت (بادشاہت اور ولایت)  
اور محاطہ قبض (زکوٰۃ مرتدین، کفّارین، جیش اسامہ وغیرہ) ان سب سے رازوں سے دولت  
جہنم میں منت، خلافت اور اسلام کی بقا معمر ہے۔ صدیقؓ سے بہتر کون اذک کہ سکتا ہے  
اگر ایمان کامل ہے، اعمال صالح ہیں مومن ہے اور پھر صدیق بھی ہے تو یہ سب کشتے  
جوش نے دو سال تین ماہ دس دن میں دکھائے (۲۴۱) اس کے بائیں ہاتھ کا لیل ہیں۔  
کوئی ہے صدیقؓ کہ کھنڈے والا ان امور کو دیکھ کر انسان بے انصاف حضرت صدیقؓ کی  
تعریف پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد نہ ہو تو تو مسلمانوں کی یہ تاریخ جو ہم دیکھ  
رہے ہیں ہرگز نہ ہوتی۔ یہی صدیقیت ہے یہی تشبیہ انبیاء اور خلافت اللہ ہے یہی  
خلافت رسول اللہ کے تابع۔

اس کو صرف چھ ماہ (یعنی جماد الاخریٰ ۲۲۹) آپ نے حروب امتداد کے خلاف  
بقاعدہ فوج کو گیارہ دستوں میں تقسیم کر کے اقدامات شروع کئے تھے اور ذی الحجہ  
سلسلہ جنگ میں مجاہدین اور مجرم مسلحہ میں اصل دشمن کمری لڑان کے خلاف مہم  
پر مشغول بن جانے کی بنا پر اس کے لئے خالد بن ولید کو روانہ فرمایا (۲۳۰) قتل انسانی میزان  
اور شمشددہ کے ارتکاب کیلئے اس ملک پر قابو پایا گیا بجز یثرب میں دو غیر طاقتوں  
کی ریشہ دوانی بدستور ہو چکی اور ان کے ریشہ دوانیوں سے مجبور ہو کر صدیقؓ نے  
عراق عرب اور شام عرب پر حملہ کا فیصلہ فرمایا تھا اور وفات کے وقت نصف سواد فتح ہو چکا  
تھامیرہ مسلمانوں کے قبضہ میں تھا۔ شام و فلسطین کے بہتے پڑے شہر فتح ہو چکے تھے۔  
دشمن حمارو میں اور نہ صرف قنتر امتداد، انصیوں زکوٰۃ اور کفّارین کی شورش کو روکیا  
بلکہ پورے جزیرہ عرب میں امن و امان بکمال کے اور دشمن اسلام کے بالمقابل جوش  
اسلام کو لا کھڑا کر کے وہ طرہ یوان دونوں غیر طاقتوں نے مدد کے لئے پیدا کیا تھا۔ خود  
ان کے دواڑے پر دستک دینے لگا تھا اور انہی کار دونوں غیر طاقتیں تباہ و برباد ہوئیں  
کمری لڑان اور قیصر دم کا نام دشمن مٹ گیا اور اللہ کا وعدہ محقق و محقق بن گیا۔ پورا  
ہوا۔ صدیقؓ نے پوری امت کو انصیوں زکوٰۃ، مرتدین اور کفّارین کے خلاف متحد کیا اور  
اس امر پر اجماع منعقد فرمایا کہ (۱) اسلام میں ہر مذہبی مزار قتل ہے (۲) آپ کے بعد کسی نبی یا  
رسول کے مسموت ہونے کی کوئی گنجائش نہیں خواہ تشریف ہو یا غیر تشریف، غلی ہو یا بدعت  
نہوت و رسالت، جمیع تمام گنجائش ہے (۳) وحی منقطع ہو چکی ہے اب آپ کے بعد کوئی ایسی  
وحی نازل نہ ہوگی جس کے انکار سے کوئی شخص کافر کہلائے بلکہ وہ وحی حق کا انکار  
کرنے والا کافر یا آپ کے بعد دوسری وحی کے نزول کا مقیدہ کہنے والا کافر اور واجب  
النقل ہے۔ اگر امت ایسے افراد کو قتل نہیں کرتی، حکومت ان کو تحفظ نہیں کرتی تو یہ

## الباب السابع

## مسئله وراثت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کے لئے ایک اہم اور نازک مسئلہ وراثت کا تھا۔ حضرت فاطمہؓ، حضرت عباسؓ اور نیزہ ازواج مطہرات کی طرف سے ترکہ کا مسئلہ پیش ہوا حضرت فاطمہؓ اور عباسؓ آگے ہیں اور غیر وفدک کی اراضی میں آپ کا جو حصہ تھا اس کا مطالبہ کرتے ہیں۔ ازواج مطہرات، حضرت عثمانؓ کی وصاوت سے میراث کا مطالبہ پیش کرتے ہیں۔ ازواج مطہرات یا بیٹی یا چچا کا یہ سمجھا کہ ترکہ میں ان کا حق ہے کئی ہزار قساقس طلبہ کیا کا حق تھا تو انھوں نے کیا کیا سیاستیں کر لیں اور یہ کہ یہ مسئلہ اب تک حل نہیں ہوا، تعجب نیز ضرور ہے۔ اس امر پر سب کا اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین اموال مخصوص تھے۔ اموال بنو نضیر، غیر وفدک اموال بنو نضیر آپ کی ضرورت کے لئے تھے، فدک کی آمدنی آپ مسانول پر خرچ کرتے تھے اور غیر کے آپ نے تینا حصہ فرمادیا تھے۔ دوسرے آپ نے مسانول میں تقسیم فرما دیئے تھے اور ایک حصہ اپنے لئے نقد اور اپنی ذات کے لئے باقی رکھا اور اس حصہ سے بھی جو کچھ چاہا اس کو آپ نفردا جہا برین میں تقسیم فرمادیتے تھے (۱) غیر کو آپ نے ۲۶ حصوں میں تقسیم فرمادیا تھا۔ نصف یعنی ۱۳ حصے آپ نے اپنی ضروریات اور جہا برین کے لئے مخصوص فرمائے تھے اور نصف یعنی ۱۸ حصوں کو مزید ہر ایک حصہ کو سو سو حصوں میں تقسیم فرمایا، جہا برین میں تقسیم فرمادیتے تھے (۲) غیر کے بعد آپ نے فیصلہ بن مسعود

(۱) توحید الہدایہ، ص ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰

مسلمان بھی ایسا نہیں تھا۔ میں کا حق نہ ہو، نیز یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی غیر وفدک کی آمدنی سے مسلمانوں کے لئے صلہ کھولے وغیرہ بھی خریدتے تھے اور اپنا اور اپنے متعلقین کا سال بھر کا خرچہ پر کرنے کے بعد قوی اور صلہ کھولنے میں خرچ کرتے تھے۔ فیجعل معجل مال اللہ کا یہ مطلب ہے۔ (۶۱)

## دعویٰ وراثت

وراثت کے باب میں حضرت فاطمہؓ اور حضرت عباسؓ اور ازواج مطہرات کے متعلق روایات ملتی ہیں۔ جہاں تک ازواج مطہرات کا تعلق ہے ان کے سامنے جب حقیقت حال واضح ہوئی تو فوراً ہی دستبردار ہوئی ہیں اور اس کے بعد کوئی ایسی روایت نہیں ملتی جس میں انھوں نے اپنی منگی کا اظہار کیا ہو۔

ازواج مطہرات نے غیر وفدک میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ تھا اپنی میراثوں کا مطالبہ کرنے کے لئے حضرت عثمانؓ کو حضرت ابوبکرؓ کے پاس بھیجا تو حضرت عائشہؓ نے یہ سن کر اٹھ سے کہا، کیا تم اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتیں کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے نہیں سنا کہ ہماری کوئی میراث نہیں ہے اور یہ کہ ہم نے جو کچھ چھوڑا ہے صدر ہے اور ولایت کے بعد اس کا ہے جو والی امر ہو یہ تمہیں کس سب خانہ کوش ہو گئیں (۱) اس طرح میراث ازواج مطہرات کا دعویٰ ختم ہوا تاکہ اسے اور صدیق کبریٰ سے رجوع کرنے کا بھی کوئی واقعہ و حادثہ میں نہیں آیا یا کسی حضرت فاطمہؓ اور حضرت عباسؓ اور جد میں حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کے متعلق مختلف روایات میں مختلف انداز اختیار کیا گیا ہے۔

(۶۱) بخاری، باب الخمس، ۱۵۰ ص ۳۲۶۔ ابو داؤد کتاب الزواجر باب صفات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جلد ۲، ص ۱۶۶۔ توحج البلدان، ص ۶۰۔

(۶۲) توحج البلدان، ص ۳۳۴۔

## دعویٰ وراثت حضرت فاطمہؓ

فدک میں اپنی وراثت کا مطالبہ کیا، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جواب میں کہا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یتوارث ما ترکنا صدقہ فاما یا کل الال محمد من ہذا المال واللہ الا ذل وایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتبعہ الامم۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوگا جو کچھ چھوڑ جائیں گے وہ صدقہ (یعنی مسلمانوں کے لئے وقف) ہوگا اور اس خمد اس مال میں سے کھا لیں گے واللہ ہر وہ امر میں انجام دوں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انجام دیا کرتے تھے۔ اس پر حضرت فاطمہؓ نے ناراض ہو کر حضرت ابوبکرؓ کو چھوڑ دیا اور وفات تک حکم نہ فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سچ ماؤ تک زندہ رہیں جب حضرت فاطمہؓ کا انتقال ہوا تو حضرت علیؓ نے ان کو رات کے وقت دفن کیا اور حضرت ابوبکرؓ کو اجازت نہ دی اور خود ہی صلوٰۃ جنازہ پڑھا۔ حضرت علیؓ نے لوگوں کی بے وفائی محسوس کی کیونکہ حضرت فاطمہؓ کی حیات میں لوگوں کے تقریباً ایک مقام رکھتے تھے تو حضرت ابوبکرؓ سے معاہدہ کی درخواست کی اور عہدیت کی خواہش کا اظہار کیا کیونکہ ان ایام انھوں نے عہدیت نہیں کی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ کے پاس پیٹھا پھیلا کہ آپ مجھے سے تنہائی میں ہیں کوئی آپ کے ساتھ نہ ہوگا کیونکہ حضرت علیؓ کی سستی کی وجہ سے وہ حضرت علیؓ کو ناپسند کرتے تھے حضرت علیؓ نے کہا واللہ آپ ای کے ساتھ ہوں گے نہ جائیں گے لیکن ابوبکرؓ نے کہا کہ وہ میرے ساتھ کیا کر لیں گے، واللہ میں جزدہ جاؤں گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے، حضرت علیؓ نے کہا کہ ہمیں آپ کی فضیلت کا احترام ہے۔ اور جو کچھ آپ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اس کا بھی آپ اقرار کرتے ہیں اور ہم اس خبر پر جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی ہے صدیق نہیں کرتے لیکن آپ لوگوں نے ہم پر زیادتی کی ہے ہم یہ نہیال کرتے تھے کہ اس امر خلافت میں قربت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہمارا بھی حصہ تھا یہی گنگو ہوئی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ رو دینے اور کہا واللہ نفسی بیدہ لغرابۃ رسول اللہ

فدک میں اپنی وراثت کا مطالبہ کیا، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جواب میں کہا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یتوارث ما ترکنا صدقہ فاما یا کل الال محمد من ہذا المال واللہ الا ذل وایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتبعہ الامم۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوگا جو کچھ چھوڑ جائیں گے وہ صدقہ (یعنی مسلمانوں کے لئے وقف) ہوگا اور اس خمد اس مال میں سے کھا لیں گے واللہ ہر وہ امر میں انجام دوں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انجام دیا کرتے تھے۔ اس پر حضرت فاطمہؓ نے ناراض ہو کر حضرت ابوبکرؓ کو چھوڑ دیا اور وفات تک حکم نہ فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سچ ماؤ تک زندہ رہیں جب حضرت فاطمہؓ کا انتقال ہوا تو حضرت علیؓ نے ان کو رات کے وقت دفن کیا اور حضرت ابوبکرؓ کو اجازت نہ دی اور خود ہی صلوٰۃ جنازہ پڑھا۔ حضرت علیؓ نے لوگوں کی بے وفائی محسوس کی کیونکہ حضرت فاطمہؓ کی حیات میں لوگوں کے تقریباً ایک مقام رکھتے تھے تو حضرت ابوبکرؓ سے معاہدہ کی درخواست کی اور عہدیت کی خواہش کا اظہار کیا کیونکہ ان ایام انھوں نے عہدیت نہیں کی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ کے پاس پیٹھا پھیلا کہ آپ مجھے سے تنہائی میں ہیں کوئی آپ کے ساتھ نہ ہوگا کیونکہ حضرت علیؓ کی سستی کی وجہ سے وہ حضرت علیؓ کو ناپسند کرتے تھے حضرت علیؓ نے کہا واللہ آپ ای کے ساتھ ہوں گے نہ جائیں گے لیکن ابوبکرؓ نے کہا کہ وہ میرے ساتھ کیا کر لیں گے، واللہ میں جزدہ جاؤں گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے، حضرت علیؓ نے کہا کہ ہمیں آپ کی فضیلت کا احترام ہے۔ اور جو کچھ آپ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اس کا بھی آپ اقرار کرتے ہیں اور ہم اس خبر پر جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی ہے صدیق نہیں کرتے لیکن آپ لوگوں نے ہم پر زیادتی کی ہے ہم یہ نہیال کرتے تھے کہ اس امر خلافت میں قربت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہمارا بھی حصہ تھا یہی گنگو ہوئی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ رو دینے اور کہا واللہ نفسی بیدہ لغرابۃ رسول اللہ



جو کہ ہم چھوڑ جاتے ہیں محدث ہوتا ہے اس پر حضرت فاطمہؓ ناراض ہوئیں یہاں تک کہ وفات پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت فاطمہؓ نے ہر ایک بقیہ حیات میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ کا مطالبہ کرتی رہیں جو آپ کو مدینہ منورہ تک سے لے کر تاحین صدیق اکبرؓ کے محلہ کے دیے اور فرماتے رہے کہ میں کسی اس کام کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے نہیں کر سکتا اور اس پر عمل کرتا ہوں گا میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں آپ کے کسی کام کو ترک کر دوں تو کہیں یہ راہ نہ ہو جائوں مگر مدینہ سے جو مال رسول اللہ کو ملا تھا حضرت عائشہؓ نے اپنے عہد خلافت میں حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کو دے دیا۔ مگر یہ سب حرت علیؓ نے لیا اور غیر وفادار سے جو مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا ہوا معاوضہ دے دیا اور فرمایا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ محدث ہے جس سے آپ وہ حقوق اور فرائض جو دعاً وقتاً آپ کو پیش آتے تھے اس نے وہ غلیظہ کی کمرانی میں رہے گا۔ راوی کہتا ہے کہ آج تک وہ غلیظہ ہی کی کمرانی میں رہتا ہے (۹)۔

اس روایت میں کچھ اضافہ ہے۔

(۱۱) حضرت فاطمہؓ برابر وفات تک مطالبہ کرتی رہیں اور حضرت ابوبکرؓ برابر منع فرماتے رہے۔

(۱۲) حضرت عائشہؓ مدینہ کا مال (جو خیر) حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کے تو لیت میں دے دیا لیکن علیؓ نے پھر سے مال پر قبضہ کیا۔

(۱۳) غیر وفادار حضرت عائشہؓ نے بھی غلیظہ کی کمرانی میں رکھا اور راوی کے زمانہ تک برابر غلیظہ ہی کی کمرانی میں رہا۔

ان روایات کے ساتھ مزید اضافہ ضروری کی گئی ہے تاکہ مطالبہ میراث کو مزید تقویت دی جائے اور حضرت فاطمہؓ اور حضرت ابوبکرؓ کے مابین مکمل زلزلہ کا ثبوت ہو سکے اس لئے قرآن سے مدد لی گئی ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو صدقہ سے فرمایا کہ

صلی اللہ علیہ وسلم احب الی ان اصل من قریش، واما الذی شیخریہ کم فی هذا الارواح فان لم ال فیما عن الخیر ولم ترک الامر لصنعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخص من ذلک فی قسم میں کہ اللہ میں میری جان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ دار مجھ کو اس سے زیادہ عزیز ہیں کہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کر دے اور جو کچھ ان اموال کی وجہ سے اختلاف پیدا ہوا تو میں سچ کہتا ہوں کہ میں نے امر حق سے فراموشی کو تیری نہیں کی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑنے والا نہیں میں نے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں کہتے دیکھا ہے وہی میں بھی کر رہا ہوں (۸)۔

یہ وہ روایت ہے جس کی بنیاد پر مطالبہ میراث اب تک زندہ چلا آ رہا ہے اس روایت میں متعدد امور زیرِ غور ہیں؛

(۱) حضرت فاطمہؓ کا مطالبہ میراث بابت غیر وفادار

(۲) حضرت ابوبکرؓ کا مطالبہ کو مسترد کرنا

(۳) حضرت فاطمہؓ کا ناراض ہونا اور تاحیات تکم زندہ کرنا اور حضرت علیؓ کا

بغیر اطلاع غلیظہ کے ان کو دفن کرنا۔

(۴) بعد وفات حضرت فاطمہؓ حضرت علیؓ کا صلحت پر آمادہ ہو کر بیعت کی درخواست کرنا۔

(۵) حضرت ابوبکرؓ کا مطالبہ میراث پر معذرت کا اظہار کرنا۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے صدیق اکبرؓ سے میراث مانگی اس

تمام مال میں سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد چھوڑ چکے تھے۔

حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ آپ سے فرمایا ہے کہ ہم معاشرہ انبیاءؑ مورث ہمیں بنائے جاتے

(۸) بحار کتاب الغرائض باب قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرثکم الذین

(۱) اللہ تعالیٰ نے میراث کے معاملہ میں تم کو کسی ایسی امت کے ساتھ مخصوص کیا ہے جس سے میرے پدر و جد و گوار کو ششکے دروازے یا میں اور میرے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک لبث نہیں ہیں۔

(۲) وَكَوْنُكَ سَلْبًا مِّنْ ذَاكَ (۱۰) حضرت داود اپنے باپ کے وارث ہوئے۔

(۳) يَرْثُكَ وَيُورِثُكَ مِنْ لِّى يَعْطُوكَ (۱۱) حضرت ذکریا نے اللہ سے اپنے وارث کی استدعا کی تو میری میراث پائے اور آل یعقوب کا ورثہ بھی ملے۔

(۴) يُوْثِقُكُمْ اللّٰهُ فِىْ اَوَّلَادِكُمْ لَذِكْرِىْ مِثْلِ حَبْطِ الْاَنْثَى (۱۲) اللہ تعالیٰ تم کو عزم دے گا کہ تمہاری اولاد کے باب میں ارث کے کا حدود و اذکیوں کے حصہ کے برابر ہے۔

اس طرح حضرت فاطمہؑ اور حضرت ابوبکرؓ کا طویل مہاشہ اور کمال عہد آباد۔ بخاری میں ہے، فخرتہ فاطمہ فلم تکلمہ حق ملت ابن عبید کے الفاظ میں حتیٰ توفیت ہے۔ حضرت فاطمہؑ اللہ کرمل آئیں اور وفات تک تکلم نہ فرمایا (۱۳)۔

قرآن سے استدلال کرنا اور حضرت فاطمہؑ سے اس گفتگو کو منسوب کرنا حضرت فاطمہؑ کے طوٹان کے خلاف ہے۔ نبوت کی گود میں ہی کریم نبوت سے ناواقفیت کا ایک ایسا الزام حضرت فاطمہؑ پر لگایا جا رہا ہے جس سے حضرت فاطمہؑ ہر طرح سے بری ہیں۔ حضرت فاطمہؑ اور حمزہؓ کے درمیان طوطی اور اک ذکر سکین کو تو کوں اور اک کرے گا۔ یہ سب جانتے ہیں کہ ورثہ سلیمان سے مراد ملک نبوت ہے کیونکہ حضرت داود کی موت کے قریب اولاد تھی اس کا مطلب یہ نہیں کہ وراثت سے ان سب کو قروم کر کے صرف حضرت سلیمان کو ورثہ بنایا اور اس قدر بیشک خود قرآن نے صریح کر دی ہے

(۱۰) قرآن، النمل آیت ۴، پ ۱۹۔

(۱۱) مریم آیت ۶، پ ۱۹۔

(۱۲) النساء آیت ۱۱، پ ۴۔

(۱۳) طبقات ابن سعد، جلد ۲، ص ۳۱۵۔ بخاری جلد ۲، ص ۹۹۶۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَقْعِدُنَا مَطْبُوعُ الطَّغْيَانِ وَأَدْنَيْنَا مِنْ حُلِيِّ شَعْرَةٍ (۱۴) اور انھوں نے کہا اے لوگو! ہم کو پرندوں کی پوئی تعلیم کی گئی ہے اور ہم کو ہر قسم کی چیز میں دیکھی گئی ہیں اور حضرت ذکریاؑ بھی جی تھے آپ کے سامنے دنیا کی کوئی حقیقت نہ تھی۔ خود بخار تھے اس کی آمدنی پر گذر اور وفات فرماتے تھے اور مال میں کرنے والوں میں سے نہیں تھے کہ ان کو مال کے وارث کی تلاش ہوئی بلکہ اللہ تعالیٰ سے استدعا کی کہ میں کہ ایک صالح اولاد دی جائے تاکہ وہ نبوت میں آکر یعقوب اور ان کا وارث ہو اور بنی اسرائیل کے اسی نگران کر کے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی روایت میں النبی لا فخر است جلس ہے بوقت انبیاء کو شامل ہے۔ نحن معاشر الانبیاء لا حورث ہم معاشر انبیاء مورث نہیں ملتے جاتے (۱۵)۔

حضرت صدیقؓ سے روایت میں حضرت فاطمہؑ صرف ناموش بلکہ اپنے مطالبہ سے دستبردار ہوئی ہیں۔ حضرت عائشہؓ اس دستبرداری کو بیان فرماتی ہیں، فخرتہ فلم تکلمہ حتی ملت حوت فاطمہؑ اپنے مطالبہ سے دستبردار ہو کر حضرت ابوبکرؓ سے مطالبہ میراث کے بابت اشغال تک ایک لفظ بھی زبان پر نہیں لاتی ہیں حالانکہ حضرت فاطمہؑ جو ابوبکرؓ کے بعد بیعت میں آئیں انھوں نے ایسا نہیں کیا۔ حضرت عائشہؓ کی روایت درحقیقت حضرت فاطمہؑ کی صفائی کے لیے تھی مگر عید کے لوگوں نے اس کا یہ مطلب لیا کہ حضرت فاطمہؑ کرمل آتی ہیں اور وفات تک حضرت ابوبکرؓ سے تکلم نہ فرمایا اور اس کے ساتھ ایک طویل مہاشہ اور کمال عہد آبادی انھوں نے تیار کر کے روایات کا بڑا لاینگ بنایا۔ مگر امت مسلمہ حقیقت حال پر خود نہ کر کے اور غلط فہمیوں میں مبتلا رہے اس روایت کا یہ مطلب حضرت عائشہؓ فرمادیں شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند نے اس مقام پر پہنچ کر بخاری شریف کے کس

(۱۴) قرآن، النمل آیت ۱۹، پ ۱۹۔

(۱۵) البدایہ والنہایہ، ابن کثیر، جلد ۵، ص ۲۹۰۔

نہیں کر سکتا۔ جب ہاگیکہ رسول کی بیٹی جب حضرت ابوبکرؓ حضرت فاطمہؓ کی ایام طہارت میں ان کے یہاں تشریف لے گئے تو حضرت فاطمہؓ نے آپ کو گھسے اندر بلایا لنگو ہوئی اور صاف الفاظ میں اپنے رخصتا کا حضرت ابوبکرؓ کے سامنے اقرار فرمایا اور کہا کہ میں آپ کے فیصلہ پر ہرگز ناراض اور کینیدہ خاطر نہیں ہوں (۱۱۸)۔

یہی شانِ صدیق ہے اور آئینہٴ سلوک کے لئے صدیق کا عظیم کارنامہ ہے۔ ازواجِ مطہرات اور حضرت فاطمہؓ مطمئن ہوئے حضرت ابوبکرؓ کو جوئی کے طور پر اموالِ مطلوبہ ان کے والہمیں رکھتے تھے مگر کیوں کرتے، مودودی حکومت میں تو نزار ایک ہی خاندان میں منتقل ہوتا رہتا ہے مگر اسلامی نظام میں پیش رو علیہ کے دربار کو ہاشمین علیہ السلام کی اجازت دے سکتا ہے۔ اسلام آیا ہی تھا ان اہمال سابقہ کو مٹانے کے لئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت نبی اور صدرِ ریاست کے خواہات ریاست مہمانوں اور اپنی ذاتِ اولاد کی ضروریات بھی پوری کرتے تھے لیکن یہ اموال آپ کی ذاتی ملکیت میں نہ تھے اور جو آپ کا حصہ تھے وہ اس شخص کی تحویل میں چلا گیا جو نبی کے قائم مقام اور ہاشمین تھے (۱۱۹)۔

### عظیہ اور مہبہ کا دعویٰ جاگیر

یہ بحث نامکمل رہ ماتی ہے اگر ہم یہاں ان روایات کا ذکر نہ کریں جن میں حضرت فاطمہؓ کا دعویٰ توریت نہیں بلکہ بطور علیہ اور جاگیر کے مذکور ہے۔

حضرت فاطمہؓ نے ابوبکرؓ کے کہا مذکر ہے دو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے لئے مخصوص فرمایا تھا اور شہادت میں حضرت علیؓ کو پیش کیا۔ دوسرا گواہ تھا تو ام ایمن کو پیش کیا حضرت ابوبکرؓ نے کہا اسے بنت رسول اللہ آپ جانتی ہیں کہ شہادت بغیر اس کے جائز نہیں ہوتی کہ دو مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں جسے حضرت فاطمہؓ

میں بیان فرمایا تھا جو اتفاق سے مجھے محفوظ رہا اور اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر میری فرما کر مجھے یاد دلایا۔

ہذا میراث کے مطالبہ پر حضرت فاطمہؓ کا ناراض ہونا سمجھ میں نہیں آتا۔ حضرت ابوبکرؓ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے اسکا کہہ کرتے ہیں تو ان کے لئے دوسری راستہ تھے یا تو وہ اس حدیث کی صحت سے انکار کر دیتیں یا آپ کے کثرتِ شکر پر تسلیم خم کر دیتیں لیکن کسی روایت میں یہ مذکور نہیں کہ انھوں نے حضرت ابوبکرؓ کے بیان کردہ حدیث کی صحت سے انکار کیا ہو بلکہ حضرت فاطمہؓ حضرت ابوبکرؓ کی ان الفاظ میں تصدیق فرماتی ہیں۔ فانت وما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلم (۱۲۰)

تو یہ کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مسئلہ اس کو آپ ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں کیا حدیث کی موجودگی میں حضرت فاطمہؓ اپنے مطالبہ پر اصرار کر سکتی تھیں؟ جب ان کی شان سے اصرار کرنا زیب نہیں دیتا تو کیا ان کے لئے صدیق ابوبکرؓ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے قرابت و درجہ پر جانِ شاکر کرنے والے علیؓ سے اسے ناراض ہو کر تکلم بنانا ممکن ہے؟ لیکن یہاں حضرت فاطمہؓ کو ان الفاظ میں اقرار ملتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی

اس روایت کے راوی صرف حضرت ابوبکرؓ نہیں ہیں بلکہ ازواجِ مطہرات، حضرت علیؓ حضرت سہیلؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت عمر فاروقؓ، عبدالرحمن بن حوفؓ بنی عبداللہؓ زبیر بن العوامؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، ابوسریحہؓ اور حضرت عائشہؓ سب حدیث کی صحت کے شاہدِ صلہ ہیں (۱۲۱) اس بنا پر حضرت فاطمہؓ کا حدیث کی عدم صحت کا تصدیق کرنا بھی ناممکن تھا اور صحت کے اقرار کے ساتھ کثرتِ قاضی کی روایت حضرت فاطمہؓ کی طرف منسوب کرنا ان کی طہارتِ شان کے خلاف اور مزید یہ کہ توہینِ انصار کے مترادف ہے۔

صاف اور مزید یہ ارشاد نبویؐ سننے کے بعد ایک ادائی و درجہ کا مسلمان بھی اپنے مطالبہ پر اصرار



کچھ بڑھ گیا اور سلطنت کے اعلیٰ ترین عہدے اور اعلیٰ ذمہ داری ان کے سپرد ہونے لگی اور اس قول میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ قادیسیہ اور ہنہا کا انتقام درپائے زاب کے کنارے لیا گیا۔ بنو امیہ کا زوال گویا خاص عربی دور (اسلام) کا خاتمہ تھا (۱۳۰) کے بعد ان کے مخالفانہ ذہنیت کے مطابق ایسے واقعات گھڑے جو کسی کے دہم و خیال میں بھی نہ تھے۔ ۳۶ء میں اسی سبب سے جو بیشتر دو ان شروع کی تھی بنو امیہ کے دور کے اختتام کے ساتھ پایہ تکمیل کو پہنچی مسئلہ میں اہل بویہ عراق میں سب سے زیادہ طاقت حاصل کر کے مسئلہ میں بغداد پر قبضہ کیا اور ملیک کی حیثیت ایک نیک کی ہو گئی۔ اعراسے بویہ ان سے سزا و قیدیوں کا برتاؤ کرتے تھے جو فرقہ شناسی کے شیعہ تھے جو علما کو محض غاصب خیال کرتے تھے۔ اس زمانہ میں شیخہ فلسفے مری تھے (۳۱) اور موضوع روایات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔

انہیں دو بات کی بنیاد پر اکثر کہتے ہیں "ولعلہ روی بمعنی مخالفہ بعض الروایۃ فہم فیہ فہم قسبہ فیعلہ ذالک"۔ (۳۲) روایات میراث میں شاید بعض راویوں نے جیسے کہا اس کو بھی، بمعنی روایت کر دیا اور یہی معلوم رہنا چاہیے کہ ان راویوں میں بعض وہ بھی شامل ہیں جن میں خبیث تھا اور ان راویوں اثرات غالب تھے کیونکہ حضرت طاہرہ عیسیٰ متقی اور پرہیزگار خاتون تھیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے خلاف غیر قانونی احتجاج نہیں کر سکتی تھیں ان روایات کا ایک کردار پہلو بیت کا ذکر ہے کہ حضرت علی نے حضرت طاہرہ کے وفات کے بعد بیعت کی، جبکہ حضرت طاہرہ اور حضرت جابرؓ، حضرت ابوبکرؓ سے میراث کا مطالبہ کیس بیت کر سکتے ہیں جب مسلمان بلا تعلق بیت کر کے حضرت ابوبکرؓ کو اپنا خلیفہ منتخب

داشت کا مسئلہ دوبارہ زندہ کرنے کی کوشش کی یہ لوگ کفر کی پشت پناہی کرنے والے تھے، ان کو حضرت طاہرہ اور اولاد طاہرہ اور علیؓ سے کوئی محبت نہ تھی بلکہ اس طرح وہ عقائد میں بگاڑ پیدا کر کے مسلمانوں میں افتراق پیدا کرنا چاہتے تھے جس دھڑے بندی کا انتہائی اظہار مرثضیٰ بن ہاشمؓ کی تحریروں میں ہوا جو بویہ سے مسلمان ہوا تھا جس نے حضرت علیؓ کے حق خلافت کی خدائی ہونے کے بارے میں ملکہ میں دعوئی کیا تھا اور ۳۵ء میں حضرت علیؓ خلیفہ ہوئے تو ان سبب سے اطلاع کر دیا کہ وہ صرف خلیفہ ہی نہیں ہیں بلکہ بنی کریم سے ایک خدائی روح ان میں منتقل ہوئی ہے۔

اور جب مسئلہ میں ان کی شہادت ہوئی تو ان سبب سے کہا کہ ان کی روح بہشت میں چلی گئی ہے مگر وقت مقررہ پر یہ روح پھر زمین پر آئے گی (۳۶) دوسرے انکار نامہ اور باطل مختلف بلاد و معاصر میں کھوم کر مسلمانوں کو گمراہ کرنا رہا۔ حضرت عثمانؓ پر لوگوں کے حملہ کرنے کا بی بی تھا (۳۷)۔ المنصور کے زمانہ (۳۵۵ھ) سے ایرانیوں نے خلیفہ حاصل کرنا شروع کیا اور مخالف عرب (اسلام) ایک جماعت قائم ہو گئی جو شعوبہ کے نام سے موسوم تھی جو یہ کہتے تھے کہ عرب پر اقتدار سے دمشق اور کرد و دیلمی نسل ہیں ان کا اور ایرانیوں، شابیوں یا قبیلوں کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس جماعت نے اہل باطن پر بہت سی کتابیں لکھ ڈالیں اور ان میں عربوں (اسلام) کے خلاف ہم لغت کو آزادی کے ساتھ ظاہر کیا (۳۸) اور عباسیوں کے برسرِ اقتدار آنے کے ساتھ ہی اسلامی جماعت کی علمی رہبری ایرانیوں کے ہاتھ منتقل ہو گئی (۳۹) ایرانیوں کی محنت اور ان کا قیامت

(۳۶) فلسفہ اسلام، اولیری، باب ۳، ص ۷۵۔

(۳۷) طبری، لید، قسم ۱ ص ۲۹۸ (سن ۳۵)

الملل و النحل، ابن حزم، جلد ۹، ص ۳، جلد ۱۰، ص ۱۸۳، ۱۹۹۔

(۳۸) فلسفہ اسلام، باب ۳، ص ۸۱۔

(۳۹) ۸۲۔

۱۳۶ تاریخ روایات، ایران، ۱۰ ص ۲۵۹ (برائے)

۱۳۷ فلسفہ اسلام، ۱۲۵۔

۱۳۸ البدایہ و النہایہ، جلد ۵، ص ۲۸۹۔

کریئے خلافت سے پہلے اس قسم کا مطالبہ کوئی معنی نہیں رکھتا (۳۳) لہذا واضح ہوا کہ حضرت فاطمہ صدیقہ فیصلہ کو بخوشی و رغبت تسلیم کر چکی تھیں۔ مذکورہ خاطر تھیں اور نہ ناراض تھیں اور سبھم بند کرنا تو بہت بڑی بات ہے ان روایات کا تضاد خود ان کے ابطال کی واضح دلیل ہے۔

## تولیت کی حقیقت

جہاں تک رسالت کا معاملہ تھا وہ طے ہو چکا تھا۔ حضرت فاطمہ زوجین و اہل بیتانہ تھا کہ مرید و بیعت و سبب وقف ہیں۔ جو کہ یہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقربا کے لئے ہیں۔ اس طے حضرت فاطمہ حضرت علی کو ان ارضی کی گمان بنا کر چاہتی تھیں جو خیر و خیر میں تھیں لیکن حضرت ابوبکرؓ نے اس کی یہی اجازت نہ دی کہ وہ حضرت ابوبکرؓ کی یہ رائے تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عمل کرنا ان پر فرض ہے اور اسی کے جواب میں فرماتے ہیں "والی واللہ لا ادع امر او کان یصنعه فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا الصنعتہ" (۳۴) اور یہ شک میں واللہ اس کام کو جو آپ کرتے تھے نہیں چھوڑوں گا اور آپ کے عمل کے مطابق کام کروں گا۔

"ولکنی اقول من کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعول و یخلق علی من کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخلق" (۳۵) لیکن میں ان سب کی سرپرستی کروں گا جن کی سرپرستی آپ کیا کرتے تھے اور ان سب پر نفع کروں گا جن پر آپ نفع کیا کرتے تھے۔

حضرت ابوبکرؓ کے بعد سبب یہ معاملہ حضرت عمرؓ کے سامنے پیش ہوا۔

ہما صدقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلنا لھا حقوۃ الیٰ تعمر وہ و خواشہ

ولم یحسمالی من ولی الھرقال وھما علی ذلک البیور (۳۶) خیر و نزدیک دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ تھے اور آپ کے ذمہ حقوق تھے ان کے لئے اور آپ کی ضرورتوں کے لئے تھے اور ان کا معاملہ اس شخص کے ذمہ ہے جو خیر و خیر اور یہ دونوں آپ تک اسی حالت میں اور حیثیت میں ہے، البتہ اہل بیت کی کوئی کے خاطر ارضی مرید کی گمانی حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کو دے دی اور اس بات کا عندیہ کیا کہ وہ اس کی آمدن ان تمام مصارف کے لئے مکمل رکھیں گے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ لیکن بعد میں جب حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ میں جھگڑا ہوا اور حضرت عمرؓ سے حضرت عباسؓ نے اپنا حق تولیت الگ کرنے کا مطالبہ کیا تو سختی سے انکار کیا۔

محمد بن مجیر بن مسلمہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کے پاس موجود تھا، آپ کے صاحب نے کہا کہ حضرت عثمانؓ اور عبدالرحمن بن عوفؓ، زبیر بن العوامؓ، سعد بن ابی وقاصؓ آنے کی ہجارت چاہتے ہیں۔ آپ نے ان کو اجازت دے دی ان کے بعد حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ آنے اور حضرت عباسؓ نے کہا اے امیر المؤمنین اقصیٰ بیعتی و بین ہذا میرے اور ان کے مابین آپ فیصلہ کر دیں، اس پر حضرت عثمانؓ نے کہا میں آپ کو اس ذات پاک کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں آپ آپ لوگ نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیلا لادورث ما کر کھدا صدقہ، اور اس سے آپ کی ذات راضی، حاضرین نے کہا بیشک آپ نے فرمایا ہے۔ اب حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ کیا تم دونوں بھی یہ جانتے ہو اور اس کا آثار کرتے ہو تو حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ دونوں نے شفیق ہو کر کہا کہ بیشک آپ کا یہی ارادہ ہے۔ اب حضرت عمرؓ جگہ ہیں کہ آپ لوگوں سے ہیں اس کی حقیقت بیان کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نے اس فنی کو صرف آپ کے لئے خاص فرمایا تھا اور آپ کے علاوہ

(۳۳) البدایہ و النہایہ جلد ۵ صفحہ ۲۸۴

(۳۴)

(۳۵) مسند احمد بن حنبل جلد ۱ ص ۶۰

مگر انی حضرت علیؓ کو اولاد کو مستقل بر گزشتہ ۱۳ سال طرح صدیق اکبرؓ نے اپنے عمل سے اسلام کے اس نظریہ کو تقویت دی کہ مال صرف اللہ تعالیٰ کا ہے، صدر ریاست یا بادشاہ اس کا دالی تو ہو سکتا ہے لیکن مالک نہیں بن سکتا، ایک صدر ریاست اور مالک کے مال میں تمام رعایا کا حق ہوتا۔ اس طرح بنی نوع انسانی کو اس مگر اور فنی ظانی سے نجات دی کہ بادشاہ ہر شے کا مالک ہو تاکہ عوام اور مالک دونوں اس کی ملکیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہو تاکہ اس کو صرف آپ نے اپنی ذات اور اپنی جلی اولاد کے لئے بھی مخصوص نہیں فرمایا تھا بلکہ اس پر سب کا حق تھا۔ آپ کا ارشاد ہے "انا اولی بالمومنین من انفسهم فمن مات وعليہ دین وہ لیک وفاء فلعینا قضاءه ومن ترک ما لا یفلوشتہ" (۲۸) میرے اور تمام مسلمانوں کا حق آنا ہے کہ تو دین پاؤں کا آنا حق نہیں ہے اس لئے جو مسلمان غرض فرماوے اور کا فی ترک نہ چھوڑے تو اس غرض کو ادا کرنا ہمارے ذمہ ہے اور جو شخص کے مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے داروں کے لئے ہوگا اس اعلان کی حقیقت سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ سمجھ گئے۔ خلق اللہ کی امانت ہے اس امانت کے بابت قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سوال کریں گے، مالک، صدق ریاست، بادشاہ خلق اللہ کے مالک ہیں اور اس کی ذاتی ملکیت ہے، اللہ کلکم داع وکلکم مسئول عن وحدۃ الاسلام کا ہونا و تم میں کا ہر شخص جبراً ہے اور تم میں سے ہر شخص سے اس کی رحمت کے بارے میں سوال ہوگا۔

کسی اور نبی کو نہیں دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، معاذ اللہ علیٰ رسولہ الی قولہ خلقنا نیکو تو یہ آپ کا خالص تھا۔ اور اللہ آپ نے تمام ملاوہ اس مال کو جو میرا تھا اور نہ تم پر اپنی ذات کو ترجیح دی تھی، بیشک تم سب کو ملایا اور تم سب پر اس کو تقسیم کیا، اس کے بعد اس میں سے یہ مال باقی رہ گیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پورے مال سے اپنے الی کا پورے سال کا اخذ کر لیا کرتے تھے اور باقیہ کو اللہ تعالیٰ کا مال قرار دیتے تھے اور آپ نے اپنی بیات میں اس پر عمل فرمایا، میں آپ کو لوگوں کو قسم دیتا ہوں کہ لوگ اس کا حق نہیں چھوڑ سکیں گے کہ ان کی حضرت علیؓ کی خدمت میں سے کہا آپ لوگ بھی یہی جانتے ہیں، دونوں نے کہا ہاں، پھر آپ وفات پا گئے اور حضرت ابوبکرؓ نے نائب رسول کی حیثیت سے اس مال کو اپنے قبضہ میں رکھا، اور نہ صرف کیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لیا کرتے تھے، حضرت ابوبکرؓ کے وفات کے بعد پورے دو سال تک میں نے اس کو اپنے قبضہ میں رکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے مطابق تصرف کیا پھر آپ دونوں آئے اور اس پر متفق تھے اور میں نے آپ دونوں کو اس کا دالی بنایا۔ اب آپ دونوں اگر آپ میرے لئے دینا صحیح حضرت علیؓ سے الگ کر دینے کا مطالبہ کرتے ہیں اور یہ آئے تھے اور مجھے اپنی بیوی کے حصہ کا مطالبہ کیا اگر تمہاری مرضی ہو، تو میں آپ دونوں کو اسی طرح سے دیتے دیتا ہوں اور اگر اس کے علاوہ فیصلہ چاہتے ہو تو اللہ قیامت تک اس فیصلہ کے علاوہ دوسرا فیصلہ نہ رکھنا۔

فان عجزتم فافعلوا الی، خاف ان ھیکما ما، اگر تم دونوں اس سے عاجز آچکے ہو تو مجھے واپس کر دو، تمہاری طرف سے میں اس کا انتظام کر دھکا اور شریک مگر ان کی شرط پر ان دونوں کو یہ الامنی دے دی اور دونوں حضرت عثمانؓ کے دہر خلافت تک اسی طرح شریک مگر انی ہے لیکن بعد میں حضرت عباسؓ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے مشورہ سے حضرت عثمانؓ کے سامنے اس کو حضرت علیؓ سے لئے چھوڑ دیا اور حضرت علیؓ پورے مال کے مگر ان بن گئے اور حضرت علیؓ کے بعد یہ

(۴۱) البدایہ والنہای، جلد ۴ ص ۲۸۸، ۲۸۹۔

بخاری کتاب الفرائض باب قول النبی، لا وراثۃ لکنارکما صدق، جلد ۲ ص ۹۹۰۔

(۲۸) من ترک ما لا یفلوشتہ، جلد ۴ ص ۹۹۰۔

(الف) بخاری کتاب الجہد جلد ۱ ص ۱۲۲۔



ہو اس پر چیداد کا مشرعی دعوں صد اور اگر وہ ایسی زمین جو چو ڈول سے سیراب کی جاتی ہو تو نصف مشرعی میواں صد (ایک) ہے (۴۲)۔

(۵) خراج: جو بلا در اسلام کا غلبہ ہو گیا ہو اور وہ حکومت اسلامی کے دہانہ عہد میں داخل ہوں ان کی اراضی سے عشر کے بجائے جو محصول اور مال گزاری متروک کیا جاتا ہے اس کو خراج کہتے ہیں +

(۶) جزویہ: حکومت اسلامی کے مسلمان رعایا کی آمدنی پر زکوٰۃ فرض کی گئی ہے۔ لیکن غیر مسلم رعایا پر زکوٰۃ کے بجائے ان کی آمدنی پر جو ٹیکس متروک کیا جاتا ہے اس کو جزیرہ کہتے ہیں۔ اسلامی حکومت کے غیر مسلم رعایا کی گزروں پر جزیرہ اور ان کی اراضی پر بقدر برداشت خراج متروک کیا جائے گا (۴۳)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کو تحریر فرمایا کہ جس نے ہماری صلوة کی یا بندی کی اور ہمارے قبل کی طرف رخ کیا اور ہمارے ہاتھ کا ذبیحہ کھلا، وہ مسلمان ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی ضمانت میں ہے اور میں نے اس سے حکام کی اس پر جزیرہ ہے (۴۴) معاذ بن جبل کو تحریر فرمایا کہ زمین یا ریش یا بچہ یا بی سے سیراب ہو ان پر عشر ہے اور جو لاؤ یا ڈول سے سیراب ہو ان پر نصف عشر ہے اور ہر شخص باغ و باغیچہ پر ہوا ایک دینار یا اس کے بدلے اسی قیمت کا معاف ہے اور یہ کہ کسی یہودی کو اس کے دین سے برگشتہ نہ کیا جائے (۴۵)۔

(۷) حنواشب: زمانہ جنگ قطعی مفاہ عام اور عوام کی بے روزگاری دور کرنے کے لئے زکوٰۃ و صدقات کے علاوہ جو مالی امداد اعیانہ دار اہل شروت

## عطایا، جاگیریں اور اراضی کی تقسیم میں حضرت ابو بکر کا طریقہ کار

عطایا اور جاگیریں اور اراضی کی تقسیم کی شرح سے قبل اسلام کے معاشی نظام اور اس کے سرکاری خزانہ و بیت المال کے احکامات آمدنی کی تشریح ضروری ہے تاکہ آئندہ کے لئے کوئی الجھن پیش نہ آ سکے۔

(۱) غنائم: جنگ میں ہوا مال پیش اسلام کے قبضہ میں آنے کے پانچ حصے کئے جائیں چار حصہ فوج میں اور ایک حصہ مفاد عامہ کے لئے رکھ لیا جاتا ہے۔ اسی طرح ذبیحہ اور کافروں سے لکھے ہوئے سونے چاندی وغیرہ سے نفع حاصل کرنے سے قبل ان میں سے پانچواں حصہ نکال کر بیت المال میں مفاد عامہ کے لئے داخل کرنا ضروری قرار دیا (۳۹)۔

(۲) فقی: مسلمانوں کے محکمہ اگر کفار مغلوب و سرکوب ہو کر غیر جنگ کئے مال چھو کر جاگیں یا جنگ کے بعد ان کی زمینوں کو متروکہ محصول پرانہ ہی کے قبضہ میں رہنے دیا جائے یا ان پر خراج یا جزیرہ متروک کیا جائے یا وہ مال جو ماضی جنگی والا اہل ذمہ کے اموال تجارت سے وصول کرے یا وہ مال ہوا بیل حرب سے جب وہ بلاد اسلام میں تجارت کے لئے داخل ہوں حاصل کیا جائے تو ان سب صورتوں میں حاصل شدہ مال کو کوئی کھلیا جا ہے اور اس کو مفاد عامہ فوجی ہوا انوں کے عطیات (یعنی وظائف) اور ان کے اولاد کے اخراجات کے لئے بیت المال میں داخل کیا جائے گا (۴۰)۔

(۳) صفی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مال قیمت سے تحسیم سے قبل جو مال اپنے لئے تقاضا فرماتے تھے (۴۱)۔

(۴) عشر: مسلمانوں کی زرعی اراضی جو آب رواں یا آب بارانی سے سیراب

۴۲	فروج البعلعان ، ص ۸۵۔	۴۲۱
۴۳	ص ۹۰۔	۴۲۲
۴۴	ص ۸۲۔	۴۲۳
۴۵	ص ۸۵۔	۴۲۴

۲۹	کتاب الخراج ، ص ۳۳۔ نام ابو یوسف	۲۹۱
۳۰	کتاب الاموال ، ابو یوسف ، ص ۱۶۔	۳۰۱
۳۱	ص ۱۸۔	۳۱۱

پر حکومت کی جانب سے عائد کئے جاتے ہیں ان کا نام مزارع ہے (۴۹۶)۔

(۸) ارض المملکتہ یا ارض الخواص لادارۃ جو کریت المال کی جانب منتقل ہو جائے یا لشکر کی فوج جو گرفت المسلمین بن کر اہریت مقرر ہوئے یا ہائے ان سے وصول شدہ حاصل کا نام کراء الارض ہے جو عید سالانہ اہریت پر کاشت کئے دیتا ہے۔ ان ارضی سے نہ خریدا جاتا ہے اور نہ خراج بلکہ اہریت پر کاشت کئے لئے دے دی جاتی ہے (۴۹۷)۔

(۹) وقف: جو اشیاء منقولہ یا غیر منقولہ کو ذات ملکیت سے نکال کر فی جلیل اللہ دی جائیں وہ وقف کہلاتی ہے۔ اوقاف کی تمام آسفی مفاد عامہ کے تحت بیت المال لائق تصور ہوتی ہے (۴۹۸)۔

(۱۰) صدقہ: مسلمانوں کے اموال میں پانچویں، اوٹھ گھانٹے، بکری، ماع اور چیل کی زکوٰۃ کو صدقات کہتے ہیں (۴۹۹)۔

(۱۱) اموال فاضلہ: ان آدمیوں کے علاوہ جو بھی متفرق آدمیاں بیت المال کی ملک قرار دی جائیں ان سب کو اموال فاضلہ کہا جاتا ہے مثلاً کوئی مسلمان یا غیر مسلم انتقال کر جائے اور وہ لادارۃ جو اس کا مال بیت المال کا بنی ہے (۵۰۰)۔

## عطایا اور وظائف

فوجی عطیات سے ان کے وظائف یا تنخواہیں مراد ہیں جو مال کے اندر مقررہ

اوقات میں فوجیوں کو ملتی تھیں۔ یہ عطیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں غیر محدود تھے (۵۰۱)۔

الحطاب: جو تقریباً رفق کے ہم معنی ہے لیکن فقہاء نے دونوں میں یہ فرق بیان کیا۔ الرزق مایحتاج من بیت المال یعنی مثلاً کل شہر رزق جو بیت المال سے ایک سپاہی کے لئے ہر ماہ ادا کیا جاتا ہے، الحطاب مایخرج لہ فی کل سنۃ مرۃ اور بیت عطا جو بیت المال سے ایک سپاہی کے لئے سال میں ایک مرتبہ یا دوسرے ادا کیا جاتا ہے اور ملوای بیان کرتے ہیں کہ عطا وہ ہے کہ جو ہر سال یا ہر ماہ ادا کی جائے اور رزق وہ ہے جو کہ روزانہ دی جائے اور شرح قدوسی میں بیان کرتے ہیں کہ عطا اس کو کہتے ہیں جو لڑنے والے کو دی جائے اور رزق مسلمانوں کے ان قراء کو دی جاتی ہے جو جنگ کے لائق نہ ہوں۔ نیز عطا کی یہ تعریف بھی بیان کی گئی ہے کہ انسان کے سال بھر کے غریبات کے لئے جو رقم دی جائے اور اگر بقدر حاجت کسی کے لئے مقرر کیا جائے تو اس کو رزق کہتے ہیں اور ظہیر بن میں یہ بھی ہے لڑنے والے افراد کیلئے جو رقم مقرر کی جائے اس کو عطا اور ان کے علاوہ لوگوں کے لئے جو رقم مقرر کیا جائے مثلاً مسلمانوں کے قراء کے لئے جو رقم مقرر کیا جائے اس کو رزق کہتے ہیں (۵۰۲)۔

الوظیفہ جمع وظائف عمل میں، روزنہ، تنخواہ، راتب وغیرہ کو کہتے ہیں (۵۰۳) من کل شیء مایقدر لہ فی کل یوم من رزق او طعام او طب او شراب جمعہا الوظائف (۵۰۴) وظیفہ جواز قسم رزق یا طعام یا عمارہ یا شراب وغیرہ کے جو بطور یومیہ مقرر کیا جائے تو اس کو وظیفہ کہتے ہیں اور اس کی طرح وظائف ہے۔

(۵۰۱) تاریخ تمدن اسلام، ج ۱، ج ۱، ص ۲۱۳۔

(۵۰۲) کشف اصطلاحات الفنون، ج ۲، ص ۱۰۷۔

(۵۰۳) البیوم الاظم، ج ۵، حرف الوظیفہ۔

(۵۰۴) لسان العرب، ج ۱۱، ص ۲۷۴۔ فحول الواد حرف الفاء۔

(۴۹۶) اسلام کا اقتصادی نظام، ص ۱۲۳۔

(۴۹۷) ثنائی، باب العشر والخارج والجزء، ج ۳، ص ۳۷۹۔

(۴۹۸) اسلام کا اقتصادی نظام، ص ۱۲۵۔

(۴۹۹) کتاب اموال، ص ۱۶۔

(۵۰۰) اسلام کا اقتصادی نظام، ص ۱۲۵۔ بدائع الصنائع ج ۲، ص ۶۸۔

آپ نے اس نصیحت کو جو اللہ نے مشرکوں سے مسلمانوں کو دلوایا تھا سادہ تقسیم فرمایا۔ بدر کے بعد یوحنا قیقاہ کے نزد سے میں سب سے پہلے خمس نکالا گیا، پھر پانچویں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا اس میں آپ نے اپنا تمام حصہ بحیثیت شریک جہاد ہونے کے لیا اور اس کے ساتھ خمس بھی لیا، باقی چارے شراک میں تقسیم کئے (۵۷) اور اموال فنی میں سب سے پہلا مال جو نصیب سے حاصل ہوا۔ آپ نے اس کی تقسیم منصحت کا خیال رکھا کیونکہ ان اراکین میں آپ کو مکمل اختیار تھا کہ جس طرح چاہیں آپ کو صرف کریں لیکن آپ نے یہاں بھی انصار سے اجازت حاصل کی۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے جہالی مہاجرین نادار ہیں اگر تمہاری مرضی ہو تو یہ مال اور تمہارے اموال سب تم دونوں میں تقسیم کروں اور اگر چاہتا ہو تو تم اپنے اموال اپنے ہی پاس رکھو دو اور فنی کو مہاجرین میں تقسیم کر دیتا ہوں۔ انصار نے عرض کیا یہ مال تو ان ہی میں تقسیم فرما دیجئے اور ہم سے اموال میں بٹنا آپ چاہیں ان کو عطا فرما دیجئے اس پر ﴿يُؤْتُونَ عَلَى الْقُضَيْبِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ (۵۸) لایا یہ ہاں لکھائی

آپ نے گھوڑے کا بھی ایک حصہ مقرر فرمایا۔ مزید ہمد میں خاتم کی تقسیم اس طرح فرمائی، گھوڑے مولر کو دھوے اور زیادہ کو ایک حصہ (۵۹) اراکین مفتوحہ میں تقسیم علی السواء کو ملحوظ رکھا پتا ہے اراکین غیر کو آپ نے شراکہ غیر میں سادہ تقسیم فرمایا اور خود اپنی ذات کے لئے بھی ایک ہی حصہ اراکین مفتوحہ فرمایا (۶۰) فتح کے پر آپ نے لوگوں کو عام معافی دی (۶۱) اور ان کے اموال میں کوئی تعریف

اسلامی نقطہ نظر سے مسلمان پر فوری خدمات، مالی اور معاشی عائد ہیں اور حکومت ان سے مختلف شعبوں کی خدمت لیتی ہے اور ان کی اور ان کے اہل خیل کی براہ راست کفالت کرتی ہے اور جو افراد ان خدمات کے قابل نہیں مثلاً مرضی، معذور یا معاشی وسائل سے قطعاً محروم مثلاً یتامی، یتیم، یتیم، فقراء اور مسکین ان کا بار کفالت بھی حکومت کے کاندھوں پر ہے تاکہ صالح معاشی نظام کو مقصد حیرت نہ ہونے پائے۔ حکومت کی یہی کفالت اور معاشی ذمہ داری عطا اور وظائف کے نام سے موسوم ہے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں مالی کی ہتھات ہو گئی، اور امداد و شمار کے درجہ مرتب ہو گئے تو حکومت کے کارکنوں، گورنروں، قاضیوں کے مشاہیر سے مقرر کر دیئے گئے اور مال و خزانے جمع کرنے کی ممانعت کر دی گئی، مسلمانوں پر کاشتکاری و زمینداری شروع کر دی گئی اس لئے کہ ان کی اور ان کے اہل و عیال کے روزیئے بیت المال سے مقرر کر دیئے گئے تھے جلد ان کے غلاموں اور آزاد شدہ غلاموں کے بھی، اس سے مقصد یہ تھا کہ تمام قوم عسکری میں جائے اور اس طرح وہ کوچ کے لئے پیست و چالاک رہے کہ ان کے سفر کے سلسلے نہ زمینداری مانع آئے نہ کاشتکاری اور یہ کہ وہ بے فتنہ کی زندگی اور ملیش و مشرت میں نہ پڑ جائے (۵۵)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطا لیں مساوات کا پورا پورا خیال رکھتے تھے۔ البتہ بعض اوقات اپنے اعتبار سے بعض کو نذر انداز کر کے دوسروں کو ان کی قربت اور احتیاج و ضرر کے لحاظ سے زیادہ عطا فرماتے اور کبھی نایف قلوب اور دیگر مصالح کی بناء پر بعض کو بعض پر ترجیح بھی دیتے تھے۔ آپ کے دور میں پہلا مالی تقییت بدر میں ملا قسم ھنا لک النفل الذی افادہ اللہ علی المسلمین من المشرکین علی السواء (۵۶)

(۵۷) تاریخ طبری، جلد ۲ ص ۲۹۸ القابرو

(۵۸) الخراج ۱-۲ ص ۲۸۸ تاریخ طبری جلد ۲ ص ۳۹۹ القابرو

(۵۹) کتاب الخراج ۱۸ ص

(۶۰) تاریخ طبری، جلد ۲ ص ۲۹۸ القابرو

(۶۱) بخاری، جلد ۵ ص ۶۱۸-۶۱۹

(۵۵) اسلام کا اقتصادی نظام، حضرت عثمانؓ، ص ۱۳۹، انوار من کتاب الفہم ابو سعید خدری کا قول ابو یوسف۔

(۵۶) میرت ابن ہشام جلد ۱ ص ۱۱۳۲ القابرو، کتاب الخراج ص ۱۸، تاریخ طبری ص ۲۹۸

آیت ۱، تاریخ طبری، جلد ۵ ص ۲۸۶-۲۸۷ القابرو

- (۱) اراضی مفتوحہ سے قابضین کو بلا وطن کیے خود آپ نے قبضہ فرمایا۔ اور پھر صحابہ میں امتیاز اور مزورت کے پیش نظر تقسیم فرمایا مثلاً اموال بنی تغلبہ کو آپ نے جہا برین اولین میں تقسیم فرمایا (۶۷)۔
- (۲) اراضی مفتوحہ قابضین کے قبضہ میں چھوڑ دی لیکن مالکانہ حقوق ان کے باقی نہ رکھے بلکہ ان سے خارج وصول کیا مثلاً یحییٰ بن مہزیار۔
- (۳) اراضی مفتوحہ کو قابضین کے قبضہ میں باقی رکھا اور ان کے مالکانہ حقوق سے بھی کوئی تعرض نہ کیا مثلاً اراضی مکہ لیکن ان کے مالکانہ حقوق پر کچھ شرائط و قیود و معاشرہ فرمادیئے۔

ان کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاگیریں بھی دیں۔ اور ان کے ذریعہ بعض لوگوں کو آپ نے اسلام پر قائم رہنے سے انوس کیا مزیہ یا جہنم کے کچھ لوگوں کو آپ نے ایک زمین بطور جاگیر عطا کی عمران لوگوں نے اسے آباد کیا پھر کچھ دوسرے لوگوں نے اسے آباد کیا اب جہنم یا جہنم والے زمین عطا کیے پاس ان لوگوں کے خلاف مقدمہ کر کے اس پر حضرت قرآن نے زمین میری یاد البکرہ کی دی ہوئی ہوئی تو میں اسے واپس لے لیتا مگر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی جاگیر ہے۔ پھر آپ نے فرمایا میں کس پاس بھی کوئی زمین ہو وہ اسے میں مال چھوڑے رکھے اور آباد نہ کرے پھر اسے کچھ دوسرے لوگ آباد کر لیں تو یہ لوگ اس کے زیادہ مقدار ہوں گے (۶۸)۔ تو تغلبہ کی مالاک میں سے ایک زمین جس میں کھجور کے درخت بھی تھے زیدہ کو بطور جاگیر عطا فرمائی۔ سیفان بن عیینہ نے عربین الدنایہ سے رعایت کی ہے کہ حبشہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ نے البکرہ کو جاگیر عطا کی اور قرآن

(۶۷) سیرت ابن ہشام جلد ۲، ص ۱۹۲۔

(۶۸) کتاب الخراج، ص ۹۱۔

(۶۹)

نہیں فرمایا البکرہ کا نوں کیے اور کرایہ پر دینے سے منع فرمایا۔

عبداللہ بن عمر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ منافع لارتاع رباعہ الا واجرہ سبوتھا (۶۲) کہ پڑاؤ کی جگہ ہے یہاں کے مکان نہ بیچے جاسکتے ہیں اور نہ ہی کرایہ پر دینے جاسکتے ہیں۔ من آثار ارض مکہ کا کھانا اکل الربوا (۶۳) جس نے مکہ کی زمین کا کرایہ کیا اس نے گویا سود کھا یا اور حضرت قرآن نے اہل کو کھانے کے آگے دروازے بند کرنے سے منع فرمایا تھا (۶۴)۔ ہوازن کے ساتھ فتح کر کے بعد مقابلہ ہوا۔ طائف کے محاصرہ کے بعد جب آپ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے مقام جہاز میں ہوازن کا وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ۱۰ اس وفد نے اپنے بیٹوں اور غورتوں کی واپسی کی استدعا کی اور آپ نے ان کے بچے اور غورتوں کو واپس فرمادیا۔ اور تالیف قلوب کے لئے باقی اموال میں سے قبائل کے عاملہ اور اشراف کو بڑی بڑی عطائیں عطا فرمائیں (۶۵) اس موقع پر صحابہ میں انصار کو کچھ شبہ پیدا ہوا لیکن آپ نے ملکہ ہی اس کو دفع فرمایا کیا تم اے پسند نہیں کرتے کہ دوسرے لوگ اونٹ اور گریز لے جائیں اور تم اللہ کے رسول کو اپنے گھرے جاؤ (۶۶) اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطا اور اراضی کی تقسیم میں ہر ایک کی امتیاز اور ضرورت کا خیال لحاظ رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ نے اراضی مفتوحہ میں تین طرح کے اقدامات فرمائے:

(۶۲) احکام القرآن، ج ۱، ص ۲۷۳۔

(۶۳) ہدایہ، مطبوعہ مدینہ، جلد ۳، ص ۸۶۔

(۶۴) احکام القرآن، ج ۱، ص ۲۸۲۔

(۶۵) بخاری جلد ۱، ص ۴۳۲۔ کتاب الجہاد، سیرت ابن ہشام، جلد ۲، ص ۳۸۹۔

۴۹۲۔

(۶۶) بخاری، باب فزہ الطائف، جلد ۲، ص ۶۳۱۔

ان دروایا سے معلوم ہوتا ہے کہ جو انھیں اس قسم کی قسم میں کا کوئی مالک یا طلب گار نہ ملو، کوئی دعویدار نہ آیا، یا انھیں ان کو بطور جاگیر لوگوں کو عطا فرمایا، اس کی کوئی حد نہ تھی۔ بلال بن رباح الزنی کو مقام قبلہ میں (جو مدینہ سے پانچ یو کے فاصلہ پر ہے) سندھ اور بہاری کے مابین سارا علاقہ بطور جاگیر عطا فرمایا۔ پھر جب عمر بن الخطاب کا زمانہ آیا تو انھوں نے ان سے کہا کہ اس سارے علاقہ کو دروہ کاشت لانا تمہارے بس ہے یا ہر پہر پھر آپ اس پر دینی ہو گئے کہ کافوں کے علاوہ باقی علاقہ کو انھیں بطور جاگیر دے دیں۔ کافوں کو آپ نے مستثنیٰ کر دیا (۷۱)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوحنا بن روبہ صاحب جسے معاہدہ کیا تھا جس کے مطابق یوحنا نے تین سو باغی دروں میں ہر ایک سے ایک ایک دینار کے سالانہ تین سو کی رقم ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اس قسم کے معاہدے اذرع اور قنقاس کے ساتھ بھی کئے گئے (۷۲)۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عطا کیا، جاگیروں اور راہی کی تقسیم میں آپ کا طریقہ کار اختیار فرمایا آپ کے دور خلافت میں سب سے پہلا مالگیر جس سے آیا اور ہر شخص کو جس سے آپ نے وعدہ فرمایا تھا۔ آپ کے ہاں انھیں کی حیثیت سے ان سب کو عطا فرمایا۔

جاہل بن عبد اللہ انے اور کہا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ اگر مجھ کو مال آیا تو میں تمہیں اس قدر دے دوں گا کہ مجھ کو مال نہ آیا اور آپ نے رامت فرمائی جب مجھ کو مال آیا تو حضرت ابوبکرؓ نے اعلان فرمایا کہ جس شخص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ وعدہ ہوا آپ پر کسی کا تر من ہو تو وہ میرے پاس آئے پانچ جاہل بن عبد اللہ حضرت ابوبکرؓ

کے پاس گئے اور کہا کہ آپ نے مجھ سے ایسا ایسا فرمایا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جاہل بن عبد اللہ کو اس ہر کر درم دئے۔ جب انھوں نے گنا تو پانچ سو درم لئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا اتنے ہی اور لے تو اس طرح حضرت ابوبکرؓ نے پچھلے سال غنیمت تقسیم کی تو آزاد اور غلام سب کو دس دس درم دیئے اور دوسرے سال غنیمت تقسیم کی تو بیس بیس درم تقسیم کئے۔ فقہ ماہین الناس بالسویۃ علی الصغیر والکبیر والحر والمملوک والذکر والانثی (۷۴) لوگوں میں مساوی طور پر چھوٹے بڑے، آزاد، غلام، مرد و عورت میں تقسیم کر دیا اس پر لوگ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ اس مال کی تقسیم میں لوگوں کو مساوی رکھا، حالانکہ ان لوگوں میں بعض وہ لوگ ہیں جنھیں دوسروں پر شرف حاصل ہے وہ دعوت اسلام پر لیبیک کہتے ہیں ہمت رکھتے ہیں اور قدیم اسلام میں بہتر نوازا کہ آپ اصحاب فضل و بخت اور شرف تھے کرنے والے افراد کو دوسروں سے زیادہ دیتے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ تم نے جو اہلیت اور فضل کا ذکر کیا ہے تو میں اس سے بخوبی واقف ہوں۔ یہ ایسی چیزیں ہیں جس کا ثواب اللہ تعالیٰ دے گا، وہذا معاشرۃ فالاشیۃ فیہ خیر من الاخرۃ محمدیہ تقسیم مال معاملات دنیا میں ہے اور اس میں ترجیح و امتیاز کے بجائے مساوات بہتر ہے (۷۵)۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ آپ کے نزدیک دو چیزیں کرنے والے دینوں کی طرف مائلہ ادا کرنے والے اور جو لوگ خوف سے فوج کر کے سال مسلمان ہوا دونوں برابر ہیں ابوبکر صدیقؓ نے وہی جواب دیا کہ ان کے اعمال اللہ کے واسطے ہیں وہی ان کا اجر ہے گا، دنیا سوار کے لئے والہ بلا ہے (۷۶) فرض حضرت ابوبکرؓ عطا کو نام غلام تقسیم کرنے آزاد غلام،

(۶۹) کتاب الفرائض، ص ۷۱۔

(۷۰) ابوداؤد ابی اسحاق الذہبی، جلد ۲ ص ۱۵۳۔

(۷۱) کتاب الفرائض، ص ۹۲۔ ابویوسف۔

(۷۲) فروع البلدان، ص ۷۱۔

(۷۳) طبقات ابن سعد، جلد ۳، ص ۱۹۳۔ کتاب الفرائض، ص ۲۳۔

(۷۴) کتاب الفرائض، ابویوسف ص ۲۷۔ ابویوسف القاضی، المکتبہ السلفیہ، ۱۳۵۲ھ۔

(۷۵) احکام السلطانی، ص ۱۰۰۔ ج ۱۔ ابن الحسن علی بن محمد المدنی۔ القابریہ مقبوضہ علی ابی علی



باشاد و گران کی کیفیت پر اوروہ کو بجایا ہے میں نے بغیر ہمارے کہ وہ جاگیر میں بی بی کا پند ہے  
اسلام میں جاگیریں دینے کا طریقہ کار  
ارضی مفتوحہ ملک عام طور  
سے دو قسم ہیں۔

ارضی ملوکہ اور اراضی غیر ملوکہ۔

(۱) اراضی ملوکہ: وہ اراضی جو وقت فتح خاص ازاد اشراف خاص کی ملک میں تھیں (الف) اگر کوئی شہر یا ملک خود بخود مسلمان ہو کر اطاعت قبول کرے اس وقت ہر شخص اپنی اپنی ملک متعلقہ اور مفتوحہ کر یا دستور ملک ہوگا آپ کا ارشاد ہے۔ (ب) تمام ارضی مملکتوں کو (۸۴) جو لوگ مسلمان ہو جائیں تو انھوں نے اپنی جائیں اور اموال کو محفوظ کر لیا۔

مذہب کے اعتبار سے ہی سے مسلمان ہو چکے تھے اس لیے ہر شخص اپنی اپنی ملک و جائیداد پر حسب سابق قابض اور مالک رہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی تعزیر نہیں فرمایا البتہ وہ اراضی جہاں پانی نہیں پہنچتا تھا انصار نے اپنی خوش اور رضا سے آپ کو اختیار دے دیا تھا کہ آپ ان اراضی میں جو چاہیں کر سکتے ہیں چنانچہ آپ نے بلال رضہ کو عقیق کی اراضی بطور جاگیر عطا فرمادی (۸۵)

(۸۶) اگر وہاں کے باشندے برضا و رغبت مسلمان نہ ہوں بلکہ ملوکہ الام کی اطاعت قبول کر لیں تو جن شرائط پر ان سے صلہ ہوئی ہے اس پر عمل کیا جائے گا اور کسی کو شرط صلح میں تغیر و تبدل اور کسی کی اجازت نہ ہوگی۔ ان کی اراضی پر فراج اور سند درست و صاحب استطاعت لوگوں پر جز یہ مقرر کیا جائے گا اور ارضی دستور قابضین کے زیر تصرف و اقتدار میں رہے گی اور فراج و جز یہی بیت المال کا حق ہوگا (۸۷)۔

(۲) اراضی مفتوحہ عنوة: وہ اراضی جو لوگوں بعد قتال حاصل کی جائے۔  
غلیظہ اور امام کو ان اراضی میں سے قسم کے اقتدارات حاصل ہیں (الف) اموال مفتوحہ کی طرح جس مکان کر قبیہ ارضی کو فائز میں سے قسم کرے۔ (ب) ارضی مفتوحہ عنوة میں (۸۸) قریب فتح ملک خمسہ و للرسول ولذی القربی والیتیم و المسکین و للفقیر السائل (۸۹) اور اس بات کو جان لو کہ جو شے بطور قیمت تم کو حاصل ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ کل کا پانچواں حصہ اللہ کا اور اس کے رسول کا ہے اور آپ کے قرابت و ردا کا ہے اور بیویوں کا ہے غریبوں کا ہے اور مسافروں کا ہے اور جس کا شمار ارضی بیت المال میں ہوگا۔ بقید ارضی کا ہر شخص اپنے اپنے حصہ کا مالک ہوگا (۹۰) ارضی مفتوحہ کو قابضین کے ہاتھ میں برقرار رکھے اور ارضی پر فراج اور ارضی پر جز یہ یعنی آمدنی ٹیکس مقرر کر دے اور یہ آمدنی فراج اور جز یہ بیت المال میں داخل ہو کر مسلمانوں کے موجودہ اور آئندہ نسلوں میں مصارف فراج کے تحت صرف ہوگا جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ و آلہ و انصار و اہل بیت علیہم السلام سے استدلال فرمایا۔ عراق شام اور مصر کی ارضی کی مال ارضی ملوکہ کو فائزین میں سے قسم کرنے کی اجازت نہیں دی (۹۱)۔ (ج) ارضی مفتوحہ سے قابضین کو نکال باہر کر کے ارضی کو بیت المال میں داخل کرے اور نذر اہل آبادی کا کیا کا انتظام کیا جائے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اہل سواد سے قسم کی ارضی کے بیت المال کے لئے خاص کر لی تھیں (۹۲) اور باقی پر قابضین کو برقرار رکھا۔

حضرت عمر کے زمانہ میں جبہ بن جندبہ عراق میں ساحل فرات پر زمین کا ایک قطعہ کسی ذبی سے خرید لیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے کہا کہ تم نے یہ قطعہ زمین کس سے

(۸۸) قرآن النحل: آیت ۳۱ پ ۱۰۔

(۸۹) - الفجر آیت ۱۰ پ ۲۸۔

(۹۰) کتاب الاموال ابو سعید: ۱۲۹-۱۳۲، ص ۵۷۔

(۹۱) کتاب الفراج: ۱۱۱ ابو یوسف ص ۵۷۔

(۸۴) بخاری: کتاب الزکات، جلد ۱، ص ۸۔

(۸۵) الاموال، ابو سعید: ۶۹۳-۶۹۴، ص ۲۸۲۔

(۸۷) ۵۵- شامی جلد ۳ ص ۳۶۶۔



قاعطہ ایادہ کر اگر ارض بریہ یا ارض بریہ یا کانی اس طرف نہیں پہتا تو اس کو بطور جاگیر کے عطا کر دو (۹۳) اور ابو یوسف فرماتے ہیں میرے خیال میں میرے ملک کو اور میرا آباد اراضی کو بیکار چھوڑ دے رکھنے کے بجائے امام کو چاہیے کہ انھیں بطور جاگیر عطا کر دے اس طرح دے اس علاقے زیادہ آباد اور خوش حال ہو جائیں گے اور قریح میں بھی امتنا ہوگا (۹۴)۔

(ج) اراضی بیت المال: جو کسی شخص خاص کی ملکیت نہ ہو اور نہ مضافہ میں مشغول ہو مگر آباد اور قابل زراعت و انتفاع ہو ان میں وہ اراضی داخل ہیں جو بوقت فتح کسی کی ملکیت نہ ہو۔ اور اگر ان کی اراضی جو بیت المال میں داخل کی گئی ہو۔ اراضی ملکیت، اراضی جو زمین سلطانہ جو خمس سے حاصل کی گئی ہو اور وہ اراضی جو امام نے فتح کے وقت پوری اراضی ملک کو بیت المال کے تحفہ میں لے لی ہو اور مہاجرین میں تقسیم نہ کی گئی ہو اور اراضی ملک میں سے خاص خاص زمینوں کو بیت المال کے لئے تحفہ میں لے کر دیا ہو حضرت عمرؓ نے اراضی عراق میں دس قسم کی اراضی کو خاص کر لیا تھا مشا کہ سنی اور ان کے متعلقین کی اراضی یا جو زمین چھوڑ کر جاگیا گیا ہو یا جنگ میں قتل ہو گیا یہ تمام اراضی "ارضی بیت المال" مطلق ہیں۔ ان کے متعلق امام کو اختیار ہے کہ میں کو چاہے بطور انعام جاگیر میں عطا کرے اور یہ شرط لگا دے کہ ان کی آمدنی کا ایک حصہ جیسے ۱۱ مناسب سمجھے بیت المال کو ادا کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسی جاگیریں عطا کیں اور ان کے ذریعہ لوگوں کو اسلام پر قائم رہنے سے فائدہ کیا (۹۵) امام کو ان جاگیروں کے عطا کرنے وقت یہ بھی اختیار ہے کہ:

قریب عتق بن فرقد نے کہا اس کے مالکوں سے حضرت عمرؓ نے جاگیریں و انصار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اس زمین کے مالک تو یہ لوگ ہیں (۹۶) اس طرح اراضی مفتوحہ کو بیت المال کی ملکیت قرار دی اگرچہ کاشت کاروں کو تا بضان حقوق حاصل تھے لیکن یہ لوگ اسے فروخت نہیں کر سکتے تھے۔

## ارضی غیر ملوک یا اراضی مباحہ

دوسری قسم اراضی کی یہ ہے کہ میں کا کوئی خاص شخص مالک نہیں۔ (الف) آبادی کے قریب بستی والوں کے عام اور مشترک ضروریات مثلاً گلی، کوچہ، مرقبے، قبرستان، عید گاہ، چراگاہ وغیرہ ان پر کسی وقت بھی کسی شخص کے اٹھانہ حقوق ہائے نہیں اس طرح ملک وغیرہ کے کان اراضی کے تیل وغیرہ کے پختے کبھی بھی کسی شخص کی مخصوص ملک یا جاگیر نہیں بن سکتے بلکہ دنیاہ عامہ کے لئے حکومت کی نگرانی میں ان کا انتظام کیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارض بنی مالک کی دولت پر لکھا کہ یہ زمین بطور جاگیر عطا فرماؤ لیکن لوگوں نے کہا کہ آپ نے ملک کی کان عطا کر دی ہے تو آپ نے اس کو واپس لے لیا۔ (۹۷)۔

(ب) اراضی دولت: جو بالفعل ناقابل زراعت ہے مگر حکومت سے اجازت لے کر اس کو قابل انتفاع بنایا جاسکتا ہے مثلاً فیر آباد جنگلات، بیجار پری ہوئی زمین طیفہ اور امام ان اراضی سے جاگیریں عطا کر سکتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو عامل عراق کو ایک فرما دیا تھا فان لکن ارض الجزیرۃ ولا ارض جری الیہا ما معزبۃ

(۹۱) کتاب الاموال، ابو سعید، ۹، ۱۸۳، ص ۷۳۔

(۹۲) " ۹۸۵، ص ۲۷۵۔

الکام السلطانہ والولايات الدیۃ، ص ۱۹۷، باب ۱۷، الماروی ابو الحسن

علی بن محمد بن حبیب الترمذی، ۲۵۰، القامحہ، مصنف البانی، ۷۱۹۰۰۔

(۹۳) کتاب الاموال، ابو سعید، ۹، ۹۸۵، ص ۲۷۷۔

(۹۴) کتاب الخراج، ابو یوسف، ۷۱۱۔

وہ خراج اور عثران اراضی سے حاصل کیے منافع کا خاص حصہ کے کیا تھے  
آمدنی بیت المال میں داخل کرے۔ ان دونوں صورتوں یعنی ۵، ۶ میں شخص  
مذکور کا مصارف خراج میں سے ہونا ضروری ہے (۹۸)

## ابتدائی ایام خلافت میں حضرت عمرؓ کا طریقہ کار

چونکہ وظائف اور خطایا کے تقسیم میں حضرت ابو بکرؓ کا طریقہ کار کچھ اور تھا وہ  
فادوق دس سالہ دور خلافت میں حضرت عمرؓ کا طریقہ کار حضرت ابو بکرؓ سے مختلف رہا۔  
اور حضرت عمرؓ کی شہادت سے چار روز قبل حضرت عمرؓ نے یہ اعلان کیا تھا کہ ابو بکرؓ کا طریقہ  
کار تقسیم دولت میں بہتر تھا اور آئندہ سال اگر زندہ رہا تو میں اسی کی طرف رجوع  
کر دیتا لیکن ہمارے لئے ضروری ہو گیا کہ دونوں ادوار کے وظائف و خطایا، جاگیر کی تقسیم  
کا تجربہ کیا جائے اور مصدقیت کے طریقہ کار کو فادوق طریقہ کار سے عہد کے افاضائے  
دیکھا جائے۔

حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں جب فتوحات کو مصدقیت ہو تو آپ نے دو اہم  
اقدامات کئے تھے۔

(۱) اراضی منقولہ کو غامضین میں تقسیم کرنے سے انکار کیا اور آپ کا یہ اقدام جو عمر اس  
توفیق الہی کا فیضان تھا بالکل درست ثابت ہوا کیونکہ اس میں سارے مسلمانوں کی کھلائی  
تھی۔ آپ نے ان اراضی کا فراج وصول کر کے سارے مسلمانوں میں تقسیم کر دینے کی  
جور سے قائم کی وہ اسلامی معاشرہ کے مفاد عامہ کی ضامن تھی۔ اگر یہ اراضی حلیہ دینے  
اور روزیہ جاری کرنے کے لئے سارے اشرافوں پر توقف نہ قرار دی جاتیں تو نہ صرف  
کی حفاظت کا بندوبست ہو سکتا تھا نہ تو ہمیں اتنی طاقت و جبر ہو سکتی تھیں کہ جہاد جاری

(۱) مالکانہ حقوق کے ساتھ جاگیر دی جائے اور یہ اراضی اس شخص کے وارثوں  
میں منتقل ہو بیسا کہ آپ کا ارشاد ہے

جس نے ارض موات کو قابل زراعت بنایا وہ اسی کی ہیں رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کی اکثر خطایا اسی قسم کی تھیں۔

(۲) مالکانہ حقوق کے بغیر جاگیر دی جائے اور اس سے منافع کا اختیار سلاطین  
نسل اس کو اور اس کے وارثوں کو دیا جائے۔ جیسے تیم داری مسلمان ہونے  
آپ سے درخواست کی کہ کچھ میرا گاؤں بیت اللحم جو ابھی تک مسلمانوں  
کے قبضہ میں نہیں آیا بطور جاگیر عطا فرمائیں۔ آپ نے ان کو ایک فرمان  
تقریر فرمادیا اور جب عمرؓ کے دور خلافت میں بیت اللحم فتح ہوا تو حضرت عمرؓ  
سے اس کو طلب کیا حضرت عمرؓ نے اس شرط پر اس کو عطا کی کہ لیس لکھان  
تیار اس کو ذرا دخت نہیں کر سکتے ہیں (۹۹)۔

(۳) جاگیر اس کی ملک میں نہیں اور نہ وہ سلاطین نسل اس کی اولاد میں منتقل  
ہو بلکہ صرف منافع اور آمدنی حاصل کرنے کا اختیار رہے ورنہ اس کے مصالح  
کے بعد وہ اراضی واپس ہو جائے گی۔

(۴) غیر معین مدت تک منافع اور آمدنی کے حصول کا اختیار دے دیا جائے اور  
جب ضرورت ہوگی اراضی مذکورہ واپس کر دی جائے گی۔

(۵) اراضی مشرور خراج کے مشرور خراج حاصل کرنے کا اختیار دیا جائے مشرور خراج  
بیت المال کے بجائے شخص معین کو دی جائے اس صورت میں شخص مذکورہ  
قائمین کو نہ دے دیا کہ سلاطین اور نہ اراضی کسی کو اجارہ پر دے سکتا ہے۔

(۶) اراضی ملوکہ کے آمدنی کا ایک معین مقدار کسی خاص شخص کے لئے معین کر دی کہ

(۹۲) کتاب الخراج ابو یوسف، ص ۶۱۔

(۹۴) کتاب الاموال، ابو یوسف، ص ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹،

(B-11) \* \* \* ص ۳۳-

(۱۰۹) ابن سعد جلد ۳، ص ۲۹۸ - طبری ص ۲۵۲ - لیدن -

نے امراء اجناد و تلمذ اہل کو گھما کر حمزہ و فہم و درہم امیں سے، جن کو تم نے آزاد کر دیا ہو اگر وہ اسلام لائیں تو ان کے لئے موالی کے برابر عطایا مقرر کریں اور ان کے دینی حقوق ہوں گے جو موالی کے ہیں اور فرائض بھی دہی ہوں گے جو موالی پر ہیں اور اگر کسی قبیلہ میں داخل ہونا چاہیں تو انھیں مت روکنا اور عطایا ہماری رکھنا (۱۱۱)۔

### حضرت عمرؓ کا حضرت صدیقؓ کی رائے کی طرف رجوع

جہاں تک مال غنیمت اور مال فنی کا تعلق ہے حضرت عمرؓ ان میں مساوات ہی پر کار فرما تھے (۱۱۲) لیکن جب قاصد اور شام و فلسطین فتح ہوئے تو آپؐ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو جمع کر کے فرمایا میری رائے ہے کہ لوگوں کے بیٹے سال بہ سال ادا کیا کروں اور دوران سال آنے والے مال کو جمع کرنا یہوں کیونکہ اس طرح زیادہ برکت ہوگی۔ لوگوں نے کہا آپؐ نے جو رائے قائم کی ہے اسی پر عمل کیجئے کیونکہ انشاء اللہ آپؐ کو توفیق لیزدی حاصل رہے گی اور آپؐ نے ایک دیوان مرتب فرمایا (۱۱۳) یہاں سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ دیوان مرتب کرنے اور وظائف کو سال میں ایک مرتبہ ادا کرنے کی اصل وجہ قلت نفی لوگوں کے احتیاج زیادہ اور مال کم ہونے کے باعث آپؐ نے مراتب کا خیال رکھا تا کہ ان میں جن کے فدیات زیادہ ہیں ان کی ضروریات کچھ حد تک پوری ہوں اور اب ان کو کچھ کدما بھی منانچاہیئے کیونکہ ایک مدت سے مصائب برداشت کر رہے ہیں اور جو اسلام میں مل داخل ہوئے ہیں ان کو کچھ فدیات انجام دینا چاہیئے تاکہ ان کی آزمائشیں ہو سکے اور اسلام میں پختہ کار ہوئے کا ثبوت مل سکے۔

کیا کچھ پیدا ہوتے ہی وظیفہ مقرر کر دیا جائے گا اور مرتے دم تک ہماری رہے گا اس لئے اپنے بچوں کے دودھ پھڑانے میں جلدی نہ کرو (۱۰۷)۔

**لا وارث یحیٰ کا وظیفہ** ایسا بچہ جو گذرگا ہ پر پڑا جائے اور آپؐ کے پاس لایا جائے اور اس کا وارث معلوم نہ ہوتا تو اس کے لئے

حضرت عمرؓ مودرہم مقرر کرتے اس کے خوراک اور دوسرے مصارف کے لئے اگر مال کی ضرورت ہوتی تعین فرماتے اور جس کے ذمہ اس بچہ کی کفالت ہوتی وہ ہر ماہ اس کا مشاہرہ کر لے گا اور من سلوک کی وجہیت فرماتے اور بیت المال سے اس کی شیر خواری اور کفالت کے اخراجات عطا فرماتے (۱۰۸)۔

### عربوں اور ان کے موالیوں کے درمیان مساوات

ایک دفعہ ایک عامل کے پاس ایک جماعت آئی اس نے عربوں کو عطایا سکین موالی کو چھوڑ دیا۔ حضرت عمرؓ کو اس کا علم ہوا تو عامل کو گھما کر کسی شخص کے لئے اپنے سلطان بجائی کو حقیر سمجھنا نہایت بیزناسب ہے اور تم نے ان کے درمیان مساوات کیوں نہ برتی (۱۰۹)۔

**دیہات والوں کے لئے عطایا** دیہات کے رہنے والوں کے لئے بھی عطایا کا حکم فرمایا اور موالی کے ممال کو گھما کر اہل العوالی کے نام لکھ کر روانہ کریں اور ان سب کے لئے وظیفہ مقرر فرمایا (۱۱۰) اس طرح حضرت عمرؓ

(۱۰۷) کتاب الاموال، پیرا ۵۸۱، ص ۲۳۔ احکام السلطانیہ، اردو، ص ۲۴۱۔  
باب ۱۸۔

(۱۰۸) الطبقات النکیری ابن سعد، جلد ۳ ص ۲۹۸۔ بیروت ادارہ بیروت ۱۹۵۷۔  
(۱۰۹) کتاب الاموال، پیرا ۵۷۲، ۵۷۳، ص ۲۴۲۔

(۱۱۰) احکام السلطانیہ، اردو، ص ۲۴۲، باب ۱۸۔

(۱۱۱) کتاب الاموال، پیرا ۵۷۰، ص ۲۳۵۔ نوح البلدان، ص ۵۷۸۔

(۱۱۲) کتاب الخراج، ص ۲۴۔ اسلام کے معاشی تحریریں، جلد ۲، ص ۴۵۳۔

فتاویٰ مسند ابی نعیم، ص ۱۹۰۔ مطبع ابراہیم۔

(۱۱۳) کتاب الخراج، ص ۲۴۔

بلوگوں کے اہل حاشا جو جملہ بدادری وہ اللہ تعالیٰ کے واسطے ہی اس کا اجر دے گا اور ہمیں کوئی تفریق نہیں کرنی چاہیے (۱۱۸)۔

صحابی میں سب سے پہلے مال کی حقیقت صدیق بننے بھی صحابہ اور خصوصاً حضرت  
سیدنا ابوبکرؓ کے اصرار کے باوجود پکڑ کر عزم کا پل بقیہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
اسوہ حسنہ کی طرف امت کی رہبری کی اور خود بھی اس پر عمل پیرا رہے۔ حضرت عروہ  
پر یہ حقیقت وفات سے چار روز قبل تکشف ہوئی جس پر عمل پیرا ہونے کا موقع نہ  
مل سکا اور بعد میں پوری امت مال و دولت کے ایسے بھجور بنیں جن کی کوئی بھی اس  
سے نجات لینے کی توقع کرنا کعبہ ٹھنڈا کرنا ہے۔ محمد مصطفیٰؐ نے اس حقیقت حال  
کی کشادہ بینی بہت پہلے فرمادی تھی اور خود عمل پیرا ہو کر اس کا قابل عمل بننا ہی اور واضح  
بھی کر دیا تھا۔

لیکن بیب آپ نے دیکھا کہ مال بہت زیادہ ہو گیا ہے تو فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال میں شب زندہ رہا تو دیوان میں اس کے لوگوں کو شروع کے لوگوں میں شامل کروں گا اور تمام افراد کو مخالف بارے میں لکھیں گے (۱۱۴) اور اہل عراق کی جو عورتوں کی حالت ایسی مدھماکاؤں کی مرے بعد وہ کبھی کسی کی تھاج نہ ہوں لیکن بد قسمتی سے جو تھے یہی دن آپ سے ہمید کر دینے لگے (۱۱۵)۔

دولت یا ذرائع آمدنی کی تقسیم بالکل مساوی نہ ممکن نہیں اور نہ ہی قرآن اور سنت اور عہدِ نیت اس پر دلالت کرتی ہے بلکہ اسلام متفقانہ اور عادلانہ نظام تقسیم دولت کی طرف راہبری کرتا ہے تاکہ معاشرہ میں ما دل اور متفقانہ نظام قائم ہو چنانچہ حضرت عمرؓ نے عہدِ نیت کے اس مساویانہ تقسیم دولت کی طرف رجوع فرماتے کا ارادہ فرمایا۔ اور حضرت علیؓ کے رشتے کی صحت کا اقرار کیا۔ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اس پر عمل ہے اور حضرت متقیؒ حضرت عمرؓ کی وظائف میں عدم مساوات والی رشتے پر تھے۔ ابوحنیفہؒ اور فقہائے عراقی نے اسی کو اختیار کیا (۱۱۹) اور جب مسبقیت فی الاسلام والی وجہ بعد میں مرد زنا نے ختم ہوئی تو بعد کے لوگوں نے غیبت جہاد میں اور میں مل کے لحاظ سے وظائف کے تعیین میں کمی بیشی کے اصول کو اپنا لیا (۱۲۰)۔

صدیقی کا کہنا ہے کہ اس علاقہ کو مساویانہ تقسیم دولت پر معززین کے جوابدہی سے  
 ہونے پر فرمایا کرتے تھے، وائس لالہ اللہ آبادیاریلچ لک بک دینا سوار کے لئے دارلرحم ہے سب  
 ایک منزل کے مسافر ہیں سب کو یکساں اور صفحہ آرازم و آسائش ملنا چاہیے۔ عزت و  
 تقریباً سب کی یکساں ہیں لہذا اس کو مستغنا اور یکساں طور پر دہی کر دینا چاہیے۔

(۱۱۳) کتاب الاموال، پیر ۶۳۹، ص ۲۶۴- کتاب الخراج ص ۴۶.

(۱۵) جمہوری فضائل عثمان، جلد ۱، ص ۵۳۳۔

(۱۱۹) احکام السلطانیہ، ناوردی، ص ۲۰۱، باب ۱۸۔

170 12 014

## باب الثامن

### صدقیت کا جائزہ (یعنی کردار اور کارنامے)

اور

### انبیاء علیہم السلام کے ساتھ تشبیہ

حضرت ابوبکرؓ کی زندگی کے چار احوال ہیں (۱) قبل از اسلام (۲) کی زندگی (۳) یعنی زندگی (۴) بحیثیت خلیفہ (۵) خود کوئی حصوں میں تقسیم ہے (الف) اندرونی، (ب) بیرونی (اندرونی کی خود کوئی شقیں ہیں، سقیفہ بنی ساعدہ، حلیہ، بیع القرآن معروف و منکر اور اندرونی مسائل) یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے کارناموں کا مختصر جائزہ ہے جس کی تفصیل مقالہ میں تفصیلاً بیان کر دی گئی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی ذات گرامی بھی تقریباً انہیں حصوں میں تقسیم ہوئی ہے۔ جن قبل بعثت ایک غیر متنازع شخصیت اور خاص و عام میں باوقار شخصیت کے لگے ہوئے ہیں ان کا کردار بے داغ و پرتاپ ہے اور اس مشتبہ امر سے اس کی حفاظت کی جاتی ہے جو آئندہ پہل کر ان کی کاؤب شخصیت میں کسی قسم کی قدر من گئے کا سبب بن سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم میں قبل بعثت اس کی لقب سے مشہور تھے۔ لوگوں کی امانتیں آپ کے پاس رکھی جاتی تھیں، خاص و عام کو آپ پر بے پناہ اعتماد تھا۔

صدقہ اکبرؓ اپنی قوم میں مقبول اور محبوب تھے نرم مزاج اور قریب میں سب سے زیادہ ذی نسب تھے اور ان کی انساب اور ان کی برائی بھلائی سے سب سے زیادہ واقف تھے بااخلاق تھے ان کے من صحبت کی وجہ سے مرجع خاص و عام تھے اور ان سے

محبت کرتے تھے (۱)۔ قبل از اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق تھے اور آپ کے ساتھ گہرا ربط اور تعلقات قائم تھے (۲) یہ کیا تھا؟ حضرت صدیقؓ کو قبل از اسلام ہی قریب دی گاری تھی کہ کوثر بن حنفیہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے ان کو نبی کا بائیں ہاتھ تھا شراب زمانہ باہت ہی سے ترک کر چکے تھے، صلہ رحمی کرنے والے، نادانہ سہارا لوگوں کا بوجھ اٹھانے والے، وہاں نوازی کرنے والے مصائب میں صرف ہی کی ہی مدد کرنے والے تھے (۳)۔

### کئی زندگی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ کی وحی نازل ہوتی ہے صدیق اکبرؓ اس کی تصدیق کی طرف مبادرت کرتے ہیں۔ نبی اور صدیق میں ایسا اتحاد ہلے بیسے کہ خود صدیقؓ ہی پر یہ وحی نازل ہو رہی ہے اس کا دل از خود اس کی تصدیق کرتا ہے جس طرح متقابلین کی طرف لوہے کے ذرات چمکتے چلے آتے ہیں۔ صدیقؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چمکتے چلے جاتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان امور میں جن کے لئے آپ مبعوث ہوئے ہیں پورا تعاون کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے مقاصد اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں بیان فرماتے ہیں، ”هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ كِتَابَ اللَّهِ وَالْحِكْمَةَ“ (۴) وہی جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی سے ایک نبی بھیجا جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنا دے ہیں اہان کو پاک کرتے ہیں اہان کو کتاب اور دانشمندی سکھاتے ہیں۔ نبی اور رسول کو اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ لوگوں کے درمیان اللہ تعالیٰ نے ان کو نبی اور رسول بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔

(۱) مقالہ، باب ۳ ص ۶۲-۹۳۔

(۲) ”۸۵“۔

(۳) ”۹۳“۔

(۴) قرآن، المجد آیت ۲، پ ۲۸۔

بزرگ رحمت اللہ تعالیٰ لوگوں کو میرے قریب اور رحمان کو دہر کرنا ہے۔  
 انبیاء اور رسول کے دین کو غالب اور ان کی ولیوں اور جنتوں کو ظاہر فرمانا ہے۔  
 جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے مام مذہب دنیا میں کفر و شرک پھیل ہوا  
 تھا۔ **لَقَدْ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْقُرْآنِ وَالْجَوَارِحِ مَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ** (۹۱) شکل اور زری  
 میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل رہا تھا، لوگ مشرک بن کر کھڑے تھے، طاعت و  
 عبادت کو فراموش کر چکے تھے اور موانہوں کی زندگی بسر کر رہے تھے آپ نے سب سے  
 پہلے قرآن کا ابطال کیا، تحریفات و تبدیلات کو غور کیا اور آپ کی ذات بابرکت سے  
 لوگوں کے نفوس پر دین حق کی شعاعیں برسنے لگیں، انھوں نے حقانیت کو سمجھا اور آپ  
 کی نصرت و اعانت پر کمر بستہ ہوئے، کفر و اسلام میں امتیاز ہوا اور دین حق میں داخل ہوئے  
 عرب کے لوگ اور خصوصاً قریش آپ کے درپے ایڑا ہونے آپ نے اپنی قوت فدا داد  
 سے ان کا مقابلہ کر لیا اور راہ اعتدال پر گامزن ہوئے۔ صدیق اکبرؓ نے اعانت و مدد میں کوئی  
 دقیقہ نہ چھوڑا، اس کے بعد آپ نے ہجرت کی، جہاد پر مام ہوئے اور امائد الہی سے وہ  
 سامی جلیل فرمے جو مقدس شریعت میں اس سے زیادہ ممکن نہ تھا۔ تمام صحابہؓ اور خصوصاً عتیق  
 اکبرؓ آپ کے عزم و ارادہ کے ساتھ ساتھ رہے اور ہر حرکت و جنبش پر انھوں نے اپنی مایں  
 بچاؤ دین، مکارہ پر ہمت و شکست کھا گئے، جاہلیت مٹ گئی کفر و شرک، ظلم و ستم پامال ہوا  
 اور جس علم سے لوگ نا آشنا تھے وہ علم ان کے باطن شائع ہوا۔

**وَأَذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلْفَ بِرْنَ قُلُوبَكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ  
 بِرَّيْفَتِهِمْ إِخْوَانًا وَكَفَّمْتُ عَلَى شِقَاكُمْ قُرْآنَ السَّارِ فَأَنقَذَكُمْ مِنْهَا** (۹۲)  
 اور تم پر جو اللہ کا انعام ہے اس کو یاد کرو کہ تم دشمن تھے پس اللہ تعالیٰ نے تمہارے  
 قلوب میں الفت ڈالی ویں سو تم اللہ تعالیٰ کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے اور تم لوگ

**”اللَّهُ أَظْهَرَ حَقِّكَ بِحَقِّ رِصَالَتِهِ“** (۹۳) اس موقع کو تو اللہ ہی خوب جانتا ہے۔  
 بہانہ بھانہ پھانتا پیغام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ قوت مآخذ اور عالم دونوں میں نبی اور رسول  
 کو دیگر افراد میں ممتاز فرماتا ہے اور ان کو یہ دونوں قوتیں دیکھا افراد انسان سے بڑھتی تھیں  
 عطا فرماتا ہے اس امتیاز و تمیز کو میرے عالم سب سے ان پر دی نازل ہوتی ہے اور  
 امور غیبیہ کا مشاہدہ کرتے ہیں اور ان کی بصورت مثالیہ دیکھتے ہیں اور الوباء الصالحۃ من سنتہ  
 واربعمین جزء من النبوة (۹۴) روئے صالحہ نبوة کا چھ لکھ سو اسیاں جزء ہیں اس  
 قوت مآخذ کی طرف اشارہ ہے۔ قوت عالم میں بھی اللہ تعالیٰ نبی اور رسول کی مدد و  
 اعانت فرماتا ہے۔ اسی قوت کے سبب وہ معاشی سے اعتبار اور آداب، طاعت، عبادات،  
 جمادات، تدبیر منزل و سیاست مدن میں اعانت کرتے ہیں، تلقی، شجاعت، شجاعت، شجاعت،  
 کفالت، عدالت، شجاعت، مصالح قوم اور استقامت ان کو حاصل ہوتی ہے۔ (ان اللہ فی  
 الصالح والجمت الصالح والاقتصاد جزء من خمسة وعشرين جزء من النبوة) (۹۵)  
 میں مستصالح کو نبوت کے پچیس اجزائیں سے ایک جز قرار دیتا ہوں اور رسول کے مبعوث  
 کرنے سے اللہ تعالیٰ کی عرض امور تلافی انجام دی ہے۔

**”والرسل من اولہم الی خاتمہم صلوات اللہ وصلاحہم علیہم اجمعین  
 ارسلوا بالذی اوحی الی اللہ و بیان الطريق الموصل الیہ، بیان حال  
 المذکورین بعد وصولہم الیہ“** (۹۶) تمام رسول اور نبی اللہ تعالیٰ کی طرف لوگوں  
 کو بلاتے، اس راستہ کے بیان کرتے ہیں پر عمل کرنی شروع انسان اللہ تک پہنچ سکے اور  
 اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے بعد ان کے انجام کو بیان کرنے کے لئے مبعوث ہوتے ہیں۔

(۵۱) قرآن و الانعام، آیت ۱۲۴۔

(۹۲) بخاری کتاب التفسیر باب الوباء الصالحۃ، جلد ۲ ص ۱۰۳۳۔

(۹۳) البعداء کتاب الادب، باب فی الوفاء، جلد ۲، ص ۵۲۸۔

(۹۴) مدارج السالکین، ابن تیم الجوزی، جلد ۳، ص ۳۲۸، القا ہو۔

(۹۱) قرآن، الرزق، آیت ۳۱، ص ۲۱۔

(۹۲) آں طرائف، آیت ۱۳۳۔



ذات اور جان کا تھا۔ اپنے آپ کو صدیق صلا کہتے تھے۔ ایک ذات رسول آپ کے سامنے تھی۔ اپنی مال و مال سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تھان کرنا ضعیف مسکینان کو خرید کر صرف اسلام کے غاٹن کو اتارنا اور اللہ تعالیٰ کا وصلا رکھنے کے لیے تھے۔ عجزی سے صدیق کی مدح فرمنا یہ صدیقیت کے تشبہ با نبیاء کے ادنیٰ ترین شاہین ہیں جو پڑنے والے کو اس مقالے کے مختلف ابواب میں نظر آئیں گے۔

صدیق اکبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو سنتے ہی، غرض اوصاف پر مقرب ہو جاتے ہیں اور وحی کی کندہ حقیقت پالیتے اور ایسا نام ہوتا کہ گویا اس امر کو براہ راست بلا واسطہ وحی کے ذریعہ حاصل کر رہے ہیں۔ ذوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ **يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ حَنِيفَةً مَّا تَقْلَمُ كَذِبٌ** وقال ابوبکر صدقت **ع** اے لوگو! میں اللہ تعالیٰ کا نام سب کی طرف سے بھیجا ہوا رسول ہوں تو سب نے میری تکذیب کی اور ابوبکر نے کہا (صدقت)۔

بعثت کے بعد تیرہ سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں تبلیغ دین کی پر اسد مدد دے دوں سال مدینہ میں تبلیغ دین حسین تدبیر منزل، سیاست مدین میں مصروف رہے قیام کے دوران طرح طرح کی تکلیف اور اذیت برداشت کرتے رہے۔ صدیق ہی تمام لوگوں سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت و مدد کرتے رہے اور آپ کی برکات سے مستفیض ہوتے رہے۔ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے **لَا تَسْتَفِیْضُ مِنْهُمْ مِّنَ النَّفَقِ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَكَأَنَّ** (۱۳۱) عرض حضرت صدیق جنتے جس ایمان کا مظاہر کیا اور جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بر فضل و توفیق کی تصدیق اور آپ کی مدد کی قریش میں اپنی پیڑائش خراب کی حضرت ابوبکر کی جرات ایمانی اور تشبہ با نبیاء کے لئے بین ثبوت اور واضح علامتیں ہیں اور صرف حضرت صدیق کا ہی مقام تقاضا کرتا ایمانی

دور رخ کے گلوں کے کتا سے پر تھے موصاف سے اللہ تعالیٰ نے ہماری جان بچائی۔ **وَأَنَّ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ نَوَافِقٌ مَّا فِي الْأَرْضِ جَعَلْنَا الْقُلُوبَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ آتِيَهُمْ** اور ان کے قلوب میں اتفاق پیدا کیا اگر آپ دنیا بھر کا مال خرچ کرتے تب بھی ان کے قلوب میں اتفاق پیدا نہ کر سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان میں باہم اتفاق پیدا کر دیا۔

لوگوں سے متعدد مصدر رنج و کینہ کا رہا اور ذات دلی علم قرآن علم ایمان یعنی ارکان خمسہ تو مبدیہ صلوة، زکوٰۃ، حج، صوم، علم شراعی، تدبیر منزل، سیاست، مدین، آداب معیشت، علم اخلاق و غیرہ کی ترویج میں مشغول ہوئے اور یہ علم ابھر دے، صغیر و کبیر کسب کیجئے اور سب نے فائدہ اٹھایا۔

صدیق اکبر نے ان امور میں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معانت کی وہ انہر من الشمس ہے۔ باب الثالث میں حضرت ابوبکر کا کردار و صفات کے ساتھ سامنے آچکا ہے۔ حضرت ابوبکر کا آپ کی تصدیق کرنا، ایمان کا اظہار کرنا، شاعت اسلام کے لئے کوشاں ہونا، تبلیغ کی وجہ سے اصل صحابہ کا اسلام قبول کرنا، بیت اللہ میں علی الاطلاق اسلام کا پہلا علم پڑھنا اور اس پر کھانا کا آپ کو اذیت پہنچانا یہ سب صدیقیت کے کارنامے ہیں واقعہ امر یہ کہ ان کا مذاق اڑانا کمزور اور ضعیف الاعتقاد لوگوں کا اسلام کی حقانیت میں تردد اور شک کرنا کہیں صدیق ہی کے ایک جملہ سے اصل حقیقت کا ظاہر ہونا، میں تو اس سے بھی بڑی چیز کی تصدیق کرتا ہوں یعنی ذات اور دن میں آپ پر بھی مسکینوں سے آگے ہے جب اس کی تصدیق میں نے کر دی تو وہ اللہ آپ کو آسانوں پرے ہانکنا ہے اور آپ جانتے ہیں، لوگوں کا تردد دور ہوا انکا دل بکاشت ہوئی اور اللہ کا کلمہ اونچا ہوا یہ سب تشبہ انہر من الشمس ہیں۔ صلوة کے لئے سب سے پہلے اپنے مکان میں ایک جگہ متعین فرمنا، ہجرت میں ساتھ رہنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لا تحزن ان اللہ معنا۔ فرمنا کیونکہ صدیق کو اپنی ذات کا خوف اور ڈر نہ تھا بلکہ حزن و ملال آپ کی

میں نبی کے بعد صدیقؓ میں سے زیادہ عزت دار تھے، حق کے اقبال میں نہایت نڈر اور لکھناؤں۔ - قوتۃ لکھنے کے مصداق تھے۔ جب ابن العفّان نے آپ کو پاہ بند کرنا چاہا تو اسی ایمانی برات نے آپ کو اپنا لہجہ کی امان اور پناہ واپس کرنے پر مجبور کیا اور صرف اللہ تعالیٰ کے جو ارشاد بنایا، پسند فرمایا۔ فارسی اور روم کی جنگ میں فارس کی کامیابی پر قریش کو خوش ہونے تو یہ بھی صدیقیت کے لئے گوارہ نہ تھا اور صدیقیت یہ پیکار کر کے ملنے لگی کہ نہیں غلبہ سناؤں کوئی حاصل ہوگا اور دونوں طاقتیں تباہ و برباد ہوگی اور صرف اسلام کے فاعل مشرکوں سے مالی شرط چاہتے ہیں اور جو صدیقؓ نے کہا دینی ہلا (۱۱۴)۔

### دینی زندگی

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں مستقل طور پر قیام پذیر ہوئے اب صدیقؓ کا خاص کیفیت کے حامل ہوتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو تدبیر منزل اور سیاست مدن اور دین عرب سے آشنا فرماتے ہیں ان کی تربیت فرماتے ہیں، ہر سیاسی اور ملکی فیصلہ میں آپ کے مشورہ کو ایک نمایاں مقام حاصل تھا اور جو اسے صدیقؓ دیتے اس سے انکار اللہ تعالیٰ آسمانوں پر بھی پسند نہیں فرماتے تھے۔ (۱۵)

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ میں چار صلیتیں ایسی دی تھیں جو آپ کے علاوہ کسی میں نہ تھیں:

- (۱) حضرت ابوبکرؓ کو صدیقؓ کہا گیا۔ دوسرے کسی کا نام صدیق نہیں ہوا۔
- (۲) حضرت ابوبکرؓ کا مہمب فار ہیں۔
- (۳) ہجرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق رہے۔
- (۴) اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو امامت صلوة کا حکم فرما کر خود بھی حضرت ابوبکرؓ کی اقتدا کی اور باقی تمام صحابہؓ بھی مقتدی ہوئے۔

(۱۳) تفصیل کے لئے دیکھئے باب ۲ ص ۱۰۹-۱۱۹۔

(۱۵) تفصیل کے لئے دیکھئے باب ۳ ص ۱۲۱-۱۲۵۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر امر میں آپ سے مشورہ فرمایا کرتے تھے۔ یوم بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سائبان میں بحیثیت سالار جمعیں قیام پذیر تھے اور آپ کے ساتھ صرف حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی موجود تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سائبان کے نیچے ایک گاہ رب العزت میں دعا مانگوں کی، جب نضر و ذاری میں بیت دیر ہو گئی تو صدیقؓ اکبرؓ عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ! بس لیجئے اللہ تعالیٰ آپ کی ضرور مدد کرے گا اور سرت سے آپ کے دل کو ٹھنڈا کرے گا اور پہرہ کو روشن کرے گا۔ (الف) آپ فوراً متنبہ ہوئے ہیں اور یہ سمجھ جاتے ہیں کہ صدیقؓ یہ کلام کہاں سے کر رہے ہیں دعا ختم نہیں، امور عرب میں مصروف ہوتے ہیں، قرینوں کے حق میں فدیہ کا فیصلہ صدیقؓ کے مشورہ پر ملے ہوتا ہے۔ قیامت تک بنی نوع انسان پر اللہ تعالیٰ نے اصحاب فرمایا اور یہی اللہ تعالیٰ کا منشاء تھا۔

غزوہ اہدس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہزیمت کو ہمت اور مستقل مزاجی سے نہایت شاندار فتح سے بدل دیا۔ اس جنگ سے پہلے ہونے والی حالت نے حضرت صدیقؓ کو ایسی بہترین تربیت دی کہ اس کے جوہر کی بنا پر وہ خدا کی قریبی قوت کا فیضان ہو گیا اور وہ فرمایا کہ جب آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے ایک بندے کو اختیار دیا ہے اور اس بندے نے آخرت کو پسند فرمایا ہے تو صدیقؓ رو پڑے۔ اسی طرح آپ کی وفات پر غلغلہ و اورد وفات کی تصدیق قرآنی آیات سے کی، یہ قوت عقیدہ میں تشبہ یا نبیاء کی عمدتائیں ہیں اور صدیقیت کی ادنیٰ غفلت ہے (ب)۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ہر کار و کھرا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

### صدیقؓ بحیثیت خلیفہ

(الف) میرت ابن ہشام، جلد ۱، ص ۶۱۵۔

(ب) تفصیل کے لئے دیکھئے باب ۳ ص ۱۲۱-۱۲۵۔

تشریح تمام باقی ہے (الف) انصار نے غزوہ منین کے موقع پر تقسیم غنائم پر اعتراض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت خوبی سے ایسا عمل فرمایا کہ انصار کو دے سکینہ بنی ساعدہ میں انصار کا اجماع ہوا۔ غلیظہ کے لئے صلاح و مشورہ شروع کیا، صدیق اکبرؓ نے امر خلافت نہایت حسن و خوبی سے فرمایا اور انصاریوں کو اس طرح اپنی غلطی کا اقرار کیا جس طرح تقسیم غنائم کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کر گئے تھے۔ غزوہ منین کے بعد دو ہولناک فتنوں میں مسلمانوں میں انصار اور غزوہ انصاری بنیاد پر افتراق کا فتنہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاریوں کو تعریف فرمائی صدیق نے بھی سکینہ میں تحریف کی، ان کے حقوق کا رسول اللہ اور صدیقؓ دونوں کو دونوں مواقع پر اقرار اور امتزاج ہے ان کے اعتراض کا جواب رسول اللہ اور صدیقؓ دونوں نے دیا لیکن انکی غلطی کی بھی ایسی نشانہ دی فرمائی کہ انصار ایک زبان اس کا احترام کرتے ہیں مکہ و مدینہ کے لوگوں کو واپس ہوئے مگر انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبرؓ کو ملے کر دینے آئے اور آج تک مسلمانوں کے قلبی محبت کا تعلق مدینہ ہی سے قائم ہے۔

حضرت صدیقؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک زبردست انقلاب کو نہ صرف دیا بلکہ تمام مشرکین اور باغیوں کو اپنا معاون بنا کر انکی مدد سے ایران اور روم کے غیر حرام لوگوں میں ملاوٹ کی شکست پر شکست دی۔ غرض خواتین میں سے کوئی غزوہ صدیق اکبرؓ نے نہیں جھوٹا اور یوم اہد میں اس وقت ثابت قدم رہے جب دوسرے لوگ شکست کھائے (۱۶) قوت عقلمندی میں آپ تمام صحابہؓ سے مساندت فرمادی کی منشاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے آپ ہی جان جاتے تھے

(الف) یہی تشریح مومنین کے نزدیک ناقابل توہیہ ہے کہ حضرت صدیقؓ کے دور میں کوئی غلام یا تہذیبیان نہ تھے، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات ہی کو جاری رکھا۔

(۱۶) صفحہ ۱۱۶، ابن الجوزی، جلد ۱، ص ۹۱۔

جب صلح حدیبیہ پر حضرت عمرؓ براؤ فرماتے ہوئے تو یہ صرف صدیق اکبرؓ ہی تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی و مقصد جان کر حضرت عمرؓ سے کہتے ہیں، اے شخص وہ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کی توفیق ہرگز نہیں کر سکتے تھے۔ یہی جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو دیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو فتح عیسوی سے تعمیر فرمایا اور حضرت فاروقؓ اس حقیقت پر بہت تعجب میں آگاہ ہوئے ہیں اور انکو حضرت عمرؓ کے اس کسائی اور بے ادبی کے کفارہ کے طور پر مجھے بہت سے عمل کرنے پڑے یہ ہے حضرت ابوبکرؓ کا ذوق کردار، کارنامے اور عجب انبیاء، فتح مکہ اور غزوہ تبوک میں آپ کے ساتھ رہے اور پیچہ کرب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا بھینڈا آپ کے پاس تھا اور فتح کے امام تھے اور آپ کے حیات میں سب سے میں لوگوں کو صدیقؓ کی بیعت کر لیا اور آپ کے بعد زمین پر غلبہ تھا مقرر ہوئے اور مسلمانوں نے آپ کو غلیظہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب دیا (۱۷) قرآنی میں اقرعہم نبیؐ کے دوسرے مشورہ کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مشورہ کی پابندی فرماتے تھے کہ صدیقؓ نے ہمیشہ اسامہ کے موقع پر حضرت عمرؓ کے مطالبات رد کر کے یہ وضاحت فرمادی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض حکم بدیہہ دہی کے ہے اور دہی کی موجودگی میں مشورہ کی پابندی کی توفیق کی توفیق کرنا ہے۔ مشورہ کی پابندی ان امور میں ضروری ہے جو دہی کے خلاف نہ ہو اور دہی کی صراحت موجود نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذہن کے موجودگی میں اسامہؓ کی امانت ختم کرنا، ہمیشہ اسامہ کو روانہ نہ کرنا اگر اس پر مشورہ میں اجماع بھی ہو جائے تب بھی اس مشورہ پر عمل کرنا توفیقی ہے۔ اس طرح حضرت ابوبکرؓ نے اپنے پہلے خطبہ میں غلیظہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قضاویوں میں فرق بیان کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے آپ پر دہی نازل ہوتی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دہی کے پابند تھے اور غلیظہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول و فعل اور تقریر کا پابند ہو گا۔

(۱۷) اصحاب فی التیز اصحاب، ابن حجر، جلد ۲، ص ۳۳۱۔

پر برتری اور فضیلت کی نفی فرمادی۔ اگر فضیلت کسی کو حاصل ہے تو قبولی کی بنیاد پر ہے اور اس کا ابراہیمہ تعالیٰ دے گا۔ دنیا میں سب کا بعض میں برابر ہونا ہی بہتر ہے۔ اور وہ نظام جو عہد قدیم سے مسلمانوں اور بادشاہتوں میں چلا آ رہا تھا کہ بادشاہ اور صدر ریاست ہی تمام اراضی مفتوحہ کو مالک شمار ہوتا تھا وہ جس کو کیا ہے اسے دخل کو حق اور جس کو جتنا اراضی ملتا کہ مقتدا اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ سلطان یا حاکم صرف ایک امین کی حیثیت رکھتا ہے۔ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَلَّ بِهِنَّ الْأَرْضُ أَن يَكُونَ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِغْفِرَةٌ وَأَنَّ لَهُمْ فِي اللَّهِ حَاكِمَةٌ (۲۰) اور دوسری الذِّينَ إِذَا قِيلَ لَهُمُ امْكُثُوا فِي بِلَادِكُمْ قَالُوا لَا مَكْنَثَ لَنَا فِيهَا وَإِنَّا لَخَائِفُونَ (۲۱) جب ہم ان لوگوں کو تمہیں کی اراضی حسب وعدہ حاضر فرمائیں گے تو یہ اس اور ان کا میں کے اَمَّا مِمَّا خَلَتْ فَذَلِكُنَّ الَّذِي لُمْتُنَّنِي فِي الْأَرْضِ وَنَبَذَنِي فِي الْأَرْضِ بِمَا نَبَذُوا وَإِنَّهُمْ لَخَائِفُونَ لِيَوْمٍ يُنصَفُونَ (۲۲) اَمَّا مِمَّا خَلَتْ فَذَلِكُنَّ الَّذِي لُمْتُنَّنِي فِي الْأَرْضِ وَنَبَذَنِي فِي الْأَرْضِ بِمَا نَبَذُوا وَإِنَّهُمْ لَخَائِفُونَ لِيَوْمٍ يُنصَفُونَ (۲۲)

اس اعتبار سے حضرت ابوبکر صدیقؓ اس دور کے دوسرے خلیفہ تھے جس طرح  
حضرت داؤدؑ کے بعد سلیمان اور حضرت موسیٰ کے بعد یوشع بن نونؑ دوسرے خلیفہ اللہ  
تھے اور یوشع بن نونؑ اور حضرت سلیمان نے وہ امور انجام دیے جو حضرت داؤدؑ اور حضرت  
موسیٰ کی وفات کی وجہ سے انجام پذیر نہ ہو سکے تھے اور خلیفین دیگرہ کے ممالک کو فتح کیا  
اسی طرح اس امت کے پیغمبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی امت سے کئے گئے تھے  
پورے ہونے اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کے  
جلوس اعلیٰٰ لکھن اکھا دیا اور اذکار، ناعیبن، زکوٰۃ کا این اور مرتدین کی سرکوبی، اور  
سرتین عرب سے ارتداد کا خاکہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف لوگوں کو بلایا اور المعروف بہ من  
الشکر اقامت ملوۃ اور زکوٰۃ اور امر اور نہی کے مطابق صحابہ کی صحیح سمت رہبری فرمائی۔  
اور ان سے اقاریا کے حروب ارتداد میں جو مسلمان شہید ہوئے وہ جنت میں

دیکھو اگر تم میں سے کسی شخص کا یہ خیال ہو کہ میں بھی دیکھ لوں گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تو یہ خیال غامض ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نقیۃ اللہ تعالیٰ کے بندے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت کی نعمت سے سزاوار قرار دیا تھا اور ہر قسم کے گناہوں سے مبرا قرار دیا تھا۔ میں بھی اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں تم میرے کانوں کی گھنڈاشت کرد اگر وہ دیکھو کہ میں اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے راستہ پر جا رہا ہوں تو میری اطاعت کرنا لیکن اگر مجھے صراطِ مستقیم سے ہٹا دیا ہو یا تو لوگ کہ سیدھا راہ پر لگا دو (۱۸) اس طرح خلافت و نبوت میں یہ فرق میان کیا کہ نبی کی گھنڈاشت اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لیکن تعلق کی نگرانی امت پر فرض ہے۔ یہ نہایت ذخیرہ امر تھا، صحابہ کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تھی، اور صحابہ طیف سے وہی تو قات و اسب تکٹے ہوئے تھے جو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے تھیں۔

میراث کے متعلق دو لوگ فیصل فرما، کہ نفی فقراء مجاہدین، انصار اور تابعین  
مجاہدین و انصار کے لئے ہے اور جب نفی ازاد غیر مصرون کے لئے ہے جو اب ظاہر ہے کہ  
وہ کسی کی ملکیت نہ تھا بلکہ ہر ایک کو بقدر احتیاج دینا تھا یہ بھی ظاہر فرمایا کہ عقیقاس  
کا نماز نہیں کہ مصرون کے طریقے خلاف اسے تصرف میں لائے اور جب نفی  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت نہ ہوئی تو میراث کا بھگت لاس میں کیسے پیدا ہو سکتا  
ہے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے کسی خاص عزیز کو یہ نہیں کیا  
تسا (۱۹)۔

تقسیم وظائف اور غنائم میں وہی مساوات اور منصفانہ تقسیم باقی رکھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تھی۔ اس طرح اسلام میں مالی، خانہ دانی، بنیاد دہ

(۱۸) البکر، محمد حسین، میکس ۵۸۵۔

۵۹۱ ازالۃ الخفا، مقصود اول ص ۳۸۸ -

(۲۰) قرآن . النور، آیت ۵۵، پ ۱۸۔

الف) • الحج آیت، ام

اپنا نائب بنایا۔ "وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْيَوْمَ الْآخِرَ" دی تو ہے جس نے تم کو زمین میں پہلوں کا جانشین بنایا۔ الخلف کا دوسرا معنی ہے اور خلفاء کا تعلق۔ قرآن میں ہے "يَذْكُرُونَ أَنَّا جَعَلْنَا خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ" اسے یاد دہانے کے لئے کہ زمین پر بادشاہ بنایا ہے۔ "وَجَعَلْنَاكُمْ خَلِيفَةً" (۱۲۴) اور انھیں زمین پر خلیفہ بنایا (۱۲۵) اسلافی نقطہ نگاہ سے کائنات اور اس میں بنی ہوئے والے انسانوں کی اتفاق قیامت نہیں بلکہ متعلم اور فاضل سلطنت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مخصوص مہمان کی حکمت تمنا میں کیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے "الْحَمْدُ لِلَّهِ فَاطِرِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ" (۲۸) تمام تر حمد اللہ تعالیٰ کے لائق ہے جو آسمانوں اور زمین کا پیداکرنے والا ہے۔ "هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ يَزِدُّكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ" (۲۹) کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق ہے جو تم کو زمین اور آسمان سے رزق بخلائے؟ "وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ" (۲۸) اور اللہ تعالیٰ نے تم کو مٹی سے پیدا کیا۔ "يُؤْتِيهِمُ الْيُسْكَىٰ فِي السَّيِّئِ وَالنَّهَارِ وَيُؤْتِيهِمُ الْغُلَّةَ فِي الْبَيْتِ" وَسَخَّرَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرَ۔ (۱۶) وہ رات کو روز میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور اس نے سورج اور چاند کو کام کرانے کے لئے اس کی کائنات کا دی، لکھنے دی تاکہ تم سے اور تمام عالم میں اللہ کے حکمت کی نشان دہانی کا انجام دے جسے ہمیں۔ اس طرح انسان کی بھی تخلیق مخصوص مقاصد کے تحت کی اور اسے تمام چیزیں

مائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان پر انعام فرمائے گا اور تمہارے مقتولین جہنم میں مائیں گے اور ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا اور اگر کسی نے ایسا دعویٰ کیا تو اس کے خلاف مسلمانوں کو وصف بستر ہو کر پروردگار کا چاہیئے اور جب تک کہ انہیں اور ان کے پیروکاروں کو قتل نہ کیا جائے دیکھا جائے مسلمانوں کو آرام سے بیٹھا رہا ہے۔ کلام اللہ کو جمع کیا، حضرت ابوبکر صدیقؓ کا سب سے بڑا اور بہتر نشان کا زمانہ ہے اسی سے اسلام اور مسلمانوں کو سب سے زیادہ نیک نصیب ہوئی عراق و شام کی فتوحات حاصل کر کے عظیم الشان اسلامی سلطنت کی بنیادیں کو استوار کیا۔ انسان کو تہذیب و تمدن سے آگاہی نصیب ہوئی اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ لفظہ علی اللہین کلمہ صدیق کے ہاتھوں پورا ہوا، سلطنت اسلامیہ میں آہستہ آہستہ اضمحلال پیدا ہوتا گیا اور جو توت و شوکت حضرت ابوبکرؓ صدیقؓ سے لے کر بنی امیہ تک نصیب ہوئی تھی بنی عباس کے زمانہ میں وہ مفقود ہو گئی، اسلامی سلطنت پر آہستہ آہستہ فساد آگیا تھی کہ اسلامی سلطنت کا نام بھی لوگوں کے دلوں سے محو ہونا شروع ہو گیا۔ لیکن کتاب اللہ زمانہ نزول سے آج تک زندہ موجود ہے اور جب تک دنیا میں ایک بھی انسان کا وجود باقی ہے، کتاب اللہ زندہ اور برقرار رہے گا اور صدیقؓ کی ذاتی کھڑ اور کارناموں کی یاد دلانا رہے گا یہ تشبہ بجزا کی ایک جگہ ہے جس کو اس مقالے کے مختلف ابواب میں واضح طور سے بیان کیا گیا ہے۔

### حضرت ابوبکرؓ بحیثیت خلیفہ اللہ

الخلفاء: دوسرے کا نائب بننا، قواء وہ نائب اس کی غیر حاضری سے ہو، یا موت کے سبب ہو، یا اس کے مرنے کے سبب ہو۔ یا محض نائب کو شرف بخشنے کی غرض سے ہو۔ اس آئینہ حق کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو زمین میں خلافت بخش ہے "وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْيَوْمَ الْآخِرَ" اور وہ دی ہے جس نے تم کو زمین میں

قرآن، الانعام، آیت ۱۶۵، پ ۸۔

۱۲۸ قرآن، قاطر، آیت ۲۹۔

۱۲۹ " ص آیت ۲۹۔

۱۳۰ " یونس آیت ۲۳۔

۱۳۱ مغلطہ القرآن، ۱۱۱، نائب امضائی، حرف ت، ل ۲۔

۱۳۲ قرآن، طہ آیت ۱۱، پ ۲۲۔

۱۳۳ " آیت ۳، پ ۲۲۔

۱۳۴ " آیت ۱۱

۱۳۵ " آیت ۱۳



علیہ وسلم کے بعد دوسرے خلیفہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے مہاشین ہیں۔ مہاشین ابن عمرؓ کہتے ہیں "واستقر خلیفۃ فی الارض بعدہ ولقبہ المسلمین خلیفۃ رسول اللہ (ﷺ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ فی الارض بنائے گئے اور مسلمانوں نے خلیفہ رسول اللہ کا لقب دیا۔

”عن عبد اللہ بن جعفر قال ولینا ابوبکر فکان خلیفۃ اللہ“

عبد اللہ بن جعفر سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ پر یہ دلائل بنے تو آپ علیؓ فرما دیں کہ میں سب سے بہتر رہ چکا ہوں۔ اور ابو وہابؓ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار مجھے دیکھا کہ میں ابوبکرؓ کے آگے چل رہا ہوں تو آپ نے فرمایا: اے ابو وہابؓ کیا تم اس بات کے آگے چل رہے ہو جو تم سے دنیا اور آخرت میں افضل ہے میںوں اور رسول کے بعد ابوبکرؓ سے افضل شخص پر نہ سورج نے طلوع کیا ہے اور نہ غروب کیا ہے (۳۸) مہدیؑ افضل الخلق بعد نبیؐ کے انتہائی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین اور علیؓ فرماتے تھے حضرت شاہدؑ اللہ کے خلافت کی تقسیم خلافت فاصد اور عامس کی طرف فرمائی ہے اور اس طرح خلفاء اور ائمہ کی خلافت کو فاصد اور عامس قرار دیا اور جبکہ آئندہ والوں کی خلافت کو خلافت عامہ سے موسوم کیا ہے لیکن حضرت شاہدؑ اولی اللہ کے ازالہ انقطاع کو مخور سے پڑھنے کے بعد واضح ہوتا ہے کہ خلافت فاصد اور خلافت عامس کوئی ظاہری اور واضح فرق نہیں ہے اور جو فرائض ایک علیؓ کی حیثیت سے خلافت عامہ میں ہوتے ہیں وہی فرائض خلافت عامہ میں بھی ایک علیؓ کے ہوتے ہیں لہذا ہماری ناقص رائے میں اولاً ان کی تقسیم مبہم ہے۔ دوم یہ کہ ان کی خلافت فاصد کے طور پر کا ابوبکرؓ کے خلافت العید کے طریقہ کار پر کسی طرح استدلال ہو سکتا ہے۔

آقا کے منشاء کو دیکھنے کے مطابق خود عمل پیرا ہوا اور دوسروں کو بھی عمل پیرا کرنے کی کوشش اور بعد چہرہ کرے اللہ تعالیٰ کا اقتدار اعلیٰ دنیا میں قائم کرے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی نمبر گیری کرے، زمین پر بدل و اضافہ قائم کرے اپنے ہر قول و فعل سے اللہ تعالیٰ کی نیت کا حق ادا کرے اور یہ ثابت ہے کہ فعل کا خود ذمہ دار ہو گا اور اپنے عہدہ یا بابت کا غلط استعمال کر کے جن باتوں کو، جسم دیکھا جائے اس کو سزا بھی جلتی ہے ہوگی اور یہی غلطیوں، کوتاہیوں اور نافرمانیوں کا کھانا ہے ہر حالت میں ادا کرنا ہوگا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا نائب بن کر اس پر شہادۂ واریاں ملائی ہیں۔

حضرت داؤد کو طغیاء فرما کر یہ عصمت بولہا تھا کہ اے نبی اور رسول بھی  
ہو گئے جن کو اختلاف فی الارض حاصل نہ ہو گا اور جب رسول بحیثیت طغیاء طرد وصال  
کر رہے تو دھائی اور حتی و مدعی کی شکل میں دوسرا طغیاء نشان کے دفاع کے انجام دہی  
کے لئے آئے گا جس طرح درث سلمان داؤد پر کر وضاحت کر دی کہ داؤد کے بعد رسول  
نے سلمان کو طغیاء بنایا کہ سے بھرت، قیام عیز، دستور دینے سے یہ ثابت ہو گیا کہ اصل  
کل اور جامع اسلام سوائے مسلمان کے لفظ ہی نہیں ہو سکتا اس لئے مباحثہ اور زیارت  
کا قیام مرکز حکومت، طاعت کے بغیر معرف کا حکم اور حکمرانی ممکن ہی نہیں ملوۃ  
کا نظام، زکوۃ کا نظام اور ان کا قیام عقی رنگری ہی سے ہے جہاد بیت المال و غیرہ  
نبی بحیثیت طغیاء اللہ کے چاہے تفاوت نبوت اور رسالت کا حصہ ہی ہو بعد  
اختلاف، تمکین فی الارض تکذیب علیہ و علی اللہ کلہ کا وعدہ پورا ہوا اس امت کا  
وامی حق ہے اور وہ خود ہی حق ہے جو امت دین کے لئے بالفعل بحیثیت نیابت  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنیاد پر امور دین معرض و قود میں آئی ہو، ان امور میں علوم و تفسیر  
کا ایجاد ارکان اسلام کا قیام، جہاد اور جہاد کے متعلق چیزوں کا باری کرنا عیسائے فکری  
کا قریب دنیا و مایہوں کی تنخواہ دینا اور ان پر مال قیمت کو تقسیم کرنا۔ قصاص و حدود کا  
نفاذ، مقام کا دور کرنا، ایک کا حکم کرنا، برائی سے منع کرنا داخل ہے۔ حضرت صدیق اکبر کو  
ان امور میں طغیاء اللہ کہنا ظہر من الشمس ہے اور اس امت میں مصطفی اکبر رسول اللہ صلی اللہ

(۳۶) احباب: جلد ۴ ص ۳۴۱ -

المستند، حكمه جلد ۳، ص ۵۹ -

(۱۳۸) ریاض النضر، ج ۵، طبع اولی ۱۳۹۱ هـ.



دریائے حقوق سے متعلق ہیں۔ ولایتان ریاست کو حکم دیتے ہیں کہ اہل حقوق کو اس کے حقوق پہنچا دیا کرو اور یہ کہ جب لوگوں کا تصفیہ کیا کرو تو عدل سے تصفیہ کیا کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ جس بات کو تم کو نصیحت کرتا ہے وہ بات اچھی ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ توبہ سننے میں خوب دیکھتے ہیں اور دنیا کو حکم دیتے ہیں کہ اسے ایمان والو اتہم لگا کر کھانا ڈالو اور رسول کا کھانا مانو، اور تم میں جو لوگ اہل حکومت ہیں ان کا میں، پھر اگر کسی امر میں تم باہم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور رسول کی طرف حوالہ کیا کرو اگر تم اللہ پر اور رسول کی بات پر ایمان رکھتے ہو اور اللہ اور رسول کو حکم دیا کہ جب لوگوں کی نزاع کا فیصلہ کرو تو عدل و انصاف کا واسطہ ہے نہ چھوڑو اور دریا کو حکم دیا کہ فرماں رکھنے کے حکم کی تعمیل کرو۔ اگر اس کے کردہ مصیبت خداوندی کو کھلی ہوئی ہے کیونکہ خالق کی مصیبت میں غفلت کی اعظامت جائز نہیں (۳۱) اس آیت کی مکمل تفسیر حضرت صدیق کا وہ خطبہ ہے جو آپ نے غزیرہ کی پیشکش قوم سے خطاب فرمایا، صدر ریاست، وزیر داخلہ یا بادشاہ برسر اقتدار کے وقت قوم سے خطاب کرتے ہیں تو سیاسی، سماجی، فوجی، اقتصادی اور عملی قوم کے سامنے پیش کرتا ہے اور یہ بنیادی تقریر اور خطبہ لایا جاتا ہے۔ جس میں وہ اپنا آئندہ دستور العمل بیان کرتا ہے جسے خدا کا قوم کے سامنے رکھتا ہے میں اس کو آئندہ عملی کر عمل کرنا ہوگا ہے اور قوم کو اس پر چلنے اور اس کے سامنے پر مجبور کرتا ہے اور اس سے انحراف غداری اور اذیان نہ سمجھا جاتا ہے۔ جاہلی دور و زمانہ دینی میں ہر پ کے تاکیک اور اعمالی اداکار کو فری کیا بیسویں صدی کے اس مذهب اور ترقی یافتہ دور میں ذمہ داری سے کوئی ایسا سراہہ ملکیت صدر اور وزیر داخلہ نہیں لے گا جس نے اپنے بنیادی اور آئندہ کا لائحہ عمل پیش کرے وقت خود کو مختلف شعبوں میں بکرا دیا ہو اور آئندہ آنے والے دور حکومت میں اپنا کھلے عام محاسب کرنے کی قوم کو نہ صرف ترغیب دے بلکہ حکم دیا ہو اور کسی اعلیٰ نصب العین کے غلط اور کسی اعلیٰ ترین منت کی رکھش میں اپنا آئندہ دستور العمل

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ مختلف صدیوں میں مختلف مفکرین نے خلافت کے مختلف نظریات پیش کئے اور یہ سلسلہ ماوردی سے شروع ہو کر غالباً شاہ ولی اللہ علیہ السلام، ہاشمی، باغری، زعفرانی، غفرانی اور دیگر کچھ عیسائی خطیب اللہ زیر بحث لائے وقت ان مفکرین سے صرف اس لئے صرف نکال گیا کہ حدیث کے انہماک میں ان کے لئے تو مندرجہ فقرہ ان مفکرین کا کوئی نظریہ حدیث کے لئے سند نہیں ہے مگر ایک حدیث کے انہماک اور بعد کے خلفاء کے طریقہ کار کی روشنی میں مفکرین نے اپنے افکار مرتب کیے ہیں۔ شاہ ولی اللہ علیہ السلام کی بحث میں اللہ کے لئے لیکن تحریر شدہ مواد کا تجزیہ کیا جائے تو وہ لوگوں میں کوئی تفریق نظر نہیں آتی، بعد اللہ تعالیٰ کا وہی اور حتمی وعدہ اختلاف فی الارض اور تمکین کو ان وجودات سے آزاد ہے، یہاں بہتر معلوم ہوتا ہے اسلامی تعلیمات وہ ہیں جن کے لئے نہیں بلکہ انھیں مل خود پر راجح کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کے ذریعہ بیان فرماتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: "عَلَّمْتُمْ خَيْرَ آتَةٍ أَخْرَجْتُمُ النَّاسَ مِنْ دِيَارِهِمْ بِهَا" وَتَبَيَّنَ عَنِ الْمُفَكِّرِ وَذُو مِثْقَالٍ بِاللَّهِ" (۱۳۸) لوگ اس بھی جماعت ہو کر وہ جرائم لوگوں کے لئے ظہری کی گئی ہے کہ لوگ نیک کاموں کو تبتلاتے ہو اور برائی جماعت ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہو۔

”إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ أَنْ يُدْعُوا الْأُمَمُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى إِلَهِهِ وَإِذْ أَخَذَ مِنْ بَيْنِ السَّابِقِينَ  
أَنْ عِبُوا إِلَهًا أَحَدًا ۖ لِلَّهِ يَعْظُمُ سِرُّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ۚ  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ  
فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ  
بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ” - (سورة نساء آيات ٥٨ و٥٩)

”وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ إِنَّمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا“ (۲۴۱) ایمان و عمل صالح کی بنا پر خلافت اور حکمیں اللہ کا وعدہ فرمایا اور بعد میں حکم و کار خلافت و حکمیں کے حصول کے بعد بری ہی جہاد کے کنارے ساتھ کسی کو شریک نہ بنا، اور اس صورت میں جو مزادی جائے گی اس کا ذکر نہیں کیا البتہ یہ ہو چکے کہ غیر اللہ کی عبادت یا ترک عبادت پر غفلت اور تمکین اسی تم سے چھین لی جائے گی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِيَ اللَّهُ بِمَا لَكُمْ مِن بَعْدِ ۚ إِنَّهُ عَزِيزٌ مُّقْتَدِرٌ“ (۲۴۲) اور تم لو کہ کفار بن کر لو گھومنا شروع کرو گے، پس اللہ تعالیٰ اسی قوم کو پیدا فرما دیں گے جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہوں گے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہوں گے مومن پر مہر باری اور کافروں پر تیز ہوں گے، کافروں سے جہاد کریں گے اور کسی طاعت کرنے والے کی طاعت کا انہیں شری نہ کریں گے، ان آیات کے علاوہ بہت سی آیات ہیں جن میں تحذیر اللہ اور ناشین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اور ملاقات مذکور ہیں۔ (۲۴۱) اور یہ تمام صفات جیسا کہ بیان ہو چکا ہے حدیث اکبر میں بدرجہا موجود ہیں اور آپ کے دور خلافت میں ایک ایک کر کے پوری ہوئیں اور صحابہ نے اس کا اقرار ہی کیا۔ حضرت صدیق اکبر جہاں زم مزاج تھے وہاں آپ نے مرتبین و تابعین زکوٰۃ اور کھانا پین کے باب میں جو سختی دکھائی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں اور آیت

پیش کیا ہو۔ یہ صرف صدیق ہی ہو سکتا تھا اور صرف حدیث کا ہی اہل کار نامہ ہے۔ صدیق اکبر اپنے پہلے خلیفہ میں صاف اعلان فرماتے ہیں میری اطاعت اس وقت تک کو جب تک میں اللہ کے احکام کی اطاعت کروں اور جب اللہ اور رسول کی احکام کی خلاف ورزی کروں تو تم پر میری اطاعت (ممن نہیں) (۲۴۱) اور اگر کسی بات میں قوم اور ماکم میں جھگڑا ہو جائے تو میرے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں حکم بناؤ (۲۴۲) ولایت و حکمرانی کا لازمی مقصد خلق اللہ کے دین کی اصلاح کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے ”لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ“ (۲۴۱) اللہ تعالیٰ امت پر رسول اللہ کے بخت کے دو مقاصد بیان فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھتے ہیں اور اس کا تزکیہ کرتے ہیں لہذا جو حکام لوگوں کے دین و دنیا کی اصلاح کی ہر ممکن کوشش کرے وہ اپنے اہل زمانہ میں سب سے افضل ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب امام ماحول ہے (۲۴۵) اسی طرح ان علاموں اور صفات کی وضاحت و مراعات بیان فرمادی ہے جو اللہ تعالیٰ کو نہایت محبوب اور پسندیدہ ہیں، ”ثَلَاثٌ أَشْيَاءُ إِن مَنَّكَ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَآمَرُوا بِالمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ“ (۲۴۱) یہ لوگ اپنے لیے اگر ہر گھوک دنیا میں حکومت دے دی تو یہ لوگ ملوثہ کا نظام قائم کریں اور نظام زکوٰۃ بروسے کاروائیں اور نیک کاموں کے کرنے کو کہیں اور بڑے کاموں سے منع کریں۔

- (۲۴۱) قرآن المزور، آیت ۵۵۔  
 (۲۴۲) المائدہ، آیت ۵۴۔  
 (۲۴۱) دیکھئے تفصیل کے باب ۲۰۳۔

- (۲۴۲) طبرک کے الفاظ، دیکھئے باب ۴۔  
 (۲۴۱) سیاست النبی، ابن تیمیہ، ص ۱۵۔  
 (۲۴۲) قرآن، آل عمران آیت ۱۶۴۔  
 (۲۴۵) سیاست النبی، ابن تیمیہ، ص ۳۸۔  
 (۲۴۱) قرآن الحج، آیت ۴۱۔

کے گراہی کے سبب بنے، مگر صدیقؓ نے ان عقول کو روکنے کے پہلے ہی سے پیش منبری  
 فرمادی تھی اور اس طرح متنبہ فرمادیا تھا کہ میں اور دیگر خلفاء اللہ کے متقرہ حدود میں ہوتے  
 ہوئے مسلمانوں کی قیادت اور امور سلطنت کی انجام دہی کے معاملات میں رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین ہیں اور خود میں صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 جملائے ہوئے راستہ کا پابند ہوں۔ ان اصول و ضوابط کا پابند ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم ہماری حدیثیں چھوڑ چکے ہیں۔ حج پر نہ دئی آئی ہے اور نہ ہی ہوں نہ آپ  
 کے بعد کوئی دئی نازل ہوگی اور نہ آپ کے بعد کوئی نئی اور سوائے کا دعویٰ مندرجہ ہوگی ہے  
 دین مکمل ہو چکا ہے اور جس طرح زمانہ ماضی میں ہزاروں بادشاہوں اور حکام نے اپنے  
 اولویت کا دعویٰ کیا تھا تو ان کے قلموں پر کیا دعویٰ کر دئی کہ وہ سرزمین پر نہ رہیں، مستحقان  
 ہیں اور فدائی کا دعویٰ کر کے اپنے آپ کو مضابطہ اور تافانوں سے بالاتر رکھا اور من الی تھے  
 رہے دنیا میں ظلم و ستم کھڑے رہے اور کسی کو دم زدوں کی مجال نہ تھی۔

صدیقؓ نے ان تمام تفتوں کا پہلے سے سدباب کیا یہاں انسان قد و حایت  
 علیکم بیست مجیدیہ (۱۵۱) میں اگرچہ تمام اہل ہونچکا ہوں لیکن تم سے بہتر نہیں ہوں۔ ان  
 فقرہ الفاظ میں غلیظہ اللہ کی نشیبت، بیان فرمادی کہ غلیظہ کو مال میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت  
 سے فضلی اجازت نہیں نہ وہ اس طرح سے تبارک و تعالیٰ کی پادری سے آزاد اسلام آبادی جو کسب سے بڑا  
 علم و دار ہے اسلام کا اس سادات کا اعلا و کرام ہے اس کے نزدیک غلظہ کی وجاہت کوئی  
 حیثیت نہیں رکھتی تم میں ضعیف اس وقت تک قوی ہے جب تک اس کا حق اس نے  
 دلوا دیا جائے اور قوی کس وقت تک کر دے جب تک اس کے ضرور کا حق  
 واپس نہیں لیا جاتا اسلام میں اصل مشیت مندوں کے اعمال کو حاصل ہے۔ کالے کو بے  
 عربی اور جمی، آقا اور غلام میں کسی قسم کی تیز کیجئے کہ رداوار نہیں، اہل اندام علیہ رسول  
 ہوں اور میں اس سے راضی ہوں میں ان ضوابط و قواعد کا پابند ہوں جو قرآن نے

میں اذلہ اور اہل کے الفاظ سے کسی خوبی بیان کی ہے کہ مسلمانوں کے لئے نرم اور  
 مرتد صحت پر نہایت تیز ہوں گے قرآن کے ان مرتجہ تمسکات کے باوجود کذبین  
 کے پیر و کاروں سے رداواری برتنے کی تعین کرنا اللہ تعالیٰ کی عذاب کو دعوت  
 دینا ہے۔ مگر یہ صرف صدیقؓ کی ہمت تھی جنہوں نے اپنے طرز عمل سے یہ ثابت کیا کہ  
 حق اور نرمی کے مواقع عیدہ علیہ ہوتے ہیں اور اس وقت تک کہ کام صحیح طور پر نہیں  
 ہو سکا جب تک حق کے مواقع پر سختی اور نرمی کے مواقع پر نرمی سے کام نہ لیا جائے بصورت  
 دیگر اللہ تعالیٰ کی عذاب کو دعوت دینا ہوگا اور ان محفلت میں مسلمانوں کو فتنہ کر کے  
 لایعناقون لوقتہ لایم کو پیدا کر کے اپنے دین کے امور اس انجام دیں گے حضرت ابوبکر  
 کی عظیم الشان کامیابی اور ای کی بے پناہ توفیق کا سرچشمہ اور اصل مسبب ہیں تھا کہ وہ ان  
 دونوں مصلحتوں کو برتنے کے صحیح مواقع جانتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ چچان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین اور خلیفہ  
 تھے وہاں اس امت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرے خلیفہ اللہ اور  
 اس امت کے پہلے خلیفہ تھے۔ لیکن جب صدیقؓ ابوبکر کو خلیفہ اللہ کہہ کر پکارا گیا تو فوراً  
 اسے ٹوک دیتے ہیں۔ فقال انا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولنا راض بہ  
 ولنا راض بہ ولنا راض بہ (۵۰۱) فرماتے ہیں میں خلیفہ رسول اللہ ہوں اور میں اس  
 کے ساتھ راضی ہوں میں مرتبہ مطلب کیا تھا روایت کے الفاظ کو دشنامی کر رہے ہیں۔  
 کہ آپ کو کیا ضرور تھا، عرض آپ کی یہ حق کہ کہیں آئینہ میل کر خلیفہ اپنی مستقل حیثیت  
 قرار دے کر اپنے آپ کو قرآن و سنت سے بالاتر نہ سمجھنے، صدیقؓ کا خیال صحیح تھا،  
 آئینہ جو فتنے کمرے ہوئے انھوں نے اپنی حیثیت اسی بڑھادی کہ خلیفہ کو اولویت  
 کے مرتبہ تک پہنچا دیا مثلاً ابن سبا اور ان کے بعد کے فتنہ پر دانوں نے خلیفہ سے متعلق  
 مختلف اشخاص کے دعوے پیش کر کے قرآن اور سنت سے خلیفہ کو بالاتر سمجھنے اور دیکھنا

بیان کئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۰ مہات اس پر عمل پیرا ہے یہ ایک حقیقت ہے کہ میں تم پر حکم بناؤں گا یوں گو تم سے بہتر نہیں ہوں اگر میں نیکی کی راہ پر چلوں تو میری زبان پر داری کرو ورنہ مجھے درست کردو جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہوں تم میری اطاعت کرتے رہو لیکن میں اگر اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت فرض نہیں اس طرح دشمنان و منافقان کا پیغام نبوت اور خلافت میں فرق کیا کرنا خود کو اپنے بعد آنے والوں کو قرآن و سنت کا پامانہ کیا اور اقدیمت کس اسات میں جتنے عقیدہ اللہ آئیں گے ان کے مقتدا اور پیشوا غرض، صدیق کامل طور پر نبی کی اپنے ہر عمل سے تائید اور تصدیق کرتا ہے۔ اور خود نبی کی اس طرح حفاظت کرتا ہے کہ اس پر فخر و براہ بھی آج نہ آئے یا نبی کا کامل متبع بنوایہ صدیق کے وسعت علم پر دلالت کرتا ہے جس طرح نبی کا علم کامل اور مکمل ہو تاکہ اسے وحی کے سطورہ اور وہ نبی کی کسی کافیاچ نہیں ہوتا اسی طرح صدیق بھی امور دین میں نبی کے بعد کاملی اور مکمل علم کا حامل ہوتا ہے۔

## وسعت علم

کسی صحابی کا علم صرف دو وجہ سے معلوم ہو سکتا ہے ایک ان کی روایت و فتاویٰ کی کثرت، دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بکثرت انھیں مالی بنانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غیر عالم کو حامل نہیں بنا سکتے تھے اس لئے اس کا حامل ہونا ہی اس کے علم کی بڑی دلیل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پورے مرض الوفا میں حضرت ابوبکر کو دیگر علیل القدر صحابہ کی موجودگی میں اپنا غلیظ فی العلوة بناتے ہیں اور خود ان کی اقتدا بھی کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ، ابی مسعودؓ، عمارؓ، ابی بن کعبؓ وغیرہم کی موجودگی میں حضرت ابوبکرؓ کو ترجیح دیتے ہیں اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ علوۃ کے احکام کے سب سے بڑے عالم تھے۔ اس طرح آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو حامل صدقات بھی بنایا۔ علوۃ کے بعد ذکوۃ بھی انھیں اسلام میں سے ایک دکن ہے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حامل حج امیر لشکر بھی بنایا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ ان امور کے بھی بڑے عالم تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر و حضر میں ابوبکرؓ کو ساتھ رکھا۔ آپ کے احکام و فتاویٰ کا اس سے زیادہ شاہدہ کون ہے جتنا دوسرے صحابہ شاہدہ کیا کرتے تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ آپ کے بعد صرف ڈھائی سال بقید حیات رہے۔ نیز آپ نے حدیث بھی نہیں چھوڑا، آپ کے ارد گرد ایسے لوگوں کا جمع تھا جنھوں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اس لئے صحابہ روایت کے خارج بھی نہ تھے لیکن اس کے باوجود حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ایک موبایاں مستند حدیثیں مروی ہیں جبکہ حضرت علیؓ سے پانچ سو صحابی (۵۸۶) مستند حدیثیں مروی ہیں۔ ان میں تقریباً یکساں صحیح ہیں جبکہ حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیس برس بقید حیات رہے۔ لوگوں کی کثرت ان سے ملاقات ہوئی ایمان صحابہ کے گزرنے کے بعد جو حضرت علیؓ کے پیچھے تھا لوگوں کو اس کی بہت ضرورت تھی اور اطراف عالم سے لوگ بکثرت ان کے پاس حدیث سنتے آتے صغین، کوفہ اور حدین میں ساہا سالہ قیام رہا حضرت ابوبکرؓ کے موت و حیات کے تناسب سے آپ کو سب سے زیادہ علم دیا گیا تھا (۱۵۲)۔

## طریقہ استنباط

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس اگر کوئی معاملہ پیش ہوتا تو سب سے پہلے کتاب اللہ میں غور فرماتے اگر اس میں اس کا حل مل جاتا تو اس کے تحت فیصلہ فرماتے اگر کتاب اللہ میں اس کا حل نہ پاتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملات میں غور فرماتے اگر آپ کے معاملات میں حل کامل ملتا تو اس کے مطابق جواب دے کر فیصلہ فرماتے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور حدیث میں اس کا مل نہ پاتے تو بھٹکے اور مسلمانوں سے اس کا حل دریافت فرماتے اور پوچھتے کہ تم میں سے کسی نے اس معاملہ میں کوئی روایت اور حدیث غمخوفا کی جو تو یقیناً کرویں اور کوئی صحابی حدیث بیان فرمادیتے تو حضرت ابوبکرؓ اس کے مطابق فیصلہ کرتے اور اللہ کا شکر ادا کرتے کہ ہم میں

جھے اہماد ہو لیکن وہ حدیث ایسی نہ ہو جیسی اس نے روایت کی ہے اور اس اہماد کی بنا پر میں غرم بن ہاد (۵۵) اس اوراق سے یہ اصول بیان فرمایا کہ جب تک کسی امر کو خود نہ دیکھ لو یا خود نہ سُن لو اس پر اہماد نہیں کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ یہ نکل ہے کہ جس کو آپ نقل سمجھتے ہو۔ وہ نقل نہ ہو یا وہ بات کی حقیقت نہ سمجھے یا یا ہو اور اپنے طرف سے اپنے الفاظ میں بیان کر کے غلط ترجمانی کی ہو اور خصوصاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں بہت ہی احتیاط کی ضرورت ہے۔

**حضرت ابو بکر صدیقؓ کا کتب خانہ**  
حضرت ابو بکرؓ کے ذاتی کتب میں حدیث کا یہ مجموعہ تھا اور دوسرا مجموعہ قرآن کا تھا جو آپ نے واقعہ یمامہ کے بعد حضرت عمرؓ کے امر پر زید بن ثابتؓ کے ذریعہ جمع فرمایا تھا اور وفات تک یہ قرآن آپ کے پاس رہا اس کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس پھر حضرت صفیہؓ کے پاس رہا (۵۶)۔

**حضرت ابو بکر صدیقؓ صاحب الرائے تھے**  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حضرت جابرؓ کے ذریعہ حکم دیا ہے کہ میں ابو بکرؓ سے شرعہ کیا کروں اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ صاحب الرائے اور ماعقل کامل تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر معاملات میں حضرت صدیقؓ کی رائے سے اتفاق فرمایا کرتے تھے۔ ایک روایت میں یہاں تک آگیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو آسمانوں پر یہ گواہ نہیں کہ ابو بکر صدیقؓ زمین پر علیؓ کے بعد (۵۷)۔ یہی وجہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے بعد نہایت مستقل مزاجی سے تمام حالات کا مقابلہ فرمایا اور جو رائے آپ نے ان حالات کے متعلق

اپنے لوگ بھی موجود ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو محفوظ رکھنے ہوئے ہیں (۵۳)۔

**میراثِ جہدہ**  
جہدہ کی میراث کے بابت آپ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کتاب اللہ میں اور نہ سنت رسول میں اس کا جواب پایا ہوا اس وقت واپس ہو یا تو اگر میں مجوں سے معلوم کر کے تمہیں بتا دوں گا آپ نے صحابہؓ سے دریافت فرمایا تو سفیر بن شعبہؓ نے کہا کہ آپ سے جہدہ کو کچھ حصہ ملنا فرمایا ہے اس چہریت ابو بکرؓ نے شہادت طلب فرمائی اس حدیث میں تم تباہ ہو گئی دوسرا بھی موجود ہے عیین لہ اللہ لکھنے سفیر بن شعبہؓ کی تصدیق کی تو ابو بکر صدیقؓ نے اس حدیث کے مطابق جہدہ کو چھ حصہ دیا (۵۴)۔ یہاں سے فن حدیث اور بعد میں فن تاریخ میں نقد کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اس طرح حضرت ابو بکرؓ نے اپنے عمل سے اس اصول کی بنیاد ڈالی کہ جب کوئی حدیث یا خبر بیان کی جائے تو اس پر گواہ اور شہادت طلب کرو اگر اصول شہادۃ کے تحت اس کو صحیح اور درست پاؤ تو قبول کرنا ورنہ اس کو رد کر دیا جائے اور یہ حضرت ابو بکرؓ کا بنی نوع انسان پر بہت بڑا احسان ہے اس کے بعد ہی یورپ والوں کو ہوش آیا اور انھوں نے فن تاریخ میں تحقیق و تنقید شروع کی اور تاریخ کو احسانِ نویسی سے متاثر کیا ہے۔

**جمع حدیث**  
حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ایک سو پچاس اصاح حدیث جمع کی تھیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک شب کرکوں پر کرکوں میں بدل بدل رہے تھے جب رح ہوئی تو مجھ سے کہا کہ میرے اصاح حدیث کا مجموعہ لے آؤ میں نے آئی تو آپ نے آگ لگو کر اسے بھڑکالا میں نے کہا آپ کو کیا ہو گیا آپ نے فرمایا کہ مجھے رات یہ قدر بیدار ہوا کہ میرا لیے مال میں اتھال ہو جائے کہ مجھ سے جو میرے پاس ہوا اور اس مجموعہ میں کوئی ایسی حدیث خدا خواستہ ہو جو میں نے کسی ایسے فقرے سے کہی ہو جس پر

(۵۵) ریاض الفکر، ج ۱، صفحہ ۲۴۲۔

(۵۶) تہذیب حدیث، سنن ابن کثیر، ص ۲۸۸۔

(۵۷) تاریخ الخلفاء، مسیحوی، ص ۴۰۔

(۵۳) ریاض الفکر، ج ۱، ص ۲۴۱۔

(۵۴)

دستاویز خلافت اور حضرت عمرؓ کی نامزدگی

حضرت ابو بکر صدیقؓ بنی ہاشمی الافر سلسلہ میں پیار پر گھمے اور حبیب بنیادی  
نے قدرت اختیار کی تو صاحب کے مشورہ پر حضرت عمرؓ کو اپنے بعد غلیظہ نامزد فرمایا۔  
حضرت عثمانؓ کو بچاکر حضرت عمرؓ کے خلاف سے شعلہ ایک دستاویز تحریر کو روانی۔  
بسم اللہ الرحمن الرحیم، هذا ما عهد ابو بکر خلیفۃ رسول اللہ الی  
المومنین والمسلمین، سلا علیکم، فان ابی محمد الیکم اللہ ابابعد، فان اب  
قد استعملت علیکم عمر بن الخطاب، فاسمعوا واطیعوا وان ما  
الوکتم مضحوا والسلا (۹۱) اس کے بعد حضرت عمرؓ نے تنہائی میں لقاقت کی جو وصیت  
کی اس کو دونوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے (۹۲) تا تاریخ شاہد ہے کہ حضرت  
صدیقؓ کا یہ فیصلہ انتہائی دانشمندانہ تھا اور اس پر تمام صحابہؓ نے اس کا بے حد  
اتوا کیا۔

عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ میں سے زیادہ صاحب فراست عین اسی ہیں  
ابوبکرؓ کے باب میں حضرت موسیٰؑ کی بیوی ہیں وقت انھوں نے کہا کہ ان کو عظیم رکھ  
لیئے اور صاحبہ یوسف علیہ السلام (۶۳)۔

صدقی اکبرؑ کا یہ فیصلہ بھی تمام صحابہ کے مشورہ سے تھا اور عبد الرحمن بن حوفہؓ حضرت عثمانؓ اور دیگر قبیلہ انصار کے رائے حاصل کی تھی، مہاجرین اور انصار میں سید بن زیدؓ، ابوالاثرؓ اور اسید بن الحنیئہؓ کہاں کہاں کا باطن ظاہر سے پہچانتے اور اس امر کو ایسا دلی شہید بنوانے (زیادہ ہو جی ۴۴)۔

(۹۱) کتاب فی العقول، جلد ۲، ص ۱۳۴۔

(۶۲) طبقات ابن سعد، جلد ۳، ص ۲۰۰

۲۴۳۵ / / (۱۳۳)

- ۱۹۹ م (۹۳)

قائم کی وہی صحیح اور درست ثابت ہوئی اور صحابہ کو آپ کی رائے سے اتفاق کرنا پڑا۔

حضرت صدیق اکبرؓ بہت بڑے تاریخ دان تھے

قدیم زمانے کی تاریخ وافی یہ تھی کہ وہ شخص قبائل کے انساب ان کے حقوق  
عالات سے واقف ہو اور حضرت ابوبکر صدیقؓ عرب کے باجمہ اور قریش کے بالغوں  
نسب انوں سے واقف تھے اور ان کے واقعات غیر دوسرے بھی طرح واقف تھے (۵۹)  
ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صمان بن ثابتؓ کے ذریعہ قریش  
کی کوکر گروے کے مالکوں میں قریش ہی میں سے ہوں اور ہم ابوسفیانؓ کی کوکر  
گروے کے مالک وہ میرے چچا زاد بھائی ہیں۔ حضرت صمانؓ نے عرض کیا کہ اللہ میں آپؐ  
کو ان سے ہمدردوں کا میں طرح بال آئے ہے ہمدرد ہونے سے اس کے بعد رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ابوبکرؓ کے پاس جا یا کرو، کیونکہ وہ تمہاری نسبت انساب قوم  
سے زیادہ واقف ہیں۔ اس کے بعد حضرت صمانؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے۔  
اور قریش کے انساب دیا فت کیا کرتے تھے۔ فسادت اور قوت باہر میں آپؐ کی تائی  
نحما سقیذی ساعدہؓ میں انصار کے طویل تقریروں اور بحث و تمحیص کا نہایت مختصر الفاظ میں  
جواب دیا آپؐ کی تحریر نہایت مختصر تھی اور فقرے اور جملے نہایت مناسب اور جمل تھے۔  
یہ ناگن تھا کہ حضرت ابوبکرؓ تقریر کریں اور سامعین متوجہ نہ ہوں اور آپؐ کے مطیع اور  
مقتاد نہ ہو جائیں (۵۹) حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مہینہ دینی تھے۔ آپؐ جامع قرآن  
ہونے کے ساتھ ساتھ حافظ قرآن بھی تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علوم  
کا استغناء کیا (۶۰)

(50) تمامہ کتب الفہام، سیوطی، ص ۳۹ -

(٥٩) إزالة الخنا، مقصد دوم، ص ٢٠ -

(٦٠) تاريخ الفقهاء، سيوطي، ص ٣١ - ازان الحقا، مقصد دوم، ص ٢٥ - ٢٦ -

## کتابیات

طبقات ابن سعد میں اس مقام پر حضرت علیؑ اور طلحہؓ کے اعتراف کو ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن طلحہؓ اور علیؑ کی یہ مجال کہ یہ طرز گفتگو اختیار کریں جو اس مقام پر بیان کی گئی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ حضرت علیؑ اور طلحہؓ سے منسوب یہ گفتگو قطعاً غلط ہے بلکہ جب حضرت علیؑ کو معلوم ہوا کہ آپ علیہ السلام کا انتخاب چاہتے ہیں تو از خود کہا کہ وہ حضرت عمرؓ ہی ہوں گے اس سے صاف نشاندہی ہوئی ہے کہ حضرت علیؑ میں اس عز و من سے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس گئے اور نہ ہی انہوں نے کوئی اعتراض کیا بلکہ بوقت مشورہ حضرت علیؑ نے رائے دی اور بیعت کی، فاقروا بآلک جمعہا و بوضو بہ و بایضایہم دعا ابو بکر عمر خالتا فافوضہ بھما اوصاہ بہ۔ تمام نے متفق طور سے اقرار کیا اور اپنی خوشی کا اظہار کیا اور سب نے متفقہ طور سے بیعت کی۔ یہ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ کو تنہائی میں بلایا اور ان کو یہ وصیت کرنی تھیں کہ (۶۵) اور ۲۲ بابی اللہ عزوجل کو وفات پائی۔ وفات کے بعد سترھ سال کے تھے، عام قبل کے تین سال بعد ولادت ہوئی، مدت خلافت دو سال تین ماہ دس دن (۶۶)۔

اناللہ وانا الیہ راجعون

الاکوسی، محمد شکاری  
 یونع الدرب فی سہول اتوال العرب، المطابع دار الکتاب، ۱۳۴۲ھ  
 ابن اثیر  
 الکامل ترجمہ رشید احمد راشد کراچی، دائرہ المعارف، ۱۹۶۷ء  
 ابن اثیر، ابوالحسن علی بن ابی اکرم (۷۳۰)  
 الکامل فی التاریخ، مصر، ادارہ المطابع العربیہ، ۱۳۵۹ھ  
 ابن الصغری  
 فارس نامہ۔ لندن، مطبعہ دار الفنون، کمریج، ۱۹۱۲ء  
 ابن تیمیہ  
 سیاست المید، ترجمہ رفیق دلاوری۔ لاہور، ادارہ فروغ اردو (ت۔ ۱)۔

ابن الجوزی، عبدالرحمن  
 تنقیح غرر اہل الاثر فی مین التاریخ والسیر، دہلی، مبدی بقیہ پریس، (ت۔ ۱)۔  
 ابن الجوزی، ابوالفرج عبدالرحمن بن علی  
 کتاب صفۃ الصفوة۔ حیدرآباد دکن، دائرہ المعارف، ۱۳۵۵ھ  
 ابن الجوزی، القزحی، ابوالفرج جمال الدین عبدالرحمن بن علی بن محمد ۵۰۸-۵۹۷ھ  
 زاد المسیر فی علم التفسیر وشرح۔ المکتب الاسلامی، طبع و النشر، ۱۹۹۷ء  
 ابن الجوزی، ابوالفرج عبدالرحمن  
 المتکم فی التاریخ الملوک والامم۔ حیدرآباد دکن، دائرہ المعارف، ۱۳۵۵ھ

(۶۵) طبقات ابن سعد، جلد ۲، ص ۲۰۰۔

(۶۶) طبری، جلد ۳، ص ۳۰، القاصد۔



ابن جرير، ابو الفضل احمد بن علي بن محمد الصقلاني ٤٤٣-٨٥٢ هـ -  
الاصابع في تمييز الصحابة - القاهرة، مطبعه السعاده، ١٣٢٨ هـ

ابنا جرير

الاصابع في تمييز الصحابة - القاهرة، مكتبة التجاريه الكبرى، ٤١٩٣٩ هـ -  
ابن جرير الصقلاني، شهاب الدين ابو الفضل ٤٤٣-٨٥٢ هـ (م)  
فتح الباري بشرح النجاشي، القاهرة، مطبعه الباني العلي، ١٩٥٥ هـ -

ابن جرير الصقلاني (٨٥٢ هـ)

لسان الميزان - سيد آياد دكن، دائرة المعارف، ١٣٢٦ هـ ٤ مجلد -  
ابن جرير الصقلاني

تهذيب التهذيب - سيد آياد دكن، دائرة المعارف، ١٣٢٦ هـ  
ابن نزم، ابو محمد علي بن احمد بن سعيد بن نزم (٨٥٩)  
الحمل، القاهرة، ادارة المطابع المشرقية، ١٣٢٤ هـ -

ابن نزم

الملل والنحل ترجمه ميراث عادي - سيد آياد دكن، دار المطبعه شفاء، ١٩٩٥ هـ  
ابن نزم الاندلسي، ابو محمد علي -

الفصل في الملل والايجاد والنحل - بغداد، مكتبة الفتن -  
ابن نزم، ابو محمد علي بن احمد (٣٨٣-١٢٥٤)

توابع السيرة، القاهرة، دائرة المعارف -  
ابن منفل، احمد

مسند احمد بن منفل - القاهرة، المطبعه الميمنية، ١٣١٢ هـ -  
ابن خرداذبه

مسالك المالك - ليون، بريس، ١٨٨٩ هـ -  
ابن خلدون

تاريخ ابن خلدون ترجمه احمد حسين الراي، كراچي، نفيس اكاديمي، ١٩٩٥ هـ

ابن خلدون

تاريخ ابن خلدون ترجمه احمد حسين الراي، يوناني دوغمان پريس، ١٣٣٧ هـ  
ابن خلدون

مقدمه ابن خلدون ترجمه كراچي، نفيس اكاديمي، ١٩٤٥ هـ -  
ابن خلدون، عبدالرحمن (٨٠٨)

كتاب البرود وادب المبتدئين، بولاق، مطبعه ماهر، ١٣٨٥ هـ، ٤ مجلد -  
ابن رشد القرطبي، محمد بن احمد بن محمد - ٥٢٠-٥٩٥ هـ -

بداية المجتهد - القاهرة، مطبعه الباني العلي، ١٣٤٥ هـ -  
ابن سعد كاتب الواقعي محمد (١٩٨-٢٣٠)

طبقات كبيره، ترجمه مبراهيم العادي - سيد آياد دكن، دار المطبعه شفاء، ١٩٩٥ هـ  
ابن سعد، محمد (١٩٨-٢٣٠)

الطبقات الكبرى - بيروت، دار بيروت، ٢١٩٥٤ هـ -  
ابن سيد الناس (٤٩١-٤٣٢)

حيون الاثر في فتن المغازي والشمال والسيره - القاهرة، مكتبة القدسي، ١٣٥٥ هـ -  
ابن الخططي محمد بن علي بن طباطبا

الغزى في الاداب السلطانيه - القاهرة، دار احاديث الكتب العربيه، (ت ن)  
ابن حايدين، محمد ائين

رواه محمد علي الدرهم شرح توير الايجاد - القاهرة، مطبعه الباني العلي، (ت ن)  
ابن عبد البر ابو عمر يوسف بن محمد (٣٩٨-٣٤٣)

الاستيعاب في سماء الاصحاب علي عايش الاصابع في تمييز الصحابه - القاهرة  
كتبه التجاريه الكبرى، ١٩٣٩ هـ -

ابن كثير، عماد الدين ابو الفدا اسماعيل بن عمر القرشي المتوفى ٧٤٤ هـ -

الهداية والنهاية في التاريخ - القاهرة، مطبعة كردستان العليا ١٣٣٨هـ

1874

ابن عبد ربہ، ابو عمر احمد بن محمد بن عبد ربہ۔

تفسير القرآن العظيم - (م) المكتبة الملكية ١٩٣٨ -

ابن العربي

تفسیر ابن کثیر مترجم۔ کراچی، نور محمد کارخانہ تجارت، (۱۹۸۰ء)

منه: العصفور - القاهرة، المطبعه الثانيه، (١٩١٤)

ابن منظور الاثيري جمال الدين محمد بن كرم المتوفى سنة

1955

ابن عساکر، ابو القاسم علی بن حسن

التاريخ الكبير - دمشق، رومنة الشام، ١٣٢٩ هـ -

ابن العماد، أبو الفلاح عبد الحمى، التوفى ١٠٤٩هـ

شذرات الذهب في اخبار من ذهب - القاهرة، مكتبة القدسي ٢٥٨ ج ٨

ابن قتيبة ، ابو عبد الله بن مسلم (٢٤٩)

الإمامة والسياسة - القاهرة، مصطفى الباني الحلبي، ١٩٣٤-٣٥ - ج ٢ -

ابن قتيبہ - ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتيبہ الدینوری -

ميون الاخبار - احمد زكي الحدوي، مرتب، القاهرة، وزارة الثقافة سنة 1994 م

ابن قتيبة ابو محمد عبد الله بن مسلم (٣٤٦)

العارف. ثروت فكايت، مرتب. قاهره، مطبعه دار الكتاب، ١٩٩٠.

این صمیم الجوزیه، ابو عبد الله محمد

زاد المعاد في هدي خير العباد - القاهرة، مطبعتي الباني العلي، ١٩٥٠ -

بن ميم الخوري، ابو عبد الله محمد بن ابي بكر (٤٩١-٤٥١)  
 تاريخ الكوفه، ج ١، ص ١٩٥٦.

ابن کثیر

تفسیر ابن کثیر مترجم۔ کراچی، نور محمد کارخانہ تجارت، (۱۹۸۰ء)

ابن ماجه القزويني محمد بن يزيد -

من المصنف - القاهرة، المطبعة التآزيرية، (ت ١٩١٤)

ابن منظور الافريقي - جمال الدين محمد بن كرم، المتوفى ١١٨٥

لسان العرب - بولاق، المطبع الميري، ١٣٢٤هـ.

این، مشام

میرت ابن هشام، ترجمہ عبد الحلیل صدیقی، غلام رسول مہر - لاہور۔

شیخ غلام علی، ۱۹۶۲ء۔

ابن هشام

السيرة النبوية تحقيق مصطفى السقا إبراهيم الانباري - القاهرة، مصطفى البابي

الحلبي ٩٥٥ هـ

ابن الهمام، محمد بن عبد الواحد المتوفى سنة ٨٩١ هـ.

شرح فتح القدير على الهداية شرح بداية المبتدي - القاهرة، مصطفى

ابو حيان اللندسي - المتوفى ٥٤٢ هـ -

البحر المحيط - الرياض، النصر الحديثة -

اليوداد، سليمان بن الأشعث بن إسحاق (٣٠٢ - ٢٤٥)

من ابوداود، العاقره، سبطى الباني، عيسى، عليه السلام

الخزيرة

الذخيرة  
ص ٢٧٧

ابو السعود

تفسیر لای السعود بحاشی تفسیر رازی۔ استانبول، دارالطباعۃ العامہ۔

ابو عبید القاسم بن سلام (۲۲۳)

کتاب الاموال۔ القاہرہ، المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ، ۱۳۵۲ھ۔

ابوالفضل، حماد الدین اسماعیل (۴۳۲)۔

کتاب التفریق فی انباء البشر۔ القاہرہ، المطبعۃ الحنفیۃ المصریۃ، ۱۳۲۵ھ۔

ابوالفرح عبد الرحمن بن احمد

التنظیم تاریخ الملوک والام۔ حیدرآباد، دارہ المعارف، ۱۳۵۵ھ، ج ۶،

ابویوسف یعقوب بن ابراہیم

اسلام کا نظام حاصل ترجمہ کتاب الخراج۔ محمد نجف اللہ صدیقی مترجم۔

کراچی، مکتبہ چراغ راہ، ۱۹۹۹ھ۔

ابویوسف یعقوب بن ابراہیم

کتاب الخراج۔ القاہرہ، المطبعۃ السلفیۃ، ۱۳۵۵ھ۔

احمد امین

فر الاسلام۔ القاہرہ، المطبعۃ النہضۃ المصریۃ، ۱۹۵۹ھ۔

احمد سررندی

کتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی۔ کراچی، مدینہ اشک کہنی، ۱۹۷۰ھ۔

احمد شاہ بخاری

تحقیق فذکر۔ سرگودھا، شعبہ نشر و اشاعت مدرسہ دار الہدیٰ بخاریہ، ۱۹۵۵ھ۔

اشرف علی تھانوی

تفسیر بیان القرآن۔ لاہور، تاج کہنی۔

الاصہبانی، احمد بن عبد اللہ التوتی، ۱۳۴۲ھ۔

علیۃ الاولیاء۔ القاہرہ، مکتبۃ الخانجی، ۱۹۲۲ھ۔

الاصہبانی، حمزہ بن الحسن

تاریخ ملک الارض۔ مکتبہ، مطبع منظر العجائب، ۱۸۶۶ھ۔

اصطغری، ابوالسحاق بن ابراہیم۔

سلسلہ مالک، لیدن، ای ہے بریل، ۱۹۲۴ھ۔

اقبال، محمد اقبال ڈاکٹر

تفصیل عبید الہیات اسلامیہ ترجمہ نذیریازی۔ لاہور، بزم اقبال، ۱۹۵۵ھ۔

اکبر خان، محمد۔

جہاد صدیقی اکبر۔ لاہور، فیروز سنز، ۱۹۵۸ھ۔

انور شاہ کشمیری

خاتم النبیین۔ کراچی، ادارہ مجلس علی، ۱۳۵۸ھ۔

اولیری، ڈی لیس۔ فلسفہ سلسلہ ترجمہ احسان احمد مدد آباد، دارالطبع شہانیز، ۱۹۳۷ھ۔

یونانی علوم اور عربیہ ترجمہ محمد عین خان۔ کراچی، کریم منیر پبلشرز، ۱۹۶۸ھ۔

بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل (۱۹۳-۳۵۶)

صحیح البخاری۔ میرٹھ، المطبعۃ الباشمی، ۱۳۳۸ھ۔

بدیع عالم، محمد

ترجمان السنۃ۔ دہلی، ندوۃ المصنفین، ۱۹۵۸ھ۔

براون، ایڈورڈ، جگ۔

تاریخ ادبیات ایران جہد جدید اردو ترجمہ دہلی، انجمن ترقی اردو

ہند، ۱۹۳۹ھ۔

البغدادی، صفی الدین عبد الوہاب (۴۶۹)

مراصد الاطلاع علی اسماء الافکندہ والبقاع۔ قاہرہ، دار احیاء الکتب العربیۃ، ۱۳۵۲ھ۔

البغوی، ابو محمد الحسین

معالم التنزیل۔ بیروت، ۱۲۸۲ھ۔

برجی زمینان

تاریخ تمدن اسلامی - القاہرہ ، دارالعلم (رت ن)

برجی زمینان

تاریخ تمدن اسلام ترجمہ محمد عظیم انصاری - کراچی شیخ نعمت علی ۱۹۷۳ء

الجزیری، عبدالرحمن

الفقہ علی المذہب الاربعہ - القاہرہ ، المكتبة التجارية الكبرى (رت ن)

المصا، ابوکرار محمد بن علی الرازی

الحکام القرآن - دار الخلافہ - مطبعہ الادب الاسلامیہ ، ۱۳۳۵ھ

ہجری رئیس احمد

اقبال اور سیاست علی - کراچی ، اقبال اکیڈمی (رت ن)

نواد علی

تاریخ العرب قبل الاسلام - بغداد ، المجمع العلمي العراقي ، ۱۹۵۵ء

جوہر ، ڈبیل سی ڈینٹ

جزیرہ اور اسلام - ترجمہ غلام رسول مہر لاہور شیخ غلام علی ، ۱۹۶۲ء

جوہری ، قطادری الاولیاء

الجوامع فی تفسیر القرآن - مصر ، مطبعہ الباب العلی ، ۱۳۳۵ھ ، ۲۲۰ ج

الحاکم ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ التوفی ۴۰۵

المستدرک علی الصحیحین فی الحدیث - صدر بادکن - دارالعارف النفاہیہ

۱۳۳۷ھ

حتی کے فلف

تاریخ غلام ترجمہ غلام رسول مہر لاہور ، شیخ غلام علی ، ۱۹۶۹ء

حنی تکلیف

تاریخ ملت عربی - ترجمہ کاشمی ، کراچی ، انجمن ترقی اردو

بلادی ، احمد بن یحیی

انساب الاشراف تحقیق محمد عبد اللہ ، القاہرہ ، دارالعارف ۱۹۵۹ء

بلادی ، احمد بن یحیی

فتوح البلدان القاہرہ ، مطبعہ الموسوعات ۱۳۶۹ھ

بلادی ، احمد بن یحیی

فتوح البلدان فتح صلاح الدین الخیر القاہرہ ، مکتبہ التہذیب العربیہ ۱۹۵۶ء

البیضاوی ناظر الدین عبد اللہ بن عمر - ۶۹۱ھ

افوا الترتیل و اسرار التاویل - مصر ، مطبعہ البانی

البیہقی احمد بن الحسین (۴۵۸)

السنن الکبری - جلد ۱ باد ، دائرة المعارف عثمانیہ ۱۳۳۵ھ

المیزنی ، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ

التعلیق فی شرح علی مشکاۃ المصابیح ترجمہ ادیس - دمشق ، مطبعہ الاحمدی

ترمذی ، ابو یحیی محمد بن یحیی

جامع الترمذی - دہلی ، مطبعہ قتبانی ، ۱۳۴۲ھ

ترمذی ، ابو یحیی محمد یحیی

شمائل ترمذی - دہلی ، مطبعہ قتبانی ، ۱۳۴۱ھ

التعالی - ابو یحیی

تاریخ خوارزم المعروف بکتاب خوارزم طوک الفرس و میرزم طہران

مکتبہ الاسدی ۱۹۳۳ء

تعالی ، عبدالرحمن بن محمد (۸۷۵)

کتاب الجوامع الحسان فی تفسیر القرآن - الجزائر ، احمد بن زکی ۱۹۵۳ء ، ۴ ج

ثناء اللہ محمد

تفسیر منہری - دہلی ، ندوۃ المصنفین ، ۱۹۶۶ء

حق کے قلم

عرب اور اسلام - ترجمہ رفعت مبارک الدین، دہلی، ندوۃ المصنفین ۱۹۵۱ء

حق کے - قلم

عربوں کا عروج و زوال - ترجمہ عبدالسلام - لاہور قومی کتب خانہ ۱۹۵۲ء

حسن ابراہیم حسن

تاریخ الاسلام سیاسی والدینی والثقافت والاقتصادی - مکتبہ الفہند

۱۹۵۳ء - ۳ - ج

حسن ابراہیم حسن

زعماء الاسلام - قاہرہ، مطبعہ النموذجیہ ۱۹۵۳ء

حسن الاظمیٰ محمد

العلم الاظم - کراچی، مکتبہ الخطیب

حفظ الرحمن سیوادی

قصص القرآن - کراچی، دارالاشاعت، ۱۹۵۲ء

حفظ الرحمن سیوادی

اسلام کا اقتصادی نظام، ندوۃ المصنفین، ۱۹۵۹ء

الحقانی، عبدالحق

تفسیر قرآن النان المشہورہ تفسیر متکمل لاہور شیخ غلام علی (ت)

حمزہ بن الحسن الاسفہانی

تاریخ لوک الاوضاع، مکتبہ، مطبع مظهر العجاہ، ۱۸۶۶ء

حمید اللہ

مول اکرم کی سیاسی زندگی - کراچی، دارالاشاعت، ۱۹۶۱ء

حمید اللہ

محمد نبوی کے میدان جنگ - حمید آباد دکن، (امٹانی پریس ۱۹۳۵ء)

حمید اللہ محمد

مجموعہ الوثائق السياسية - القاہرہ، لجنۃ التالیف والترجمہ والنشر ۱۹۵۳ء

الحازن، علی بن محمد بن ابراہیم

تغییر الحازن - مصر، مطبعہ مصطفیٰ محمد (ت)

الحضری بک

اقام الوفاء فی سیرۃ الخلفاء - قاہرہ، المکتبۃ التجاریہ الکبریٰ، ۱۹۵۵ء

الحضری، محمد

تاریخ الام الاسلامیہ - قاہرہ، مطبعہ المعارف (ت)

الحضری بک، محمد

قامات تاریخ الاسلامیہ الدولۃ العباسیہ - القاہرہ، مطبعہ الاستقارۃ ۱۹۵۳ء

خطاب، محمود شیت

آں حضرت بیثیت سپہ سالار، جعفری رئیس احمد مترجم - لاہور شیخ غلام علی

۱۹۶۶ء

الطیب، محمد حمید

رسالت خاتم النبیین - محمد عادل مترجم، کراچی، وصیہ الدین، ۲۰ ج

خلیفہ بن خیاط (۲۴۰)

تاریخ تفسیر بن خیاط - الخف، مطبعہ الآداب، ۱۹۶۰ء

نور شیدا احمد فاروق

حضرت ابوبکر صدیق کے سرکاری خطوط - دہلی، ندوۃ المصنفین، ۱۹۶۶ء

واثرہ معارف اسلامیہ

اردو واثرہ معارف اسلامیہ، لاہور، دانش گاہ پنجاب، ۶۹ - ۹۶۱۹۶۳

دحلان، احمد بن زین

الفتوحات الاسلامیہ بعد مضمی الفتوحات النبویہ - القاہرہ، مکتبہ الدینی، ۱۹۶۶ء

دروزة، محمد عزة

التفسير الحديث (المدرسة) حسب النزول، القاهرة، دار احيا و الكتب العربية ١٩٩١  
العمري، ابو عفيف احمد بن داود  
الانباري الطوال - ترجمه مرزا محمد منوره لاهور، مركزى اردو بوره، ١٩٩٩

الذهبي شمس الدين

تجريد اسما، النصاب - ميرزا باد، دائرة المعارف، ١٣١٥ هـ

الذهبي، ابو عبد الله شمس الدين

تنكير الحفاظ - ميرزا باد وكن، دائرة المعارف، ١٣٤٥ هـ

الذهبي، شمس الدين ابو عبد الله

الجزى في ترميم قبر - كويت، دائرة المطبوعات والنشر، ١٩٧١ هـ

الذهبي، ابو عبد الله

يزان الاعتدال في نقد الرجال، مصر، محمد سامي، ١٣٢٥ هـ، ج ٣

رازي، عبد الله

تاريخ كامل ايران - طهران، چاپخانه اقبال، ١٣٣٥ هـ ش

رازي، فخر الدين محمد بن ضياء الدين عمر

مقاييس الغيب الشتر، التفسير الكبير - استانبول، دار المطابع العامرة

الراغب الاصمغاني، ابو القاسم الحسين بن محمد (٥٠٢)

الدرر الى الشكاح الشريفة - الخيف الاشراف، منشورات مطبعه الجيديدية ١٩٧٥

راغب اصمغاني

مفردات القرآن - ترجمه محمد بن عمده الفلاح، لاهور، المكتبة القاسية ١٩٩٣ هـ

الرافع الاصمغاني، الحسين بن محمد (٥٠٢)

المفردات في غريب القرآن - القاهرة، مصطفى الباني الحلبي، ١٩٩١ هـ

دقاني، عبد الصمد

كتاب العشر والركوة - بيلوري (پنڈ) مكتبه امارت شرعية ١٣٦٢ هـ

رشيد بن زهير - (قرن خامس)

كتاب الفرائض والتف - الكويت، التراث العربي، ١٩٥٩ هـ

رشيد رضا، محمد

تفسير المنار - القاهرة، مطبعه المنار

رضا محمد

ابو بكر صديق، مصر، عيسى الباني، ١٩٣٥ هـ

الزرقاني، محمد

شرح الزرقاني على موطا الامام مالك - القاهرة، المكتبة الترمذية الكبرى، ١٩٥٩ هـ

الزرقاني، محمود بن عمر (٥٢٨)

الكتشاف، القاهرة، مطبعه الاسبقامه، ١٩٣٧ هـ

مبايع، مصطفى

حديث رسول كاشف شري - تمام ترجمه غلام احمد حري لاهور، ملك، برادرد

١٩٤١ هـ

سقاوي، شمس الدين

الاعلان بالتوبين لمن ذم الفاسق ترجمه محمد يوسف لاهور مركزى اردو بوره ١٩٧٥

المرغى، شمس الدين

المبسوط - القاهرة، مطبعه السعاده، ١٣٢٢ هـ

سعدى، شيخ صالح الدين

گلستان - دہلی، سب نگار کتاب گھر، ١٩٩٠ هـ

سيد احمد اكبر آبادي

صديق اكبر - دہلی، ندوة المصنفين، ١٩٩١ هـ

سلطان منصور پوري، قاسم محمد سليمان

دستور للعالمين - لاهور، شيخ غلام علي

سليمان ندوي

تاريخ ارض القرآن - اعظم گڑھ، مطبع معارف، ۱۳۳۲ھ۔

سليمان ندوي

تاريخ ارض القرآن - اعظم گڑھ، مطبع معارف، ۱۳۳۲ھ۔

سليمان ندوي

سيرۃ النبی - اعظم گڑھ، مطبع معارف، ۱۳۴۱ھ۔

سین، آر تھر کرٹون

ایران بعد ساسانی - ترجمہ محمد اقبال - دہلی، انجمن ترقی ادب، ۱۹۳۱ء۔

سیوطی، جلال الدین (۹۱۱)

الاتقان فی علوم القرآن، القاہرہ، مصطفیٰ البابی الحلبي، ۱۹۵۵ء۔

سیوطی، جلال الدین

تاریخ الخلفاء، ترجمہ شبیر احمد انصاری - کراچی، کتب خانہ شرفیہ، (رت ۱)

السیوطی جلال الدین عبدالرحمن

الجامع الصغیر فی احادیث البیہر والتذییر - لاہور، المکتبۃ الاسلامیہ، ۱۳۹۳ھ۔

سیوطی، جلال الدین عبدالرحمن

خصائص کبریٰ ترجمہ غلام معین الدین نعیمی - کراچی، معین پبلشنگ کمپنی، ۱۹۵۹ء۔

السیوطی، جلال الدین

الدر المنثور فی تفسیر ما لا یؤثر - القاہرہ، مطبعہ میمیہ، ۱۳۱۳ھ۔

الشافعی، محمد بن ادویس

الام - القاہرہ، مکتبۃ الصلیات الازہریہ، ۱۹۶۶ء۔

شکری فیصل

توکل النجی الاسلامی فی القرن الاول - القاہرہ، دار الکتاب العربی، ۱۹۵۵ء۔

شلیبی، احمد

التاریخ الاسلامی والحضارة الاسلامیہ - القاہرہ، مکتبۃ النهضة العربیہ، ۱۹۵۹ء۔

شلیبی، احمد

المبتجی الاسلامی والحضارة الاسلامیہ - القاہرہ، مکتبۃ النهضة العربیہ، ۱۹۶۲ء۔

الشوکانی، محمد بن علی بن محمد الشونی، ۱۲۵۵ھ۔

فتح القدیر، القاہرہ، مصطفیٰ البابی الحلبي، ۱۳۳۹ھ۔

الشوکانی محمد بن علی بن محمد

نیل الاطوار شرح منہج القیام - القاہرہ، مصطفیٰ البابی الحلبي، ۱۹۶۶ء۔

الشیرستانی، ابو الفتح محمد بن عبد الکرم

الملل والنحل - مصر، مصطفیٰ البابی الحلبي، ۱۹۶۱ء۔

شیخ زادہ

عاشیہ شیخ زادہ علی تفسیر القاضی بیضاوی - استانبول، المطبعۃ الثانیہ

ط حسین، حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق قرنی سے اردو ترجمہ شاہنشاہی

کراچی نفیس ایکڈمی، ۱۹۶۲ء، ص ۲۷۲۔

ط حسین

الشیخان، مصر، دار المعارف، ۱۹۶۰ء۔

ط حسین

مراۃ الاسلام - مصر، دار المعارف، ۱۹۵۹ء۔

طہار، راجب

تاریخ افکار و علوم اسلامی ترجمہ افتخار محمد خاں، لاہور اسلامک پبلیکیشنز، ۱۹۶۸ء۔

الطبرسی، ابو علی الفضل بن الحسن (۵۳۸)

تفہیم البیان فی تفسیر القرآن، سوریا، مطبعۃ العرفان، ۱۳۵۵ھ، ج ۱۰۔

الطبری، ابو جعفر محمد بن حرب

تاریخ الرسل والملوک - لیدن، ای، جے بریل، ۱۸۸۱ - ۱۸۸۲ ع۔



- طبری، ابو جعفر محمد بن جریر (۱۳۱) تاریخ طبری ترجمہ محمد ابراہیم - حیدر آباد دکن، دارالطبع جامعہ عثمانیہ، ۱۳۳۲ھ
- طبری، ابو جعفر محمد بن جریر تاریخ الامم والملوک (تاریخ طبری)، القاہرہ، المطبعہ المصنفیہ العربیہ - الطبری، ابو جعفر محمد بن جریر - التوفیق سنہ ۱۳۳۲ھ جامع البیان عن تامل آی القرآن - القاہرہ، مصطفی البابی الخلیف، ۱۳۵۵ھ
- الطہادی، ابو جعفر شرح معانی الآثار - دہلی، مطبع مصطفائی، سنہ ۱۳۳۲ھ
- الطہادی، ابو جعفر احمد بن محمد مشکل الآثار - حیدر آباد دکن، واٹر المعارف، ۱۳۳۳ھ
- طنطاوی، ابو ہریرہ التلخیص اور نگ زیب الجوامع فی تفسیر القرآن الکریم - القاہرہ، مصطفی البابی الخلیف، ۱۳۵۵ھ
- عالمگیر اور نگ زیب الفتاویٰ الہندیہ المسماة بالفتاویٰ العالمگیریہ - بولاق، المطبعہ الکبریٰ الایبریہ سنہ ۱۳۱۳ھ جمعاً من افاضل الہند وجمعہم نظام الدین بابر محمد اورنگ زیب عالمگیر - محمد الحق الاکلیل علی مدارک الشری - اسٹرا (لیما)، مطبع اکلیل المطابع، ۱۳۳۲ھ
- عبد الحق، محدث دہلوی مدارج النبوت - کراچی مدینہ پبلیشنگ کمپنی (ت ۱) ج ۲
- عبد الرحمن شاہ دہلی اکندری وآراوہ الفلسفیہ - اسلام آباد، مجمع البحوث الاسلامیہ، ۱۳۶۵ھ
- عبد الرشید، محمد اسحاق ریاست و حکومت - کراچی، علمی کتاب گھر، ۱۳۶۳ھ

- عبد العزیز سالم تاریخ العرب فی العصور الجالی - بیروت، دار النہد العربیہ، ۱۹۶۱ھ
- عبد القاہر بن طاہر بن محمد البغدادی (۳۲۶) الفرق بین الفرق - القاہرہ، مکتبہ محمد علی صبیح (ت ۱) عزیز، محمد دولت عثمانیہ - اعظم مدرسہ، معارف پریس، ۱۹۵۵ھ
- علی، عبد کراچی مجلس خدام الامم، ۱۹۶۶ھ
- علی، القسطنطین بن مسام الدین التوفیق ۹۶۵ھ کسیرالرجال فی سنی الاقوال والافعال - حیدر آباد دکن، واٹر المعارف، ۱۳۱۳ھ
- عمر ابو النصر میرت ابو بکر صدیق عربی سے اردو ترجمہ شیخ محمد پانی پتی، لاہور، ادارہ فروغ اردو، ۱۹۵۵ھ
- العینی، بدر الدین ابی محمد (۸۵۵) حمدہ القاری شرح صحیح البخاری - القاہرہ - ادارہ الطبعہ الخیریہ (ت ۱) عزالی، محمد کیماے سعادت ترجمہ نائب نقوی - لاہور، شیخ نظام علی (ت ۱) عزالی، محمد خاق العارفین - ترجمہ امجد العلوم - محمد حسن صدیقی مترجم لاہور - ملک سراج الدین الفراء الخلیل ابو بکر محمد بن الحسن الاحکام السلطانیہ - القاہرہ، مصطفی البابی الخلیف، ۱۳۵۵ھ

- قدا من بن جعفر  
 کتاب الخراج (اردو) حیدر آباد دکن، دارالطبع فتانہ، ۱۳۳۹ھ۔  
 القزطی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد  
 التاج للاحکام القرآن۔ القاہرہ، دارالکتب المصریہ، ۱۹۳۸ء۔  
 قطب، سید  
 اسلام کا نظام عدل۔ عربی سے ترجمہ محمد نجابت اللہ صدیقی، لاہور،  
 اسلامک پبلی کیشنز، ۱۹۶۳ء۔  
 قطب، سید  
 قحطال القرآن۔ القاہرہ، مکی الباب الہی  
 انکاسانی، طاہر الدین ابی بکر بن مسعود  
 بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع۔ القاہرہ، شکر المطبوعات العلمیہ، ۱۳۳۲ھ۔  
 کرشن آرتھر  
 ایران بعد ساسانیان اردو ترجمہ انفرانسیس محمد اقبال۔ دہلی، انجمن ترقی ادب  
 ہند، ۱۹۴۱ء۔  
 الکلاعی، سلیمان بن موسیٰ  
 الاکتافی مفاتیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ القاہرہ، مکتبہ النابی، ۱۹۹۸ء۔  
 حمید میمن، ڈی  
 اجتماعی تعلقات۔ لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز  
 گیلانی، منظر احسن  
 تدوین حدیث۔ کراچی، ادارہ مجلس علی، ۱۹۵۶ء۔  
 ناکہ ام  
 موطا امام باک ترجمہ وحید الزمان۔ کراچی، نور محمد کارخانہ تجارت کتب  
 (تاریخ)
- الماوردی، ابو الحسن علی بن محمد۔ المتوفی ۴۵۰ھ  
 الاحکام السلطانیہ۔ القاہرہ، مصطفی الباب الہی، ۱۳۸۰ھ۔  
 حبیب اللہ، حافظ  
 اہل کتاب صحابہ و تابعین۔ انظم غرہ، مطبع معارف، ۱۹۵۱ء۔  
 الحبیب الطبری، ابو جعفر احمد  
 الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ۔ میدان، مکتبہ الدینیہ، ۱۳۹۰ھ۔  
 محمد اعلیٰ بن علی  
 کشف اصطلاحات الفنون۔ مکتبہ الرشیدیہ کنگ سوسائٹی آف بنگال، ۱۸۳۶ء۔  
 محمد بن حبیب، ابو جعفر (۲۳۵ھ)  
 کتاب الحج۔ حیدر آباد دکن، واٹر المعارف الشانیہ، ۱۳۷۱ھ۔  
 محمد حنفیہ ندوی  
 اساسیات اسلام۔ لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۶۳ء۔  
 محمد مایع حسن ندوی  
 جغرافیہ ممالک اسلامیہ۔ کھٹنہ، دارالعلوم ندوۃ العلماء، ۱۹۶۲ء۔  
 محمد شفیق، مفتی  
 اسلام کا نظام الاصل مع فتوح الہند، ادارہ المعارف، ۱۳۸۳ھ۔  
 محمد شفیق، مفتی  
 فخر نبوت، (اشاعت چہارم)۔ کراچی، ادارہ المعارف، ۱۹۶۵ء۔  
 محمد شفیق، مفتی  
 قرآن میں نظام نکوۃ کراچی، ادارہ المعارف، ۱۹۶۲ء۔  
 محمد شفیق، مفتی  
 معارف القرآن، کراچی، ادارہ المعارف، ۱۹۶۹ء۔  
 محمد ہاشم سندھی  
 عہد نبوت کے ۱۰ سال ترجمہ یوسف لدھیانوی، لاہور، چودھری موست، ۱۹۶۷ء۔

نعمان يوسف

حياة الصغار، غنى ولى، اواره اشاعت ونيات، ١٣٨٢هـ، ج ٢ -

مرفعى الزبيدى، نعمان

تاج العروس شرح القاموس - القا هو، مطبعه الخيرييه ١٣٨٢هـ -

مرفىا فى، على بن الحى

الهداية - دلى - مطبع جتبانى، ١٣٥٥هـ -

السعودى، ابو الحسن على بن الحسين (المتوفى ٣٣٥هـ)

التبتيه والاشراف - القا هو، مكتبه الشرق الاسلاميه ١٩٣٨هـ -

السعودى، ابو الحسن على بن الحسين

مروج الذهب و معادن الجواهر فى التاريخ - اسطنبول، الخزائن المعجونه

العبد الضعيف نعمان السورى (ت ١١٠٠هـ)

مسلم بن الحجاج

مصحف مسلم بشرح نوى - قا هو، المطبعه العربيه ١٣٣٩هـ -

مصطفى سباهى

حديث بول بشارى فى مقام ترجمه غلام احمد حري - لاهور، كنگر پور، ١٩٤٠هـ -

مصطفى، محمد ابراهيم

ابو بكر الصديق - القا هو، دار الفكر العربيه

معين الدين احمد شاه

اسلام ادرعبي محمد - اعظم مرمره، مطبع المعارف، ١٩٥٢هـ -

معين الدين ندى

نقلاء، راسدين، اعظم مرمره، مطبع دارالمنشئين، ١٣٤٢هـ -

معين الدين محمد بن عبد الرحمن الابن الشافى (٨٣٣ - ٨٩٠م)

جامع البيان، كوجا نوال، دار النشر مكتب الاسلاميه، ١٩٤٩هـ -

المقدس، الطهر بن طاهر

كتاب البدا، والتاريخ - باريز، الخواجه ارست لرو الصفا، ١٩٠٣هـ -

مودودى، ابوالاعلى

سود - لاهور، اسلامك پبلى كيشن ١٩٧٨هـ -

مودودى، ابوالاعلى

تفسير القرآن - لاهور، ترجمان القرآن -

النسائى، ابو عبد الرحمن، احمد بن على

سفن النسائى - قا هو، المطبعه المصريه (ت ١١٠٠هـ)

النشأه على ساهى

نشأه الفكر الفلسفى فى الاسلام - اسكندريه، مطبعه المصريه، ١٩٦٧هـ -

واقدى، محمد بن عمرو

شروع الحرب ترجمه قوت العرب متازيگ مترجم - دلى كتب خاناه شريفه

الواقدى، محمد بن عمرو

فخو الشام، اسطنبول، المطبعه العثمانيه، ١٣٠٢هـ -

واقدى، محمد بن عمر التوفى ٥٢٠هـ -

كتاب الغازى، تحقيق ياروسى بونس، لندن، عامر ام سكفور، ١٩٦٦هـ -

وحيد الزمان

لغات الحديث - كراچي، نور محمد كازانز تجارت كتب -

ولبر، دودا لد

ايمان اضيها و عاصم ترجمه عبد المنعم محمد عسنيين - القا هو، مكتبه مصر

١٩٥٨هـ -

ولما الله دوى، شاه

ازاد القفاء عن غلاظ ترجمه عبد الكور و انشاء الله - كراچي، محمد سعيد انكشتر

تاجران كتب قرآن محل (ت ١١٠٠هـ)

ولی اللہ، شاہ

جید اللہ البانگ ترجمہ محمد اسماعیل، لاہور، شیخ غلام علی رتن  
ولی اللہ، شاہ (۱۱۷۹)

غیر کثیر ترجمہ عبدالرحیم، ممبئی، انیسٹے مولوی غلام رسول (ت)  
ولی اللہ، شاہ

قرۃ العینین فی تفضیل الشیعین، لاہور، المکتبۃ السلفیہ، ۱۹۷۹ء  
ولی اللہ، شاہ

مصطفیٰ و موصی شرح موطا امام الکلب، دہلی، کتب خانہ رحیمیہ، ۱۳۳۷ھ  
ہاشمی، یوسف عباس

درد بن لوطی۔ بڑیل آف پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، جنوری ۱۹۹۶ء  
ہمدانی، ابو محمد البیہ بن احمد (۳۳۳)

کتاب صفۃ جرمۃ العرب، مصر، مطبعۃ السعادیہ، ۱۹۵۳ء  
ہیکل، محمد حسین

ابوبکر صدیق اکبر ترجمہ محمد احمد بی بی پی۔ لاہور، مکتبہ جدید، ۱۹۵۵ء  
یا قوت الحموی

مجموع البلدان۔ بیروت، دار بیروت، ۱۳۷۵ھ  
الیعقوبی، احمد بن ابی یعقوب (تقریباً ۲۸۴)

تاریخ الیعقوبی، بیروت، دار بیروت، الطباعہ و النشر، ۱۹۷۹ء  
الیعقوبی، احمد بن ابی یعقوب بن جعفر

تاریخ الیعقوبی، ای جے پریس، ۱۹۹۶ء  
یوسف الدین، محمد

اسلام کے معاشی نظریے۔ حیدرآباد دکن، مطبع ابراہیم، ۱۹۵۰ء

Benjamin, S.G.W.  
Persia, 4th Ed. London, T.Fisher Unwin, 1888.

(The) Encyclopaedia Britannica, 11th Ed. New York,  
Encyclopaedia Britannica, N.D.

(The) Encyclopaedia of Islam, Leyden, E.J.Brill,  
(N.D)

Gebbon, Edward.  
(The) Decline and Fall of the Roman Empire,  
New York, Modern Library (N.D)

Hitti, Philip, K.  
(The) Arabs, 3rd ed. London, Macmillan, 1956.

Hitti, Philip, K.  
History of the Arabs, London, Macmillan, 1960.

Malcolm, John.  
(The) History of Persia. London, Longman,  
1815.

Muir, William.  
(The) Caliphate. Its Rise, Decline and Fall.  
Edinburgh, John Grant, 1915.

O'Leary, D.D.  
Arabia Before Muhammad. London, Kegan Paul,  
1927.

Sykes, Percy.  
History of Persia. 3rd ed. London, Macmillan  
and Co., 1951.









جلیلیہ ص ۲۲۱-۲۲۳	لوہان ص ۳۵۵-۳۵۶
میرزا بن جلیلیہ ص ۳۹۱	شیخ دکن ص ۱۹۲-۱۹۳
پہلی ص ۳۹۱	نارین عبد اللہ ص ۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴
حاجی ص ۲۴۷	جابر بن علی ص ۱۸۷
عادت ص ۳۲۹-۳۳۱	جبرائیل علیہ السلام ص ۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲
الحارث بن کلال ص ۳۰۳	۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷
حاضر ص ۳۸۰-۳۸۱	جلیلین الامم ص ۲۱۸
حوالہ ص ۳۳۳-۳۳۴	جلیلیہ ص ۲۳۳
حجرت ص ۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱	جہانم ص ۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵
حق نیک ص ۲۹۸	جرف ص ۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲
حقارص ۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲	جرجی ص ۳۹۳-۳۹۴
۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱	جری بن عبد اللہ بن علی ص ۳۱۲
۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷	الجزیرہ ص ۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶
۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳	جہانم ص ۳۲۰
۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹	جلیل بن مراد ص ۲۳۱-۲۳۲
۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵	جلیل بن المسکیر ص ۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳
۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱	جلولہ ص ۲۶۷
۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷	جم ص ۱۹۲
۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳	جل ص ۲۶۶
۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹	جن ص ۱۲۶
۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵	جوٹا ص ۱۸۱
۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱	جوہر بنیرہ ص ۳۱۸
۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷	جوہر بنیرہ (۱) ص ۳۳۳

۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳	جی العقیب ص ۲۸۳
۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹	جی عمرو ص ۱۷۷
۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵	جی عوف ص ۱۹۳
۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱	جی فزادہ ص ۳۲۳
۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷	جی مدح ص ۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹
۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳	جی مصطفیٰ ص ۲۲۱
۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹	جی مؤمن ص ۱۰۵
۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵	جی ہاشم ص ۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳
۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱	بوران وخت ص ۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸
۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷	برہا ص ۳۹۲
۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳	برہام جوہر ص ۱۹۲-۱۹۳
۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹	برہام گور ص ۱۹۳
۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵	بیت اللہ ص ۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵









[illegible]























کتابخانه ملی  
جمهوری اسلامی ایران

کتابخانه ملی  
جمهوری اسلامی ایران

کتابخانه ملی  
جمهوری اسلامی ایران

کتابخانه ملی  
جمهوری اسلامی ایران

کتاب در باب طهرت و نجاست  
مؤلف: علامه محمد باقر مجلسی  
موضوع: فقه اسلامی  
تألیف: ۱۲۰۴ هجری قمری  
مطبع: مطبعه آستان قدس  
شماره ثبت: ۱۳۵۴۷۰۰۰۰۰۰۰۰

تألیف

MAFIZ MOJIB MOJIBODDIN  
(F. of. Grad.)  
MAFIZ MOJIB MOJIBODDIN  
MAFIZ MOJIB MOJIBODDIN  
MAFIZ MOJIB MOJIBODDIN

AF-995

399 18

طوبیٰ ریسرچ لائبریری  
اسلامی اردو، انگلش کتب،  
تاریخی، سفرنامے، لغات،  
اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

[toobaa-elibrary.blogspot.com](http://toobaa-elibrary.blogspot.com)